صراط الصالحین

جلد دوم

اهدنا الصراط المستقیم

صراط الذین انعمت علیهم

ترتیب وتالیف

سید امیر خان نیازی

العارفین

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صراط الصالحین

جلد دوم

زیر نگرانی

سلطان الفقر ششم

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سروری قادری صاحب

بانی اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین

ترتیب و تالیف

سید امیر خان نیازی سروری قادری

العارفین پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور-پاکستان

ہیڈ آفس: دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھوؒ ضلع جھنگ (پنجاب) پاکستان

فون نمبر: 0092-47-5320594, 5320694

آفس: آفس نمبر 9، سیکنڈ فلور، اسلم آرکیڈ، 16 میکلوڈ روڈ، لاہور

فون: 0092-42-7366066 فیکس: +92-42-37509009

ویب سائٹ: www.alfaqr.net ای میل: alarifeenpublication@hotmail.com

Marfat.com

© All Copy Rights reserved with
AL-ARIFEEN PUBLICATIONS
Lahore - Pakistan

نام کتاب — صراط الصالحین جلد دوم

رشحات قلم — سید امیر خان نیازی سہروردی قادری

باراوّل — 1995ء

ایڈیشن — 4

اشاعت — جنوری 2015ء

ISBN 978-969-9290-12-1

باہتمام

العارفین پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور۔پاکستان

ہیڈ آفس: دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھو ضلع جھنگ (پنجاب) پاکستان
فون نمبر: 0092-47-5320594, 5320694

آفس: آفس نمبر 9، سیکنڈ فلور، اسلم آرکیڈ، 16 میکلوڈ روڈ، لاہور
فون: 0092-42-7366066 فیکس: 0092-42-5419660
ویب سائٹ: www.alfaqr.net ای میل: alarifeenpublication@hotmail.com

Marfat.com

انتساب

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت صاحبزادہ

سلطان محمد معظّم علی صاحب مدظلہ

کے نام

Marfat.com

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے؟
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے؟
بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے؟
کسے نہیں ہے تمنائے سروری لیکن
خودی کی موت ہو جس میں وہ سروری کیا ہے؟

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

اَمَّا بَعْدُ :

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم ، آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفقت اور اپنے مرشدِ پاک کی نگاہِ فیض بخش سے "صراط الصالحین" کی دوسری جلد منظر عام پر لانے میں کامیاب ہو گیا ہوں ۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے ، ورنہ مجھے اپنی علمی استعداد کے متعلق کوئی خوش فہمی نہیں ہے ۔ "صراط الصالحین جلد اوّل" کی تالیف و تدوین کے بعد ارادہ ہوا تھا کہ اس کی دو تین نہیں تو کم از کم ایک جلد اور لکھی جائے اس لیے پہلے حصے پر " جلد اوّل " لکھ دیا ۔ گویا جلد دوم کا لکھنا خود پر واجب کر لیا ۔ کچھ دنوں بعد جب "جوشِ خدمت" ٹھنڈا ہوا اور اپنے "مبلغ علم" سے رجوع کیا تو دور دور تک موضوع بنتا نظر نہ آیا ۔ گھبرا کر سیدنا حضرت صاحبزادہ سلطان محمد اصغر علی صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں باطنی مدد کی التجا کی ۔ آپ ان دنوں منبعِ جود و سخا ، شہبازِ عارفاں حضرت سلطان پیر محمد بہادر شاہ مشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضر تھے اور یہ وہ دربار ہے جہاں کسی طالب کا کوئی سوال رائیگاں نہیں جاتا ۔ آپ مسکرائے اور فرمایا : "نیازی صاحب ! گھبراتے کیوں ہو ؟ اللہ مہربان ہو گا اور حضور پیر صاحب شفقت فرمائیں گے ۔"

اور واقعی مہربانی ہو گئی ، موضوع بھی ذہن میں آتے چلے گئے اور اخذ و نقل کے اسباب بھی بنتے چلے گئے حتیٰ کہ مسودہ تیار ہو گیا اور میں نے اس کے باطنی حصے کو حضرت سلطان محمد اصغر علی صاحب بانیٔ اصلاحی جماعت کی خدمت میں پڑھ کر سنایا ۔ آپ نے اسے پسند فرمایا اور اذنِ کتابت فرما دیا ۔ بعد میں سارا مسودہ

Marfat.com

اپنے پڑوسی حضرت مولانا حاجی محمد صادق سیالوی صاحب خطیب جامع مسجد محمدی محلہ شیخانوالہ کمالیہ کی خدمت میں اصلاح کی غرض سے پیش کیا۔ اُنہوں نے "اصلاح" فرما کر مجھے زیرِ بارِ احسان کیا اس لیے میں ان کا شکر گزار ہوں۔

اب کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے، آپ کو اس کی مزید اصلاح کی دعوت ہے۔ خاص طور پر علمائے کرام سے ملتمس ہوں کہ اگر کہیں کوئی خامی یا اصلاح طلب معاملہ پائیں تو راہنمائی فرماتے ہوئے مجھے اس سے آگاہ فرما دیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں دُرستی کر لی جائے۔

میں ان سب حضرات کا احسان مند اور مشکور ہوں جنہوں نے میری مالی اور اخلاقی مدد فرما کر مجھے کتاب کو منظرِ عام پر لانے کے قابل بنایا ہے۔ خاص کر حضرت صاحبزادہ سلطان محمد اصغر علی صاحب کا کہ انہوں نے مجھے راہِ حق کا راہی بنا کر دینِ حق کی خدمت کے قابل بنایا۔

حضرت صاحبزادہ سلطان معظم علی صاحب کا کہ اُنہوں نے مجھے مطلوبہ لٹریچر عطا فرمایا اور حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر الطاف علی صاحب کا کہ اُنہوں نے میری پہلی کاوش "صراط الصالحین جلد اوّل" کو حد سے زیادہ سراہتے ہوئے مجھے مزید آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا اور خاص طور پر "جہاد بالسیف" پر لکھنے کا مشورہ دیا۔

عزیزی شیخ نوید احمد قادری صاحب کا کہ انہوں نے کتاب کی تیاری اور اس کو منظرِ عام پر لانے کا عملی کام کیا، اس کا ٹائیٹل اور کلر سکیم انہی کی ذہنی کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر سے نوازے اور میری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور میری نیت کے کھوٹ کو دُور فرمائے۔ آمین

○

۲۲، جولائی ۱۹۹۶ء

سید امیر خان نیازی سروری قادری
سکنہ ڈُرے خیلا نوالہ چھدرو روڈ میانوالی
حال محلہ شیخانوالہ کمالیہ

Marfat.com

فہرستِ مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
پیش لفظ	۵
ابتدائے خلق اور مرتبۂ انسان	۱۵
ابتدائیہ	۳۱
طہارتِ ظاہری و طہارتِ باطنی	۳۹
مسائلِ استنجا	۷۰
احکامِ وضو	۴۳
مسواک کی تاکید	۴۶
وضو کرنے کا طریقہ	۴۷
وضو کے فرائض	۴۹
وضو کی سنتیں	۴۹
وضو کے مستحبات	۵۰
وضو کے مسائل	۵۰
وضو ٹوٹنے کے مسائل	۵۲
مکروہاتِ وضو	۵۸
معذور کا وضو	۵۹
غسل، غسل کا مسنون طریقہ	۶۲
غسل کے فرائض	۶۲
غسل کی سنتیں	۶۳
مسائلِ غسل	۶۴
وجوہاتِ غسل	۶۶
وہ پانی جس سے وضو و غسل کرنا درست ہے۔	۷۲
کنوئیں کے پانی کے مسائل	۷۷
آدمی اور جانوروں کے جھوٹے کے مسائل	۸۲
احکامِ تیمم	۸۵
تیمم کی ضرورت	۸۶
مسائلِ تیمم	۸۷
تیمم کرنے کا مسنون طریقہ	۸۹
تیمم کے متفرق مسائل	۹۰
تیمم کے فرائض	۹۰
موزوں پر مسح کرنا	۹۴
موزوں پر مسح کرنے کے مسائل	۹۵

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
مسائلِ نجاست	۹۹
نجس چیزوں کو پاک کرنے کے مسائل	۱۰۴
حیض کا بیان	۱۰۹
نفاس کا بیان	۱۱۴
حیض ونفاس کے احکام	۱۱۶
استحاضہ کے احکام	۱۲۲
نماز	۱۲۳
نماز کی حقیقت اور اس کی رُوح	۱۲۶
اعمالِ نماز کی حقیقت اور روح کا پیدا کرنا۔	۱۳۲
نماز میں قرأت واذکار کی حقیقت	۱۳۷
بے حضورِ دل کا علاج	۱۳۸
حنفی مسلک کے مطابق نماز کا طریقہ (مردوں کے لیے)	۱۴۲
نماز کی نیت	۱۴۳
قبلہ کی طرف رُخ کرنا	۱۴۳
ثنا، تعوذ، التسمیہ، فاتحہ، سورۃ اخلاص رکوع، قومہ (قیام) سجدہ، قعدہ، تشہد درودِ ابراہیمی، دُعا، دعائے وتر۔	۱۴۴

عنوان	صفحہ نمبر
نمازِ وتر	۱۴۹
مسائلِ وتر	۱۵۰
پنجگانہ نمازوں کے اوقات	۱۵۱
نمازوں کی رکعات	۱۵۵
سُنّت ونفل نمازیں	۱۵۵
اذان اور اذان کا طریقہ	۱۵۹
اذان کے مسائل	۱۶۰
اذان کا جواب	۱۶۱
اذان ومؤذن کی فضیلت	۱۶۱
اذان کے بعد کی دُعا	۱۶۳
اقامت	۱۶۳
مسائلِ تکبیر	۱۶۴
مسجد کا بیان	۱۶۵
آدابِ مسجد	۱۶۵
فضائلِ مسجد	۱۶۵
مسجد میں ممنوعات	۱۷۰
مسجد میں مکروہات	۱۷۱
مسجد میں کرنے والے کام	۱۷۱
مسجد کی نماز کے فضائل	۱۷۱
عورتوں کا مسجد میں آنا	۱۷۲
گھر کی نماز	۱۷۴

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
تحیۃ المسجد	۱۷۴
باجماعت نماز	۱۷۵
جماعت میں صف بندی	۱۷۸
صفِ اوّل کی اہمیت	۱۸۰
صفوں کی ترتیب	۱۸۱
مسائلِ جماعت	۱۸۲
باجماعت نماز کا طریقہ	۱۸۴
باجماعت نماز کے مسائل	۱۸۵
جماعت کی امامت	۱۸۶
جماعت میں مقتدیوں کی رعایت	۱۸۸
مقتدیوں کے احکام و مسائل	۱۸۹
مقتدیوں کی قسمیں	۱۹۰
مقتدیوں کے عمومی مسائل	۱۹۱
مسبوق جماعت میں کس طرح شامل ہو	۱۹۲
مسبوق اپنی بقیہ نماز اس طرح ادا کرے۔	۱۹۳
مسبوق کی بھول کے مسائل	۱۹۴
لاحق کی نماز	۱۹۵
دوسری جماعت	۱۹۵
نماز میں لقمہ دینا	۱۹۶
نماز کی شرائط	۱۹۷

عنوان	صفحہ نمبر
نماز کے فرائض	۱۹۸
نماز کے واجبات	۲۰۰
نماز کی سُنّتیں	۲۰۲
نماز کے مُستحبّات	۲۰۴
مُفسداتِ نماز	۲۴۴
نماز ٹوٹنے کے مختلف مسائل	۲۰۷
مرد کے ساتھ عورت کا کھڑا ہونا	۲۰۸
مکروہاتِ نماز	۲۰۹
مسائلِ قرأت	۲۱۱
سجدۂ سہو کے مسائل	۲۱۳
قضا نمازوں کا پڑھنا	۲۲۲
قضا نمازوں کا فدیہ	۲۲۵
نماز توڑ دینے کا حکم	۲۲۵
نمازی کے سامنے سے گزرنے کے مسائل۔	۲۲۷
آدابِ نماز	۲۲۹
بیمار کی نماز	۲۳۲
معذور کی نماز	۲۳۵
مسافر کی نماز	۲۳۷
عورتوں کے لیے نماز پڑھنے کا طریقہ۔	۲۴۲
عورتوں کی نماز کے مسائل	۲۴۳

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
عورتوں کی جماعت	۲۴۳	فطرانہ یعنی صدقۂ فطر	۲۷۰
مرد امام کے پیچھے عورتوں کی نماز	۲۴۳	خطبۂ عید الفطر	۲۷۲
خانہ بدوش کی نماز	۲۴۴	خطبۂ عید الاضحیٰ	۲۷۳
بچوں کی نماز	۲۴۵	نمازِ تراویح	۲۷۵
سوار کی نماز	۲۴۶	نمازِ خوف	۲۷۸
کاروباری حضرات کی نماز	۲۴۷	**موت کا بیان**	۲۸۳
جنگل اور باغ کے اندر نماز	۲۴۸		
بیت اللہ کے اندر اور اُس کے		میت کو غسل دینا	۲۸۴
ارد گرد کی نماز	۲۴۹	میت کو کفن دینا	۲۸۶
ملازمینِ جہاز کی نماز	۲۵۰	جنازہ لے چلنے کے مسائل	۲۸۹
مجبور قیدی کی نماز	۲۵۱	نمازِ جنازہ	۲۹۰
		نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ	۲۹۳
نمازِ جمعہ	۲۵۲	میت کو قبر میں دفن کرنا	۲۹۵
نمازِ جمعہ کی شرائط	۲۵۴	زیارتِ قبور	۲۹۸
مسائلِ نمازِ جمعہ	۲۵۶	تعزیت کرنا	۳۰۰
نمازِ جمعہ کے لیے تیاری	۲۵۸	سوگ اور نوحہ	۳۰۱
خطبۂ جمعہ (اول)	۲۶۱	**روزہ**	۳۰۴
خطبۂ جمعہ ثانیہ	۲۶۲		
		روزے کا باطن	۳۱۳
عیدین کی نماز	۲۶۴	روزہ کے فرائض اور سنتیں	۳۱۹
نمازِ عید کے مسائل	۲۶۵	روزہ کے مسائل	۳۲۰

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
چاند دیکھنے سے متعلق مسائل	۳۲۲
روزہ کب ٹوٹتا ہے ؟	۳۲۴
قضا روزے کے مسائل	۳۲۷
نذر کا روزہ	۳۲۹
نفل روزہ	۳۳۰
مسائلِ سحری	۳۳۱
افطاری کے مسائل	۳۳۴
کفارہ کے مسائل	۳۳۶
روزہ توڑ دینے کے جواز	۳۳۸
روزہ نہ رکھنے کے جواز	۳۳۹
روزے کا فدیہ	۳۴۰
اعتکاف	۳۴۱
ارکانِ اعتکاف	۳۴۱
اعتکاف کی شرائط	۳۴۱
اعتکاف کی قسمیں	۳۴۲
واجب اعتکاف	۳۴۳
واجب اعتکاف کے مسائل	۳۴۳
سُنّت اعتکاف	۳۴۴
مسائلِ اعتکاف	۳۴۴
مفسداتِ اعتکاف	۳۴۸

عنوان	صفحہ نمبر
اعتکاف کی قضا	۳۴۹
اعتکاف توڑ دینے کی اجازت	۳۵۰
نفل اعتکاف	۳۵۰
خواتین کا اعتکاف	۳۵۱
لیلۃُ القدر	۳۵۳
زکوٰۃ	۳۵۹
زکوٰۃ کی حقیقت	۳۶۶
زکوٰۃ دینے کے آداب	۳۷۳
زکوٰۃ کی ظاہری صورت	۳۷۸
نصابِ زکوٰۃ	۳۷۹
سونے چاندی کی زکوٰۃ	۳۸۰
مالِ تجارت کی زکوٰۃ	۳۸۲
اونٹوں کی زکوٰۃ	۳۸۳
گائے بھینس کی زکوٰۃ	۳۸۴
بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ	۳۸۵
عشر	۳۸۶
زکوٰۃ کے مصارف	۳۸۸
زکوٰۃ و صدقات کی عجیب و غریب رمز	۳۹۱
زکوٰۃ کے ضروری مسائل	۳۹۳

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
جن لوگوں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے	۳۹۶	گیارہویں ذوالحجہ کو جمرات کی رمی	۴۴۲
		بارہویں ذوالحجہ کی رمی	۴۴۳
حج	۴۰۰	مکہ مکرمہ کو واپسی	۴۴۴
ظاہری حج و باطنی حج	۴۰۵	طوافِ وداع	۴۴۵
حج کی عبرتیں	۴۱۲	آدابِ حج	۴۴۸
احکامِ حج	۴۱۶	آدابِ سفر	۴۴۸
ارکانِ حج	۴۱۶	آدابِ احرام	۴۵۰
واجباتِ حج	۴۱۶	محرماتِ احرام	۴۵۲
حج کی سنتیں	۴۱۸	مکروہاتِ احرام	۴۵۳
حج کی قسمیں	۴۱۹	آدابِ بیت اللہ	۴۵۴
اصطلاحاتِ حج	۴۲۱	آدابِ طواف	۴۵۷
اعمالِ حج	۴۳۰	طواف کرنے کا طریقہ	۴۵۹
منیٰ سے عرفات کو روانگی	۴۳۱	مقامِ ابراہیم پر نفل پڑھنا	۴۶۲
وقوف کا طریقہ	۴۳۲	ملتزم کی حاضری	۴۶۴
قیامِ مزدلفہ	۴۳۵	آبِ زمزم پینا	۴۶۵
وقوفِ مزدلفہ	۴۳۶	محرماتِ طواف	۴۶۵
منیٰ کو روانگی	۴۳۶	مکروہاتِ طواف	۴۶۶
رمی کرنا	۴۳۸	آدابِ سعی	۴۶۷
قربانی	۴۳۹	مکروہاتِ سعی	۴۶۹
حلق یا قصر	۴۴۰	تکمیلِ عمرہ کے لیے سر منڈانا	۴۶۹
طوافِ زیارت	۴۴۱	احکامِ جنایات	۴۷۱

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
احرام کے بغیر میقات سے گزرنا	۴۷۳
خوشبو لگانا	۴۷۳
بال دور کرنا	۴۷۵
سلا ہوا کپڑا پہننا	۴۷۶
سر یا منہ کا چھپانا	۴۷۶
جوئیں مارنا	۴۷۸
ناخن کاٹنا	۴۷۸
حالتِ احرام میں جماع کرنا	۴۷۸
حدودِ حرم کی جنایات	۴۷۹
طواف کی جنایات	۴۸۰
سعی کی جنایات	۴۸۱
وقوفِ عرفہ اور مزدلفہ کی جنایات	۴۸۱
رمی کی جنایات	۴۸۲
قربانی اور حلق کی جنایات	۴۸۲
روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری.	۴۸۳
جہاد	۴۹۰
جہاد کی اقسام	۴۹۷
نفس کے خلاف جہاد	۴۹۷
جان کے ذریعے جہاد	۵۰۱
مال کے ذریعے جہاد	۵۰۲
علم و قلم کے ذریعے جہاد	۵۰۵
داخلی جہاد	۵۰۶
دفاعی جہاد	۵۰۷
اقدامی جہاد	۵۰۸
فتنہ و فساد کے خلاف جہاد	۵۰۹
عہد شکن اور منافقین کے خلاف جہاد.	۵۱۰
ظالم و جابر حکمران کے خلاف جہاد	۵۱۳
مقاصدِ جہاد	۵۱۴
جہاد کی فرضیت	۵۱۵
مسلح جہاد کے احکام	۵۱۶
جہاد میں کامیابی کے بنیادی اصول.	۵۱۷
جنگ کے لیے تیاری	۵۱۷
اللہ پر بھروسہ	۵۱۸
ثابت قدمی	۵۱۹
اتحاد	۵۲۰
ذکر اللہ کی کثرت	۵۲۰
اطاعتِ امیر	۵۲۱
کامیابی پر بھروسہ	۵۲۱

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
احکامِ الٰہی کی پابندی	۵۲۱	اسیرانِ جنگ سے سلوک	۵۲۹
صلحِ جہاد کی شرائط	۵۲۱	مالِ غنیمت	۵۳۲
غیر اہلِ قتال کی حرمت	۵۲۶	معاہد اور ذمیوں کے حقوق	۵۳۴
تخریبی اور وحشیانہ اقدام سے اجتناب	۵۲۷	ترکِ جہاد کی سزا	۵۳۷

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتداءِ خلق اور مرتبۂ انسان

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور جس نے درجات کو عابدوں کے لیے اور مراتبِ قرب کو عارفوں کے لیے محفوظ فرمایا ہے اور بے حد و بے حساب، لامحدود درود و سلام ہوں سرورِ دو عالم، حبیبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نورِ جمال سے پیدا فرمایا۔ جیسا کہ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "خَلَقْتُ رُوْحَ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) مِنْ نُوْرِ وَجْهِي"۔

(نقل واخذ از سر الاسرار)

ترجمہ: "میں نے رُوحِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے چہرے کے نُور سے پیدا کیا ہے"۔

اور درود و سلام ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل پر، آپ کے اصحاب پر، آپ کی ازواجِ مطہرات پر، اور آپ کے اہلِ بیت پر کہ یہ سب ہدایت نما ستارے ہیں جن کی اِقتدار کرنے والا نُورِ نبوت سے نوازا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے کہ:۔

"اَصْحَابِىْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ"

ترجمہ: "میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں اُن میں سے جس کی بھی اِقتدار کرو گے، راہِ ہدایت پاؤ گے"۔

اَمَّا بَعْدُ! "مراۃ الصالحین جلد اوّل" میں واضح کیا جا چکا ہے کہ اِس برباد ہونے والی کمینی دنیا میں نہ تو ہم دائمی قیام کے لیے آئے ہیں، اور نہ محض کھانے پینے اور خبیث نفس کی لذات و خواہشات پر قناعت کرنے کے لیے بلکہ فقط اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب و وصال کی

نعمتِ علمی سمیٹنے کے لیے آئے ہیں۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے :۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔

"اور میں نے جن اور انسان کو فقط اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔"

"عارفوں کے نزدیک عبادت" کے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قُرب و وصال اور عشق و محبت۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں فقط اپنے قُرب و وصال کے لیے پیدا کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا قرب و وصال اُس کی معرفت و پہچان کے بغیر ممکن نہیں۔ جیسا کہ سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے :۔

مَنْ لَّمْ یَعْرِفْہُ کَیْفَ یَعْبُدُہٗ۔

ترجمہ "جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہی نہیں وہ اُس کی عبادت یعنی اُس کا قُرب و وصال کیسے حاصل کر سکتا ہے"۔

غرض ہماری اوّلین ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی معرفت و پہچان حاصل کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی پہچان کی کُنجی یہ ہے کہ انسان اپنی ذات کی پہچان حاصل کرے۔ حدیث مُبارک میں ہے :۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ (عین الفقر صہ)

ترجمہ "جس نے اپنی ذات کو پہچانا اُس نے یقیناً اپنے رب کو پہچانا"۔

؎ اپنے مَن میں ڈُوب کر پا جا سُراغِ زندگی
تُو اگر میرا نہیں بنتا، نہ بن۔ اپنا تو بن

اس حدیثِ پاک کی شرح کرتے ہوئے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"اے انسان! تجھ سے قریب ترین اگر کوئی چیز ہے تو تیری اپنی ہی ذات ہے۔ اِس لیے اگر تُو اپنے آپ کو نہیں پہچانتا تو کسی دوسرے کو کیوں کر پہچان سکے گا؟ فقط یہ جان لینا کہ "یہ میرے ہاتھ ہیں، یہ میرے پاؤں ہیں، یہ میری ہڈیاں ہیں اور یہ میرا جسم ہے۔" اپنی ذات کی شناخت تو نہیں ہے، اتنی شناخت تو اپنے لیے دیگر جانور بھی رکھتے ہیں۔ یا فقط یہ جان لینا کہ بھوک لگے تو کچھ کھا لینا چاہیئے غصہ آجائے تو جھگڑا کر لینا چاہیئے۔ شہوت کا غلبہ ہو جائے تو

Marfat.com

جماع کرلینا چاہیئے۔ یہ تمام باتیں تو جانوروں میں بھی تیرے برابر ہیں پھر تُو اُن سے اشرف و افضل کیوں کر ہُوا؟ تیری اپنی ذات کی معرفت و پہچان کا تقاضا یہ ہے کہ تُو جانے کہ تُو خود کیا ہے؟ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جائے گا؟ اور جو تُو آیا ہی ہے تو کس کام کے لیے آیا ہے؟ تُجھے پیدا کیا گیا ہے تو کس غرض کے لیے پیدا کیا گیا؟ تیری نیک بختی و سعادت کیا ہے اور کس چیز میں ہے؟ تیری بدبختی و شقاوت کیا ہے اور کس چیز میں ہے؟ اور یہ صفات جو تیرے اندر جمع کردی گئی ہیں اور اُن میں سے بعض صفات حیوانی ہیں، بعض وحوش اور درندوں کی ہیں، بعض شیطانی، بعض جناتی اور بعض ملکوتی ہیں۔ تو ذرا غور تو کر کہ تُو ان میں سے کون سی صفات کا حامل ہے؟ تو اِن میں سے کون ہے؟ تیری حقیقت اِن میں سے کس کے قریب تر ہے؟ اور وہ کون کون سی صفات ہیں جن کی حیثیت تیرے باطن میں غریب و اجنبی اور عارضی ہے؟ جب تک تو اِن حقائق کو نہیں پہچانے گا، اپنی ذات کی شناخت سے محروم رہے گا اور اپنی نیک بختی و سعادت کا طلب گار نہیں بنے گا کیونکہ اِن میں سے ہر ایک کی غذا علیحدہ علیحدہ ہے اور سعادت بھی الگ الگ ہے۔ چوپایوں کی غذا اور سعادت یہ ہے کہ کھائیں پیئیں، سوئیں اور مجامعت میں مشغول رہیں۔ اگر تو بھی یہی کچھ ہے تو دن رات اِسی کوشش میں لگا رہ کہ تیرا پیٹ بھرتا رہے اور تیری شہوت کی تسکین ہوتی رہے۔ درندوں کی غذا اور سعادت لڑنے بھڑنے، مرنے مارنے اور غیظ و غضب میں ہے، شیطانوں کی غذا اور سعادت شر انگیزی اور مکر و حیلہ سازی میں ہے اگر تُو ان میں سے ہے تو اُن ہی جیسے مشاغل اختیار کرلے تاکہ تُو اپنی مطلوبہ راحت و نیک بختی حاصل کرلے۔ فرشتوں کی غذا اور سعادت

Marfat.com

ذکر و تسبیح و طواف میں ہے. جب کہ انسان کی غذا و سعادت قُربِ الٰہی میں اللہ تعالیٰ کے انوارِ جمال کا مشاہدہ ہے۔ اگر تُو انسان ہے تو کوشش کر کہ تو ذاتِ باری تعالیٰ کو پہچان سکے اور اُس کے انوارِ جمال کا مشاہدہ کر سکے اور اپنے آپ کو غصّہ اور شہوت کے ہاتھ سے رہائی دِلا سکے اور تُو طلب کرے تو اُس ذاتِ یکتا کو کرے تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ تیرے اندر اِن حیوانی و بہیمی صفات کا پیدا کرنے والا کون ہے ؟ اور تجھ پر یہ حقیقت بھی منکشف ہو جائے کہ پیدا کرنے والے نے اِن صفات کو تیرے اندر جو پیدا کیا ہے تو کیا اِس لیے کہ وہ تجھے اپنا اسیر بنالیں اور تجھ پر غلبہ حاصل کر کے خُود فاتح بن جائیں ؟ یا اس لیے کہ تُو اِن کو اپنا اسیر و مُسخر بنالے اور خود اِن پر غالب آجائے اور اپنے اِن اسیروں اور مفتُوحین میں سے کسی کو اپنے سفر کا گھوڑا بنالے اور کسی کو اپنا اسلحہ بنالے تاکہ یہ چند دن جو تجھے اِس منزل گاہِ فانی میں گزارنا ہیں۔ اِن میں سے اپنے اِن غُلاموں سے کام لے کر اپنی سعادت کا بیج حاصل کر سکے اور جب سعادت کا بیج تیرے ہاتھ آجائے تو تُو اِن کو اپنے پاؤں تلے رَوندتا ہُوا اپنی اُس قرارگاہِ سعادت میں داخل ہو سکے جسے خواص کی زبان میں "حضُورِ حق" کہا جاتا ہے۔ یہ تمام باتیں تیرے جاننے کی ہیں. جس نے اِن کو نہ جانا وہ راہِ دین سے دُور رہا اور لامحالہ دین کی حقیقت سے حجاب میں رہا۔"

(ترجمہ و تلخیص کیمیائے سعادت صہ ۶۸۔ صہ ۶۹)

یاد رہے کہ دین کے معنی ہیں " جوہرِ انسانی کی شناخت اور اُس کی تکمیل ، یعنی مرتبۂ انسان کی پہچان اور اُس کے حصُول کا نام دین ہے. دُوسرے الفاظ میں خود شناسی و خُود بینی و خُود یابی کا نام دین ہے اور خُود شناسی یہ ہے کہ انسان کی تخلیق دو چیزوں سے عمل میں لائی گئی ہے ایک چیز تو ظاہری وجُود ہے جسے جسم یا تن بھی کہتے ہیں اور جسے ظاہری آنکھ سے دیکھا اور ہاتھوں سے چُھوا جا سکتا ہے

Marfat.com

اور دوسری چیز باطن ہے جسے نفس یا جان یا دل کہتے ہیں۔ اسے نہ تو ظاہری آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی ظاہری ہاتھوں سے چھوا جاسکتا ہے۔ اسے صرف باطن ہی کی آنکھ سے دیکھا بھالا جاسکتا ہے۔ عارفوں کی اصطلاح میں انسان کے اس باطنی اور اصلی وجود کو دل کہتے ہیں۔ اُن کے نزدیک "دل" گوشت کا وہ لوتھڑا نہیں ہے جو سینے کے اندر بائیں جانب رکھا ہُوا ہے گوشت کا یہ لوتھڑا تو جانوروں اور مُردوں کے سینے میں بھی موجود ہوتا ہے اور ظاہری آنکھ سے اسے دیکھا بھی جاسکتا ہے اور جس چیز کو ظاہری آنکھ دیکھ سکے اُس کا تعلق اسی ظاہری دُنیا سے ہے جسے بہر حال فنا ہونا ہے لیکن حقیقتِ دل کا تعلق اِس ظاہری جہان سے ہرگز نہیں بلکہ اُس کا تعلق عالمِ غیب سے ہے۔ اُس سے یہ ظاہری جسم چھن بھی جائے تو اُس کا قائم رہنا روا ہے کہ اُسے فنا نہیں ہے۔ معرفتِ الٰہی اور جمالِ خداوندی کا مشاہدہ اُس کی خاص صفت ہے۔ عبادت کا حکم اُسی کو ہے۔ ثواب و عذاب اُسی کے لیے ہے، سعادت و شقاوت اُسی کا مقدر ہے اور اُسی کی حقیقت سے آگاہ ہونا ہی معرفتِ الٰہی کی چابی ہے اور یہی دین کی حقیقت ہے۔

دین کی اسی حقیقت سے آگاہی کے لیے صُوفیاءِ کرام ابتدائے خلق پر نظر ڈالتے آئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ظہور کا ارادہ فرمالیا تو سب سے پہلے سرورِ دو عالم حضرت محمد مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رُوحِ اقدس کو اپنے نُورِ جمال سے ظاہر فرمایا۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

خَلَقْتُ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِنْ نُوْرِ وَجْهِيْ . (نقل از سر الاسرار ص۲)

ترجمہ "میں نے رُوحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے چہرے کے نُور سے پیدا فرمایا۔"

پھر رُوحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تمام ارواح کو احسن صُورت پر ظاہر فرما کر اپنے قُرب کے مقامِ لاہوت کو اُن کا اصلی وطن بنا کر اُس میں اُنہیں رکھا۔ عالمِ لاہوت میں رُوح کا نام "روحِ قُدسی" رکھا۔ اُرواحِ قُدسیہ کو چار ہزار سال تک اپنے حجاب قُربِ خاص "لاہوت" میں رکھا جہاں اُنہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہوئی۔ بعدہٗ اللہ تعالیٰ نے اُرواحِ قُدسیہ سے سوال کیا۔ "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" ترجمہ "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" اور ارواح نے بیک زبان "بَلیٰ" کہہ کر اقرار کیا صُوفیاء کے نزدیک یہ سوال و اقرار معرفتِ ذاتِ الٰہی سے متعلق ہے اور جب ارواحِ قُدسیہ نے

Marfat.com

ذاتِ الٰہی کی معرفت کا اقرار کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں صفاتِ الٰہی کی معرفت سے بہرہ ور ہونے کے لیے "انسانِ کامل" صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے "کُنْ" فرما کر مخلوق کے اٹھارہ ہزار عالم کے تین طبقات "جبروت، ملکوت اور ناسوت" پیدا فرمائے۔ مخلوق کے یہ تینوں طبقات دراصل صفاتِ الٰہی کا ظہور ہے۔ اِس لیے اِن تینوں طبقات کی طیر سیر اور مشاہدہ دراصل صفاتِ الٰہی کی معرفت کا مشاہدہ ہے۔

طبقاتِ خلق کے ظہور کے بعد ارواحِ قدسیہ کو ان طبقات کے مشاہدہ کے لیے نزول کا حکم ہوا تو روحِ قدسی کو جبروت میں داخل ہونے کے لیے نورِ جبروت کا لباس پہنایا گیا تاکہ جبروت روحِ قدسی (اصلی انسان) کے نور سے جل نہ جائے کیونکہ جبروت میں روحِ قدسی کے انوار برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں ہے جیسا کہ معراج کی رات سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جبرائیل علیہ السلام نے آگے بڑھنے سے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ اگر میں سرِ انگشت کے برابر بھی آگے بڑھا تو (نورِ لاہوت سے) جل جاؤں گا کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نورِ جبروت سے پیدا کیے گئے ہیں۔ روحِ قدسی نورِ جبروت کا پہلا بشری لباس پہن کر عالمِ جبروت میں داخل ہوئی تو یہاں اس کا نام روحِ سلطانی رکھا گیا۔ عالمِ جبروت میں طیر سیر اور مشاہدہ کر کے جب اس نے اللہ تعالیٰ کی جبروتی صفات کی معرفت حاصل کرلی تو اسے جبروت سے نکل کر عالمِ ملکوت میں داخلہ نصیب ہوا۔ یہاں اُسے "روحِ سیرانی" کا نام عطا ہوا۔ ملکوت کی طیر سیر اور مشاہدہ کر کے اُس نے اللہ تعالیٰ کی ملکوتی صفات کی معرفت حاصل کی۔ اس کے بعد اُسے نورِ ناسوت کا تیسرا بشری لباس پہنا کر عالمِ ناسوت میں اُتارا گیا۔

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ (۹۵: التین)

"یعنی پھر ہم نے اُسے سب سے نچلے درجے میں لا اُتارا۔"

تاکہ یہاں وہ اللہ تعالیٰ کی ناسوتی آیات (نشانیوں) کا مشاہدہ کر کے اللہ تعالیٰ کی صفاتی معرفت کی تکمیل کرلے۔ یہاں اس کا نام روحِ جسمانی رکھا گیا اور اس کی بدولت وہ یہاں حیوانِ ناطق کہلایا۔

اب جو انسان نزول کرتا ہوا مختلف منازل طے کر کے اِس موجودہ جہان "عالمِ ناسوت" میں آپہنچا ہے تو یہاں اُسے مستقل قیام نہیں کرنا بلکہ آیاتِ الٰہی کے انوار میں تیرتے ہوئے اُسے واپس لاہوت

Marfat.com

میں اللہ تعالیٰ کے قرب میں پہنچ کر عشقِ الٰہی کی دائمی نعمت سے سرفراز ہونا ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے :۔

"ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ"، پھر تمہیں لوٹ کر میرے پاس ہی پہنچنا ہے ، یعنی پہلے انسان نے نزول کیا اور اب اسے عروج کرنا ہے اور وہ بھی انہی دیکھی بھالی راہوں سے گزر کر۔ جوں جوں انسان عروج کرتا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت کی نشانیاں واضح سے واضح تر ہوتی چلی جاتی ہیں حتیٰ کہ جب انسان خلق کی حدود کو توڑ کر توحیدِ حق تعالیٰ سے ہمکنار ہو جاتا ہے تو پکار اُٹھتا ہے "اب میں نے اپنے رب کو پا کر اپنا مقصود پالیا ہے"۔ جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔

سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ۔ (پ ۲۵ حم السجدہ ۵۳)

ترجمہ "ہم اپنے قُرب کے طالبوں کو دکھاتے جاتے ہیں اپنی (معرفت و پہچان کی) نشانیاں آفاق (اس موجودہ جہان) میں بھی اور عالمِ نفس (عالمِ ملکوت، عالمِ جبروت، عالمِ لاہوت، عالمِ یاہوت، عالمِ ہاہوت) میں بھی حتیٰ کہ ذاتِ حق تعالیٰ کی حقیقت اُن پر کھل کر واضح ہو جاتی ہے"

مندرجہ بالا حقائق سے معلوم ہو جاتا ہے کہ انسان کے چار وجود ہیں۔ (۱) ناسوتی وجود یعنی موجودہ جسمانی وجود (۲) ملکوتی وجود (۳) جبروتی وجود (۴) لاہوتی وجود۔ ان چاروں وجودوں میں سے پہلے تین وجودوں کا تعلق عالمِ خلق سے ہے اور یہ تینوں فانی ہیں اور ان میں صفاتِ الٰہیہ کی معرفت سے فیضیاب ہونے کی استعداد و صلاحیت موجود ہے جب کہ چوتھے لاہوتی وجود کا تعلق خلق سے نہیں بلکہ عالمِ امر سے ہے اور یہ غیر فانی ہے اور اس میں ذاتِ الٰہیہ کی معرفت سے فیض یاب ہونے کی صلاحیت و استعداد موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اُس کے قرب کے حصول کے لیے ان چاروں وجودوں کی تعلیم و تربیت کے لیے علیحدہ علیحدہ نصاب مقرر ہے۔ حیوانی ناسوتی وجود کی تعلیم و تربیت کے لیے علمِ شریعت اور اعمالِ شریعت کا نصاب ہے اور اس کی تدریس علمائے ظاہر کے ذمہ ہے۔ علمِ شریعت اور اعمالِ شریعت اختیار کیے بغیر ظاہری ناسوتی وجود اپنی سعادت و کامیابی سے محروم رہ جاتا ہے اور وہ آخرت کے ابدی انعام جنتُ الماویٰ تک نہیں پہنچ پاتا کیوں کہ جنتُ الماویٰ اعمالِ شریعت کا ثمرہ ہے اور یہ جنت

Marfat.com

عالمِ ناسوت کا پرتو ہے۔

ملکوتی وجود کی تعلیم و تربیت کا نصاب "علمِ طریقت اور اعمالِ طریقت" ہے یعنی کسی شیخِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے اُس کے احکام و فرائض پر صدقِ دل سے عمل پیرا ہونا۔ اعمالِ طریقت سے اس ملکوتی وجود کی نمود ہوتی ہے جو عالمِ ملکوت میں پہنچ کر صفاتِ الٰہیہ کے ملکوتی انوار سے فیض یاب ہو کر وہاں کے ثمرہ "جنّتُ النّعیم" سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اعمالِ طریقت کے بغیر "جنّتِ نعیم" کا حصُول قطعاً ناممکن ہے۔

جبروتی وجود کی تعلیم و تربیت کے نصاب کا نام "علمِ معرفت اور اعمالِ معرفت" ہے۔ اِس نصاب کی تدریس بھی شیخِ کامل کے ذمّہ ہے۔ اعمالِ معرفت اختیار کر کے انسان عالمِ جبروت میں داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی جبروتی صفات کی معرفت حاصل کر کے "لوحِ محفوظ" کے مطالعہ اور تصرف پر قبضہ و قدرت حاصل کرتا ہے اور تقدیرِ الٰہیہ کو سمجھ کر اُس کی موافقت اختیار کر کے تسلیم و رضا کا رویہ اپناتا ہے جس کا ثمر اُسے "جنّت الفردوس" کی صورت میں میسر آتا ہے۔ علمِ معرفت اور اعمالِ معرفت اختیار کیے بغیر "جنّت الفردوس" تک رسائی قطعاً ناممکن ہے۔

گویا انسان کی کامیابی کا گُر یہ ہے کہ پہلے اعمالِ شریعت کو اپنائے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ اعمالِ طریقت اختیار کر کے ظاہری وجود کی نفی کرے تاکہ اس کا ملکوتی وجود ظاہر ہو کر عالمِ ناسوت سے نکل کر عالمِ ملکوت میں واپس پہنچے۔ عالمِ ملکوت میں پہنچ کر اعمالِ معرفت اختیار کرے تاکہ اُس کے ملکوتی وجود کی بھی نفی ہو جائے اور اُس کا جبروتی وجود ظاہر ہو کر عالمِ جبروت میں واپس پہنچے۔

لاہوتی وجود کی تعلیم و تربیت کے نصاب کا نام "علمِ حقیقت اور اعمالِ حقیقت" ہے اور اس کی تدریس بھی شیخِ کامل کے ذمّہ ہے۔ علمِ حقیقت اور اعمالِ حقیقت اختیار کرنے سے جبروتی وجود کی نفی ہو جاتی ہے اور انسان بشریّت کی قید سے نکل کر عالمِ امر کی قدوسی صورت میں عالمِ خلق کی تینوں قوسوں (ناسوت، ملکوت، جبروت) کو توڑتا ہوا اللہ تعالیٰ کے مقامِ قرب یعنی عالمِ لاہوت کی اُس جنّت میں داخل ہو جاتا ہے جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:-

اِنَّ لِلّٰہِ جَنَّۃً لَا فِیْھَا حُوْرٌ وَّلَا عَسَلٌ وَّلَا لَبَنٌ بَلْ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی وَجْہِ اللّٰہِ۔ (سرّ الاسرار صفحہ ۲۸)

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ایسی جنت بھی ہے کہ نہ اس میں حور و قصور ہے اور نہ شہد و دودھ ہے بلکہ اس میں ذاتِ حق تعالیٰ کا دیدار ہے۔

یہاں پہنچ کر وہ مخلص بن جاتا ہے اور نفس و شیطان و حبِّ دنیا کے شر سے خلاصی پا جاتا ہے کیوں کہ عالمِ لاہوت میں مخلوق داخل نہیں ہو سکتی اور انسان کے اسی مرتبۂ اخلاص کے متعلق شیطان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کہا تھا:۔

فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝

(پ ۲۳ ص ۸۲-۸۳)

ترجمہ: تیری عزت کی قسم میں ضرور ان سب کو گمراہ کردوں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جو ان میں سے مخلص ہو جائیں گے۔

انسان کا یہی وہ مقام "لَا تَخَفْ" ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (پ یونس ۶۲)

ترجمہ: خبردار بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم ہے۔

اور یہی وہ "مقامِ قدس" ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ (پ البقرہ ۸۷)

ترجمہ: اور ہم نے روحِ قدسی سے اس کی مدد کی۔

انسان کی اسی نورانی حالت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۸۵)

ترجمہ: محبوبؐ! آپ فرما دیں کہ روح عالمِ امر میں سے ہے۔ (یہ عالمِ خلق میں سے نہیں جو تمہاری سمجھ میں آجائے)

اور انسان کی اسی حیثیت کے متعلق فرمایا ہے:۔

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (پ البقرہ ۳۰)

ترجمہ: بے شک میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اور یہی انسان کی وہ روحِ قدسی ہے جس کو اپنا راز قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حدیثِ قُدسی میں فرمایا :-

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ۔ (عین الفقر)

ترجمہ "انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں"

اِنسان کی اِسی نُورانی حالت (روحِ قدسی) کو اللہ تعالیٰ نے اپنی روح قرار دے کر فرمایا۔

وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ۔ (پ۲۳ ص ۲)

ترجمہ "اور مَیں نے اِس میں اپنی رُوح پھونکی"

اور اِسی حالت کو صُوفیائے کرام نے مختلف انداز میں پیش کیا ہے مثال کے طور پر سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

"کُن فیکون" تے کل دی گل اے۔ اساں پہلے دی پریت لگائی

سیدنا سلطان العارفین حضرت سلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

؎ کُن فیکون جدوں فرمایا اساں دی کولے ہاسے ہُو
کِہے تاں ہاسے ذات صفات ربیدی کِہے جگ وچ ڈھونڈ یاسے ہُو
کِہے تاں آہی لامکاں اساڈا کِہے آن بتاں وچ پھاسے ہُو
نفس پلید، پلید جا کیتا حضرت باہُو کوئی اصل پلید تاں ناسے ہُو

مطلب یہ کہ جب تک اِنسان اس دُنیا میں تربیت کے یہ چاروں کورس (یعنی شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت) عملی طور پر کسی با عمل شیخ کمل اکمل کی نگرانی میں مکمل نہیں کر لیتا، اُس وقت تک اپنے مقصدِ حیات کو نہیں پا سکتا اور وہ ناکام رہتا ہے کیونکہ کامل شریعت کی مکمل پیروی کے بغیر انسان کبھی فلاح یافتہ نہیں ہو سکتا اور کامل شریعت کی تعریف (DEFINITION) حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے یُوں فرمائی ہے :-

اَلشَّرِیْعَۃُ شَجَرَۃٌ وَالطَّرِیْقَۃُ اَغْصَانُھَا وَالْمَعْرِفَۃُ اَوْرَاقُھَا وَالْحَقِیْقَۃُ ثَمَرُھَا وَالْقُرْاٰنُ جَامِعُ جَمِیْعِھَا۔ (نقل از سر الاسرار ص۵)

ترجمہ "شریعت ایک درخت ہے اور طریقت اُس کی ٹہنیاں ہیں اور

Marfat.com

معرفت اُس کے پتّے ہیں اور حقیقت اُس کا پھل ہے اور قرآن ان سب کا جامع ہے" (یعنی سب چیزیں قرآن میں جمع کر دی گئی ہیں)۔

شریعت کی اسی تعریف کو مدِنظر رکھتے ہوئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:۔

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

یعنی انسان جب شریعت (قہاری)، طریقت (غفاری)، معرفت (جبروت) اور حقیقت (قدوسی) کے چاروں نصاب تربیت مکمل کرلیتا ہے تو تب مسلمان بنتا ہے۔

ان چاروں علوم کے بغیر انسان نفس کے بہکاوے سے ہرگز نہیں بچ سکتا کیونکہ شریعت کے دائرے میں نفس اوامرونواہی (اللہ تعالیٰ کے احکام اور اُس کی ممنوعہ باتوں) کی مخالفت کرنے پر انسان کو آمادہ کرتا ہے، طریقت کے دائرے میں نفس دینی موافقت کے پردے میں دھوکہ دے کر گمراہ کرتا ہے یعنی نفس بظاہر دینی امور کی انجام دہی میں اِس انداز سے موافقت کرتا ہے کہ انسان دین کے کام کرتے ہوئے بھی گمراہ ہو جاتا ہے، دائرۂ طریقت میں نفس نبوت و ولایت کا دعوے کرنے پر اکساتا رہتا ہے، معرفت کے دائرے میں نُورانیت کی بنا پر نفس دھوکہ دے کر شرکِ خفی میں مبتلا کر دیتا ہے اور انسان کو ربوبیت کا دعوے کرنے پر مائل کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہے:۔

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ. (پ۲۵ الجاثیہ ۲۳)

ترجمہ "محبوبؐ! کیا آپ نے اُس شخص کو دیکھا، جو اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنائے پھرتا ہے"۔

مگر دائرۂ حقیقت میں شیطان، نفس، ملائکہ اور مخلوق کے دیگر افراد داخل نہیں ہو سکتے، کیونکہ اِس دائرے میں غیر (یعنی ماسویٰ اللہ) جل جاتا ہے۔

انسان جب دائرۂ حقیقت (عالمِ لاہوت) میں داخل ہوتا ہے تو اُس کی تمام بشری صفات فنا ہو جاتی ہیں اور وہ "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا مصداق بن جاتا ہے اِس لیے وہ قربِ ذاتِ الٰہی کے قابل ہو جاتا ہے، چونکہ صفاتِ بشری میں غیریت کا مادہ ہے اِس لیے انہیں تجلیِٔ ذاتِ باری کے سوا فنا حاصل نہیں ہو سکتی اور معرفتِ ذات کے بغیر نادانی کا پردہ نہیں اُٹھ سکتا۔

مقامِ حقیقت میں اللہ تعالیٰ خود بندہ کو بلا واسطۂ غیرے علمِ لدنی کی تعلیم فرماتا ہے اور

Marfat.com

بندہ خضر علیہ السلام کی طرح اللہ پاک کو اُس کی تعریف سے پہچانتا ہے اور اُسی ہی کی تعلیم سے اُسکی عبادت کرتا ہے۔ اِس مقام پر وہ ارواحِ قدسیہ کا مشاہدہ کرتا ہے اور اُسے اپنے نبئ کریم علیہ الصلوٰۃُ والسّلام کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ مقامِ محمدیہ (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) سے واقف ہو جاتا ہے اور تمام انبیائے کرام اُسے وصالِ اَبدی کی بشارت دیتے ہیں۔ مطلب یہ کہ عالمِ لاہوت میں مرشد کامل اکمل کی زیرِ نگرانی جب بندہ اعمالِ حقیقت اختیار کرتا ہے تو وہ عالمِ لاہوت سے آگے بڑھ کر عالمِ "یاہوت" میں داخل ہوتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃُ والسّلام کے اُن انوار کا عالم ہے جو ذاتِ الٰہی سے سب سے پہلے ظاہر ہوئے تھے اور جس کے متعلق سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃُ والسّلام نے فرمایا "سب سے پہلے تیرے نبی کا نُور پیدا ہوا"۔ عالمِ "یاہوت" میں داخلہ "فنا فی الرّسول" کا مرتبہ ہے۔ اِس مقام پر پہنچ کر ہی طالب اللہ کو حضور علیہ الصلوٰۃُ والسّلام کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام اُسے اپنے ہی دستِ شفقت سے توحیدِ ذاتِ باری تعالیٰ کے دریائے ژرف (عالمِ یاہوتیت) میں غوطہ دے کر مقامِ توحید پر پہنچاتے ہیں۔ یہاں وہ موحّد بن کر پکار اُٹھتا ہے ؎

مِٹا دیا میرے ساقی نے عالمِ مَن و تُو
پِلا کے مجھ کو مئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ

یعنی یہاں اُسے اپنی ذات کا اتہ پتہ بھی نہیں رہتا بلکہ اللہ ہی اللہ دکھائی دیتا ہے۔

عارف باللہ حضرات عالمِ لاہوت میں قربِ الٰہی سے کم کسی مرتبے کو خاطر میں ہی نہیں لاتے۔ اُن کے نزدیک عالمِ ناسُوت سے لے کر عالمِ جبروت کی آخری حد "سدرۃُ المنتہیٰ" تک کے تمام مقامات و درجات محض کھیل تماشہ اور بازی گری ہے کہ اِن کا تعلق محض خَلق سے ہے۔ یہ مقامات و درجات خالق سے بہت دُوری پر ہیں۔ سُلطانُ العارفین حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

(۱) قُربِ الٰہی اور بندے کے درمیان تہتّر کروڑ تراسی لاکھ اکیس (۷۳،۸۳،۰۰،۰۲۱) مراتب ہیں جن میں سے سب سے بالائی مرتبہ "سرّ الاُمّی" ہے۔ اس سے آگے لامکان ہے لیکن ایک فقیر کی نظر میں یہ سب مقامات و درجات مچھر کے پر جتنی وقعت بھی نہیں رکھتے کہ ان میں رجُوعاتِ خلق پائی جاتی ہیں۔" (عین الفقر)

(۲) اے درویش! اگر تو ہوا میں اُڑتا ہے تو تُو مکھی کے درجہ پر ہے۔ اگر تُو پانی پر چلتا

ہے تو تُو تنکے کے مرتبے پر ہے اور اگر تُو لوحِ محفوظ (جو عالمِ جبروت میں ہے) کا مطالعہ کر کے لوگوں کو اُن کی تقدیروں کا حال تبلاتا ہے تو تُو نجومی کے مرتبے پر ہے۔" (عین الفقر)

(۳) "قطب کا مرتبہ عرش سے ۷۰ ہزار مراتب آگے ہے اور غوث کا مرتبہ اُس سے بھی ۷۰ ہزار مراتب آگے ہے لیکن یہ گھٹیا اور کم مراتب ہیں۔" (نُور الہدیٰ)

ے غوث قطب سب اُرے اُریرے عاشق جان اگیرے ہُو
جس منزل تے عاشق پہنچن اُتھے غوث نہ پاندے پھیرے ہُو
عاشق وِچ وصال دے رہندے جنہاں لامکانی ڈیرے ہُو
میں قربان تنہانتوں یا حضرت باہُو جنہاں ذاتوں ذات لبیرے ہُو

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ تو قربِ ذات سے کم درجے کو طریقت کا کفر قرار دیتے ہیں ۔

(۱) یہ کافری تو نہیں کافری سے کم بھی نہیں
کہ مردِ حق ہو گرفتارِ حاضر و موجود

(۲) کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گُم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گُم اُس میں ہیں آفاق

(۳) اسی روز و شب میں اُلجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زماں و مکاں اور بھی ہیں

سیدنا غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"جسے علم حقیقت کے ذریعے مقام وصال حاصل نہیں ہوا وہ فی الحقیقت عالم نہیں ہے اگرچہ اس نے لاکھوں کتابیں پڑھ رکھی ہوں کیوں کہ وہ رُوحانیت کو نہیں پہنچا ہے۔ ظاہری علوم کے ذریعے بدنی اعمال کی جزا صرف جنت الماویٰ ہے جہاں صرف صفاتِ الٰہی کا عکس ظاہر ہوتا ہے اس لیئے محض ظاہری علم حاصل کر لینے سے انسان حرم

Marfat.com

قدسی اور مقامِ قرب (مقامِ لاہوت) میں داخل نہیں ہو سکتا کیوں کہ عالمِ لاہوت تو عالمِ پرواز ہے جہاں دونوں بازووں کے بغیر نہیں اُڑا جا سکتا اور علمِ ظاہری اور علمِ باطنی ہی وہ دو بازو ہیں جن کے ذریعے عالم کو لاہوت میں پرواز نصیب ہوتی ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اے میرے بندے! اگر تُو میرے حرم میں داخل ہونا چاہتا ہے تو عالمِ مُلک، عالمِ ملکوت اور عالمِ جبروت کی طرف توجہ مت کر کیونکہ عالمِ ملک عالم کے لیے بمنزلہ حجاب ہے عالمِ ملکوت عارف کے لیے بمنزلہ حجاب ہے اور عالمِ جبروت واقف کے لیے بمنزلہ حجاب ہے، جس نے ان میں سے کسی ایک کو پسند کر لیا وہ اللہ تعالیٰ کے قرب سے دُور ہو گیا۔"

یعنی اُسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہ ہو سکا لیکن درجات (جنتِ ماویٰ، جنتِ نعیم اور جنتِ فردوس) سے وہ محروم نہیں کیا گیا۔ ایسے لوگ قربِ الٰہی چاہتے ہیں لیکن پا نہیں سکتے کیونکہ انہوں نے غیر مطلوب کی آرزو اور طلب کی۔ اہلِ قرب کو وہ چیز حاصل ہوتی ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سُنی اور نہ ہی کسی انسان کے دل نے سوچی اور وہ ہے "جنتِ قرب" کہ جس میں حور و قصور اور لذاتِ نعمائے بدن نہیں صرف اللہ تعالیٰ کے جمال کے جلوے ہیں۔"

انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی ہستی کے اندرونی معاملات کو پہچانے کیوں کہ یہاں جو کچھ حاصل ہوتا ہے اُس کے گلے سے لگا دیا جاتا ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:-

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ۔ (پ ۱۵۔ بنی اسرائیل ۱۳)

ترجمہ۔ "اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اُس کے گلے سے لگا دی ہے۔"

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو پہچانے اور اپنے نفس کی خاطر

Marfat.com

اُس بات کا دعویٰ نہ کرے جس کا اُسے حق نہیں پہنچتا۔ عالمِ دین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر رُوحِ قدسی کی نمود کرے اور مُرشد کامل کی نگرانی میں تصورِ اسم اللہ ذات سے اُس کی تربیت کرے۔ عالمِ اجساد سے نکل کر عالمِ رُوحانیت کی طرف بڑھے اور عالمِ سِترمیں پہنچے کیونکہ وہاں ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا کوئی دِیار و اُمصار نہیں ہے، وہ نُور کے صحرا کی مانند ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اِنسان روحِ قدسی کی صُورت میں اس کے اندر پرواز کرتا ہے اور اس کے عجائب و غرائب کو دیکھتا ہے جن کا بتلانا ممکن نہیں۔ یہ مقام ان سچے توحید پرستوں کا ہے جو اپنی ہستی کو عین وحدتِ ذات میں گُم کردیتے ہیں۔ مشاہدۂ جمالِ الٰہی کے وقت وہاں وُجود کالعدم ہوجاتا ہے اور غلبۂ حیرت و محویّت کے باعث انسان کو اپنا وجُود نظر نہیں آتا۔ رُوحِ قدسی کے ظہور کے بعد انسان خَلق کے سمندروں کو پار کرکے "امر" یعنی روحانیت کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے۔ یاد رہے کہ خَلق کے تمام جہان عالمِ امر کے مقابلے میں ایک قطرے کی مانند ہیں۔ اس کے بعد علومِ رُوحانیت اور علمِ لَدُنّی کا فیض حروف و آواز کے بغیر جاری ہوتا ہے اور چشمِ بصیرت اپنے کمال کو پہنچتی ہے۔ لہٰذا اِنسان پر واجب ہے کہ اہلِ بصیرت کی موافقت اختیار کرے اور "عالمِ لاہُوت" کے واقف کار ولیِ مُرشد کی تلقین و تربیت سے دل کی آنکھ حاصل کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت و وصال سے بہرہ ور ہوسکے۔"

(نقل و اخذ از سِرّالاسرار)

طالب اللہ کو چونکہ قُربِ الٰہی کے حصُول کی خاطر ابتداء سے سفر شروع کرنا پڑتا ہے، اِس لیے سب سے پہلے اُسے اِبتدائی علم یعنی علمِ شریعت سے آغاز کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا اب یہاں ارکانِ دین نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کے متعلق ضروری معلومات درج کی جاتی ہیں۔ تمام ارکانِ دین کے

ظاہری پہلو کے ساتھ ساتھ اُن کے باطنی پہلو پر بھی نظر ڈالی گئی ہے. ظاہری پہلو میں مسائلِ فقہ کو اہمیت دی گئی ہے. زیرِ نظر کتاب میں مسائلِ فقہ سے متعلق اگر کوئی مسئلہ نہ ملے تو فقہ کی کسی مفصل و معتبر کتاب سے استفادہ حاصل کیا جائے یا پھر کسی حنفی العقیدہ عالمِ دین سے رجوع کیا جائے کیونکہ مؤلف نے صرف اُن مسائل کو یہاں درج کیا ہے جو اُس کی اپنی صوابدید کے مطابق بہت ضروری تصور کیے گئے.

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

ابتدائیہ

فرمانِ حق تعالیٰ ہے :-

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ
الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ
الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَى
الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ
وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَ السَّآئِلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ
الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ
اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ
وَ حِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ (پ البقرہ ۱۷۷)

ترجمہ "نیکی صرف یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور اللہ کی کتاب پر اور انبیاء پر اور اللہ کی محبت میں اپنا مال خرچ کرے اپنے قرابت داروں پر اور یتیموں پر اور محتاجوں پر اور مسافروں پر اور مانگنے والوں پر اور غلاموں کو آزاد کرانے پر اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور جب کوئی وعدہ کریں تو اپنا وعدہ پورا کریں اور صابر رہیں سختی اور مصیبت کے وقت میں اور شدتِ جنگ (جہاد) کے وقت میں تو یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیز گار ہیں "

Marfat.com

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مطلوب و مقصود مومن کے عقیدے اور طرزِ عمل کا احاطہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ :-

"اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کامیابی و سُرخروئی کا انحصار محض رُو بقبلہ ہونے پر نہیں بلکہ عقیدے کی دُرستی اور محبتِ الٰہی کی شدت پر ہے اور دُرست عقیدہ یہ ہے کہ ایمان لایا جائے اللہ پر، یومِ قیامت پر، فرشتوں پر، انبیاء پر اور کتُبِ الٰہیہ پر۔"

(۱) ← اللہ پر یُوں ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ وہ واحد و حیی و قیوم ذات ہے، جس کا کوئی شریک و ثانی نہیں ہے نہ ذات میں اور نہ صفات میں۔ وہ علیم و خبیر بھی ہے سمیع و بصیر بھی ہے، قادر و قدیر بھی ہے۔ الغرض وہ ہر صفت کا مالک ہے۔ وہ ہمارا مالک و رازق ہے۔ ہم اُس کی بارگاہِ قُرب سے اُسی کی طرف سے اِس دُنیا میں بھیجے گئے ہیں اور اُسی کی طرف لَوٹ کے جانا ہے، ہر چیز اُسی کی ملکیت ہے اور اُسی ہی نے ہمیں اپنی مملکت میں تصرّف بخشا ہے جس کا حساب وہ ہم سے لے گا۔ لہٰذا ہر امر میں ہمیں اُسی کی طرف رجُوع کرنا ہے۔ اپنی ہر غرض اور ہر طلب کے لیے اُسی سے سوال کرنا ہے کہ اُس کے سوا اور کوئی چارہ ساز نہیں۔ البتہ مختلف اُمور کی چارہ سازی کے لیے اُس نے جو اسباب پیدا کیے ہیں اُن سے استفادہ حاصل کرنا یا اُن اسباب کی طرف رجوع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ رجوع بھی دراصل اُسی ذات کی طرف رجُوع ہے۔

مطلب یہ ہے کہ مومن کی نگاہ ہر وقت اُس کی توحید پر رہے اور توحید یہ ہے کہ ہر چیز کے باطن میں انوارِ الٰہی کو دیکھا جائے اور ہر فعل کے پیچھے حقیقی فاعل اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھا جائے۔ اِس کے برعکس سوچ و رویّہ شرک کہلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں ظلمِ عظیم ہے۔ کیونکہ ساری کائنات میں اللہ تعالیٰ کے شریک کا کوئی وجُود نہیں ہے۔ اُس کا شریک صرف انسان کی اپنی سوچ میں پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

جہاں جہاں بھی شرک کا رَدّ فرمایا ہے تو انسان کی اِسی سوچ اور اِسی رویے کا رَدّ فرمایا ہے کیونکہ فی الحقیقت تو اللہ تعالیٰ کا شریک ہے ہی نہیں اِسی لیے اللہ تعالیٰ نے بار بار یہی سمجھایا ہے کہ:۔

"اے انسان! تو کیوں میرے شریک بناتا رہتا ہے؟ کبھی تُو سورج، چاند اور ستاروں جیسے اجسامِ فلکی کو میرا شریک سمجھ بیٹھتا ہے، کبھی پتھروں اور درختوں کو میرا شریک بنالیتا ہے، کبھی کسی جانور کو میرا شریک بنالیتا ہے اور کبھی صاحبِ اقتدار بندوں کو اور کبھی اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بُتوں کو میرا شریک بنالیتا ہے حالانکہ یہ سب چیزیں میری مخلوق ہیں۔ تیرے اِس رویّے سے میری خُدائی میں تو کوئی خلل نہیں پڑتا لیکن تُو خود خسارے میں چلا جاتا ہے اور مَیں نہیں چاہتا کہ تُو خسارے کا شکار ہو جائے لہٰذا باز آجا اِس رویّے سے۔"

دراصل سب سے بڑا شرک انسان کا اپنی خودی یعنی "مَیں" کی پرورش کرنا ہے۔ کیونکہ تمام بُرائیاں اِسی "مَیں" کی پیداوار ہیں اور یہی "مَیں" اپنے اپنے وقت کی فرعون ہے جو خدائی کا دعوےٰ کرتی رہتی ہے۔ اور اِس فرعون کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ سزا دیتا چلا آیا ہے۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی دُنیا میں تشریف آوری سے چند سال پہلے ابرہہ نامی ایک عیسائی سپہ سالار ہاتھیوں کا لشکر لے کر خانہ کعبہ کو مسمار کرنے آپہنچا۔ اُن دنوں خانہ کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے۔ حاجی لوگ اُن بُتوں کی پرستش کرکے اور ننگے بدن خانہ کعبہ کا طواف کرکے حج کیا کرتے تھے۔ جب وہ خانہ کعبہ کو گرانے کے لیے اپنے لاؤ لشکر سمیت آگے بڑھا تو اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کا لشکر بھیج کر اُسے اُس کے لشکر سمیت تباہ و برباد کر ڈالا مگر خانہ کعبہ کے اندر

Marfat.com

رکھے ہوئے بُتوں کو نہ چھیڑا۔ یہ سارا واقعہ قرآن مجید کی سورۃُ الفیل میں درج ہے۔ اِس واقعہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اصل دشمن اور شریک بُت نہیں بلکہ انسان کا وہ رویّہ ہے جس کی نمائندہ "مَیں" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابابیل بھیج کر "مَیں" کو تو تباہ و برباد کر ڈالا مگر بُتوں کو رہنے دیا حالانکہ اَبرہہ اللہ تعالیٰ کو ماننے والا تھا اور اُس کے نبی عیسٰی علیہ السّلام کا پیروکار تھا لیکن تھا وہ "مَیں" کا پُجاری

اگر یہ "مَیں" بندے کے ساتھ حرم کعبہ میں ہو یا کسی مسجد میں ہو، نماز میں ہو یا حج میں ہو، بندہ مُشرک ہی رہتا ہے لیکن بندہ "مَیں" کے بغیر ہو تو جہاں بھی ہو وہ موحّد ہوگا دیکھتے نہیں کہ جب بندہ مسجد میں باجماعت نماز ادا کر رہا ہوتا ہے تو اکثر اُس کے آگے پیچھے دوسرے بندے موجود ہوتے ہیں۔ کسی کے پیچھے یہ قیام و رکوع و سجود کر رہا ہے اور کوئی اِس کے پیچھے قیام و رکوع و سجُود کر رہا ہے لیکن نہ یہ مشرک ہوتا ہے اور نہ دوسرے مشرک ہوتے ہیں کیونکہ اُس وقت اُس کی سوچ اور اُس کے خیال میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک موجود نہیں ہوتا۔ نہ تو مسجد کی دیواریں اور ستُون اُس کے اندر اللہ تعالیٰ کی توحید کو ضعف پہنچاتے ہیں اور نہ کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی توحید میں حائل ہوتا ہے کیونکہ اُس کے دل و دماغ میں اللہ تعالیٰ کے شریک کا تصور تک نہیں ہوتا۔ وہ پکا مومن اور موحد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا مقصد بھی یہی ہے کہ تم جہاں بھی رہو اور جس حال میں بھی رہو اپنے دل و دماغ کو اللہ تعالیٰ کے شریکوں سے پاک رکھو کہ دلِ مومن عرشِ الٰہی ہے۔ جب دل اور دماغ شرک سے پاک ہوگا تو ماحول اور حالات اُسے مشرک نہ بنا سکیں گے، چاہے وہ مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر ہو۔

مومن کی تو شان ہی یہ ہے کہ شرک کا اِرتکاب اُس سے ہوتا ہی نہیں وہ کبھی بھی اپنے دل و دماغ میں اللہ کے شریک کو جگہ نہیں دیتا۔ اِسی لیے تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ:۔

"مجھے اپنی اُمت سے شرک کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

اگر کسی کو کلمہِ طیب "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ" پڑھ

Marfat.com

لینے کے باوجود کوئی شخص یا کوئی درخت یا کوئی بُت یا کوئی پتھر یا کوئی مقام یا کوئی مزار وغیرہ اللہ تعالیٰ کا شریک نظر آتا ہے تو سمجھ لیں کہ اُس نے ابھی کلمۂ طیبہ کو سمجھا ہی نہیں ہے اور ابھی وہ مُشرک کا مشرک ہی ہے اور مشرک کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

خرد نے کہہ بھی دیا لاَ اِلٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

(حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

(۲) —— قیامت کے دن پر ایمان اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو فنا کر دینے کا ایک دن مقرر کر رکھا ہے۔ اُس دن کو اپنے مقررہ وقت پر ضرور آنا ہے۔ اُس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے دُنیا میں گزارے ہوئے دنوں کا حساب لے گا، اُن کے بُرے اعمال پر اُنہیں سزا دے گا اور نیک اعمال پر انہیں اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ گنہگاروں کو جہنم رسید کیا جائے گا اور نیکو کاروں کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ جنت میں اللہ تعالیٰ جنتیوں کو اپنا دیدار کرائے گا۔ پُل صراط پر سے بندوں کو گزرنا ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت فرمائیں گے اور اُن کے بعد دیگر مقبولانِ حق بھی حسبِ مراتب شفاعت کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سعادت مند لوگوں کو حوضِ کوثر سے سیراب فرمائیں گے۔ روزِ قیامت کا قیام، پُل صراط سے گزرنا، حوضِ کوثر سے سیرابی، روزِ قیامت کے وہ تمام احوال جو قرآن اور دُوسری کُتبِ الٰہیہ میں آئے ہیں یا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیائے کرام نے بیان فرمائے، سب حق ہیں۔

(۳) —— فرشتوں پر ایمان لانا اس طرح ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار نُوری بندے ہیں، اُن میں نر و مادہ کی تخصیص نہیں ہے۔ اُن کی تعداد اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ وہ سب ہر وقت اللہ کی تسبیح و تہلیل اور اس کے احکام کی بجا آوری میں لگے رہتے ہیں۔ تمام تکوینی امور وہی سرانجام دیتے ہیں۔ اُن میں سے چار فرشتے اللہ تعالیٰ کے مقرب اور باقی تمام فرشتوں کے سردار ہیں۔ اُن کے نام اس طرح ہیں:۔

Marfat.com

① جبرائیل علیہ السلام ② میکائیل علیہ السلام ③ اسرافیل علیہ السلام

④ عزرائیل علیہ السلام

④ —— کُتبِ الٰہیہ پر ایمان اِس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوعِ انسان کی اصلاح و ہدایت اور راہنمائی کے لیے جو کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے ہیں وہ سب حق ہیں۔ اُن میں سے چار بڑی کتابیں ہیں :۔

① توریت جو حضرت موسےٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

② زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

③ انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

④ قرآن جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوئی۔

اِن کے علاوہ پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر، تیس صحیفے حضرت ادریس علیہ السلام پر، دس صحیفے حضرت آدم علیہ السلام پر اور دس صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئے۔

⑤ —— انبیائے کرام پر ایمان اِس طرح ہے کہ تمام انبیاء اور تمام رُسول اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ وہ سب کے سب معصوم ہیں یعنی ہر قسم کے گناہ اور عیبوں سے پاک ہیں۔ اُن کی صحیح تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اُن میں سے تین سو تیرہ (۳۱۳) رسُول ہیں۔ تمام انبیاء اور رسُول مرد ہیں، کبھی کوئی عورت نبی یا رسُول نہیں ہوئی۔ سب سے آخر میں تشریف لانے والے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، اُن کے بعد نہ کوئی نبی ہوا ہے نہ ہوگا۔ وہ سب اُمور جو حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے لائے ہیں برحق ہیں۔ جن چیزوں کے کرنے کا آپ نے حکم دیا ہے اُن کا نہ کرنا گناہ اور اُن کا انکار کرنا کفر ہے اِسی طرح جن باتوں کے کرنے سے آپ نے منع فرمایا ہے اُن کا کرنا گناہ اور اُن کے کرنے پر بضد ہونا کفر ہے۔

ایمان کے بعد محبتِ الٰہی ہی ایسی قوت ہے جو راہِ حق میں صعُوبتیں اور سختیاں برداشت کرنے کا حوصلہ بخشتی ہے اور انسان ہر قسم کی آزمائش سے ہنستا کھیلتا

گزر جاتا ہے۔ جس دل میں محبتِ الٰہی کا جذبہ موجود ہوگا اُس دل میں کسی اور چیز کا ہونا ناممکن ہوگا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ مومن کو اپنی محبت میں جان و مال کی قربانی سے آزماتا ہے۔ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ آیا میری محبت کا دعویدار مومن صرف ایمان کی حد تک ٹکا رہنا چاہتا ہے یا اِس سے آگے بڑھتے ہوئے عشق و محبت کی وادی میں داخل ہو کر دُنیا و مافیہا کی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں قربان کر دیتا ہے۔ لیکن عاشقانِ الٰہی "اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس" کا نعرہ لگاتے ہوئے نغمہ زن ہوتا ہے ؎

ایمان سلامت ہر کوئی منگے، عشق سلامت کوئی ہُو
منگن ایمان شرماون عشقوں دل نوں غیرت ہوئی ہُو
جس منزل تے عشق پہنچاوے ایمان نوں خبر نہ کوئی ہُو
میرا عشق سلامت رکھے یا حضرت باہُو ایماں نوں دیواں دھروئی ہُو

لہٰذا مندرجہ بالا آیت مُبارک میں ایمان کے بعد محبتِ الٰہی میں مال قربان کرنے کا ذکر فرمایا کہ اگر تم دعویِٔ ایمان میں سچے ہو تو میری محبت میں اپنا مال خرچ کر کے دکھاؤ اپنے قریبی رشتہ داروں پر، یتیموں پر، محتاجوں پر، مسافروں پر، مانگنے والوں پر اور غلاموں کو آزاد کرانے پر۔ اِس میں توجہ طلب بات یہ ہے کہ مال صرف محبتِ الٰہی کی خاطر خرچ کرو نہ کہ اپنے ننگ و ناموس کی خاطر یا اپنی نمود و نمائش کی خاطر یا کسی کو زیرِ بارِ احسان کرنے کی خاطر یا اجر و ثواب کی خاطر کہ یہ سب ریاکاری اور سوداگری ہے۔ لیکن

سوداگری نہیں یہ عبادت خُدا کی ہے
اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

(حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

ایمان اور محبتِ الٰہی کے بعد اعمالِ صالحہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان اور محبتِ الٰہی کا تقاضا ہے کہ تم میری حاکمیت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے نماز کو قائم کرو، زکوٰۃ دو اور جب کسی سے عہد کرو تو اُسے پورا بھی کرو کہ اپنے وعدوں کو ایفا نہ کرنے والے میرے قُرب کے قابل نہیں ہوتے۔ علاوہ ازیں میری راہ میں جہاد کرتے ہوئے

Marfat.com

سختی و تنگدستی پیش آجائے تو صبر اختیار کرو کہ ؂

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

(حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

یاد رہے کہ صبر کی تین شرائط ہیں :۔

① ترکِ شکایت

یعنی راہِ حق میں جب کوئی دُکھ یا تکلیف یا تنگی و سختی پیش آجائے تو اُس کا ذکر نہ تو قول سے کیا جائے اور نہ ہی فعل سے کہ ایسا کرنا گویا اللہ کی شکایت کرنا ہے کیوں کہ انسان پر ہر حالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہوتی ہے۔

② قبولِ قضا

یعنی راہِ حق کی ہر سختی اور تنگی کو اللہ تعالیٰ کی قضا سمجھ کر خوشی سے قبول کرلینا اور حرفِ شکایت زبان پر نہ لانا۔

③ صدق و رضا

یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے پورے صدق اور اخلاص سے کوشش کرنا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں سُرخرو ہونے کے لیے یہ چار عوامل ہیں۔ یعنی ① ایمان ② محبتِ الٰہی ③ اعمالِ صالحہ اور ④ خلوصِ نیت سے جدوجہد اور صبر۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس نعمت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

Marfat.com

طہارت

بندہ بندگی کے لیے ہے اور بندگی کی ابتدا طہارت یعنی جسم و جان کی صفائی اور پاکیزگی سے ہے اِس لیے طہارت کو تمام عبادات کی شرط قرار دیا گیا ہے۔ طہارت دو قسم کی ہے۔ ایک قسم کا تعلق جسم کی ظاہری صفائی اور ستھرائی سے ہے۔ اور دوسری قسم کا تعلق باطن سے ہے۔ صُوفیاء نے ظاہری صفائی کو طہارتِ شریعت اور باطنی صفائی کو طہارتِ طریقت کے نام سے بیان فرمایا ہے۔ سیّدنا غوث الاعظم شیخ محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

طہارت بھی دو قسم کی ہے:-

(۱) طہارتِ ظاہری جو شریعت کے پانی سے حاصل ہوتی ہے۔

(۲) طہارتِ باطن جو توبہ، تلقینِ مُرشد، تصفیۂ قلب اور راہِ طریقت اختیار کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

جب نجاست کے اخراج کے باعث شریعت کا وضو ٹوٹ جائے تو پانی سے تازہ وضو کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے:-

مَنْ جَدَّدَ الْوُضُوْءَ جَدَّدَ اللّٰہُ اِلَیْہِ اِیْمَانَہٗ۔

ترجمہ "جس نے تازہ وضو کیا، اللہ تعالیٰ نے اُس کے ایمان کو تازہ کیا۔"

اَلْوُضُوْءُ عَلَی الْوُضُوْءِ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ۔

ترجمہ: "وضو کے ہوتے ہوئے نیا وضو کرنا نُور پر نُور ہے۔"

جب بُرے کاموں کے ارتکاب اور تکبّر، غرور، حسد، کینہ، غیبت، بُہتان اور جھوٹ جیسے اخلاقِ رذیلہ اور آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں کی خیانت وغیرہ کے باعث باطنی وضو ٹوٹ جائے تو اُس کی تجدید کا طریقہ یہ ہے کہ مندرجہ بالا خباثتوں اور گناہوں سے پُرخلوص توبہ کرکے استغفار کیا جائے اور اپنے گناہوں پر شرمسار و نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رُجوع کیا جائے اور وجُود سے اعمالِ فاسدہ اور اعتقاداتِ باطلہ کا قلع قمع کیا جائے۔ عارف کے لیے لازم ہے کہ اِن آفات سے

Marfat.com

اپنی توبہ کی حفاظت کرے تاکہ اُس کی نماز کامل ہو جائے۔

علاوہ ازیں طہارتِ معرفت بھی ہے جو دو قسم کی ہوتی ہے:۔

(۱) وہ طہارت کہ جس سے صفاتِ الٰہیہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

(۲) وہ طہارت کہ جس سے ذاتِ الٰہی کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

صفاتِ الٰہیہ کی معرفت تلقینِ مُرشدِ کامل اور آئینۂ قلب کو اسمائے توحید کے ذکر کے ذریعے نقوشِ بشریت و حیوانیت سے پاک کرنے سے حاصل ہوتی ہے یعنی جب دل کا آئینہ بشری نقش و نگار کے اثرات اور اخلاقِ ذمیمہ سے پاک ہو جاتا ہے تو چشمِ دل کو اللہ تعالیٰ کے صفاتی نُور سے ایسی بصیرت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ اُس کے ذریعے دل کے آئینے میں اللہ تعالیٰ کے جمال کا عکس دیکھتا ہے۔ اسماء توحید کے دائمی ذکر اور شغل سے جب دل کا آئینہ بالکل صاف و شفاف ہو جاتا ہے تو اُس میں معرفتِ الٰہیہ کا مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے۔

اور وہ جو طہارتِ معرفتِ ذات ہے، وہ اسمائے اُصول کے آخری تین اسمائے توحید کے دائمی ذکر و شغل سے حاصل ہوتی ہے۔ اِس دائمی اشتغال کے نتیجے میں مقامِ سِر کی باطنی آنکھ کو نُورِ توحید سے بصیرت حاصل ہو جاتی ہے اور جب انوارِ ذاتِ الٰہی جلوہ گر ہوتے ہیں تو بشریت پگھل کر فنا ہو جاتی ہے۔ بشریت کا فنا ہو جانا ہی فناء الفنا کا مقام ہے۔ انوارِ ذاتی کی تجلّی باقی ہر قسم کے انوار کو مٹا دیتی ہے کیونکہ "کُلُّ شَیْءٍ ھَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ" (اُس کی ذات کے سوا ہر شَے فنا ہونے والی ہے) فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْکِتٰبِ۔ (پ ۱۳ الرعد ۳۸)

ترجمہ "اللہ جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے، اور اصل لکھا ہوا اُسی کے پاس ہے"

پس رُوحِ قدسی (اصل انسان) جو اُسی ذات سے ہے، اُسی کے ساتھ، اُسی میں اور اُسی کے لیے باقی رہ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نُور سے اُسی کی ذات کا مشاہدہ بلاکیف و بلاتشبیہ کرتی ہے۔ اُس وقت محض نورِ مطلق باقی ہوتا ہے۔ اُس سے آگے کے معاملہ کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ عالمِ فنا ہے، وہاں نہ عقل باقی رہتی ہے کہ اس کی بابت آگاہ کر سکے اور نہ وہاں اللہ تعالیٰ کے سوا

Marfat.com

کوئی محرمِ اسرار ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا:۔

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ

ترجمہ "میرے لیے اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتے اور نہ کسی نبیِ مُرسل کی گنجائش ہے"

پس یہ عالمِ تجرید ہے یعنی یہ تنہائی کا عالم ہے جس میں کسی غیر اللہ کی گنجائش نہیں جیسا کہ حدیثِ قدسی فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

تَجَرَّدْ تَصِلْ اِلَیَّ۔ ترجمہ "تجرّد اختیار کر اور مجھے پالے"

یعنی تمام چیزوں سے فارغ ہو کر حتّٰی کہ اپنی ہستی کو بھی مٹا کر میری طرف آ تو تُو مجھے پا لے گا۔ تجرید سے مُراد صفاتِ بشریہ کا مکمل طور پر فنا ہونا اور عالمِ الٰہی میں صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہو کر مقامِ بقا کا حاصل ہونا ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ارشاد مبارک ہے:۔

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ ترجمہ "اپنے اندر اخلاقِ الٰہیہ پیدا کرو"

یعنی اپنے آپ میں صفاتِ الٰہیہ پیدا کرو۔" (نقل و اخذ از سرّ الاسرار)

باطنی طہارت کی تشریح کرتے ہوئے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ (پ۲ البقرہ ۲۲۲)

ترجمہ "اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے توبہ کرنیوالوں اور پاک صاف رہنے والوں کو"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مُبارک ہے:۔

اَلطُّھُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ۔

ترجمہ "طہارت (پاک و صاف رہنا) نصف ایمان ہے"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا مزید ارشاد ہے۔

ترجمہ "دین کی بنیاد پاکیزگی و صفائی پر ہے"

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ محض جسم اور کپڑوں کو پانی سے دھو کر صاف کر لینا ہی وہ پاکی ہے جس کو بزرگی و فضیلت حاصل ہے۔ دراصل پاکی کی چار قسمیں ہیں اور جب تک چاروں قسم کی

Marfat.com

پاکی کو ملحوظ نہ رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی میں کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔

(۱) پاکی کی پہلی قسم یہ ہے کہ دل کو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے خالی رکھا جائے۔ یعنی دل کو ماسوی اللہ سے پاک رکھنا۔ جب دل غیر اللہ سے خالی ہو گا تو تب حق تعالیٰ میں مشغول و مستغرق ہو گا۔ کیونکہ جب تک دل کو غیر اللہ سے پاک نہ کر لیا جائے اُس وقت تک اُسے ذکر اللہ سے آراستہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ صدیقوں کے ایمان کا درجہ ہے۔ اِس لیے غیر اللہ سے دل کو پاک صاف کر لینا صدیقوں کے ایمان کا نصف حصّہ ہے۔

(۲) پاکی کی دوسری قسم یہ ہے کہ جسمانی اعضاء و جوارح کو غیبت، جھوٹ، مکر، فریب، حرام خوری، بددیانتی اور نامحرم پر نگاہِ بد ڈالنے جیسی بُد حرکات سے باز رکھ کر ہر حال میں احکامِ الٰہی کا پابند رکھا جائے۔ یہ پارساؤں کے ایمان کا درجہ ہے۔ لہٰذا اعضائے بدن کو حرام کاری سے پاک صاف رکھنا پارساؤں کے ایمان کا نصف حصّہ ہے۔

(۳) پاکی کی تیسری قسم یہ ہے کہ دل کو اخلاقِ ذمیمہ مثلاً ہَوس، حَسد، لالچ، طمع، تکبّر، ریا، عداوت اور رعونت وغیرہ سے پاک رکھا جائے اور ان کی جگہ پاکیزہ و پسندیدہ اخلاق اپنا کر دل کو تواضع، صبر، شُکر، خوفِ خُدا، توبہ اور محبّت و رجائیت وغیرہ سے آراستہ کیا جائے۔ یہ ظاہر دل کی پاکیزگی ہے اور یہ پرہیزگاروں کے ایمان کا درجہ ہے۔ اس صُورت میں اخلاقِ ذمیمہ سے ظاہر دل کو پاک صاف رکھنا پرہیزگاروں کے ایمان کا نصف حصّہ ہے۔

(۴) پاکی کی چوتھی قسم یہ ہے کہ ظاہری جسم اور کپڑوں کو نجاست و گندگی سے پلید ہونے سے بچا کر رکھا جائے یعنی کپڑوں سمیت پُورے جسم کو رکوع و سجود کے لیے آراستہ کیا جائے تاکہ ارکانِ نماز کا حق ادا ہو جائے۔ کیونکہ معاملات کے ضمن میں مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ یہ عام مسلمانوں کے ایمان کا درجہ ہے۔ اس لیے جسم اور کپڑوں کو نجاست و گندگی سے پاک صاف رکھنا عام مسلمانوں کے ایمان کا نصف حصّہ ہے۔

گویا ہر طبقہ کے صاحبِ ایمان کے لیے پاکی نصف ایمان کا درجہ رکھتی ہے اور اسی سبب سے دین کی بُنیاد طہارت پر ہے۔ لیکن جسے دیکھو وہ جسم و لباس کی طہارت میں زیادہ دلچسپی لیتا ہے اور اسی میں زیادہ کوشاں رہتا ہے۔ حالانکہ جسم و لباس کی طہارت کا درجہ آخر میں آتا ہے۔ شاید لباس

وتن کی طہارت اِس لیے توجہ کا مرکز بنی رہتی ہے کہ یہ طہارت باقی تمام قسم کی طہارتوں سے آسان ہے اور یوں بھی نفس کو اچھی لگتی ہے کیونکہ صفائی ویسے بھی بھلی معلوم ہوتی ہے اور نفس اس سے راحت محسوس کرتا ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ ہر کسی کو ظاہری طور پر دکھائی دیتی ہے اور لوگ عموماً کسی کی پارسائی کا اندازہ اُس کے اُجلے وستھرے لباس سے لگاتے ہیں اس لیے یہ اور بھی زیادہ آسان معلوم ہوتی ہے مگر دل کی طہارت چونکہ حسد و کبر و ریاکاری و فریب وحُبِّ دُنیا سے بیزاری اور تن کو گناہوں سے پاک رکھنے سے حاصل ہوتی ہے اور نفس کو اِس سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی لوگوں کی نظر دل کی طہارت پر پڑتی ہے اور پڑے بھی کیسے کہ دل تو نظارہ گاہِ حق ہے نہ کہ نظارہ گاہِ خلق. اس لیے ہر کسی کو دل کی طہارت سے رغبت نہیں ہوتی۔" (کیمیائے سعادت)

جسم و لباس کی ظاہری طہارت اگرچہ کمترین درجے کی طہارت ہے. لیکن فضیلت اس کی بھی بڑی ہے. بشرطیکہ آدابِ طہارت کو ملحوظ رکھا جائے. ظاہری جسم و لباس کی طہارت کے لیے کئی چیزوں کا جاننا ضروری ہے. مثلاً (۱) نجاست سے پاک رہنے کے مسائل (۲) قضائے حاجت کے مسائل (۳) استنجے کے مسائل (۴) وضو کے مسائل (۵) غسل کے مسائل (۶) تیمم کے مسائل (۷) حیض و نفاس و استحاضہ کے مسائل وغیرہ۔

اب ہم اُن کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

وُضو کے بارے میں

طہارت کے ضمن میں وُضو کو خصوصی اہمیت حاصل ہے. نماز کی ادائیگی سے پہلے وُضو کرنا فرض ہے. فرمانِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا
وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ
وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا
وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ
الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا

Marfat.com

صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ.

(پ المائدہ ۶)

ترجمہ "اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لیا کرو اور اپنے سر کا مسح کر لیا کرو اور اپنے ٹخنوں تک پاؤں دھو لیا کرو۔ اور اگر تمہیں ضروری نہانا ہو تو اچھی طرح طہارت کر لیا کرو اور اگر تم بیمار ہو کر و یا سفر میں ہوا کرو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آیا کرے یا تم نے عورتوں سے صحبت کر لی ہو لیکن تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔ پس اپنے مُنہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کر لیا کرو۔"

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ۔ (بخاری و مسلم)
ترجمہ "جس شخص کا وضو نہ ہو اُس کی نماز اس وقت تک قبول نہ ہو گی جب تک کہ وہ وضو نہ کر لے۔"

(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ۔ (مسند احمد)
ترجمہ "جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہور یعنی وضو ہے۔"
مطلب یہ کہ جس طرح کنجی کے بغیر تالا نہیں کھلتا اسی طرح وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

(۳) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
"نماز کی کنجی طہارت یعنی وضو ہے۔ نماز کی ابتداء اَللّٰهُ اَكْبَرُ سے ہوتی ہے اور نماز کا اختتام اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ پر ہوتا ہے۔" (ترمذی، سنن ابوداؤد)

(۴) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ (ابن ماجہ، جامع ترمذی)
ترجمہ "جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا نام لیے بغیر وضو کیا، اس کا وضو نہیں۔"

Marfat.com

⑤ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے:۔

إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوا بِمَيَامِنِكُمْ۔ (ابوداود، مسند احمد)

ترجمہ "جب تم لباس پہنو اور وضو کرو تو داہنے اعضاء سے شروع کرو"

⑥ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما وضو کرتے ہوئے پانی زیادہ بہار ہے تھے. حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کے پاس سے گزرے اور فرمایا "سعد! یہ کیسا اسراف کر رہے ہو، اُنہوں نے عرض کی کیا وضو کے پانی میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں یہ بھی اسراف میں داخل ہے اگرچہ تم بہتے دریا کے کنارے ہی پر کیوں نہ ہو" (سنن ابن ماجہ، مسند احمد)

⑦ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا! "تم کیا عمل کرتے ہو کہ میں نے تمہاری جوتیوں کی چاپ جنت میں سُنی، یوں لگتا تھا گویا تم میرے آگے آگے چل رہے ہو" انہوں نے عرض کی "میں دو کام ہمیشہ کرتا ہوں. ایک یہ کہ میں ہمیشہ وضو سے رہتا ہوں. جب میرا وضو ٹوٹتا ہے تو میں فوراً نیا وضو کر لیتا ہوں. دوسرے یہ کہ جب وضو کر لیتا ہوں تو دو رکعات (تحیۃ الوضو) نفل پڑھ لیتا ہوں" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

⑧ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهٖ۔ (صحیحین)

ترجمہ "جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا اس کے سارے گناہ نکل جائیں گے، یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی"

⑨ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ "جب کوئی مسلمان بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ اس کے وہ سارے گناہ نکل جاتے ہیں جو اُس کی آنکھ سے صادر ہوئے تھے. جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اُس کے وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جو اس کے ہاتھوں سے ہوئے تھے. جب پاؤں دھوتا ہے تو وہ سارے گناہ اس کے پاؤں سے نکل جاتے ہیں جو اس کے پاؤں سے ہوئے تھے حتّٰی کہ جب وہ وضو سے فارغ ہوتا ہے تو وہ تمام گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے" (صحیح مسلم)

Marfat.com

۱۰ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے جو کوئی وضو کرے اور مکمل وضو کرے اور وضو کرنے کے بعد کلمۂ شہادت پڑھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

(۱۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰی طُهْرٍ كُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ۔ (جامع ترمذی)

ترجمہ "جس شخص نے طہارت کے باوجود تازہ وضو کیا اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔"

(۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ......

(معجم صغیر طبرانی)

ترجمہ "اے ابوہریرہؓ: جب تم وضو کیا کرو تو بسم اللہ والحمد للہ کہہ لیا کرو۔ جب تک تمہارا یہ وضو باقی رہے گا اس وقت تک تمہارے محافظ فرشتے تمہارے لیے برابر نیکیاں لکھتے رہیں گے۔"

مسواک کرنے کے بارے میں

طہارت و پاکیزگی کے ضمن میں جن چیزوں کی تاکید کی گئی ہے ان میں سے اہم ترین مسواک ہے۔

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری اُمت پر بہت زیادہ مشقت پڑ جائے گی تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔" (صحیحین)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَلسِّوَاكُ مُطَهِّرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ۔ (مسند احمد، مسند امام شافعی)

ترجمہ "مسواک منہ کو بہت زیادہ پاک صاف کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کو بہت خوش کرنے والی چیز ہے۔"

Marfat.com

③ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:-
"جب بھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے، ہر دفعہ اُس نے مسواک کرنے کے لیے ضرور کہا، مجھے اندیشہ ہے کہ مَیں اپنے مُنہ کے اگلے حصّے کو مسواک کرتے کرتے گھسا نہ ڈالوں"

(مسند احمد)

④ حضرت شُریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے گھر تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے کیا کرتے تھے؟ فرمایا: آپ سب سے پہلے مسواک کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

⑤ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معمول تھا کہ رات ہو یا دن آپ جب بھی سو کر اُٹھتے تو وضو سے پہلے مسواک ضرور کیا کرتے تھے۔"

(صحیحین)

⑥ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "وہ نماز کہ جس کے لیے مسواک کی جائے اُس نماز کے مقابلے میں ستر گُنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے جو مسواک کے بغیر ادا کی جائے" (بیہقی)

وُضو کرنے کا طریقہ

① سب سے پہلے وُضو کی نیت کر لی جائے یعنی دل میں وُضو کرنے کا ارادہ کر لیا جائے۔ نیت کے بغیر وضو تو ہو جائے گا مگر وضو کا ثواب نہیں ملے گا۔

② وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف مُنہ کر کے کسی اُونچی جگہ پر بیٹھ جائیں تاکہ چھینٹے اُڑ کر اُوپر نہ پڑیں۔

③ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر وضو شروع کریں۔ سب سے پہلے دونوں ہاتھ کلائی کے جوڑ تک دھوئیں۔ اس کے بعد

④ تین دفعہ کُلی کریں اور مسواک کریں۔ اگر مسواک مُیسّر نہ ہو تو کسی موٹے کپڑے سے یا صرف اُنگلی سے دانتوں کی میل صاف کریں۔ غرغرہ کر کے اچھی طرح حلق تک پانی پہنچائیں۔ اگر روزہ سے ہوں تو غرغرہ نہ کریں۔ کیونکہ غرغرے سے پانی حلق میں چلے جانے کا خطرہ ہے۔

Marfat.com

⑤ پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالیں اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کریں۔ اگر روزہ ہو تو نرم گوشت سے اُوپر پانی نہ لے جائیں۔

⑥ پھر تین بار مُنہ دھوئیں، اِس طرح کہ سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک ہر جگہ پانی سے دُھل جائے۔ دونوں ابروؤں کے نیچے تک پانی پہنچاویں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی جگہ خشک رہ جائے۔ چہرے پر اگر داڑھی گھنی ہو تو داڑھی میں خلال کریں۔

⑦ پھر دونوں بازو کہنیوں تک تین بار دھوئیں۔ پہلے تین بار دایاں بازو دھوئیں اور اس کے بعد بایاں بازو تین بار دھوئیں۔ ایک ہاتھ کی اُنگلیوں سے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کا خلال کریں۔ اگر کنگن، چُوڑی، انگوٹھی وغیرہ پہن رکھی ہے تو اُسے اچھی طرح ہلائیں تاکہ اُن کے نیچے سے پانی گزر جائے اور کوئی جگہ سُوکھی نہ رہ جائے۔

⑧ پھر ایک مرتبہ سارے سر کا مسح کریں اور پھر کانوں کا مسح کریں۔ کانوں کے اَندر کی طرف کا مسح شہادت کی اُنگلی سے اور باہر کی طرف کا مسح انگوٹھوں سے کریں۔ پھر اُنگلیوں کی پُشت کی طرف سے اپنی گردن کا مسح کریں۔ خیال رہے کہ گلے کا مسح ہرگز نہ کریں کہ گلے کا مسح کرنا منع ہے۔ کان کے مسح کے لیے سر کے مسح سے بچا ہوا جو پانی اُنگلیوں میں لگا ہُوا ہے وہی کافی ہے نیا پانی لینے کی ضرُورت نہیں ہے۔

⑨ پھر تین بار دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئیں۔ پہلے دایاں پاؤں اور بعد میں بایاں پاؤں دھوئیں اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پَیروں کی انگلیوں میں خلال کریں۔

⑩ وضو سے بچا ہُوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا سا پی لیا کریں۔ شفا بخش عمل ہے۔

⑪ وضو کے بعد آسمان کی طرف مُنہ کر کے کلمۂ شہادت پڑھ لیا کریں۔

وُضو میں بعض کام ایسے ہیں کہ وہ نہ کیے جائیں یا اُن میں سے کوئی کام رہ جائے یا اُن میں واضح کمی رہ جائے تو وضو ہرگز نہیں ہوتا۔ ایسے کاموں کو وضو کے فرائض کہا گیا ہے۔ اور بعض کام ایسے ہیں کہ اگر وہ چھوٹ جائیں تو وضو تو ہو جاتا ہے لیکن اُن کے کرنے سے ثواب ملتا

ہے۔ اُن کے کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ اگر اُنہیں کوئی جان بُوجھ کر بلا عذر چھوڑتا ہے یا اُن کو چھوڑ دینے کی عادت بنالیتا ہے تو وہ گناہگار ہوتا ہے۔ ایسے کاموں کو وضو کی سُنّتیں کہا گیا ہے۔ اور وضو میں بعض ایسے کام ہیں کہ جن کو کیا جائے تو ثواب ملتا ہے اور نہ کیا جائے تو گناہ نہیں ہے۔ اور شریعت میں اُن کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے۔ ایسے کاموں کو مستحب کہا گیا ہے۔

وُضو کے فرائض

وُضو کے فرائض صرف چار ہیں:۔

(۱) ایک مرتبہ سارا مُنہ دھونا (۲) ایک ایک بار کُہنیوں سمیت دونوں بازو دھونا۔ (۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴) ایک ایک بار دونوں پاؤں دھونا۔ ان چاروں فرائض میں سے اگر کوئی ایک چھُوٹ جائے یا بال برابر بھی جگہ سُوکھی رہ جائے تو وضو قطعاً نہ ہوگا۔

وُضو کی سُنّتیں

وُضو کی سُنّتیں تیرہ (۱۳) ہیں:۔

(۱) وُضو کی نیت کرنا۔ (۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر وضو شروع کرنا۔ (۳) پہلے تین بار دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔ (۴) مسواک کرنا۔ (۵) تین بار کُلی کرنا، غرغرہ کرنا بھی سُنّت ہے لیکن روزہ کی حالت میں نہ کیا جائے۔ (۶) تین بار ناک میں پانی ڈالنا، روزہ کی حالت میں پانی سانس کے ساتھ نہ کھینچیں۔ (۷) داڑھی کا خلال کرنا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاص طور پر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے میرے رب نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ (۸) ہاتھ پاؤں کی اُنگلیوں کا خلال کرنا اور یہ اس طرح کہ ایک ہاتھ کی اُنگلیاں دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں ڈال کر ہلانا۔ (۹) ہر عضو کو تین بار دھونا۔ (۱۰) ایک بار تمام سر کا مسح کرنا، یعنی پانی سے بھیگا ہُوا ہاتھ سر پر پھیرنا۔ (۱۱) کانوں کا مسح کرنا، کانوں کے اندر کا مسح شہادت کی اُنگلی سے کریں۔ (۱۲) وضو ترتیب وار کرنا۔ (۱۳) پے درپے وضو کرنا۔ یعنی ایک عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرا دھولینا۔

Marfat.com

وُضو کے مستحبات

(۱) قبلہ رُو ہو کر اُونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا۔ (۲) وضو کا پانی پاک جگہ پر گرانا۔ (۳) پانی بہاتے وقت ہر عضو پر ہاتھ پھیر لینا۔ (۴) دائیں طرف سے شروع کرنا۔ (۵) اپنے ہاتھ سے پانی بھرنا (۶) وضو کرنے میں بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا۔ (۷) وقت سے پہلے وضو کر لینا۔ (۸) انگوٹھی، چھلّے، نتھ وغیرہ کو حرکت دینا اور اگر تنگ ہوں تو ہلانا ضروری ہے۔ (۹) اطمینان سے وضو کرنا۔ (۱۰) دونوں ہاتھوں سے مُنہ دھونا۔ (۱۱) ہر عضو کے دھوتے وقت وضو کی نیت قائم رکھنا۔ (۱۲) دُعائیں پڑھنا۔ (۱۳) گردن کا مسح کرنا۔ (۱۴) وضو کے بچے ہوئے پانی سے تھوڑا سا پی لینا۔ (۱۵) بلا ضرورت بدن کو کپڑے سے بالکل خشک نہ کرنا۔ (۱۶) وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف مُنہ کر کے کلمۂ شہادت پڑھنا۔

وُضو کے مسائل

(۱) جن چار اعضاء کا دھونا وضو میں فرض ہے اگر وہ دُھل جائیں تو وضو ہو جائے گا چاہے وضو کرنے کی نیت و ارادہ ہو یا نہ ہو۔ مثلاً اگر کوئی نہالے اور اُس کے سارے بدن پر پانی پھر جائے یا کسی گہرے پانی میں گر جائے یا بارش میں بھیگ جائے اور وضو کے یہ چاروں اعضاء دُھل جائیں تو وضو ہو جائے گا لیکن وضو کا ثواب نہ ملے گا۔ البتہ ان حالتوں کے دوران وضو کی نیت کر لے تو وضو کا ثواب بھی مل جائے گا۔

(۲) جس طرح وضو کرنے کا طریقہ اُوپر درج کیا گیا ہے اس طرح سے وضو کیا جائے تو وضو عین سُنّت کے مطابق ہوا اور اگر وضو میں اعضاء کے دھونے کی ترتیب میں اُلٹ پلٹ کر دی جائے مثلاً پہلے پاؤں دھوئے، پھر سر کا مسح کیا، پھر ہاتھ دھوئے اور پھر منہ دھویا تو اس طرح الٹ پلٹ کرنے سے وضو تو ہو جاتا ہے مگر یہ سنّت کے مطابق غلط ہے اس لیے گناہ کا احتمال ہے یعنی اگر اس طرح الٹ پلٹ کر وضو کرنے کی عادت ہی بنالی جائے تو گناہ ہوگا۔ اسی طرح اگر بایاں پاؤں دائیں پاؤں سے پہلے دھویا تو وضو تو ہو گیا مگر مستحب کے خلاف ہُوا ہے۔

(۳) یہ بھی سنّت ہے کہ ہر عضو کو دھوتے وقت اس پر ہاتھ پھیریں تاکہ کوئی جگہ سُوکھی نہ

Marfat.com

رہ جائے۔

④ ایک عضو کو دھو کر دوسرے عضو کو فوراً دھونا سنّت ہے۔ ایک عضو دھونے کے بعد دوسرے عضو کو دھونے میں اتنی دیر نہ کریں کہ دوسرا عضو سُوکھ جائے۔ اگر پہلے دھویا ہوا عضو سُوکھ گیا اور اس کے بعد دوسرا عضو دھویا تو وضو تو ہو جائے گا مگر سنّت کے خلاف ہوگا۔

⑤ وقت سے پہلے نماز و وُضو کی تیاری مُستحب ہے۔

⑥ وضو کرتے وقت دُنیاوی بات چیت کرنے سے پرہیز کریں بلکہ ہر عضو دھوتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا کلمہ طیّب پڑھا کریں۔

⑦ ضرورت سے زیادہ پانی خرچ نہ کیا کریں چاہے پانی کی فراوانی ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح پانی ضرورت سے کم بھی خرچ نہ کیا کریں کہ دھونے میں دقت ہو۔ کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ بھی مت دھوئیں۔

⑧ مُنہ دھوتے وقت پانی کا چھینٹا دور سے منہ پر نہ ماریں اور نہ پھُنکار مار کر چھینٹے اڑائیں۔

⑨ مُنہ اور آنکھوں کو بہت زور سے بند نہ کریں۔ اگر ایسا کیا اور پلک یا ہونٹوں پر کوئی جگہ سُوکھی رہ گئی یا آنکھ کے کونے میں پانی نہ پہنچا تو وضو نہ ہوگا۔

⑩ چوڑی، کنگن، چھلّا یا انگوٹھی اگر ڈھیلے بھی ہوں اور اُن کے نیچے سے خود بخود پانی بہتا ہو تو پھر بھی اُن کو ہلانا مستحب ہے اور اگر یہ چیزیں ڈھیلی نہ ہوں بلکہ تنگ ہوں اور بغیر ہلائے ان میں پانی کا پہنچنا محال ہو تو اُن ہلا کر پانی پہنچانا واجب وضروری ہے نتھ کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سُوراخ ڈھیلا ہو تو ہلا کر پانی پہنچانا مستحب ہے اور اگر سُوراخ ڈھیلا نہیں ہے، اور ہلائے بغیر پانی نہیں پہنچتا تو اُس کو گھما پھرا کر سُوراخ کے اندر پانی لے جانا واجب ہے

⑪ اگر کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سُوکھ گیا اور اُس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔ جب بھی یاد آجائے آٹا ہٹا کر پانی سے دھو ڈالے اگر آٹا چھڑا کر پانی سے دھونے سے قبل کوئی نماز پڑھ لی ہے تو اُس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

Marfat.com

(۱۲) اگر کسی کے چہرے یا ماتھے پر افشاں چُنی ہوئی ہو یا ایسا میک اپ کیا ہوا ہو جو لیسدار مادے سے بنا ہوا ہو اور اس کی تہہ جلد پر جم جاتی ہو تو اگر وہ وضو کرتے وقت صرف اُوپر اُوپر سے پانی بہالے اور مُنہ اور چہرے سے گوند یا میک اَپ کی تہہ کو اُتار کر مُنہ نہ دھوئے تو وضو نہیں ہوتا۔

(۱۳) ایک وقت کی نماز کے لیے وُضو کیا، نماز پڑھی، پھر دوسری نماز کا وقت آگیا اور وضو ابھی ٹوٹا نہیں ہے تو اُسی وضو سے نماز پڑھنی جائز ہے اور اگر دوبارہ تازہ وضو کرلیں تو اس کا بیحد ثواب ہے۔

(۱۴) جب ایک مرتبہ وُضو کرلیا اور ابھی وہ ٹوٹا نہیں تو جب تک اُس وضو سے کوئی عبادت نہ کرلے اُس وقت تک دوسرا وضو کرنا مکروہ اور منع ہے۔ اگر نہاتے وقت کسی نے وضو کیا ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنی چاہیئے۔ اُس کے ٹوٹے بغیر دوسرا وضو نہ کرے ہاں اگر کم از کم دو رکعت نماز اُس وضو سے پڑھی گئی ہو تو دوسرا وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔

(۱۵) کسی کے پاؤں پھٹ گئے اور اس میں موم، روغن یا کوئی اور دوا بھرلی۔ اور اَب اُس کے نکالنے سے نقصان ہوتا ہو تو اُس کے نکالے بغیر اُس کے اُوپر سے پانی بہالینے سے وُضو دُرست ہوتا ہے۔

(۱۶) وضو کرتے وقت ایڑی پر یا کسی اور جگہ پر پانی نہیں پہنچا اور جب پُورا وضو ہو چکا اور تب معلوم ہوا کہ فلاں جگہ سُوکھی رہ گئی ہے تو وہاں پر فقط گیلا ہاتھ پھیرلینا کافی نہیں ہے بلکہ پانی بہانا لازمی ہے۔

(۱۷) اگر ہاتھ پاؤں یا کسی جگہ پر زخم یا پھوڑا یا کوئی ایسی بیماری ہے کہ اس پر پانی ڈالنا نقصان دہ ہے تو پانی مت ڈالیں۔ بلکہ بھیگے ہاتھ سے اس جگہ کا مسح کرلیں اگر مسح کرنے سے بھی نقصان ہوتا ہے تو مسح بھی نہ کریں اور وہ جگہ چھوڑ دیں۔

(۱۸) اگر زخم پر پٹی بندھی ہوئی ہے اور پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنے سے نقصان پہنچتا ہے تو پٹی کے اُوپر ہی سے مسح کرلیں۔ ورنہ پٹی کھول کر زخم پر مسح کریں۔

(۱۹) اگر پٹی زخم سے زیادہ جگہ پر بندھی ہوئی ہے اور پٹی کھول کر زخم کے ارد گرد کی جگہ دھوئی جاسکتی ہے تو دھولیں۔ اگر پٹی نہ کھولنی ہو تو ساری پٹی پر مسح کرلیں۔ یہی حکم ٹوٹی ہوئی ہڈی پر کی پٹی اور فصد کی پٹی کا ہے۔

Marfat.com

وُضو ٹوٹنے کے مسائل

① پاخانہ یا پیشاب یا ہوا جو پیچھے سے خارج ہو اُس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ جو ہوا آگے کی طرف سے نکلے اُس سے وُضو نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح آگے یا پیچھے سے کوئی کیڑا یا کنکری نکلے تو اُس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

② اگر کسی زخم سے یا کان سے کوئی کیڑا نکلا یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کر گر پڑا مگر خُون نہیں نکلا تو وُضو نہیں ٹوٹا۔

③ چوٹ لگنے سے خون نکل آیا یا نکسیر پھوٹ گئی یا فصد کھولنے سے خون نکل آیا یا بدن پر کے کسی پھوڑے پھنسی سے خُون نکلا یا پیپ بہہ نکلی تو وضو ٹوٹ گیا۔ البتہ اگر خُون یا پیپ زخم کے مُنہ پر ہی رہی اور زخم سے آگے بہی نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اسی طرح اگر کسی کو سُوئی چبھ گئی اور خُون نکل آیا لیکن بہا نہیں، بلکہ سُوئی چبھنے کی جگہ پر جم گیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اگر ذرہ برابر بھی بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔

④ اگر ناک سُنکنے پر جمے ہوئے خون کے ٹکڑے نکل پڑیں تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ وضو صرف اس وقت ٹوٹتا ہے جب خُون پتلا ہو اور وہ بہہ پڑے۔

⑤ ناک میں اُنگلی ڈالی اور جب نکالی تو اُس پر خون کا دھبّہ لگا ہُوا نظر آ گیا لیکن وہ خُون اتنا ہی تھا کہ اُنگلی پر تو لگ گیا مگر بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا۔

⑥ کسی کی آنکھ کے اندر کوئی پھنسی وغیرہ تھی اور وہ پھوٹ گئی یا خود پھوڑ لی اور اس کا پانی آنکھ میں تو پھیل گیا مگر آنکھ سے باہر نہیں نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر آنکھ سے باہر نکل آیا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اسی طرح اگر کان کے اندر کوئی پھنسی پھوڑا پھوٹ جائے اور اس کا خُون یا پیپ سُوراخ کے اندر اُس جگہ تک محدود رہے جہاں غسل کرتے وقت پانی پہنچانا فرض نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ لیکن اگر ایسی جگہ تک پہنچ جائے جہاں غسل میں پانی پہنچانا فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

⑦ پھوڑے یا چھالے کے اُوپر کا چھلکا نوچ ڈالنے سے خون یا پیپ نظر آ جائے مگر اپنی جگہ پر قائم ہے اور بہے نہیں تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر بہہ پڑے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

⑧ پھوڑے پھنسی سے خون خود نہیں نکلا مگر دبا کر نکالا گیا اور وہ بہہ گیا تو وضو ٹوٹ گیا۔

Marfat.com

(۹) کسی کے زخم سے ذرہ ذرہ خون نکلنے لگا۔ اُس نے اُس پر مٹی ڈال دی یا رومال سے پُونچھ لیا، پھر ذرہ سا نکلا، اُس نے پھر پُونچھ لیا۔ اِسی طرح کئی دفعہ کیا اور وہ بہہ نہ سکا تو دل میں سوچے اور معلوم ہو کہ اگر پُونچھا نہ جاتا تو بہہ پڑتا تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر ایسا ہو کہ پُونچھا نہ جاتا تو تب بھی نہ بہتا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

(۱۰) کسی نے تھوکا اور تھوک میں خون معلوم ہوا تو اگر تھوک میں خُون بہت کم ہے اور تھوک کا رنگ سفیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر خون زیادہ یا برابر ہے اور رنگ سُرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔

(۱۱) اگر دانت سے کوئی چیز کاٹی اور اس پر خون کا دھبہ معلوم ہوا یا دانت میں خلال کیا اور خلال میں خون دکھائی دیا لیکن تھُوکنے پر تھوک خون آلودہ نہیں ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۱۲) جُونک لگوانے پر جُونک اتنا خُون چُوس لے کہ اگر اُسے درمیان سے کاٹ دیں تو خُون بہہ پڑے تو وضو جاتا رہا ورنہ وضو نہیں ٹوٹتا۔ مچھر مکھی یا کھٹمل کے خُون چُوسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۱۳) درد والے کان سے بہنے والا پانی ناپاک ہے، اُس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے چاہے کان میں پھوڑا پھنسی ہو یا نہ ہو۔ کان میں سے ایسا پانی بہہ کر اگر اس جگہ آجائے جس جگہ کا دھونا غسل میں فرض ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح ناف میں درد ہو اور اس میں سے پانی نکلتا ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ دُکھتی اور کھٹکتی آنکھوں سے بہنے والے پانی کا بھی یہی حکم ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ اگر آنکھیں تندرُست ہوں تو اُن سے بہنے والے آنسوؤں سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۱۴) اگر چھاتیوں میں درد ہے اور اُن سے پانی نکلتا ہے تو پانی نجس ہے اور اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر چھاتیوں میں درد نہ ہو تو اُن سے بہنے والے پانی سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۱۵) قے ہونے پر اس میں کھائی ہوئی خوراک یا پانی آئے اور قے منہ بھر کر ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، مُنہ بھر قے نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ منہ بھر قے سے مراد وہ قے ہے جو مُنہ میں رُک نہ سکے۔ قے میں اگر صرف بلغم آئے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا چاہے منہ بھر ہی کیوں نہ ہو۔ قے میں سیال بہتا ہُوا خون آئے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے چاہے منہ بھر کر ہو یا نہ ہو۔ البتہ اگر خون جمے ہوئے لوتھڑوں کی صُورت میں ہو تو مُنہ بھر ہونے کی صُورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور مُنہ بھر نہ ہونے کی صورت میں وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۱۶) ایک ہی متلی میں تھوڑی تھوڑی قے وقفے وقفے سے ہوتی رہے اور سب قے ملا کر اتنی ہو جائے کہ اگر ایک ہی بار ہوتی تو مُنہ بھر جاتا تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر ہر بار کی قے میں متلی بھی ہر بار نئی ہو اور قے مُنہ بھر سے کم ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۱۷) لیٹے لیٹے آنکھ لگ جانے سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے اس طرح سو جائیں کہ اگر ٹیک نہ ہوتی تو آپ گر پڑتے تو وُضو ٹوٹ گیا۔ نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جانے سے وُضو نہیں ٹوٹتا البتہ سجدے میں عورت سو گئی تو وضو ٹوٹ گیا مگر مرد سجدے میں سو گیا تو اُس کا وضو نہیں ٹوٹتا ہاں اگر مرد کا سجدہ عورت کے سجدے کی طرح ہو تو ایسے سجدے میں مرد سو جائے تو اُس کا وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱۸) نماز کی حالت میں نہ ہوں بلکہ ویسے ہی کسی شئے کے ساتھ ٹیک لگائے بغیر آپ اس طرح بیٹھے بیٹھے سو جائیں کہ اپنے چُوتڑ کو ایڑی سے دبا رکھا ہے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۱۹) بیٹھے بیٹھے نیند کا جھونکا آنے پر گر پڑنے پر فوراً ہی آنکھ کھُل جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا اور گرنے کے بعد وقفے سے آنکھ کھُلے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ بیٹھے بیٹھے سونے پر گرنے سے محفوظ رہنے اور محض جھُومتے رہنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۲۰) بے ہوشی اور جنُون میں عقل جاتے رہنے سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے چاہے بے ہوشی و جنُون کا وقفہ کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہو اِسی طرح کسی نشہ آور چیز کے استعمال سے اتنا نشہ ہو گیا کہ چلنے میں قدم بہکتے ہیں اور ڈگمگاہٹ ہوتی ہے تو وُضو ٹوٹ گیا۔

(۲۱) نماز میں کھِلکھِلا کر اس طرح ہنسے کہ خود بھی اپنی ہنسی کی آواز سُن لے اور ساتھ والے بھی سُن لیں تو نماز اور وُضو دونوں ٹوٹ گئے۔ اگر ہنسی کی آواز خود تو سُنی مگر ساتھ والوں نے نہیں سُنی تو نماز ٹوٹ گئی مگر وُضو نہیں ٹوٹا۔ اگر نماز کے دوران صرف مُسکراہٹ آئی یعنی ہنسی میں دانت تو کھُل گئے مگر آواز نہیں نکلی تو نہ نماز ٹوٹی نہ وُضو ٹوٹا۔ البتہ نابالغ لڑکی یا لڑکے کے نماز میں زور سے ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اِسی طرح عورت کو سجدۂ تلاوت میں اگر ہنسی آجائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ مگر سجدہ جاتا رہتا ہے۔

(۲۲) مرد و عورت کے ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے یا ویسے ہی خیال آجانے سے اگر

آگے کی راہ سے پانی یا مذی نکل پڑے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(۲۳) بیماری کی حالت میں آگے کی طرف سے لیسدار پانی نکلے تو احتیاط اس میں ہے کہ وضو ٹوٹ گیا ہے۔

(۲۴) پیشاب یا مذی کا قطرہ سُوراخ سے نکل آئے مگر اُوپر والی کھال کے اندر رہے تو تب بھی وُضو ٹوٹ گیا۔

(۲۵) کسی کپڑے وغیرہ کی آڑ کے بغیر مرد و عورت کے پیشاب کے مقامات آپس میں مل جائیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اِسی طرح دو عورتوں کی پیشاب گاہیں آپس میں مل جائیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور ویسے بھی یہ کام بہت بُرا اور گناہ کا کام ہے۔

(۲۶) وضو کے بعد ناخن کاٹنے یا زخم کے اُوپر کی مُردار کھال نوچنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی اس جگہ کو دوبارہ تَر کرنے کی ضرورت ہے۔

(۲۷) وُضو کے بعد ستر کُھل جانے یا ننگا ہو کر نہانے یا کسی دوسرے کا سَتر دیکھ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اس سے بچنا چاہیئے کہ کسی کا ستر دیکھنا یا اپنا ستر دکھلانا گناہ ہے۔

(۲۸) جس چیز کے بدن سے نکلنے سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے اور جس چیز کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس نہیں اس لیے اگر مُنہ سے تھوڑا سا خُون نکلا مگر بہا نہیں یا مُنہ بھر سے کم قے ہوئی اور اُس میں خُوراک یا پانی یا جما ہُوا خون نکلا تو یہ سب مواد نجس نہیں ہے اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اُس کا دھونا ضروری نہیں۔ اِس کے برعکس اگر مُنہ سے نکلنے والا خُون بہہ گیا یا منہ بھر کے قے ہوئی تو ایسی صُورت میں سب مواد نجس ہے اور اُس کا دھونا واجب ہے۔ مُنہ بھر کے قے ہونے کے بعد پانی کے لیے جس برتن کو مُنہ لگا یا وہ برتن ناپاک ہو گیا اِس لیے منہ صاف کرنے کے لیے پانی چُلّو سے لینا چاہیئے۔

(۲۹) چھوٹا بچّہ جو مُنہ سے دودھ اُگلتا ہے اگر وہ مُنہ بھر کر ہے تو نجس ہے اگر مُنہ بھر کر نہیں ہے تو نجس نہیں ہے۔

(۳۰) وُضو کرنا یاد ہے مگر وُضو کا ٹوٹنا یاد نہیں تو وضو باقی سمجھا جائے گا۔ اس سے نماز دُرست ہے مگر دوبارہ وضو کر لینا بہتر ہے۔

Marfat.com

(۳۱) وضو کرنے میں شک ہو گیا کہ فلاں عضو دھویا کہ نہیں تو وہ عضو دوبارہ دھولیں. اگر یہ شک وضو کرنے کے بعد پیدا ہوا تو وضو ہو گیا. پرواہ مت کریں، ہاں البتہ یہ یقین ہو کہ فلاں عضو واقعی دھونے سے رہ گیا ہے تو وہ دھولیں.

(۳۲) وضو کے بغیر قرآن کریم کو ہاتھ لگانا یا کسی جگہ پر لکھی ہوئی قرآن کریم کی کسی آیت کو ہاتھ لگانا یا تعویذ کو ہاتھ لگانا درست نہیں البتہ ایسے کپڑے سے چھونا جائز ہے جو الگ ہو اور جسم پر پہنا ہوا نہ ہو یعنی دوپٹا یا کرتے سے چھونا بھی جائز نہیں ہاں اگر دوپٹا اور کرتا پہنا ہوا نہ ہو بلکہ اترا ہوا ہو تو اس سے چھونا جائز ہے. قرآنِ کریم زبانی پڑھنا یا کھلا پڑا ہو تو چھوئے بغیر دیکھ کر پڑھنا بغیر وضو کے بھی جائز ہے لیکن یہ بات ادب کے خلاف ہے.

(۳۳) وضو میں بدن کے جن اعضاء کو دھویا جاتا ہے ان میں سے ہر عضو کا پورے تین بار دھونا سنتِ مؤکدہ ہے. تین بار سے کم دھونے پر سنت ادا نہ ہوگی.

(۳۴) کسی بیماری کی وجہ سے پاؤں کے انگوٹھوں کو دھاگے سے اس قدر باندھا جاتا ہے کہ دھاگے کے نیچے پانی کا بہنا ناممکن ہو جاتا ہے بلکہ دھاگے کے نیچے کی جگہ تر بھی نہیں ہو سکتی اس لیے اس سے پرہیز لازم ہے.

(۳۵) بعض لوگ کلی کرتے وقت تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر کلی کر دیتے ہیں یا جلدی جلدی تین بار پچ پچ کر لیتے ہیں. اسی طرح ناک میں پانی ڈالتے وقت تھوڑا سا پانی ناک کی نوک سے لگا لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے کلی بھی ہو جاتی ہے اور ناک بھی صاف ہو جاتا ہے مگر یہ ان کی بھول ہے. اس طرح کر لینے سے سنت ادا نہیں ہوتی اس طرح نہیں کرنا چاہیئے اس طرح کی عادت بنا لینا گناہ ہے. غسل میں ایسا کرنے سے تو غسل سرے سے ہوتا ہی نہیں ہے.

(۳۶) بعض لوگ تھوڑا سا پانی لے کر اس سے اعضاء کو محض چپڑ لیتے ہیں اور اسے کافی سمجھتے ہیں حالانکہ اس طرح کرنے سے وضو نہیں ہوتا. اعضاء پر پانی بہانا فرض ہے جب تک پانی خود نہ بہے وضو نہیں ہوتا.

(۳۷) مستحب ہے کہ اعضاء پر ایک مرتبہ پانی ڈال کر ہاتھ سے اچھی طرح مل لیا جائے تاکہ اعضاء کے کسی حصے میں خشکی نہ رہ جائے. اس کے بعد اس پر پانی بہایا جائے.

Marfat.com

(۳۸) سوتے ہوئے جو رال منہ سے بہتی ہے وہ پاک ہے چاہے وہ پیٹ سے آئے اور بدبودار ہو۔

(۳۹) آنکھ دُکھنے میں جو آنسو بہتا ہے وہ ناپاک بھی ہے اور اس سے وُضو بھی ٹوٹ جاتا ہے دُکھتی آنکھ کا آنسو اگر کپڑے پر گر پڑے تو اُسے بھی ناپاک کر دیتا ہے اِس لیے اپنے بدن پر کے کپڑوں سے دُکھتی آنکھ کے آنسو نہ پونچھے جائیں۔

(۴۰) وضو کرتے وقت درمیان میں ایسی بات ہو جائے جس سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے تو نئے سِرے سے وضو کرنا چاہیئے، پہلے دُھلے ہوئے حصے پھر سے دھونے پڑتے ہیں۔

(۴۱) بدن پر کوئی نجاست نہ لگی ہو تو جو پانی وضو وغُسل کرتے وقت بدن سے گرتا ہے وہ پاک ہے مگر اُس سے وُضو یا غُسل کرنا درست نہیں۔

(۴۲) جس کا کوئی حصہ خشک مثلاً ہاتھ یا اُنگلی یا ناخن کسی پاک پانی کو اس حالت میں لگ گیا کہ اُس کا وُضو نہیں تھا یا وہ جنب تھا تو وہ پانی مستعمل ہو گیا۔ اب اس پانی سے نہ وضو ہو سکتا ہے اور نہ غُسل، اس کا پینا یا اُس سے آٹا گوندھنا مکروہ ہے البتہ کپڑے وغیرہ دھونے کے کام آ سکتا ہے۔ لوگ اکثر ایسا کرتے ہیں کہ پانی میں ہاتھ یا اُنگلی ڈال کر دیکھتے ہیں کہ پانی گرم ہے یا ٹھنڈا ہے مگر ایسا کرنے سے پانی مستعمل ہو جاتا ہے اور اس سے وضو وغُسل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ کو دھو لیا جائے تو دُھلا ہوا ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۳) اگر دُھلا ہوا ہاتھ کسی پاک پانی میں اِس غرض سے ڈالا کہ ہاتھ کو دوبارہ دھونا ہے اور یہ دوبارہ دھونا ثواب کا کام بھی ہو جیسے کھانا کھانے کے لیے یا وضو کرنے کے لیے تو اب یہ پانی مستعمل ہو گیا اور اس سے وضو وغسل کرنا جائز نہیں رہا اور اس کا پینا بھی مکروہ ہو گیا۔

(۴۴) مستعمل پانی کو اگر وضو یا غسل کے کام میں لانا ضروری ہو تو اس میں پاک پانی زیادہ مقدار میں ڈال دیں تو پھر سب پانی کام کا ہو جائے گا۔

وُضو کے مکرُوہات

وضو کرتے وقت کئی کام ایسے ہیں جن کا کرنا مکروہ ہے۔ مثلاً:-

Marfat.com

(۱) وضو کرنے کے لیے ایسی جگہ پر بیٹھنا جو ناپاک ہو یا وضو کا پانی ناپاک جگہ پر گرانا۔

(۲) وضو کے دوران اعضاء سے پانی والے برتن میں پانی ٹپکانا۔

(۳) مسجد کے اندر وضو کرنا۔

(۴) پانی میں تھوکنا یا ناک سُنکنا چاہے دریا کا پانی ہو یا حوض یا تالاب کا پانی ہو۔

(۵) قبلہ کی طرف تھوکنا یا کلّی کرنا۔

(۶) بلاضرورت دُنیاوی باتیں کرنا۔

(۷) زیادہ پانی خرچ کرنا۔

(۸) اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ سُنّت ادا نہ ہو۔

(۹) چہرہ پر اتنے زور سے پانی مارنا کہ اُس سے چھینٹے اُڑنے لگیں۔

(۱۰) صرف ایک ہاتھ سے مُنہ دھونا۔

(۱۱) گلے کا مسح کرنا۔

(۱۲) بائیں ہاتھ سے کلّی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا۔

(۱۳) دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

(۱۴) ہر بار نئے پانی سے تین بار سر کا مسح کرنا۔

(۱۵) دھوپ سے گرم شدہ پانی سے وضو کرنا کہ اس سے برص کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔

(۱۶) مُنہ دھوتے وقت زور سے آنکھیں یا ہونٹ بند کر لینا۔

(۱۷) کسی سُنّت کو چھوڑ دینا۔

مسائلِ وُضو برائے معذوراں

جس شخص کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ اُس کے وُجود سے ہر وقت نجاست نکلتی رہتی ہے جس کی وجہ سے اُس کا وضو قائم نہیں رہ سکتا اُسے معذور کہتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کو پیشاب کی ایسی بیماری لاحق ہے کہ جس کی وجہ سے ہر وقت اُس کا پیشاب قطرہ قطرہ نکلتا رہتا ہے۔ یا کسی کو کوئی ایسا زخم ہے کہ جس سے ہر وقت خون یا پیپ نکلتی رہتی ہے یا کسی کو نکسیر کی ایسی تکلیف ہے کہ جو بند نہیں ہو رہی

Marfat.com

اور لگاتار خون نکلتا رہتا ہے تو ایسا شخص معذور ہے اس لیے حکم یہ ہے کہ :-

(۱) ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے۔ اُس کا یہ وضو اس وقت تک برقرار رہے گا جبتک اُس نماز کا وقت رہے گا لیکن اُس کی بیماری کی علت کے علاوہ اگر کوئی اور واقعہ سرزد ہو جائے جس سے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے تو اُس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً اگر کسی شخص کے زخم سے لگاتار خون نکلتا رہتا ہے اور اُس کی وجہ سے وہ معذور ہے اور اُس نے عصر کی نماز کے لیے وضو کیا تو جب تک عصر کی نماز کا وقت رہے گا اس کا وضو قائم رہے گا لیکن اگر اِس دوران اُس نے پیشاب کیا یا اس کے پیٹ سے پیچھے کی طرف سے ہوا خارج ہوئی یا سُوئی چبھنے سے اس کے ہاتھ سے خون بہہ نکلا تو ان حالتوں میں اُس کا وضو ٹوٹ گیا۔

(۲) فجر کی نماز کے لیے وضو کیا تو یہ وضو سورج نکلنے سے قبل تک رہے گا۔ سُورج نکلنے کے بعد اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور اس وضو سے نماز نہیں پڑھی جا سکتی البتہ سورج نکلنے کے بعد اگر وضو کیا تو اس سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے۔ ظہر کی نماز کے لیے نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن عصر کی نماز کے لیے نیا وضو کرنا پڑے گا۔

(۳) اگر کوئی شخص کسی لگاتار خون اُگلنے والے زخم کی وجہ سے معذور ہے۔ اس نے وضو کیا اور کسی وجہ سے کوئی اور زخم پیدا ہو گیا جس سے خون بہہ نکلا تو اس کا وضو ٹوٹ گیا اب نیا وضو کرنا پڑے گا۔

(۴) کسی شخص پر معذوری کا حکم اس وقت لگتا ہے جب کسی نماز کا پُورا وقت اس حالت میں گزر جائے کہ اُس کے وجُود سے لگاتار نجاست نکلتی رہے اور اگر نماز کے وقت کے دوران تھوڑی دیر کے لیے مواد نکلنا بند ہو جائے اور وہ اس دوران تازہ وضو کر کے طہارت سے نماز ادا کر سکے تو اس کو معذور نہیں کہا جائے گا۔

(۵) اگر پُورا ایک وقت اس طرح گزر گیا کہ مواد نکلتا رہا اور طہارت سے نماز پڑھنے کا اُسے موقع نہ ملا تو وہ معذور ہے اور وہ ہر وقت کے لیے نیا وضو کرے۔ ایسی صورت میں دوسری نماز کا وقت آجائے تو ہر وقت مواد کا نکلتے رہنا شرط نہیں ہے بلکہ وقت بھر میں ایک بار بھی مواد بہہ نکلے اور باقی سارے وقت بند رہے تو معذوری باقی رہے گی۔ لیکن اس کے بعد کسی نماز کا پُورا وقت

Marfat.com

اس طرح گزر جائے کہ اس میں مواد نہ بہے تو معذوری ختم ہو گئی۔ اب جتنی بار مواد نکلے گا وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۶) ظہر کی نماز کا کچھ وقت گزر گیا کہ زخم سے خون بہنا شروع ہو گیا۔ اب ظہر کی نماز کے آخر وقت تک انتظار کرے، اگر خون بند ہو جائے تو ٹھیک ورنہ وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ اس کے بعد عصر کی نماز کے پورے وقت میں خون بہتا رہا تو عصر کی نماز کا وقت گزرنے کے بعد معذوری کا حکم لاگو ہو گا۔ اور اگر عصر کی نماز کے وقت کے اندر ہی خون بند ہو گیا تو معذوری نہیں ہو گی۔ جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں وہ درست نہیں، انہیں پھر سے ادا کرے۔ ہاں سُنّت یا نفل نمازوں کی قضا واجب نہیں۔

(۷) کسی معذور شخص نے پیشاب کرنے کی وجہ سے وضو کیا، وضو کرتے وقت اس کا خون بند تھا اور وضو کرنے کے بعد خون نکل آیا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ البتہ اگر پیشاب پاخانہ وغیرہ کی وجہ سے نہیں بلکہ معذوری والا وضو کیا تو وضو کے بعد خون جاری ہونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(۸) معذور کے زخم سے نکلنے والا خون اس کے کپڑے پر لگ جائے تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس بات کا احتمال ہے کہ نماز ختم کرنے سے پہلے دوبارہ لگ جائے گا تو اس کا دھونا واجب نہیں اور اگر یہ بات معلوم ہو کہ نماز کے دوران نہیں لگے گا اور نماز طہارت سے گزر جائے گی تو دھو ڈالنا واجب ہے۔ اگر خون اتنی جگہ پر لگ جائے کہ روپیہ کے گھیرنے کی جگہ سے زیادہ ہو تو دھوئے بغیر نماز نہ ہو گی۔

Marfat.com

مسائلِ غسل

غسل کا مسنون طریقہ

دائیں ہاتھ سے پانی لے کر پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئیں۔ پھر استنجا کریں چاہے استنجے کی جگہ پر نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو۔ پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست لگی ہو اُسے دھوئیں۔ پھر وضو کریں مگر پاؤں نہ دھوئیں۔ ہاں اگر چوکی یا تختے یا پتھر یا پکّے فرش پر نہائیں تو پاؤں بھی دھولیں۔ اگر نہانے کی جگہ کچّی ہے اور پاؤں کیچڑ سے بھرتے ہیں تو غسل کے بعد پاؤں دھوئیں۔ کُلّی کرتے وقت پُورے منہ میں حلق تک اچھی طرح پانی پہنچائیں۔ ناک میں اِس طرح پانی چڑھائیں کہ دونوں نتھنوں کے نرم حصّے تک پانی اچھی طرح پہنچ جائے۔ پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر پانی ڈالیں، پھر تین مرتبہ بائیں کندھے پر پانی ڈالیں، پھر تین مرتبہ سر پر پانی ڈالیں اور پُورے بدن پر سے اس خُوبی سے پانی بہائیں کہ جسم کا ایک رونگٹا بھی خشک نہ رہ جائے۔ پھر بدن کو تولیے وغیرہ سے خشک کر کے کپڑے پہن لیں۔

غسل کے فرائض

وضو کی طرح غسل میں کئی باتیں فرض ہیں، کئی سُنّت ہیں اور کئی مستحب ہیں۔ غسل میں تین باتوں کا کرنا فرض ہے۔

① — کُلّی کرنا ، اِس طرح کہ منہ کے ہر گوشے اور ہر مقام اور ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ غسل میں کُلّی اِس طرح نہیں کرتے کہ تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر اُگل دے چاہے زبان کی جڑ اور حلق کے کنارے تک پانی پہنچے یا نہ پہنچے۔ اِس قسم کی کُلّی سے غسل نہیں ہوتا نہ ہی جسم پاک ہوتا ہے۔ بلکہ کُلّی اِس طرح کی جائے کہ داڑھوں کے نیچے گالوں کی تہہ میں، دانتوں کی جڑوں یا درزوں میں اور زبان کی ہر کروٹ میں حلق کے کنارے تک ہر مقام میں پانی پہنچے۔ دانتوں کی جڑوں یا درزوں میں کوئی ایسی چیز جمی ہو جو پانی کو وہاں تک پہنچنے سے روک دے تو اس کا چھڑانا ضروری

ہے۔ اگر ایسی چیز کو چھڑانے میں ضرر ہو تو معافی ہے۔ جیسے دانتوں کی میل جڑوں میں جم کر پتھر کی طرح سخت ہو جاتی ہے اور اس کا چھڑانا مشکل اور ضرر رساں ہوتا ہے۔

(۲)—— ناک میں پانی ڈالنا: ناک میں اِس طرح پانی ڈالنا فرض ہے کہ دونوں نتھنوں کے نرم حصّے تک یعنی سخت ہڈی کے شروع تک پانی کو سونگھ کر اُوپر چڑھا کر ناک کے اندرونی حصہ کو دھولیا جائے۔ ناک کے اندر کی بال برابر جگہ بھی دُھلنے سے خالی نہ رہے۔ ناک کے اندر بلغم جم گئی تو اُس کا چھڑانا فرض ہے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ ناک کے بالوں کا دھونا بھی ضروری ہے۔ ناک میں نتھ یا رِنگ یا کوکا ہو تو سُوراخ کے اندر پانی پہنچانا فرض ہے۔ ناک کے اِن سب زیورات کو ہلا جُلا کر سُوراخ کے اندر پانی پہنچایا جائے۔

(۳)—— تمام ظاہری بدن کو دھونا: سَر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے تلووں تک جسم کے ہر حصے اور ہر رونگٹے پر سے پانی بہانا فرض ہے۔ پانی ڈال کر جسم کو ملنا بھی چاہیئے تاکہ کوئی جگہ خُشک نہ رہ جائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔

غُسل کی سُنّتیں

غُسل کی سُنّتیں یہ ہیں:-

(۱) غسل کی نیت کر کے پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھونا۔
(۲) استنجے کے مقام کو دھونا چاہے اس پر نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو۔
(۳) بدن پر لگی ہوئی نجاست کا دھونا۔ خواہ وہ کہیں بھی لگی ہو۔
(۴) نماز کی طرح کا وضو کرنا۔
(۵) بدن پر تیل کی طرح پانی ملنا۔ خصوصاً موسم سرما میں۔
(۶) تین مرتبہ دائیں مونڈھے پر پانی بہانا۔
(۷) پھر تین مرتبہ بائیں مونڈھے پر پانی بہانا۔
(۸) پھر تین مرتبہ سر پر اور سارے بدن پر پانی بہانا۔
(۹) نہانے کی جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھونا (اگر وضو کرتے وقت پاؤں نہیں دھوئے تھے)۔

Marfat.com

۱۰ نہاتے وقت قبلہ رُو نہ ہونا۔

۱۱ تمام بدن پر ہاتھ پھیرنا اور بدن کو مَلنا۔

۱۲ ایسی جگہ پر نہانا جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔ عورتوں کو اس بارے میں زیادہ محتاط ہونا چاہیئے۔

۱۳ غسل کے دَوران خاموش رہنا اور ہر قسم کی دُعا مانگنے سے گریز کرنا۔

۱۴ بیٹھ کر نہانا اور نہانے کے فوراً بعد کپڑے پہننا۔

۱۵ غسل کے دوران وضو کی سُنتوں اور مستحبات کا خیال رکھنا۔

غسل کے مُتفرق مسائل

۱ تنہائی کی صُورت میں جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو ننگے ہوکر نہالینا بھی درست ہے چاہے غسل خانہ کی چھت ہو یا نہ ہو۔ کھڑے ہوکر نہانا یا بیٹھ کر نہانا درست ہے۔ لیکن عورت کے لیے بیٹھ کر نہانا بہتر ہے کہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔

۲ ناف سے لے کر گھٹنے تک ایک عورت کا نہاتے وقت دوسری عورت کے سامنے ستر کھولنا گناہ ہے۔ اکثر عورتیں دوسری عورتوں کے سامنے ننگی ہوکر نہاتی ہیں یہ بہت بُری اور بے حیائی کی بات ہے۔

۳ اگر سارے بدن پر پانی پھر جائے اور کُلی بھی کر لی جائے اور ناک میں پانی بھی ڈال لیا جائے تو غُسل ہو جائے گا چاہے غسل کرنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔

۴ برستے پانی میں بھیگ جانے سے یا پانی کے ذخیرے میں گر پڑنے سے سارا بدن پانی میں دُھل جائے اور اس کے ساتھ کُلی کر لی جائے اور ناک میں پانی بھی ڈال لیا تو غسل ہوگیا۔

۵ غسل کرتے وقت کلمہ پڑھنا یا پانی پر دَم کرنا ٹھیک نہیں اِس کے بغیر بھی انسان پاک ہو جاتا ہے بلکہ نہاتے وقت کلمہ شریف یا دُعا کا نہ پڑھنا بہتر ہے۔

۶ سارے بدن میں بال برابر جگہ بھی دُھلنے سے رہ جائے تو غُسل نہیں ہوتا۔ غُسل کے دوران ناک میں پانی ڈالنا یا کُلی کرنا بھول جائے تو غسل نہیں ہوتا۔

⑦ غسل کر لینے کے بعد یاد آجائے کہ کُلّی کرنا رہ گیا یا ناک میں پانی ڈالنا رہ گیا تو اُسے اب کر لینا چاہیئے دوبارہ نئے سرے سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی جگہ سُوکھی نظر آجائے تو اُس پر اب پانی بہا کر دھو لیا جائے۔ فقط گیلا ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں۔

⑧ کسی بیماری کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا مُضر ہو تو سر کو چھوڑ کر باقی بدن دھو لیں۔ بعد میں بیماری کے ختم ہونے پر سر کو دھو لیں۔ پھر سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔

⑨ عورت کی پیشاب گاہ کے لبوں کے اندر پانی پہنچانا فرض ہے۔ وہاں تک پانی نہ پہنچانے سے غسل نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر مرد کا ختنہ نہ ہو تو ذکر کے اُوپر کی کھال کھولنے میں تکلیف نہ ہو تو اُس کے اندر پانی پہنچانا فرض ہے اور اگر کھال کھولنے میں دقت ہو تو فرض نہیں۔

⑩ عورت کے سر کے بال اگر گُندھے ہوئے نہ ہوں تو تمام بالوں کو بھگو کر اُن کی جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ ایک بال بھی سُوکھا رہ گیا یا ایک بال کی جڑ میں بھی پانی نہیں پہنچا تو غسل نہ ہوگا۔ اگر بال گندھے ہوئے ہوں تو تب بھی اُن کی جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ البتہ بالوں کا بھگونا معاف ہے۔ ایک جڑ بھی سُوکھی رہ گئی تو غسل نہ ہوگا۔ گُندھے ہوئے بال کھولے بغیر اگر بالوں کی جڑوں میں پانی نہیں پہنچ سکتا تو بال کھول کر اُنہیں بھگونا اور اُن کی جڑوں میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔

⑪ نتھ بالیوں اور انگوٹھی چھلّوں اور چُوڑیوں کو خوب ہلا کر سُوراخوں میں پانی پہنچایا جائے۔ اگر نتھ بالیاں پہنی ہُوئی نہ بھی ہوں تو پُورے ارادے کے ساتھ سُوراخوں میں پانی ڈالنا فرض ہے۔ اگر انگوٹھی چھلّے یا چوڑیاں ڈھیلے ہوں اور ہلائے بغیر اُن کے نیچے پانی پہنچتا ہے تو اُن کا ہلانا واجب تو نہیں مگر مستحب ہے۔

⑫ کان اور ناف میں بھی خیال کر کے پانی پہنچانا چاہیئے کہ اس کے بغیر غسل نہ ہوگا۔

⑬ سردیوں میں ہاتھ پیر اکثر پھٹ جاتے ہیں اور اُن میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ اگر اُن میں موم روغن یا کوئی دوا بھری ہوئی ہو تو اُس کے اُوپر سے پانی بہا لینا درست ہے۔

⑭ غسل کے دوران کُلّی تو نہیں کی مگر اچھی طرح مُنہ بھر پانی پی لیا اس طرح کہ سارے منہ میں پانی پہنچ گیا تو غسل ہوگیا۔ کُلّی کرنا ضروری نہیں رہا۔ ہاں البتہ اگر اس طور پر پانی پیا کہ سارے مُنہ

Marfat.com

میں پانی نہیں پہنچا تو پانی پینا ناکافی ہے۔ اب کُلی کرنا ضروری ہے۔

(۱۵) ناخنوں میں آٹا جم کر سُوکھ گیا اور غسل کے دوران اس کے نیچے پانی نہیں پہنچ سکا تو غسل نہیں ہوا یاد آنے پر آٹا چھڑا کر پانی پہنچایا جائے۔ اِس طرح پانی پہنچانے سے قبل کوئی نماز پڑھ لی ہے تو اُس کا لوٹانا بھی ضروری ہے۔

(۱۶) دانتوں کے درمیان کوئی چیز پھنسی ہونے کی وجہ سے پانی نہیں پہنچ سکتا تو خلال کر کے اُسے نکال کر پانی پہنچانا فرض ہے۔ اس کے بغیر غسل نہ ہوگا۔

(۱۷) ماتھے پر افشاں چُنی ہوئی ہو یا بالوں میں اتنا گوند لگا ہوا ہے کہ بال نہیں بھیگ سکتے تو گوند چھڑانا اور افشاں کو دھو کر ہٹانا ضروری ہے۔ گوند کے نیچے تک پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہیں ہوگا۔

(۱۸) بدن یا بالوں میں تیل لگا ہُوا ہے جس کی وجہ سے بدن پر پانی اچھی طرح سے نہیں ٹھہرتا بلکہ ڈھلک جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ سارے بدن اور سر پر پانی ڈال لینے سے غسل ہو جاتا ہے۔

(۱۹) دُکھتی آنکھوں کی کِید سُوکھ کر جم گئی اور اُس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہ ہوگا۔ اُسے چھڑا کر اس کے نیچے پانی بہانا لازمی ہے۔

(۲۰) دانتوں کے اُوپر کوئی چیز جمی یا چپکی ہوئی ہے تو اُس کو چھڑانا ضروری ہے۔ چھڑا کر کُلی کیے بغیر غسل نہ ہوگا۔

وجُوہات جن سے غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے

(۱) مَنی کا اپنے مقام سے شہوت یا مَستی کے ساتھ نکل کر شرمگاہ سے باہر نکل آنے پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔ اگر مَنی شہوت یا مَستی کے ساتھ نہیں نکلی بلکہ بوجھ اُٹھانے سے، بلندی سے گِر پڑنے سے یا پاخانہ و پیشاب کرتے وقت زور لگانے سے یا کسی بیماری کی وجہ سے شہوت کے بغیر نکلی تو اِن صُورتوں میں غسل کرنا فرض نہیں۔

نوٹ : حالتِ شہوت و مَستی میں شرمگاہ سے پانی کی سی رنگت والی گاڑھی لیسدار جو رطوبت نکلتی ہے اور اس کے نکلنے سے نہ تو شہوت کم ہوتی ہے نہ جوش ٹھنڈا پڑتا ہے بلکہ خواہش مزید بڑھ جاتی ہے اُسے مَذی کہتے ہیں اس کے نکلنے سے وضو تو ٹوٹ جاتا ہے مگر غسل واجب

نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس جب شہوت میں نہایت لذت کے ساتھ شرمگاہ سے ایک گاڑھی رطوبت اُچھل کر نکلتی ہے جس کے نکلنے پر خواہش و جوش ختم ہو جاتا ہے، اُسے مَنی کہتے ہیں۔ مَرد کی مَنی کا رنگ دودھیا سفید ہوتا ہے جب کہ عورت کی مَنی کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ مَنی کے اُچھل کر شہوت کے ساتھ نکلنے پر غُسل فرض ہو جاتا ہے۔

(۲) خواب میں احتلام ہونے پر غُسل فرض ہو جاتا ہے۔ سوتے ہوئے خواب میں جماع کرنے یا جماع کی طرح اشتعال انگیزی سے مَنی کے شرمگاہ سے نکل آنے کو احتلام کہتے ہیں سو کر اُٹھنے پر اگر بدن یا کپڑے پر تری معلوم ہو تو غُسل واجب ہو جاتا ہے چاہے خواب یاد ہو یا نہ ہو۔ اگر یقین ہو کہ یہ مَنی یا مَذی نہیں بلکہ پیشاب یا پسینہ ہے یا کچھ اور ہے تو غُسل واجب نہیں چاہے احتلام و انزال کی لذت کا خیال ہو بھی۔

(۳) اگر مَنی ہونے کا یقین نہیں مگر مَذی کا شک ہے تو دو صُورتیں ہیں یعنی اگر خواب میں احتلام کا ہونا یاد ہے تو غسل فرض ہے اور احتلام کا ہونا یاد نہیں تو غُسل واجب نہیں۔

(۴) مرد اور عورت ایک ہی چار پائی پر سوئے اور جاگے تو بستر پر مَنی پائی گئی مگر ان میں سے ہر ایک احتلام کا انکار کرتا ہے تو دونوں پر غسل واجب ہے۔

(۵) حشفہ یعنی مرد کی شرمگاہ کا سرا عورت کی شرمگاہ میں داخل ہونے سے دونوں پر غسل فرض ہو جاتا ہے چاہے شہوت و خواہش ہو یا نہ ہو، انزال ہو یا نہ ہو ہر حال میں غُسل فرض ہے ان میں سے اگر ایک بالغ ہو اور دوسرا نابالغ تو بالغ پر تو غسل فرض ہے مگر نابالغ پر غسل فرض نہیں۔ مگر اُسے غسل کا حکم دیا جائے گا۔

(۶) حیض سے فارغ ہونے پر غُسل فرض ہے۔ عورت کو ہر مہینے آگے کی راہ سے جو خُون آتا ہے اُسے حیض کہتے ہیں، جب یہ خون آنا بند ہو جائے تو غُسل فرض ہو جاتا ہے۔

(۷) نفاس کے ختم ہونے پر غسل کرنا فرض ہے۔ بچہ جننے کے بعد عورت کو جو خُون آتا رہتا ہے اُسے نفاس کہتے ہیں، اس کے بند ہونے پر بھی غُسل واجب ہے۔

(۸) سوتے میں عورت نے مَرد کے ساتھ جماع کرنے کا خواب دیکھا جس میں اُسے مزا بھی آیا مگر آنکھ کھُلنے پر دیکھا کہ مَنی نہیں نکلی تو غُسل واجب نہیں۔ اگر مَنی نکلی تو غسل واجب ہے، اگر کپڑے

Marfat.com

کو گیلا پایا لیکن پتہ نہیں چلتا کہ منی ہے یا مذی ہے تو اس حالت میں غسل واجب ہے۔

⑨ تھوڑی سی منی نکل کر بند ہو گئی اور غسل کر لیا، غسل کرنے کے بعد پھر منی نکل آئی تو دوبارہ اس صورت میں نہانا واجب ہے جب یہ منی سونے سے قبل اور پیشاب کرنے سے قبل اور چالیس قدم یا زیادہ چلنے سے قبل نکلے۔ اگر نہانے کے بعد عورت کی فرج سے مرد کی منی نکلی جو اس کے اندر موجود تھی تو دوبارہ غسل کرنا واجب نہیں جب کہ مرد کی منی ہونا پورے یقین سے معلوم ہو ورنہ غسل واجب ہو گا۔

⑩ جس پر نہانا واجب ہے اگر وہ نہانے سے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے یا عورت سے مباشرت کرنا چاہے تو پہلے وضو کرلے یا ہاتھ منہ دھو کر کلی کر لے اس کے بعد کھائے پیئے اگر ویسے ہی کھا پی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی کا باعث بنتا ہے۔ اگر بغیر نہائے اور بغیر وضو کے عورت سے مباشرت کر لی تو کچھ گناہ نہیں۔

⑪ مُردے کو نہلانے والے کو چاہیئے کہ مُردہ نہلانے کے بعد غسل کرلے یہ عمل اس کے لیے مستحب ہے۔

⑫ غیر مسلم کا مسلمان ہونے پر غسل کر لینا مستحب ہے۔

⑬ جس پر غسل واجب ہو چکا ہو اس پر مسجد میں جانا، قرآن مجید کو چھونا یا بغیر چھوئے دیکھ کر زبانی پڑھنا حرام ہے، البتہ زبانی کلمہ پڑھنا یا ذکر اللہ کرنا جائز ہے۔ ترجمے والے قرآن کو چھونا یا ایسے تعویذ کو چھونا جس پر کوئی آیت لکھی ہوئی ہو حرام ہے۔ تفسیر کی کتابوں کو وضو کے بغیر چھونا مکروہ ہے۔

⑭ قرآن مجید غلاف میں ہو تو غلاف پر ہاتھ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ ایسے ہی اس رومال یا کپڑے سے پکڑنا جائز ہے جو نہ تو قرآن پر چڑھا ہوا ہو اور نہ جسم پر پہنا ہوا ہو۔ مگر کرتے قمیص کی آستین سے یا دوپٹے کے آنچل سے یا جو چادر جسم پر لپیٹ رکھی ہو اس کے کونے سے قرآن کو چھونا حرام ہے۔

⑮ جس پر غسل واجب ہو اسے اذان کا جواب دینا جائز ہے۔

⑯ قرآن کی کوئی آیت دعا کی نیت سے پڑھی جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ جیسے کہ

Marfat.com

۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

(۱۷) جس پر چند غسل واجب ہوں اگر وہ سب کی نیت کر کے ایک غسل کرلے تو سب ادا ہو گئے اور اُن کا ثواب بھی ملے گا۔

(۱۸) عورت پر غسل فرض تھا اور ابھی غسل نہیں کیا تھا کہ حیض شروع ہو گیا تو چاہے اب نہالے چاہے حیض کے ختم ہونے پر نہالے۔

(۱۹) جنب (جس پر غسل فرض ہو) کو چاہیئے کہ غسل کرنے میں دیر نہ کرے کیوں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس گھر میں جنب ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ اگر اتنی دیر ہو جائے کہ نماز کا آخر وقت آگیا تو اب فوراً نہانا فرض ہو گیا۔ اب دیر لگانے پر گناہ ہو گا۔

(۲۰) ماہِ رمضان میں اگر رات کو غسل کی حاجت ہو گئی تو بہتر یہی ہے کہ صبحِ صادق سے پہلے نہالے تاکہ روزے کا ہر لمحہ ناپاکی سے خالی ہو۔ اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ پہلے غسل کرتا ہے تو سحری کا وقت نہیں رہتا اور وہ کھانا پینا چاہتا ہے تو ہاتھ مُنہ دھو کر غرغرہ کرلے اور ناک میں پانی چڑھالے اور پھر کھاپی کر روزہ رکھ لے اس کے بعد غسل کرے۔

Marfat.com

مسائلِ استنجا

پاخانہ و پیشاب کرلینے کے بعد اعضاء کو مٹی کے ڈھیلوں سے یا پانی سے صاف کرنے کو استنجا کرنا کہتے ہیں۔ اِس کے مسائل یُوں بیان کیے گئے ہیں:۔

(۱) جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اس سے استنجا کرنا سُنت ہے۔

(۲) اگر نجاست اِدھر اُدھر بالکل نہ لگے اور صرف نکلنے کے سُوراخ تک محدُود ہے اور صرف پاک پتھر سے یا پاک مٹی کے ڈھیلے سے اِس طرح پُونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہو جائے تو پانی سے دھوئے بغیر بھی جائز ہے مگر اس کا پانی سے دھونا بہتر ہے کہ یہ صفائی کے مزاج کے عین مطابق ہے البتہ اگر پانی نہ ملے یا ملے تو اتنا کم ہو کہ اس سے بمشکل وضو ہو سکتا ہو تو مجبوری ہے۔

(۳) ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے صرف اس قدر خیال ضروری ہے کہ نجاست بدن پر اِدھر اُدھر نہ پھیلنے پائے اور بدن اچھی طرح صاف ہو جائے۔ بعض فقہاء نے ڈھیلے سے استنجا کرنے کی کیفیات بھی درج فرمائی ہیں لیکن اُن کا منشاء صرف صفائی و پاکیزگی کا حصُول ہے۔ اُنہوں نے جس کیفیت کو بہتر جانا اُسے لکھ دیا۔

(۴) ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سُنت ہے لیکن اگر نجاست کا پھیلاؤ ہتھیلی کی گہرائی یعنی ایک روپیہ سے زیادہ ہو جائے تو پانی سے استنجا کرنا واجب ہو جاتا ہے دھوئے بغیر نماز نہ ہو گی ہاں اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے استنجا کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے لیکن یہ بات سُنت کے خلاف ہے۔

(۵) پانی سے استنجا کرنے سے پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھو لینے چاہئیں اور پھر تنہائی کی جگہ پر جا کر بدن کو ڈھیلا چھوڑ کے بیٹھیں اور پانی سے اتنا دھوئیں کہ دل گواہی دے دے کہ اب بدن پاک ہو گیا ہے۔ اگر مزاج شکّی قسم کا ہے تو تین دفعہ یا سات دفعہ دھوئیں اس سے زیادہ نہ دھوئیں۔

Marfat.com

(۶) اگر تنہائی اور پردہ داری میسر نہ ہو تو پانی سے استنجا کرنے کی خاطر کسی کے سامنے بدن مت کھولیں، نہ مرد کے سامنے اور نہ کسی عورت کے سامنے۔ ایسے میں پانی سے استنجا نہ کرے کیونکہ کسی کے سامنے بدن کا کھولنا بہت بڑا گناہ ہے۔

(۷) استنجے سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ اسی طرح وضو سے بچے ہوئے پانی سے استنجا کرنا جائز تو ہے مگر نہ کرنا بہتر ہے۔

(۸) ہڈی، گوبر، لید وغیرہ اور کوئلہ، کنکر، شیشہ، پکی اینٹ، کھانے کی چیز، کاغذ اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا برا ہے اور منع ہے۔ نہ کرنا چاہیئے لیکن اگر کوئی کرلے تو بدن پاک ہوجائے گا۔

(۹) کھڑے ہوکر پیشاب کرنا برا ہے اور منع ہے۔

(۱۰) پیشاب و پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ منہ ہو نہ پیٹھ ہو نہ ہی سورج و چاند کی طرف منہ کرنا چاہیئے۔

(۱۱) جس جگہ وضو یا غسل کیا جاتا ہو وہاں پیشاب کرنا مکروہ ہے اس سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔

(۱۲) پیشاب پاخانہ کرتے وقت یا استنجا کرتے وقت ضرورت سے زیادہ بدن نہ کھولیں اس دوران کسی دینی مسئلہ پر غور مت کریں کہ یہ محرومی کا باعث بنتا ہے۔ ننگے سر پیشاب پاخانہ کو مت جائیں۔ بغیر ضرورت شرمگاہ کی طرف نہ دیکھیں اور نہ ہاتھ لگائیں، بدن سے نکلی ہوئی نجاست کو بھی مت دیکھیں، دیر تک مت بیٹھیں کہ اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہے۔ اس دوران نہ تو تھوکیں اور نہ ہی ناک صاف کریں نہ بلا ضرورت ادھر ادھر دیکھیں نہ کھنکاریں نہ آسمان کی طرف دیکھیں بلکہ شرم کے ساتھ نظر جھکائے رکھیں۔ فراغت کے بعد پہلے پیشاب کی جگہ دھوئیں پھر پاخانے کی جگہ دھوئیں۔ اتنا اچھی طرح دھوئیں کہ نہ ہاتھ میں بو باقی رہے اور نہ اس مقام پر چکنائی باقی رہے۔

(۱۳) دھولے کے بعد ہاتھ پاک ہوگئے مگر پھر بھی مٹی لگا کر ہاتھوں کو خوب مل کر دھونا مستحب ہے۔

(۱۴) پاخانہ و پیشاب کرنے جائیں تو کوئی ایسی چیز ساتھ نہ لے جائیں جس پر اللہ و رسول کا

Marfat.com

نام لکھا ہوا ہو جیسا کہ عام طور پر انگوٹھیوں پر لکھتے ہیں۔ لیٹرین کے اندر بایاں پاؤں پہلے رکھیں اور باہر نکلتے وقت دایاں پاؤں پہلے نکالیں۔ اندر اللہ کا نام نہ لیں۔

(۱۵) چھوٹے بچے کو بھی پاخانہ پیشاب کراتے وقت اُس کا منہ قبلہ کی طرف نہ کرائیں اور نہ ہی اُس کی پیٹھ قبلہ کی طرف کریں۔

(۱۶) سو کر اُٹھنے پر اس وقت تک پانی میں ہاتھ مت ڈالیں جب تک گٹے تک ہاتھ دھو نہ لیں چاہے ہاتھ پاک ہوں یا ناپاک ہوں۔ پانی اگر چھوٹے برتن میں ہو جیسے لوٹا، جگ، گلاس وغیرہ تو اُسے بائیں ہاتھ میں پکڑ کر دائیں ہاتھ پر ڈالیں اور تین مرتبہ دھوئیں۔ اِس طرح جب دایاں ہاتھ دُھل جائے تو برتن کو دائیں ہاتھ میں پکڑ کر بایاں ہاتھ تین مرتبہ دھوئیں۔ پانی اگر بڑے برتن میں ہو جسے اُنڈیلا نہ جا سکے جیسے کہ بڑا مٹکا وغیرہ تو چھوٹے برتن مثلاً گلاس جگ یا آبخورے کے ذریعہ اس میں سے پانی نکال لیں اور اُس سے ہاتھ دھوئیں۔ اگر چھوٹا برتن موجود نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی اُنگلیوں سے چُلّو بنا کر پانی نکالیں اور اس سے پہلے دایاں ہاتھ دھوئیں۔ اِس طرح کرتے وقت جتنا ممکن ہو سکے اُنگلیاں کم ڈالیں۔ جب دایاں ہاتھ دُھل جائے تو پھر اُسے جتنا چاہے پانی میں ڈالیں اور اُس سے پانی نکال کر بایاں ہاتھ دھوئیں لیکن یاد رہے کہ یہ ترکیب اُس وقت قابلِ عمل ہے جب ہاتھ پاک ہوں اور اُن پر کوئی نجاست لگی ہوئی نہ ہو اور اگر ہاتھوں پر کوئی نجاست لگی ہوئی ہو تو مٹکے میں ہاتھ مت ڈالیں بلکہ کسی اور ترکیب سے اِس طرح پانی نکالیں کہ پانی نجس نہ ہونے پائے۔ مثلاً کسی پاک کپڑے کو پانی میں ڈال کے نکالیں اور اُس سے بہنے والے پانی کی دھار سے ہاتھ دھوئیں۔

وُہ پانی جس سے وُضو وغسل کرنا درست ہے

(۱) بارش کے پانی، ندی نالے، چشمے، تالاب، کنویں، دریا، سمندر، جھیل، کھاڑی، برف اور اولے کے پانی سے وضو وغسل کرنا جائز ہے چاہے میٹھا ہو چاہے کھاری ہو۔

(۲) جس پانی میں کوئی چیز مل گئی یا پکائی گئی اور اس کا نام بدل گیا جیسے شربت، شیرہ، شوربہ، عرق، سرکہ وغیرہ تو اس سے وضو وغسل جائز نہیں۔

Marfat.com

③ جس پانی میں کوئی پاک چیز مل گئی اور پانی کے مزے یا رنگ یا بُو میں کچھ فرق آگیا لیکن وہ چیز پانی میں پکائی نہیں گئی، نہ ہی پانی کے پتلے ہونے میں کچھ فرق آیا جیسے بہتے ہوئے پانی میں ریت یا مٹی مل جاتی ہے یا جیسے پانی میں زعفران پڑ گیا جس سے پانی میں بہت ہلکا سا رنگ آگیا یا جیسے پانی میں معمولی سا صابن مل گیا یا اسی طرح کی کوئی اور چیز مل گئی تو ان صورتوں میں اس پانی سے وضو وغسل درست وجائز ہے۔

④ اگر پانی میں کوئی چیز ڈال کر پکالی گئی جس سے پانی کا رنگ و مزہ بدل گیا تو اس سے وضو وغسل جائز نہیں۔

⑤ پانی میں کوئی ایسی چیز پکائی گئی جس سے پانی کا میل کچیل صاف ہو گیا اور پانی گاڑھا نہ ہُوا جیسے مُردے کو نہلانے کے لیے پانی میں بیری کے پتے پکائے جاتے ہیں تو اس پانی سے وُضو وغُسل جائز ہے۔ ہاں البتہ اتنا زیادہ پکایا گیا کہ پانی گاڑھا ہو گیا تو اس سے وضو وغسل جائز نہیں۔

⑥ کسی پھل یا درخت یا پتوں سے نچوڑے ہُوئے عرق یا گنے اور تربوز سے نکلے ہوئے رَس پانی سے وُضو وغُسل دُرست نہیں۔

⑦ جس پانی میں رنگ گُھلا دیا گیا ہو اس سے وُضو وغسل دُرست نہیں۔

⑧ پانی میں دودھ مل جانے سے اگر پانی کا رنگ دُودھیا ہو گیا تو وضو وغُسل جائز نہیں اور اگر پانی میں دودھ کا رنگ نہیں آیا تو اس سے وضو وغسل جائز ہے۔

⑨ کسی کنوئیں وغیرہ میں درختوں کے پتے گرتے رہے جس سے اس کے پانی کا رنگ و مزہ بدل گیا اور اس سے بدبُو آنے لگی لیکن اگر پانی اسی طرح پتلا رہا تو اس سے وضو کرنا درست ہے۔

⑩ جنگل یا ویرانے میں تھوڑا سا پانی مل جائے تو جب تک اس کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو اس سے وضو کرنا درست ہے۔ محض اس کے نجس ہونے کے وہم پر وُضو کرنا چھوڑا اور تیمم کر لیا تو یہ تیمم دُرست نہ ہو گا۔

⑪ جس پانی میں نجاست پڑ جاتے چاہے وہ نجاست کتنی ہی کم کیوں نہ ہو اس پانی سے وضو وغُسل کرنا دُرست نہیں۔

Marfat.com

(۱۲) بہتا ہُوا پانی جو تنکوں وغیرہ کو بہالے جائے اگر جتنا بھی آہستہ بہہ رہا ہو اس میں نجاست پڑ جائے تو وہ نجس نہیں ہوتا بلکہ پاک ہی رہتا ہے جب تک کہ اُس کے رنگ یا مزے یا بُو میں تبدیلی نہ آجائے۔ اگر نجاست کی وجہ سے بہتے پانی کا رنگ یا مزہ بدل گیا اور اس میں سے بدبُو آنے لگی تو وہ ناپاک ہے چاہے بہہ رہا ہو۔

(۱۳) دَہ در دَہ یعنی وہ حوض جو دس ہاتھ (پندرہ فٹ) لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو اور جس کی گہرائی اتنی ہو کہ اس میں سے چُلو بھر لے سے نیچے کی زمین نہ کھُلے، اس حوض یا اُس کے برابر جنگل کے گڑھے اور تالاب کا پانی بہتے ہوئے پانی کی مثل ہے اگر اس میں نجاست پڑ جائے تو ناپاک نہیں ہوگا جب تک کہ اُس کے پانی کا رنگ یا مزہ یا بُو بدل نہ جائے۔ اگر ایسے حوض میں نجاست پڑ جائے اور وہ دکھائی نہ دے جیسے کہ پیشاب، خون، شراب وغیرہ تو اُس کا پانی پاک ہے اور اُس کے چاروں طرف سے وضو کرنا جائز ہے۔ اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو دکھائی دیتی ہو جیسے کہ مُردہ بلی یا کتا وغیرہ تو جدھر وہ نجاست پڑی ہے اُس طرف سے وُضو نہ کرے اس کے سوا ہر طرف سے وضو کرلینا جائز و درست ہے۔

(۱۴) دَہ در دَہ حوض وہ حوض ہے جس کی لمبائی اور چوڑائی کا حاصل ضرب ۱۰۰ ہاتھ ہو چاہے ۱۰ × ۱۰ ہاتھ ہو یا ۲۰ × ۵ ہاتھ ہو یا ۲۵ × ۴ ہاتھ ہو۔

(۱۵) بارش برسی، پرنالہ بہہ نکلا، اگر چھت پر نجاست پڑی ہوئی ہے جس نے آدھی یا آدھی سے زیادہ چھت کو ناپاک کر رکھا ہے تو پرنالے سے بہنے والا پانی ناپاک ہے۔ اگر چھت آدھی سے کم نجاست آلودہ ہے تو پرنالے سے بہنے والا پانی پاک ہے۔ اگر نجاست پرنالے کے پاس پڑی ہے اور پانی اس سے مل کر پرنالے سے بہہ رہا ہے وہ پانی ناپاک ہے۔ بارش رُک جائے اور پرنالہ بہنا بند ہو جائے اور چھت پر ٹھہرا ہوا پانی ٹپکنے لگے تو وہ ٹپکنے والا پانی ناپاک ہوگا۔

(۱۶) دَہ در دَہ حوض میں وُضو کرتے وقت جس جگہ دھوون گرتا ہے وہاں سے پانی اُٹھانا جائز ہے۔

(۱۷) کسی کافر یا کسی بچے کے پانی میں ہاتھ ڈال لینے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ البتہ اگر

Marfat.com

اس کے ہاتھوں میں نجاست لگی ہوئی ہو تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔

(۱۸) چھوٹے بچے کا کوئی اعتبار نہیں کہ اُس کے ہاتھ نجاست سے آلودہ ہیں یا نہیں اس لیے احتیاط کا تقاضا ہے کہ اس کے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کیا جائے۔

(۱۹) مچھر، مکھی، بھڑ، تتلی، شہد کی مکھی، بچھو وغیرہ جس کا خون نہیں بہتا اگر پانی میں گر کر مرجائے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔

(۲۰) مچھلی، مینڈک یا کیکڑا وغیرہ جس کی پیدائش پانی میں ہوتی ہے اگر وہ پانی میں مرجائے تو پانی ناپاک نہیں۔ خشکی اور پانی کے مینڈک دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ البتہ اگر خشکی کے کسی مینڈک میں خون ہوتا ہو تو اس کے مرنے سے پانی یا جس چیز میں وہ مرا ہے ناپاک و نجس ہے۔ پانی کے مینڈک کے پاؤں کی انگلیاں جھلی سے ملی ہوتی ہیں جب کہ خشکی کے مینڈک کی انگلیاں الگ الگ ہوتی ہیں۔

(۲۱) جو چیز پانی میں رہتی ہو مگر اس کی پیدائش پانی سے باہر کی ہو جیسے بطخ، مرغابی، کچھوا چیز پانی میں مرجائے تو پانی نجس ہو جاتا ہے۔ اگر پانی سے باہر مری اور پھر پانی میں گری تو بھی پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔

(۲۲) پانی میں پیدا ہونے والا جانور مثلاً مچھلی، مینڈک وغیرہ پانی میں مر کر گل جائیں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں اور پانی میں مل جائیں تو پانی پاک ہے۔ اس سے وضو و غسل جائز ہے مگر اس کا پینا اور اس سے کھانا پکانا درست نہیں۔

(۲۳) خنزیر کے علاوہ ہر مُردار و حرام جانور کے بال، سینگ، ہڈی اور دانت پاک ہیں۔ اگر پانی میں پڑ جائیں تو پانی نجس نہ ہوگا۔ البتہ ان اعضاء پر مُردار جانور کی کچھ چکنائی وغیرہ لگی ہوئی تو یہ چیزیں نجس ہوں گی اور اس سے پانی بھی نجس ہو جائے گا۔

(۲۴) آدمی کی ہڈی اور بال بھی پاک ہیں۔ ان کے پانی میں گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، مگر ان کو برتنا اور کام میں لانا جائز نہیں ہے۔ انہیں عزت سے کہیں دفن کر دینا چاہیے۔

(۲۵) دھوپ میں پڑا ہوا پانی گرم ہو جائے تو اس سے وضو و غسل نہ کیا جائے کہ اس سے برص کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ یہ حکم شرع کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ طب کے اعتبار سے ہے اگر وضو و غسل کر لیا جائے تو گناہ نہیں ہے۔

(۳۶) مُردار جانوروں کی کھالوں کی دباغت کرلی جائے تو یہ پاک ہیں۔ ان کی مشکیں بنا کر ان میں پانی رکھنا جائز ہے لیکن خنزیر کی کھال دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں البتہ انسان کی کھال سے کوئی کام لینا اور اُسے برتنا بہت بڑا گناہ ہے۔

(۳۷) کتا، بلی، بندر، شیر جن کی کھال دباغت کرنے سے پاک ہو جاتی ہے، اُنہیں بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنے سے اُن کی کھال پاک ہو جاتی ہے چاہے دباغت کی جائے یا نہ کی جائے مگر اُن کا گوشت پاک نہیں ہوتا۔ اس کا کھانا حرام ہے۔

(۳۸) جو پانی وضو یا غسل کرنے پر بدن سے گرتا ہے اُسے مستعمل پانی کہتے ہیں وہ پاک تو ہے مگر اُس سے وضو و غسل کرنا جائز نہیں ہے۔ وضو یا غسل کرتے وقت پانی کے قطرے لوٹے یا گھڑے یا بالٹی میں گرے، اگر اچھا پانی مقدار میں زیادہ ہے تو یہ وضو و غسل کے کام کا ہے ورنہ بیکار ہے۔

Marfat.com

کنویں کے پانی کے مسائل

کسی قسم کی نجاست کے گرنے سے اگر کنواں ناپاک ہو جائے تو اس کو پاک کرنے کے لیے

۱ کنویں کا سارا پانی نکالا جائے گا اگر کنویں میں

(۱) کسی آدمی یا جانور کا پیشاب یا بہتا ہوا خون یا کسی نجس سیال شے مثلاً شراب کا قطرہ یا ناپاک کپڑے یا لکڑی کا ٹکڑا یا کوئی اور نجاست گر جائے۔

(۲) اُن چوپائے جانوروں کا پیشاب و پاخانہ پڑ جائے جن کا گوشت کھانا حرام ہے یا مُرغی یا بطخ کی بیٹ پڑ جائے۔

(۳) آدمی یا بکری یا کتّا یا اُن کے برابر یا اُن سے بڑا کوئی جانور جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے گِر کر مر جائے۔

(۴) کچہ بچہ یا وہ بچہ جو مُردہ پیدا ہوا ہو یا کوئی بچہ گِر کر مر جائے چاہے مُردہ بچے کو مرنے سے پہلے نہلا دیا گیا ہو۔

(۵) مُرغی، بلّی، چوہا، چھپکلی یا کوئی اور ایسا جانور جس میں بہتا ہوا خون پایا جاتے گِر کر مر جائے اور پھول جائے یا پھٹ جائے یا دو بلیاں گِر جائیں۔

(۶) خنزیر گر جائے چاہے مر جائے چاہے نہ مرے یا خنزیر کی ہڈی گِر جائے۔

(۷) کافر مُردہ گر جائے چاہے گرنے سے قبل اُسے کئی بار نہلایا جا چکا ہو۔ کافر مُردہ کی اُنگلی یا ناخن پانی سے لگ جائے۔

(۸) چھ عدد چوہے گِر کر مر جائیں۔

(۹) کسی چھپکلی یا چوہے کی دُم کٹ کر جا پڑے چاہے پھولی پھٹی نہ بھی ہو۔

(۱۰) یقینی طور پر نجس جوتی یا گیند گِر پڑے۔

(۱۱) کوئی ایسا جانور جس کا جھوٹا ناپاک یا مشکوک ہے گِر پڑا۔ اُس کا مُنہ پانی پر جا پڑا

Marfat.com

اور وہ زندہ نکل آیا۔

(۱۲) زخمی چوہا گر پڑا یا نجاست بھرا چوہا گر پڑا چاہے زندہ رہا چاہے مرگیا۔

ان سب حالتوں میں کنویں کا سارا پانی نکالنا پڑے گا تب کنواں پاک ہوگا۔ اگر کنویں میں اتنا بڑا سوت ہے کہ سب پانی نہیں نکل سکتا۔ جوں جوں پانی نکالتے جاتے ہیں اتنا ہی اُس میں بھرتا جاتا ہے اور پانی کی سطح ویسے کی ویسی رہتی ہے تو پانی کا اندازہ کرلیں کہ کتنا پانی ہے۔ چاہے مکعب فٹ ناپ لیں چاہے کوئی اور طریقہ کرلیں اور جتنا اندازہ ہو اتنا پانی نکال لیں۔ اگر اندازہ کرنا ممکن نہ ہو تو تین سو ڈول پانی نکال لیں۔

(۱۳) کنویں میں مرا ہوا چوہا یا کوئی اور جانور نکلا اور یہ معلوم نہیں کہ کب سے گرا ہے، اور وہ ابھی پھولا پھٹا نہیں ہے تو جن لوگوں نے اُس کنویں سے وضو کیا ہے ایک دن رات کی نمازیں دوبارہ پڑھیں اور اُس پانی سے جو کپڑے دھوئے ہیں اُن کو دوبارہ دھوئے۔ اگر جانور پھول گیا ہے یا پھٹ گیا ہے تو پہلے تین دن رات کی نمازیں دُہراویں۔ البتہ جن لوگوں نے اس کنویں کا پانی استعمال نہیں کیا وہ اِس تکلّف سے بَری ہیں۔ بعض علماء کا فتوے ہے کہ جس وقت کنویں کا ناپاک ہونا معلوم ہُوا ہے اسی وقت سے ناپاک سمجھیں گے۔ اِس سے پہلے کی نماز و وضو سب درست ہے۔ اگر کوئی اس فتوے پر عمل کرتا ہے تو یہ بھی درست ہے۔ ویسے احتیاط کی بات ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲۔ کنویں میں سے چالیس ۴۰ سے ساٹھ ۶۰ ڈول تک نکالا جائیگا اگر کنویں میں

(۱) کبوتر، بلی، مُرغی گر کر مر جائے۔

(۲) تین یا چار یا پانچ چوہے گر کر مر جائیں۔

(۳) چھوٹی ہوئی مرغی گر ی اور زندہ نکل آئی۔

۳۔ کنویں میں سے بیس ۲۰ سے تیس ۳۰ ڈول نکالا جائے گا اگر کنویں میں

(۱) چوہا، چھچھوندر، چڑیا، چھپکلی، گرگٹ یا اُن کے برابر یا اُن سے چھوٹے دموی جانور (جن میں بہتا ہُوا خون پایا جاتا ہے دموی جانور کہلاتے ہیں) گر کر مر گیا اور پھولا پھٹا نہیں۔

(۲) دو چوہے گر کر مر جائیں۔

(۳) چوہا گرا اور اُس کا منہ پانی پر لگا۔

۴۔ کنویں میں سے احتیاطاً بیس ڈول پانی نکالنا مستحب ہے جبکہ کنویں میں

(۱) گلی یا جوتا یا گیند گر جائے مگر اس کا نجس ہونا یقینی نہ ہو۔

(۲) خنزیر کے علاوہ جانور گر جائے۔ نہ وہ مرے نہ وہ زخمی ہو اور نہ اُس کا منہ پانی پر پڑے اور نہ وہ یقینی طور پر نجاست آلودہ ہو۔

(۳) وہ جانور گر جائے جس کا جھوٹا پاک ہے اور زخمی ہوئے بغیر زندہ نکل آئے۔

(۴) بے وضو اور جنب (جس پر غسل واجب ہو) بلاضرورت اُترے اور اُس کے بدن پر نجاست لگی ہوئی نہ ہو۔

۵۔ کنویں کے پانی کو ناپاک قرار نہ دیا جائے جب کنویں میں

(۱) پانی کا جانور جو پیدا ہی پانی میں ہوتا ہے مر جائے یا مرا ہوا گر جائے یا پھول پھٹ جائے۔ ہاں اگر پھٹ کر اُس کے اجزاء پانی میں مل گئے تو اس کا پینا حرام ہے۔

(۲) مچھر، مکھی وغیرہ جانور جن میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا مر جائیں یا گر کر مر جائیں۔

(۳) گھڑا یا بالٹی یا ڈول یا لوٹا وغیرہ جو برتن زمین پر رکھا جاتا ہے اگر کنویں میں گر پڑے یا اس میں ڈالا جائے اگر وہ نجاست سے پاک ہے تو کنویں کا پانی ناپاک نہ ہوگا۔

(۴) مینگنیاں اور گوبر اور لید اگرچہ ناپاک ہیں مگر وہ خشک ہوں یا تر ہوں، ثابت ہوں یا ریزہ ریزہ ہوں کنویں میں گر جائیں تو بوجہ ضرورت اگر ان کی مقدار قلیل ہو تو معافی ہے اور اگر کثیر ہوں تو کنواں ناپاک قرار دیا جائے گا اور اس کا سارا پانی نکالا جائے گا۔

(۵) اُڑنے والے حلال پرندے کبوتر، چڑیا وغیرہ کی بیٹ یا شکاری پرندے شکرے باز وغیرہ کی بیٹ یا چوہے، چمگادڑ کا پیشاب کنویں میں گر جائے تو کنویں کے پانی کو ناپاک قرار نہ دیا

Marfat.com

جائے گا۔

(۶) نجس غبار یا پیشاب کا سوئی کی نوک کے برابر قطرہ کنویں میں جا پڑے تو پانی کو ناپاک قرار نہ دیا جائے گا۔

متفرق مسائل

(۱) جس جانور کا جھوٹا پاک یا مکروہ ہے اور وہ کنویں میں گر گیا ہو اور ابھی پانی نہ نکالا گیا ہو کہ کسی نے اس کنویں کے پانی سے وضو یا غسل کر لیا تو وضو و غسل ہو گیا۔

(۲) جس کنویں کا پانی نجس ہو گیا اُس میں سے حکم کے مطابق پانی نکالا گیا تو اَب وُہ ڈول اور رسّی اور کنویں کے کنکر و دیوار بھی پاک ہو گئے انہیں علیحدہ دھونے کی ضرورت نہیں۔

(۳) جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے پہلے وہ چیز نکالی جائے پھر پانی نکالا جائے تو تب کنواں پاک ہو گا۔ اگر اس کے نکالے بغیر پانی نکالا تو جتنا بھی پانی نکال لو کنواں پاک نہ ہو گا۔ ہاں اگر گرنے والی چیز سڑ گل کر مٹی ہو گئی یا وہ چیز خود نجس نہ تھی بلکہ کسی نجاست کے لگنے سے نجس ہو گئی تھی اور اب اُس کا نکالنا ناممکن ہے تو فقط پانی نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔

(۴) جس کنویں کا ڈول معین ہے اسی ڈول سے پانی نکالیں گے اور اسی کا شمار ہو گا۔ چھوٹا ہو یا بڑا ہو اسی سے پانی نکالا جائے گا۔ اگر کوئی خاص ڈول مقرر نہ ہو تو ایسا ڈول لیا جائے گا۔ جس میں تقریباً ساڑھے چار سیر پانی آ جائے۔

(۵) جس کنویں کا پانی ناپاک ہو گیا اس کا ایک قطرہ بھی دوسرے پاک کنویں میں گر پڑے تو اُسے بھی ناپاک کر دے گا۔ اگر ناپاک کنویں میں ڈالا گیا ڈول۔ رسی یا گھڑا کسی پاک کنویں میں ڈالا تو وہ کنواں بھی ناپاک ہو گیا۔

(۶) آدمی کا جو بچہ زندہ پیدا ہو آدمی کے حکم میں ہے۔ بکری کا بچہ بکری کے حکم میں ہے۔ کبوتر سے چھوٹا جانور چوہے کے حکم میں ہے۔ اور جو جانور بکری سے چھوٹا ہو وہ بکری کے حکم میں ہے۔

(۷) کنویں سے جتنا پانی نکالنا ہے اُس میں اختیار ہے کہ ایک ہی دفعہ نکال دیا جائے یا تھوڑا تھوڑا کر کے دفعوں سے نکالا جائے دونوں صورتوں میں کنواں پاک ہو جائے گا۔ البتہ مقررہ

حد پوری کرنا ضروری ہے۔

(۸) مُرغی کا تازہ انڈہ جس پر ابھی رطوبت لگی ہوئی ہے اگر کنویں میں گر جائے تو کنویں کا پانی نجس نہ ہوگا۔

Marfat.com

آدمی اور جانوروں کے جھوٹے کے مسائل

(۱) آدمی کا جھوٹا پاک ہے چاہے وہ کسی مذہب وعقیدے سے تعلق رکھتا ہے یا بے دین و بدعقیدہ ہے، پاک ہے یا ناپاک ہے، حیض سے ہے یا نفاس سے ہے ہر حال میں اُس کا جھوٹا پاک ہے۔ اسی طرح آدمی کا پسینہ بھی پاک ہے۔ البتہ آدمی کا جھوٹا اس صورت میں ناپاک ہے جب اُس کے ہاتھ یا مُنہ میں کوئی ناپاکی لگی ہوئی ہو جیسے کسی کا مُنہ خون آلود ہو یا شراب سے تر ہو۔

(۲) کُتّے کا جھوٹا نجس ہے۔ اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اگر وہ چینی یا دھات کا بنا ہُوا ہے یا مٹی کا بنا ہُوا روغنی چکنا ہے تو تین بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے لیکن بہتر ہے کہ سات مرتبہ دھویا جائے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مانجھا بھی جائے۔ بصورت دیگر ہر بار دھو کر سُکھایا جائے۔ اسی طرح اگر چینی کے برتن میں بال ہو یا دراڑ ہو تو تین مرتبہ اُسے اس طرح دھویا جائے کہ ہر بار دھو کر سُکھایا جائے ورنہ پاک نہ ہوگا۔

(۳) خنزیر یعنی سُور کا جھوٹا نجس ہے۔ تمام درندوں مثلاً شیر، بھیڑیا، گیدڑ، بندر وغیرہ کا جھوٹا نجس و ناپاک ہے۔

(۴) بِلّی کا جھوٹا پاک مگر مکروہ ہے۔ پاک پانی کے ہوتے ہوئے بِلّی کے جھوٹے پانی سے وضو نہ کیا جائے۔ البتہ اگر پانی نہ مِل سکے تو بِلّی کے جھوٹے پانی سے وضو ہو سکتا ہے۔ بِلّی اگر دودھ یا سالن وغیرہ میں مُنہ ڈال دے تو مالدار آدمی کو چاہیئے کہ نہ کھائے مگر مفلس و غریب آدمی کھا سکتا ہے اور یہ اس کے لیے مکروہ بھی نہیں ہے۔

(۵) بِلّی نے چُوہا کھایا اور فوراً برتن میں مُنہ ڈال دیا تو برتن ناپاک ہو گیا اور اگر زبان سے مُنہ چاٹ کر خون کا اثر ختم کر چکی اور پھر برتن میں مُنہ ڈالا تو برتن ناپاک نہ ہُوا۔

(۶) شراب پی کر فوراً پانی پیا تو پانی و برتن دونوں نجس ہو گئے۔ اگر اُس کی مُونچھیں لمبی

Marfat.com

ہیں اور وہ شراب سے تر ہو گئیں تو جب تک انہیں دھو کر پاک نہ کر لے گا اس وقت تک وہ جو پانی پیئے گا وہ ناپاک ہو جائے گا اور برتن بھی ناپاک ہو جائے گا۔

(۷) جو جھوٹا پانی پاک ہے اُس سے وضو و غسل کرنا درست ہے مگر وہ پانی جسے جنب نے کُلی کیے بغیر جھُوٹا کیا ہے مستعمل ہے اور اُس سے وضو کرنا درست و جائز نہیں ہے۔

(۸) پاک پانی کی موجودگی میں مکروہ پانی سے وضو و غسل کرنا مکروہ ہے مگر پاک پانی میسر نہ آنے کی صُورت میں مکروہ پانی سے وضو و غسل کرنا درست ہے۔ اِسی طرح مشکوک پانی سے وضو و غسل کرنا جائز نہیں مگر پاک پانی کی غیر موجودگی کی صُورت میں مشکوک پانی سے وضو و غسل بھی کیا جائے اور تیمم بھی ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

(۹) حلال جانوروں کا جھوٹا پاک ہے چاہے وہ چوپایہ ہو یا پرندہ ہو۔ گھوڑے کا جھُوٹا بھی پاک ہے۔

(۱۰) کھُلی پھرنے والی مُرغی جو غِلاظت پر بھی مُنہ مارتی رہتی ہے اس کا جھوٹا مکروہ ہے مگر بند رہنے والی مُرغی کا جھوٹا پاک ہے۔

(۱۱) کئی گائیں ایسی ہوتی ہیں جو غِلاظت کھانے کی عادی ہوتی ہیں اُن کا جھوٹا مکروہ ہے۔ اگر ایسی گائے نے تازہ تازہ نجاست کھائی اور فوراً پانی میں مُنہ ڈال دیا تو پانی ناپاک ہو گیا۔ اِسی طرح بیل بھینسے یا بکرے نے مادہ کے پیشاب پر مُنہ مار کر پانی میں مُنہ ڈال دیا تو پانی ناپاک ہو گیا۔

(۱۲) پانی میں رہنے والے جانوروں کا جھوٹا پاک ہے چاہے اُن کی پیدائش پانی سے باہر کی ہی ہو۔

(۱۳) اُڑنے والے شکاری پرندے مثلاً شِکرے، باز، بہری وغیرہ کا جھُوٹا مکروہ ہے مگر پالتو شکاری پرندہ جس نے مُردار نہ کھایا ہو اور نہ ہی اُس کی چونچ نجاست آلودہ ہو تو اُس کا جھُوٹا پاک ہے۔

(۱۴) کوّے اور گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلی، چُوہا، چھپکلی وغیرہ کا جھُوٹا مکروہ ہے۔

Marfat.com

(۱۵) گدھے و خچر کا جھوٹا پاک تو ہے مگر مشکوک ہے۔ اگر پاک پانی میسّر نہ ہو سکے تو گدھے و خچر کے جھوٹے پانی سے وضو بھی کرے اور تیمّم بھی کرے۔ وضو پہلے کرے یا تیمم درُست ہے۔

(۱۶) پاک پانی میں مشکوک پانی مِل جائے تو اگر پاک پانی زیادہ ہے تو اس سے وضو ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

(۱۷) مٹکے کو اُوپر سے کُتّا چاٹ لے تو اُس کا پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

(۱۸) مشکوک جھوٹے کا کھانا پینا منع ہے۔

(۱۹) جس کا جھوٹا ناپاک ہے اس کا پسینہ و لعاب بھی ناپاک ہے اور جس کا جھوٹا پاک ہے اُس کا پسینہ و لعاب بھی پاک ہے اور جس کا جھوٹا مکروہ ہے اس کا پسینہ و لعاب بھی مکرُوہ ہے۔

(۲۰) گدھے و خچر کے پسینے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا مگر دھو ڈالنا بہتر ہے۔

(۲۱) چُوہا اگر روٹی کُتر کر کھالے تو اُس جگہ سے تھوڑی سی روٹی علیحدہ کر لی جائے اور بقایا روٹی پاک ہے۔

(۲۲) پالتو بلی اگر آدمی کا ہاتھ وغیرہ چاٹ لے تو اس کو دھو ڈالنا چاہیئے نہ دھونا مکرُوہ اور بُرا ہے۔

(۲۳) غیر محرم مرد و عورت کا جُھوٹا ایک دوسرے کے لیے مکرُوہ ہے۔ معلوم نہ ہو تو اور بات ہے۔

Marfat.com

تیمّم

فرمانِ ربِ تعالیٰ ہے کہ :-

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۔

(پ۶ المائدہ ۶)

ترجمہ: "اگر تم بیمار ہو یا حالتِ سفر میں ہو یا تم میں سے کسی نے پیشاب پاخانہ کیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو اور ان صورتوں میں پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو ایسے کہ مٹی سے اپنے مُنہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔"

احادیثِ مُبارکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے :-

① تین باتوں پر ہمیں دوسری اُمتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔
۱۔ ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی مثل کیا گیا ہے۔
۲۔ ہمارے لیے تمام زمین مسجد قرار دی گئی ہے۔
۳۔ پانی کی غیر موجودگی میں زمین کی مٹی کو ہمارے لیے پاک کرنے والی چیز بنا دیا گیا ہے۔ (مسلم)

② پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اگرچہ دس سال تک پانی نہ ملے۔ اور جب پانی مل جائے تو اپنے بدن کو پہنچا دے یعنی وضو و غسل کر لے یہ اُس کے لیے بہتر ہے۔

(ترمذی۔ ابوداؤد)

Marfat.com

(۳) حضرت ابُوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دو آدمی سفر میں گئے تو نماز کا وقت ہو گیا مگر اُن کے پاس پانی نہیں تھا. مجبوراً پاک مٹی سے تیمّم کر کے اُنہوں نے نماز ادا کر لی، پھر اُنہیں وقت کے اندر ہی پانی مِل گیا. اُن میں سے ایک نے وُضو کر کے نماز دوبارہ ادا کر لی جب کہ دوسرے نے نماز نہ دُہرائی. اِس کے بعد جب حضورعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بارگاہ میں حاضری دی تو اس واقعہ کا ذکر کیا. اِس پر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے نماز نہ دُہرانے والے سے فرمایا کہ تو سُنّت کو پہنچا اور تیری نماز ہو گئی اور وُضو کر کے نماز دُہرانے والے سے فرمایا کہ تجھے دو گنا ثواب ہے۔ (ابُوداؤد)

تیمّم کی ضرورت

جیسے وضو یا غُسل کرنے کی حاجت ہو مگر اُسے پانی پر قُدرت حاصل نہ ہو تو وُہ وضو و غسل کی بجائے تیمّم کرے. پانی پر قدرت نہ ہونے کی چند صُورتیں یہ ہیں:

(۱) ایسی بیماری لاحق ہو جو وضو و غسل کرنے سے بڑھ جائے یا اُس کے بڑھ جانے کا قوی خدشہ ہو. یہ خدشہ اُس کے اپنے سابقہ تجربے کی بُنیاد پر ہو یا کسی ماہر طبیب یا ڈاکٹر کی رائے پر ہو. دونوں صُورتوں میں تیمّم کر لینا جائز ہے. البتہ کسی غیر مُستند ڈاکٹر یا حکیم کی رائے کا اعتبار نہیں اور نہ ہی اپنے خیالِ محض کی بنا پر بیماری میں اضافے کے خوف سے تیمّم کیا جائے. ایسا تیمّم ناجائز ہو گا.

(۲) چاروں طرف ایک ایک میل شرعی فاصلے پر پانی نایاب ہو. ایک میل شرعی کا فاصلہ انگریزی میل سے ایک فرلانگ اور دس گز زیادہ ہے یعنی ۱۹۹۰ گز یا ۵۹۷۰ فٹ کا فاصلہ ایک شرعی میل کہلاتا ہے.

(۳) اتنی زیادہ سردی ہو کہ غسل کر لے سے مَر جانے کا قوی اندیشہ ہو اور سردی سے بچاؤ کا کوئی سامان بھی موجود نہ ہو یعنی نہ آگ ہو کہ تاپ لی جائے اور نہ ہی کوئی کمبل یا لحاف ہو کہ غسل کے بعد اوڑھ لیا جائے.

(۴) آدمی جنگل میں ہو اور وہاں پانی ایسی جگہ پر ہو جہاں کسی ڈول، رسّی یا برتن

Marfat.com

کے بغیر پانی تک رسائی نہ ہو سکتی ہو مگر ڈول رسی یا برتن موجود نہ ہو۔

⑤ پانی کی تلاش میں دشمن یا درندے یا موذی جانور سے ایذا رسانی کا خطرہ ہو۔

⑥ پانی تو ہو مگر اتنا کم کہ وضو یا غسل کیا جائے تو پیاسا رہنا پڑتا ہے اور پانی کا دُور دُور تک نشان نہیں۔

⑦ پانی تو ہو مگر خریدنا پڑتا ہو اور اُس کی قیمت قوتِ خرید سے بہت زیادہ باہر ہو۔

⑧ پانی کی تلاش میں ریل چھوٹ جانے کا خطرہ ہو یا ساتھیوں سے بچھڑ جانے کا اندیشہ ہو۔

⑨ وضو کرنے سے عیدین کی نماز چھوٹ جانے کا خطرہ ہو۔

⑩ میت کے ولی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا نمازِ جنازہ میں شامل ہونے سے رہ جانے کا اندیشہ ہو تو تیمم کر لینا جائز ہے۔

تیمم کے مسائل

① اگر کوئی آدمی جنگل میں ہے اور پانی کا اتہ پتہ معلوم نہیں اور نہ کوئی بتانے والا آدمی موجود ہو تو اُسے تیمم کر لینا چاہیئے۔ اور اگر اُسے کوئی آدمی مل جاتے جو اُسے ایک شرعی میل کے اندر پانی کی موجودگی کا پتہ بتادے تو اُسے چاہیئے کہ پانی ڈھونڈ کر وضو یا غسل کرے پانی ڈھونڈے بغیر تیمم کر لینا جائز نہیں ہے۔ اگر اُسے کوئی آدمی نہیں ملا مگر اس کا اپنا تجربہ اور گمان ایک شرعی میل کے اندر پانی کی موجودگی کی خبر دیتا ہے تو اس کے لیے پانی کی تلاش کرنا ضروری ہے۔ پانی کی تلاش کے بغیر تیمم کرنا درست نہیں ہے بشرطیکہ پانی ڈھونڈنے میں کوئی خوف و خطرہ نہ ہو۔ اگر کسی قسم کا خوف و خطرہ و تکلیف ہو تو پانی کی تلاش ضروری نہیں ہے۔ ایسے میں تیمم کر لینا درست ہے۔ اور اگر ایک شرعی میل کے اندر پانی کی موجودگی کا یقین ہے تو پانی حاصل کرنا واجب ہے چاہے پانی کے حصول میں اُسے یا اُس کے ساتھیوں کو تکلیف یا حرج ہی کیوں نہ ہو۔

Marfat.com

(۲) پانی کی موجودگی ایک میل سے زیادہ دُور ہو تو اتنی دُور جا کر پانی لانا واجب نہیں ہے بلکہ تیمم کرلینا دُرست ہے۔

(۳) اگر کہیں سے اتنا تھوڑا پانی ملے کہ ایک ایک دفعہ منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں دھوئے جاسکتے ہوں اور چوتھائی سر کا مسح کیا جاسکتا ہو تو تیمم کرنا درست نہیں بلکہ ان اعضاء کو ایک ایک مرتبہ دھولیا جائے کہ اس سے وُضو کے فرائض تو پُورے ہوجاتے ہیں۔ وُضو کی سُنّتیں رہ جاتی ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر اتنا بھی نہ ہو تو پھر تیمم کرلیا جائے۔

(۴) اگر پانی قریب ہے یعنی ایک شرعی میل سے کم فاصلے پر ہے تو تیمم کرنا ناجائز ہے۔ جا کر پانی لے آنا اور وضو وغسل کرنا واجب ہے بشرطیکہ اس جگہ جانے میں جان و مال وعزت و آبرو کا خوف نہ ہو۔ اور اگر خوف ہو تو پھر تیمم کرلینا دُرست ہے۔ البتہ مردوں سے شرم کی وجہ سے یا پردہ کی وجہ سے پانی لینے نہ جانا اور تیمم کرلینا دُرست نہیں۔ ایسا پردہ جس سے شریعت کا کوئی حکم چھُوٹ جاتے ناجائز وحرام ہے۔ بُرقعہ اوڑھ کر یا چادر لپیٹ کر پانی کے لیے جانا واجب ہے۔ البتہ لوگوں کے سامنے بیٹھ کر وُضو نہ کیا جائے اور نہ ہی لوگوں کے سامنے ہاتھ منہ کھولا جائے۔

(۵) بیمار ہونے کی صُورت میں اگر پانی کے استعمال سے نقصان ہوتا ہو تو تیمم کرلینا دُرست ہے۔ لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان دِہ ہو مگر گرم پانی سے نقصان نہ ہوتا ہو تو گرم پانی سے وضو وغُسل کرنا واجب ہے۔ اگر گرم پانی نہ مِل سکے تو تیمم کرلینا جائز ہے۔

(۶) جتنے عرصے تک پانی سے وضو نہ کیا جا سکے اُتنے عرصے تک برابر تیمم کرتے رہنا چاہیئے چاہے یہ عرصہ کتنا ہی لمبا کیوں نہ ہو کیونکہ جتنی پاکیزگی وضو وغسل سے ہوتی ہے اُتنی ہی پاکیزگی تیمم سے ہوتی ہے۔

(۷) کسی کے جسم کے آدھے حصے سے زیادہ حصے پر زخم ہو یا چیچک وغیرہ نکلی ہوئی ہو تو نہانا واجب نہیں ہے۔ اُسے تیمم کرلینا جائز ہے۔

(۸) کسی جگہ پر تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور بعد میں معلوم ہوا کہ پانی قریب ہی موجود تھا تو تیمم و نماز دونوں دُرست ہیں۔ نماز کا دُہرانا ضروری نہیں ہے۔

Marfat.com

⑨ اگر دورانِ سفر کسی ہمسفر کے پاس پانی موجود ہو اور مانگنے پر مل جانے کا گمان ہو تو مانگ کر وضو کرلیا جائے۔ بغیر مانگے تیمم کرلینا دُرست نہیں۔ اگر مانگنے پر پانی کے نہ ملنے کا گمان ہو تو پانی مانگے بغیر تیمم کرکے نماز پڑھ لینا درست ہے۔ لیکن اگر نماز کے بعد پانی مانگنے پر مِل گیا تو نماز کو دُہرانا پڑے گا۔

⑩ دورانِ سفر پانی پاس ہو مگر راستہ اتنا دُشوار اور خراب ہو کہ کہیں پانی نہ ملتا ہو اور پیاس کے مارے تکلیف اور ہلاکت کا خوف ہو تو وضو نہ کریں بلکہ تیمم کرلیں۔

⑪ اگر زم زم کا پانی پاس موجود ہو جس سے وضو و غسل کیا جاسکتا ہو تو تیمم درست نہیں بلکہ نہانا اور وضو کرنا واجب ہے۔

⑫ اگر غسل کرنے سے نقصان ہوتا ہو اور وضو کرنے سے نقصان نہ ہوتا ہو تو غسل کے لیے تیمم کرلیں۔ اگر غسل کے تیمم کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کے لیے وضو کریں۔ وضو کے لیے تیمم کرنا دُرست نہیں ہوگا۔ البتہ غسل کا تیمم کرلیا تو یہی تیمم وضو و غسل دونوں کے لیے کافی ہے۔

تیمم کرنے کا مسنون طریقہ

تیمم کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تیمم کی نیت سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر زمین پر یا مٹی پر یا کسی ایسی چیز پر کہ جس پر مٹی کی تہہ یا گرد و غبار کی تہہ پڑی ہوئی ہو، اپنے دونوں ہاتھ اس طرح ماریں کہ ہاتھوں کی اُنگلیاں کھُلی ہوئی ہوں۔ پھر ہاتھوں کو اِس طرح جھاڑیں کہ ایک انگوٹھے کی جڑ دوسرے انگوٹھے کی جڑ سے ٹکرائے۔ پھر دونوں ہاتھ اپنے مُنہ پر پھیر لیں۔ اس کے بعد دوبارہ دونوں ہاتھوں کو پہلے کی طرح مٹی یا گرد و غبار پر ماریں، ہاتھوں کو جھاڑیں اور پھر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک پھیر لیں۔ اُنگلیوں میں بھی خلال کرلیں۔ کنگن چوڑیوں کے درمیان بھی اس طرح ملیں کہ بال برابر بھی کوئی جگہ رہ نہ جائے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔ انگوٹھی چھلے پہنے ہوئے ہوں تو اُتار لیں تاکہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جائے۔ اس طرح مُنہ اور ہاتھوں پر مٹی سے آلودہ ہاتھوں کو پھیر لینے سے تیمم ہوجاتا ہے۔

Marfat.com

تیمم میں تین فرائض ہیں :-

(۱) — نیت کرنا۔

تیمم کی نیت کرنا فرض ہے۔ نیت کیے بغیر مٹی پر ہاتھ مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لینے سے تیمم نہیں ہوتا۔

(۲) — سارے مُنہ پر ہاتھ پھیرنا۔

سارے منہ پر اس طرح ہاتھ پھیرنا کہ ذرہ برابر جگہ بھی باقی نہ رہے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔

(۳) — دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا۔

اس میں بھی یہی خیال رکھنا کہ ذرہ برابر جگہ بھی باقی نہ رہ جائے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔

تیمم کے دیگر مُتفرق مسائل

(۱) زمین کے علاوہ جو چیز بھی مٹی کی قسم سے ہو اس پر تیمم درست ہے جیسے ریت، پتھر، گچ، سونا، ہڑتال، سُرمہ، گیرو وغیرہ اور جو چیز مٹی کی قسم سے نہ ہو اُس سے تیمم دُرست نہیں جیسے سونا، چاندی، رانگا، گندم، لکڑی، کپڑا اور اناج وغیرہ۔ ہاں اگر ان چیزوں پر مٹی یا گرد وغبار پڑا ہوا ہو تو اُن پر بھی تیمم دُرست ہے۔

(۲) جو چیز نہ تو آگ میں جلے اور نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے ہے۔ اس پر تیمم درست ہے اور جو چیز جل کر راکھ ہو جاتے یا گل جاتے یا پگھل جاتے اس پر تیمم دُرست نہیں۔ البتہ راکھ پر تیمم درست نہیں ہے حالانکہ راکھ نہ تو جلتی ہے اور نہ ہی پگھلتی ہے۔ اس کے برعکس چُونے پر تیمم دُرست ہے حالانکہ چُونا جل جاتا ہے۔ چُونا چاہے پتھر کا ہو چاہے کنکر کا دونوں قسم کے چُونے پر تیمم جائز ہے۔

(۳) تانبے کے برتن یا کپڑے کے تکیے یا گدے پر تیمم دُرست نہیں ہے۔ اگر اس پر اِس قدر گرد ہے کہ ہاتھ مارنے پر اڑتی ہے اور ہاتھوں پر اچھی طرح لگتی ہے تو تیمم دُرست ہے۔ اور اگر ہاتھ مارنے پر معمولی سی گرد اُٹھتی ہے اور ہاتھ اچھی طرح آلودہ نہیں ہوتے تو اس پر تیمم دُرست نہیں ہے۔

Marfat.com

(۴) مٹی کے بنے ہوئے کسی برتن پر تیمم درست ہے چاہے اس میں پانی بھرا ہوا ہو یا وہ خالی ہو۔ البتہ اگر اُس پر روغن کیا ہوا ہے تو اس پر تیمم دُرست نہیں ہے۔

(۵) پتھر یا پکی اینٹ پر تیمم دُرست ہے چاہے اس پر گرد ہو یا نہ ہو، چاہے وہ دُھلی ہوئی حالت میں ہو اور ہاتھ پر گرد نہ لگے۔

(۶) کیچڑ سے تیمم کرنا درست تو ہے مگر مناسب نہیں۔ اگر کیچڑ کے بغیر تیمم کے لیے کوئی چیز نہ مل سکے تو کپڑے پر کیچڑ لگا کر اُسے خشک کر لیں اور پھر اس سے تیمم کریں۔ البتہ اگر نماز کا وقت نکلا جا رہا ہو تو جس طرح ہو سکے تر سے خشک سے تیمم کر لیں اور نماز قضا نہ ہونے دیں۔

(۷) اگر زمین پیشاب وغیرہ کی نجاست سے آلودہ ہو جائے اور پھر سُوکھ جائے اور بدبو بھی جاتی رہے تو وہ زمین پاک ہو جائے گی۔ اس پر نماز ادا کی جا سکتی ہے مگر اس پر تیمم کرنا دُرست نہیں بشرطیکہ اس بات کا علم ہو۔

(۸) مجبُوری کی حالت میں جس طرح وضو کی جگہ تیمم روا ہے۔ اُسی طرح غسل کی جگہ بھی تیمم روا ہے۔ وضو و غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں کا تیمم ایک ہی طرح کیا جاتا ہے۔ حیض و نفاس سے پاک ہونے والی عورت بھی مجبوری کی حالت میں تیمم کر سکتی ہے۔

(۹) نیت کے بغیر محض دکھاوے کے طور پر تیمم کرنے سے تیمم نہیں ہوتا۔ تیمم کرتے وقت صرف دل میں یہ ارادہ کر لیا جائے کہ پاک ہونے کے لیے یا نماز پڑھنے کے لیے تیمم کرتا ہے تو تیمم ہو جائے گا۔

(۱۰) جو تیمم قرآن مجید کو چھونے کے لیے کیا جائے اُس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ اگر نماز پڑھنے کے لیے تیمم کیا جائے تو اس سے قرآن مجید کو چھونا دُرست ہے۔ ایک تیمم سے صرف ایک وقت کی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ دوسرے وقت کی نماز کے لیے نئے سرے سے تیمم کیا جائے گا۔

(۱۱) غسل اور وضو دُونوں کے لیے ایک ہی تیمم کافی ہے۔ دونوں کے لیے الگ الگ تیمم کرنے کی ضرُورت نہیں۔

Marfat.com

(۱۲) تیمم کر کے نماز پڑھ لینے کے بعد پانی مل جائے اور ابھی نماز کا وقت بھی ہو تو وضو کر کے نماز کا دُہرانا واجب نہیں ہے۔ تیمم سے پڑھی ہوئی نماز دُرست ہو گئی۔

(۱۳) اگر پانی ایک شرعی میل کے اندر موجود ہو، مگر نماز کا وقت اتنا تنگ ہے کہ پانی ملنے تک نماز قضا ہو جائے گی تو پھر بھی تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔ پانی سے وضو کرنا ضروری ہے۔ نماز کا وقت نکل جائے تو قضا پڑھ لیں۔

(۱۴) پانی کی موجودگی میں قرآن مجید کو چھُونے کے لیے تیمم کرنا درست نہیں ہے۔

(۱۵) اگر آگے چل کر پانی ملنے کی اُمید ہو تو اوّل وقت میں نماز نہ پڑھیں اور پانی کے ملنے تک انتظار کرلیں لیکن یہ خیال رہے کہ نماز کا وقت مکروہ نہ ہو جائے۔ نماز کے وقت تک پانی کا انتظار کریں۔ پانی نماز کے وقت کے اندر نہ ملے تو تیمم کرلیں۔ اگر اوّل وقت میں ہی تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو بھی دُرست ہے۔

(۱۶) دورانِ سفر پانی پاس موجود تھا لیکن بھُولا ہوا تھا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور بعد میں یاد آگیا کہ پانی تو پاس موجود ہے تو اب نماز کا دُہرانا واجب نہیں۔

(۱۷) جن باتوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اُن باتوں سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ پانی مِل جانے پر بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔ تیمم کر کے سفر ہو رہا ہو تو جب پانی کا فاصلہ ایک شرعی میل کے برابر رہ جائے تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔

(۱۸) اگر وضو یا غسل کا تیمم کرلیا اور بعد میں اتنا پانی مل گیا کہ اُس سے وضو یا غسل کے فرائض ادا ہو سکیں تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔ پانی کم ہو تو البتہ تیمم باقی رہے گا۔

(۱۹) دُورانِ سفر تیمم کیا اور راستے میں پانی موجود تھا مگر پانی کی خبر نہ ہو سکی تو تیمم نہیں ٹوٹا۔ اسی طرح اگر پانی بھی ہو۔ اُس کی خبر بھی ہو مگر ریل کے چھُوٹ جانے کے خوف سے پانی تک رسائی نہ ہو سکے تو تیمم نہیں ٹوٹے گا۔

(۲۰) بیماری کی وجہ سے تیمم کیا تو جب بیماری ختم ہو جائے اور وضو و غسل کرنے سے نقصان نہ ہوتا ہو تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔ اور وضو و غسل کرنا واجب ہوگا۔

(۲۱) پانی کی نایابی کی وجہ سے غسل کر لیا۔ پھر ایسی بیماری لاحق ہو گئی جس میں پانی سے

Marfat.com

نقصان ہوتا ہے۔ اَب پانی مل گیا تو وہ تیمّم باقی نہ رہا جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا تھا۔ اَب پھر سے تیمم کیا جائے گا۔

(۲۲) نہانے کی ضرورت تھی اس لیے غسل کیا لیکن تھوڑا سا بدن ابھی سُوکھا رہ گیا تھا کہ پانی ختم ہو گیا تو غسل نہیں ہُوا اِس لیے تیمم کر لیا جائے اور جب کہیں پانی مِل جائے تو سُوکھی رہ جانے والی جگہ کو دھو لیا جائے۔ پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر پانی ایسے وقت میں ملا کہ جب وُضو بھی ٹوٹ چکا ہو اور پانی اتنا ہو کہ جس سے یا تو سُوکھی جگہ دھوئی جا سکتی ہے یا وضو کیا جا سکتا ہے تو پہلے سُوکھی جگہ کو دھو لیا جائے اور وُضو کے لیے تیمم کیا جائے۔ اگر پانی اتنا ہے کہ اُس سے وضو کے فرائض تو ادا ہو سکتے ہیں لیکن سُوکھی جگہ اتنے پانی سے نہیں دُھل سکتی تو وُضو کر لیا جائے اور سُوکھی جگہ کے واسطے غسل کا تیمم کر لیا جائے۔ اگر غسل کا تیمم پہلے کیا جا چکا ہو تو نئے تیمم کی ضرورت نہیں ہے۔ وہی پہلا تیمم کافی ہو گا۔

(۲۳) اگر بدن اور کپڑے دونوں نجس ہوں اور وضو کی بھی ضرورت ہو مگر پانی کم ہو تو بدن اور کپڑے دھو لیے جائیں اور وضو کے لیے تیمّم کیا جائے۔

Marfat.com

موزوں پر مسح

بعض علاقوں میں اتنی شدید سردی پڑتی ہے کہ لوگ اپنے پیروں کو سردی سے بچانے کے لیے اُن پر چمڑے سے بنے ہوئے موزے پہنتے ہیں۔ چونکہ وضو کرتے وقت پیروں کو دھونا فرض ہے اس لیے ہر وضو میں موزے اُتار کر پاؤں کو دھونا نہایت تکلیف دہ اَمر ہے اس لیے شریعتِ مُطہرہ میں اجازتِ عام دے دی گئی ہے کہ اگر پاؤں میں موزے پہنے ہوئے ہوں تو موزے اُتار کر پاؤں دھونے کی بجائے موزوں پر مسح کر لیا جائے۔ البتہ موزوں پر مسح کرنے کی بھی چند شرائط مقرر فرما دی گئی ہیں۔ احادیثِ مُبارکہ میں آتا ہے کہ:۔

(۱) امام احمد و ابو داؤد نے حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا تو عرض کی کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ نے بھُول کر ایسا کیا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مَیں نہیں بھُولا بلکہ تو بھُولا ہے۔ میرے رب نے مجھے اِسی کا حکم دیا ہے۔"

(۲) دارقطنی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے مُسافر کو تین دن اور تین رات اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات کے وقفے کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی ہے۔

(۳) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اَبُو داؤد و ترمذی نے یہ روایت بھی کی ہے کہ "مَیں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو موزوں کی پُشت پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

(۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا ایک فرمان اَبُو داؤد نے یُوں نقل فرمایا ہے:۔

"اگر دین میں عقل کو دخل ہوتا تو موزوں کے اُوپر مسح کرنے کی نسبت موزوں کے تلووں پر مسح کرنا زیادہ مناسب ہوتا۔"

Marfat.com

(یہ چاروں احادیث سُنی بہشتی زیور حصہ دوم ص۱۲۷ سے نقل کی گئی ہیں)۔

موزوں پر مسح کرنے کے مسائل

① ایسا چھوٹا موزہ جس کے اندر ٹخنے نہ چھپ سکیں یا ٹخنے چھپے ہوئے نہ ہوں اس پر مسح کرنا درست نہیں۔

② پورا وضو کر لینے کے بعد چمڑے کے موزے پہن لیے اور پھر وضو ٹوٹ گیا تو دوبارہ وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کرنا درست ہے۔ اگر موزہ اُتار کر پیروں کو دھولیا جائے تو یہ بہتر عمل ہے بشرطیکہ موزے پر مسح کرنے کو جائز سمجھا جائے۔

③ اگر کسی نے وضو نہیں کیا اور موزے پہن لیے تو اُن پر مسح کرنا درست نہیں اسی طرح اگر کسی نے وضو نہیں کیا صرف پیر دھوئے اور پھر موزے پہن لیے تو بھی موزوں پر مسح کرنا درست نہیں ہاں البتہ کسی نے پہلے پاؤں دھوئے۔ پھر موزے پہنے اور پھر باقی وضو مکمل کرلیا۔ اس کے بعد جب اُس کا وضو ٹوٹا اور اُس نے دوبارہ نیا وضو کرنا چاہا تو اب وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔

④ اگر پہلے پاؤں دھو کر موزے پہن لیے اور پھر مکمل وضو کرنا شروع کیا۔ ابھی وضو مکمل نہیں ہوا تھا کہ وضو ٹوٹ گیا تو اب جو دوبارہ وضو کیا جائے گا اُس میں موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہوگا۔

⑤ حالتِ سفر میں تین دن رات تک موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ مگر حالتِ قیام میں ایک دن رات تک مسح کیا جاسکتا ہے۔ تین دن رات یا ایک دن رات کا حساب اُس وقت سے کیا جائے گا جس وقت وضو ٹوٹے گا۔ یہ حساب اس وقت سے شمار نہیں کیا جائے گا جس وقت کہ موزے پہنے گئے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھیں کہ آپ نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزے پہن لیے اور سورج غروب ہونے کے وقت آپ کا وضو ٹوٹ گیا تو آپ کے لیے اگلے دن سورج غروب ہونے کے وقت تک مسح کرنا درست ہے۔ اگر آپ حالتِ سفر میں ہیں تو اگلے تیسرے دن کے سورج ڈوبنے تک مسح کرنا درست ہے۔ اگر سورج ڈوب گیا

Marfat.com

تو اس کے بعد مسح کرنا جائز نہیں ہوگا۔

(۶) جس شخص پر غسل فرض ہو جائے وہ موزوں پر مسح نہیں کر سکتا۔

(۷) مسح موزوں کے اوپر کی طرف کیا جائے تلوے کی طرف سے مسح کرنا درست نہیں ہے۔

(۸) موزے کے تلوے یا ایڑی یا بغلوں پر مسح کرنا درست نہیں ہے۔

(۹) موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پانی سے تر کی ہوئی داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں داہنے پاؤں کی پشت کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں کی پشت کے سرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کم سے کم تین انگل کے برابر کھینچ لی جائیں۔ اور سنت یہ ہے کہ پنڈلی تک کھینچی جائیں۔

(۱۰) موزے کے مسح میں دو فرض ہیں:۔

۱. ہر موزے کا مسح ہاتھ کی تین انگلیوں کے برابر ہو۔

۲. مسح موزے کے اوپر والے حصے پر کیا جائے۔

(۱۱) پوری تین انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرنا، انگلیوں کو پنڈلی تک کھینچنا اور مسح کرتے وقت انگلیوں کو کھلا رکھنا مسح میں سنت ہے۔

(۱۲) اگر ایک موزے کا مسح تین انگل کے برابر نہیں کیا بلکہ دو انگل کے برابر کیا اور دوسرے موزے کا مسح چار انگل کے برابر کیا تو مسح درست نہیں ہوا۔

(۱۳) انگلیوں کی پشت سے مسح کرنا، پنڈلی سے پیر کی انگلیوں کی طرف مسح کرنا یا موزے کی چوڑائی کا مسح کرنا، یا ملی ہوئی انگلیوں سے مسح کرنا یا ہتھیلی سے مسح کرنا ان سب صورتوں میں مسح ہو جاتا ہے مگر خلاف سنت ہے۔

(۱۴) ایک ہی انگلی سے تین بار اس طرح مسح کیا کہ ہر بار انگلی نئے پانی سے تر کر کے نئی جگہ پر پھیری تو مسح ہو گیا مگر خلاف سنت ہوا۔ اگر ایک ہی انگلی سے ایک ہی جگہ پر مسح کیا یا ہر بار انگلی کو نئے پانی سے تر نہیں کیا تو دونوں صورتوں میں مسح نہیں ہوا۔

(۱۵) انگلیوں کی نوک سے اس طرح مسح کیا کہ پوری انگلیوں کو موزے پر نہیں رکھا بلکہ

Marfat.com

صرف انگلیوں کا سرا موزے پر رکھا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو مسح نہیں ہوا۔ ہاں البتہ اگر انگلیوں سے پانی برابر ٹپکتا رہا اور تین انگلیوں کے برابر پانی موزے پر لگ گیا تو مسح ہو گیا۔

(۱۶) اگر کسی نے موزے پر مسح نہیں کیا لیکن برستے پانی سے یا گھاس وغیرہ کی شبنم سے موزہ تین اُنگلیوں کے برابر بھیگ گیا تو مسح ہو گیا۔

(۱۷) جس بات سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے اس سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱۸) موزے اُتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر کسی کا وضو ہے اور اس نے موزے اُتار ڈالے تو مسح ختم ہو گیا اس لیے اب پیر دھو ڈالے نئے سرے سے وُضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۹) اگر ایک موزہ اُتار ڈالا تو دوسرا موزہ اُتار کر دونوں پیروں کا دھونا واجب ہے۔

(۲۰) مسح کی مدت پوری ہونے پر بھی مسح ختم ہو جاتا ہے۔ اگر مدت پوری ہونے کی وجہ سے مسح ختم ہوا اور وضو نہیں ٹوٹا تو موزے اُتار کر صرف پیروں کو دھو لیا جائے وُضو دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ اگر وضو ٹوٹ گیا ہو اور مسح کی مدت بھی پوری ہو چکی ہو تو موزے اُتار کر پورا وضو کیا جائے۔

(۲۱) موزوں پر مسح کرنے کے بعد اگر پاؤں پانی میں پڑ جائے اور پانی موزے کے اندر چلا جائے اور سارا پاؤں یا پاؤں کا آدھا حصہ پانی سے بھیگ جائے تو مسح ختم ہو گیا۔ دوسرا موزہ بھی اُتار دیا جائے اور پھر دونوں پاؤں دھو لیے جائیں۔

(۲۲) مسح کرتے وقت مسح کرنے کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے نہ ہی تین بار مسح کرنا سُنت ہے بلکہ ایک بار ہی مسح کر لینا کافی ہے۔

(۲۳) مسح میں انگلیوں کا تر ہونا ضروری ہے۔ ہاتھ دھونے کے بعد جو تری پائی جاتی ہے اس سے مسح کر لیا تو مسح ہو گیا۔ البتہ سر کے مسح کے بعد ابھی تک انگلیوں میں تری باقی ہے تو اس تری سے موزوں کا مسح جائز نہیں۔ نئے پانی سے تر کر کے مسح کیا جائے۔ اگر مسح کرتے وقت کچھ حصہ ہتھیلی کا بھی شامل ہو جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

(۲۴) انگریزی بُوٹ جن سے ٹخنے چھپ جائیں اُن پر مسح دُرست ہے۔

Marfat.com

تو اس کے بعد مسح کرنا جائز نہیں ہوگا۔

(۶) جس شخص پر غسل فرض ہو جائے وہ موزوں پر مسح نہیں کر سکتا۔

(۷) مسح مُوزوں کے اُوپر کی طرف کیا جائے تلوے کی طرف سے مسح کرنا دُرست نہیں ہے۔

(۸) مُوزے کے تلوے یا ایڑی یا بغلوں پر مسح کرنا دُرست نہیں ہے۔

(۹) مُوزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پانی سے تر کی ہوئی دائیں ہاتھ کی تین اُنگلیاں دائیں پاؤں کی پُشت کے سِرے پر اور بائیں ہاتھ کی اُنگلیاں بائیں پاؤں کی پُشت کے سِرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کم سے کم تین انگل کے برابر کھینچ لی جائیں۔ اور سُنّت یہ ہے کہ پنڈلی تک کھینچی جائیں۔

(۱۰) مُوزے کے مسح میں دو فرض ہیں :-

۱. ہر موزے کا مسح ہاتھ کی تین انگلیوں کے برابر ہو۔

۲. مسح مُوزے کے اُوپر والے حصّے پر کیا جائے۔

(۱۱) پُوری تین انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرنا، اُنگلیوں کو پنڈلی تک کھینچنا اور مسح کرتے وقت انگلیوں کو کُھلا رکھنا مسح میں سنّت ہے۔

(۱۲) اگر ایک موزے کا مسح تین انگل کے برابر نہیں کیا بلکہ دو انگل کے برابر کیا اور دوسرے مُوزے کا مسح چار انگل کے برابر کیا تو مسح درست نہیں ہوا۔

(۱۳) انگلیوں کی پُشت سے مسح کرنا، پنڈلی سے پیر کی انگلیوں کی طرف مسح کرنا یا موزے کی چوڑائی کا مسح کرنا، یا ملی ہوئی انگلیوں سے مسح کرنا یا ہتھیلی سے مسح کرنا ان سب صُورتوں میں مسح ہو جاتا ہے مگر خلافِ سُنّت ہے۔

(۱۴) ایک ہی انگلی سے تین بار اس طرح مسح کیا کہ ہر بار اُنگلی نئے پانی سے تر کر کے نئی جگہ پر پھیری تو مسح ہو گیا مگر خلافِ سُنّت ہوا۔ اگر ایک ہی انگلی سے ایک ہی جگہ پر مسح کیا یا ہر بار انگلی کو نئے پانی سے تر نہیں کیا تو دونوں صُورتوں میں مسح نہیں ہوا۔

(۱۵) انگلیوں کی نوک سے اِس طرح مسح کیا کہ پُوری انگلیوں کو مُوزے پر نہیں رکھا بلکہ

صرف انگلیوں کا سرا موزے پر رکھا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو مسح نہیں ہوا۔ ہاں البتہ اگر انگلیوں سے پانی برابر ٹپکتا رہا اور تین انگلیوں کے برابر پانی موزے پر لگ گیا تو مسح ہو گیا۔

(۱۶) اگر کسی نے موزے پر مسح نہیں کیا لیکن برستے پانی سے یا گھاس وغیرہ کی شبنم سے موزہ تین انگلیوں کے برابر بھیگ گیا تو مسح ہو گیا۔

(۱۷) جس بات سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱۸) موزے اُتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر کسی کا وضو ہے اور اس نے موزے اُتار ڈالے تو مسح ختم ہو گیا اس لیے اب پیر دھو ڈالے نئے سرے سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۹) اگر ایک موزہ اُتار ڈالا تو دوسرا موزہ اُتار کر دونوں پیروں کا دھونا واجب ہے۔

(۲۰) مسح کی مدت پوری ہونے پر بھی مسح ختم ہو جاتا ہے۔ اگر مدت پوری ہونے کی وجہ سے مسح ختم ہوا اور وضو نہیں ٹوٹا تو موزے اُتار کر صرف پیروں کو دھولیا جائے وضو دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ اگر وضو ٹوٹ گیا ہو اور مسح کی مدت بھی پوری ہو چکی ہو تو موزے اُتار کر پورا وضو کیا جائے۔

(۲۱) موزوں پر مسح کرنے کے بعد اگر پاؤں پانی میں پڑ جائے اور پانی موزے کے اندر چلا جائے اور سارا پاؤں یا پاؤں کا آدھا حصہ پانی سے بھیگ جائے تو مسح ختم ہو گیا۔ دوسرا موزہ بھی اُتار دیا جائے اور پھر دونوں پاؤں دھو لیے جائیں۔

(۲۲) مسح کرتے وقت مسح کرنے کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے نہ ہی تین بار مسح کرنا سُنت ہے بلکہ ایک بار ہی مسح کر لینا کافی ہے۔

(۲۳) مسح میں انگلیوں کا تر ہونا ضروری ہے۔ ہاتھ دھونے کے بعد جو تری پائی جاتی ہے اس سے مسح کر لیا تو مسح ہو گیا۔ البتہ سر کے مسح کے بعد ابھی تک انگلیوں میں تری باقی ہے تو اس تری سے موزوں کا مسح جائز نہیں۔ نئے پانی سے تر کر کے مسح کیا جائے۔ اگر مسح کرتے وقت کچھ حصہ ہتھیلی کا بھی شامل ہو جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

(۲۴) انگریزی بُوٹ جن سے ٹخنے چھپ جائیں اُن پر مسح درست ہے۔

(۲۵) عمامہ، برقع، نقاب، دستانے اور جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے۔

(۲۶) موزہ پھٹ جائے اور چلتے وقت پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہو تو اس پر مسح کرنا درست نہیں ہے اور تین چھوٹی انگلیوں سے کم کھلتا ہے تو اس پر مسح کرنا درست ہے۔ البتہ ٹخنہ سے اوپر سے موزہ پھٹ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۷) اگر دونوں موزے تین تین انگل سے کم پھٹے ہوئے ہوں اور دونوں کا مجموعہ تین انگل ہے یا اس سے زیادہ ہے تو تب بھی مسح کرنا درست ہے کیونکہ ہر ایک موزے کا پھٹنا تین انگل سے کم ہو تو مسح جائز ہے۔ موزے کی سلائی کھل جائے تو بھی یہی حکم ہے۔

(۲۸) موزہ پھٹ گیا یا سیون کھل گئی اور پہنے رہنے کی حالت میں تین انگل کے برابر پاؤں ننگا نہیں ہوتا۔ مگر چلتے وقت تین انگل کے برابر پاؤں ننگا ہو جاتا ہو تو اس پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔

(۲۹) موزہ ایسی جگہ سے پھٹا یا اس کی سلائی کھل گئی اور وہاں سے پاؤں کی تین انگلیاں ظاہر ہو جائیں تو چھوٹی بڑی انگل کا اعتبار نہیں بلکہ ظاہر ہونے والی تین انگلیوں کا اعتبار ہے۔ اس لیے اس موزہ پر مسح کرنا درست نہیں۔

(۳۰) موزہ چند مختلف جگہوں سے پھٹ گیا اور پھٹی ہوئی جگہوں کا مجموعہ تین انگل سے کم ہے تو اس موزہ پر مسح کرنا درست ہے اور مجموعہ تین انگل یا اس سے زیادہ ہے تو مسح کرنا درست نہیں۔

(۳۱) موزہ ڈھیلا ہے اور چلتے وقت ایڑی موزے سے نکل آتی ہے تو مسح نہیں ٹوٹتا۔ ہاں اگر موزہ اتارنے کی نیت سے ایڑی باہر نکل آئی تو مسح ٹوٹ گیا۔

Marfat.com

نجاست کے مسائل

(۱) نجاست دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک قسم کی پلیدی و ناپاکی زیادہ سخت ہے۔ تھوڑی سی بھی لگ جائے تو اُس کا دھونا لازمی ہے۔ اِس قسم کی نجاست کو نجاستِ غلیظہ کہتے ہیں۔ دوسری قسم کی ناپاکی زیادہ سخت نہیں بلکہ کچھ نرم اور ہلکی ہے اُسے نجاستِ خفیفہ کہتے ہیں۔

(۲) مندرجہ ذیل چیزیں نجاستِ غلیظہ میں سے ہیں :-

پاخانہ، پیشاب، بہتا ہُوا خون، پیپ، مُنہ بھرتے، حیض و نفاس و استحاضہ کا خُون، مَنی، مَذی، وَدِی، دُکھتی آنکھ یا ناف یا پستان سے درد کے ساتھ نکلنے والا پانی، شیر خوار بچے یا بچّی کا پیشاب ہو یا پاخانہ، دُودھ پیتے بچّے کا اُلٹا ہُوا منہ بھر دودھ، خُشکی کے ہر جانور کا بہتا ہُوا خُون، مُردار کا گوشت و چربی، حرام چوپائے مثلاً کتا، شیر، لومڑی، بلّی، چُوہا، گدھا، خچر، ہاتھی وغیرہ کا پیشاب و پاخانہ، گھوڑے کی لید، خنزیر یعنی سُوَر کا پیشاب و پاخانہ و گوشت و چربی و ہڈی و بال اور اُس کی تمام چیزیں، خواہ اُسے ذبح کیا گیا ہو، ہر حلال چوپائے کا پاخانہ، جیسے گائے بھینس وغیرہ کا گوبر، بکری، بھیڑ، ہرن اور اُونٹ وغیرہ کی مینگنیاں، جو پرندہ اُونچا نہ اُڑے جیسے مُرغی، بطخ وغیرہ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا ہو اس کی بیٹ، چھپکلی یا گرگٹ کا خُون، ہاتھی کی سُونڈ کی رطوبت، شیر، چیتے، کُتے اور دوسرے درندوں کا لعاب، سانپ کا پیشاب و پاخانہ وغیرہ، وہ جنگلی سانپ و مینڈک جن میں بہتا ہوا خوُن پایا جاتا ہے، اُن کا گوشت اور کھال چاہے پکائی گئی ہو، حرام جانوروں کا پتہ ہر قسم کی شراب اور نشہ لانے والی تاڑی اور سیندھی، حرام جانوروں کا دودھ۔ یہ سب چیزیں نجاستِ غلیظہ ہیں۔

(۳) مندرجہ ذیل چیزیں نجاستِ خفیفہ ہیں :-

حلال گوشت والے جانوروں کا پیشاب، گھوڑے کا پیشاب، حرام پرندوں کی بیٹ چاہے وُہ شکاری ہوں یا غیر شکاری ہوں۔ اور حلال جانور کا پِتہ۔ یہ سب چیزیں نجاستِ خفیفہ میں سے ہیں۔

Marfat.com

(۴) چوپایوں کی جگالی اُن کے پاخانہ کے حکم میں آتی ہے۔

(۵) اگر نجاستِ غلیظہ نجاستِ خفیفہ میں مِل جائے تو سب نجاستِ غلیظہ ہو جاتی ہے چاہے مقدار میں کم ہی ہو۔

(۶) مچھلی اور پانی کے دوسرے جانوروں کا خون، مچھر، مکھی اور کھٹمل کا خون، گدھے و خچر کا لعاب و پسینہ، اُونچا اُڑنے والے حلال پرندوں کی بیٹ، وہ خون جو زخم سے ابھی بہا نہ ہو یا تلی یا کلیجی میں رہ جانے والا خون، ریشم کے کیڑے کی بیٹ اور اُس کا پانی، یہ ساری چیزیں پاک ہیں اور اگر بدن یا کپڑے پر لگ جائیں تو بدن یا کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔

(۷) عورت کے پیشاب کے مقام سے نکلنے والی وہ رطوبت جس میں مَنی یا مذی یا خون کی آمیزش نہ ہو، پاک ہے۔ اگر بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو دھونا ضروری نہیں ہے۔ البتہ اس کا دھونا بہتر ہے۔

(۸) گوشت و تِلّی و کلیجی اگر بہتے ہوئے خون میں لتھڑ جائیں تو ناپاک ہو جائیں گی اور دھوئے بغیر پاک نہ ہوں گی۔

(۹) نجاستِ غلیظہ اور نجاستِ خفیفہ کے لیے جو الگ الگ حکم ہیں وہ صرف اسی صورت میں ہیں کہ نجاست کپڑے یا بدن پر لگ جائے۔ نجاست خواہ غلیظہ ہو، خواہ خفیفہ ہو، اگر کسی پتلی سیال چیز مثلاً پانی یا سرکہ میں مل جائے تو وہ کُل چیز ناپاک ہو جائے گی چاہے گرنے والی نجاست کا صرف ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً پیشاب کا ایک قطرہ ہی بہت سے پانی میں جا پڑے تو سارا ناپاک ہو جائے گا۔

(۱۰) نجاستِ غلیظہ بدن یا کپڑے پر ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اُس کا پاک کرنا فرض ہے۔ دھوئے بغیر نماز پڑھ لی جائے تو نماز قطعاً نہیں ہوتی۔ اور جانتے بُوجھتے نماز پڑھ لی جائے تو گناہ ہوتا ہے۔

(۱۱) درہم کے برابر یا کم یا زیادہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر نجاست گاڑھی ہو جیسے پاخانہ، لید یا گوبر وغیرہ تو وزن میں درہم کے برابر یا کم یا زیادہ ہو۔ ہمارے ہاں درہم کا وزن ساڑھے چار ماشے یا ۴.۳۶ گرام ہے۔ اور اگر نجاست پتلی سیال (بہہ جانے والی ہو) جیسے پیشاب و شراب وغیرہ تو

Marfat.com

ایک درہم سے مراد درہم کی لمبائی چوڑائی ہے۔ اور شریعت میں اس کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر ہے یا ہمارے ہاں کے روپیہ کے برابر ہے۔

(۱۲) اگر نجاستِ غلیظہ درہم کے برابر بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو اُس کا پاک کرنا واجب ہے۔ پاک کیے بغیر نماز پڑھی جائے تو اُس نماز کا دُہرانا واجب ہے۔ اگر اس حالت میں جان بُوجھ کر نماز پڑھ لی جائے تو گناہ ہوگا۔

(۱۳) اگر ایک درہم سے کم نجاستِ غلیظہ بدن یا کپڑے پر لگ گئی تو اس کا پاک کرنا سُنّت ہے۔ پاک کیے بغیر نماز پڑھی جائے تو نماز ہو جاتی ہے مگر سُنّت کے خلاف ہے۔ اس نماز کو دُہرا لینا اچھا ہے۔

(۱۴) کپڑا یا بدن میں اگر نجاستِ خفیفہ لگ جائے تو اس کے لیے یہ حکم ہے کہ بدن یا کپڑے کے جس حصے میں نجاست لگی ہے اگر اُس حصے کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے۔ اور اگر پُورا چوتھائی ہو یا چوتھائی سے زیادہ ہو تو معاف نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ اگر قمیض کی آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو۔ دامن میں لگی ہو تو چوتھائی دامن سے کم ہو۔ اگر دوپٹہ میں لگی تو چوتھائی دوپٹہ سے کم ہو تو تب معاف ہے۔ اِسی طرح اگر نجاستِ خفیفہ ہاتھ میں لگی ہے تو چوتھائی ہاتھ سے کم ہو، ٹانگ میں لگی ہے تو چوتھائی ٹانگ سے کم ہو تو تب معاف ہے۔ اور اگر نجاست زدہ حصہ پُورا چوتھائی ہو تو معاف نہیں۔ اُس کا دھونا واجب ہے۔ دھوئے بغیر نماز نہیں ہو گی۔

(۱۵) جس پانی میں نجاستِ غلیظہ پڑ جائے وہ پانی غلیظ ہو جائے گا اور جس پانی میں نجاستِ خفیفہ پڑ جائے وہ پانی خفیفہ نجس ہو جائے گا۔

(۱۶) کپڑے میں نجس تیل لگ جائے اور ہتھیلی کے گہراؤ یا ایک روپیہ سے کم ہے مگر ایک دو دن میں پھیل کر زیادہ ہو جائے تو جب تک روپیہ سے زیادہ نہ ہو جائے معاف ہے اور جب روپیہ سے بڑھ جائے تو معاف نہیں ہو گا، اُس کا دھونا واجب ہے۔ بغیر دھوئے نماز نہ ہو گی۔

(۱۷) اگر سُوئی کی نوک کے برابر پیشاب کی نہایت باریک چھینٹیں بدن یا کپڑے پر

Marfat.com

پڑجائیں اور وہ عام نظر میں دیکھنے پر نظر نہ آئیں تو بدن اور کپڑا پاک رہے گا۔ اس کا دھونا واجب نہیں لیکن دھو لینا بہتر ہے۔ ایسا کپڑا اگر پانی میں جا پڑے تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔

(۱۸) کپڑے یا بدن پر چند مختلف جگہوں پر نجاستِ غلیظہ لگ جائے اور کسی ایک جگہ پر بھی درہم کے برابر نہیں مگر تمام نجاست آلودہ جگہوں کا مجموعہ درہم کے برابر ہو جائے تو نجاست کو درہم کے برابر سمجھا جائے گا۔ زیادہ ہو جائے تو زیادہ سمجھا جائے گا۔ کم ہے تو کم سمجھا جائے گا۔ اسی طرح نجاستِ خفیفہ میں بھی اُس کے مجموعے کو دیکھا جائے گا۔

(۱۹) ناپاک گیلے کپڑے میں پاک خشک کپڑا لپیٹا گیا یا پاک کپڑے میں ناپاک کپڑا لپیٹا گیا تو اگر ناپاک کپڑے کی نجاست کا رنگ یا بُو پاک کپڑے میں ظاہر ہو گئی تو یہ پاک کپڑا بھی ناپاک ہو گیا۔ اور اگر ناپاک کپڑے کی نمی تو پاک کپڑے میں پہنچی مگر اس کی نجاست کی رنگت اور بُو نہیں پہنچی تو کپڑا ناپاک نہیں ہُوا۔ البتہ اگر ناپاک کپڑے کی نجاست پیشاب یا شراب ہے تو اس کی نمی اگر پاک کپڑے میں آ گئی تو وہ ناپاک ہو جائے گا۔

(۲۰) ناپاک سُوکھے کپڑے کو پاک گیلے کپڑے میں لپیٹا۔ اگر گیلے پاک کپڑے کی نمی سے ناپاک کپڑا ابھی اتنا گیلا ہو گیا کہ اس کی ناپاکی چھُوٹ کر پاک گیلے کپڑے کو لگ گئی، تو پاک کپڑا بھی ناپاک ہو گیا۔ اور اگر ناپاک کپڑا پاک گیلے کپڑے کی نمی سے گیلا تو ہو گیا مگر اُس کی ناپاکی چھُوٹ کر پاک کپڑے کو نہیں لگی تو وہ ناپاک نہیں ہُوا۔

(۲۱) پاخانے وغیرہ پر سے مکھیاں اُڑ کر کپڑے یا بدن پر بیٹھ گئیں تو وہ ناپاک نہ ہوگا۔

(۲۲) راستے کی کیچڑ پاک ہے جب تک کہ اُس کا نجس ہونا معلوم نہ ہو۔ ایسی کیچڑ بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو اُس کے دھوئے بغیر نماز پڑھی جا سکتی ہے مگر اس کا دھو لینا بہتر ہے۔

(۲۳) سڑک یا زمین پر پانی کے چھڑکاؤ سے چھینٹیں اُڑ کر کپڑوں پر پڑ جائیں تو کپڑے نجس نہیں ہوتے مگر ان کو دھو لینا بہتر ہے۔

(۲۴) کُتا بدن یا کپڑے سے چھُو جائے تو بدن و کپڑا ناپاک نہیں ہوتے چاہے کُتے کا بدن گیلا ہی کیوں نہ ہو کیونکہ کُتا خود نجس نہیں ہے البتہ اگر کُتے کے بدن پر نجاست لگی ہوئی ہو تو ناپاک کر دے گا۔ اسی طرح کُتے کے منہ کا لُعاب اگر بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو ناپاک کر دے گا۔

Marfat.com

(۲۵) پاک مٹی میں ناپاک پانی ملایا تو مٹی ناپاک ہوگئی۔

(۲۶) سٹر کر بدبودار ہو جانے والا گوشت نجس نہیں مگر اس کا کھانا حرام ہے۔

(۲۷) گوبر کے اُپلے یعنی گوہے اور لید وغیرہ نجس ہیں لیکن اِن کی راکھ اور دُھواں پاک ہے روٹی پکاتے ہوئے روٹی کو لگ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۸) بچھونے کا ایک کونہ نجس ہے اور باقی سب پاک ہے تو پاک حصے پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۲۹) گوبر سے لیپ کی ہوئی زمین نجس ہے۔ اس سے تیمم کرنا درست نہیں ہے۔ نہ ہی اس پر کوئی پاک چیز بچھائے بغیر نماز پڑھنی جائز ہے۔

(۳۰) گوبر سے لیپ کی ہوئی زمین پر گیلا کپڑا بچھا کر نماز پڑھی تو جا سکتی ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ کپڑا اتنا گیلا نہ ہو کہ اُس کے ساتھ زمین کی کچھ مٹی لگ جائے۔ اگر اتنا گیلا ہو کہ لیپ کی ہوئی زمین کی کچھ مٹی لگ گئی تو اس پر نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

(۳۱) پَیر دھو کر نجس زمین پر چلنا پڑے تو اگر زمین پر پَیر کا نشان بن جائے تو پَیر ناپاک نہ ہو گا۔ اور اگر پَیر اتنا گیلا ہے کہ پَیر کا پانی زمین پر گرا اور زمین کی نجاست سے نجس ہو گیا اور زمین کو بھی اتنا گیلا کر گیا کہ زمین سے مٹی چھوٹ کر پَیر کو لگ گئی یا وہی نجس پانی پَیر کو لگ گیا تو پَیر نجس ہو جائے گا۔

(۳۲) نجس بچھونے پر سوتے ہوئے پسینہ آجائے اور پسینہ سے بچھونے کا کپڑا گیلا ہو جائے تو بدن اور کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔ البتہ اگر پسینہ سے اتنی نمی پہنچ جائے کہ بچھونے سے کچھ نجاست چھوٹ کر بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو بدن یا کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔

(۳۳) جس کپڑے کی دو تہیں ہوں۔ اگر اس کی ایک تہہ نجس ہو اور دوسری تہہ پاک ہو تو اگر تو دونوں تہیں آپس میں سِلی ہوئی ہوں تو اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور اگر دونوں تہیں آپس میں سِلی ہوئی نہیں ہیں تو پاک تہہ کی طرف نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

(۳۴) اگر لکڑی کا تختہ ایک طرف سے نجس ہے اور دوسری طرف سے پاک ہے تو اگر وہ اتنا موٹا ہے کہ درمیان سے چیرا جا سکتا ہو تو اُس کی پاک طرف پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اگر اتنا پتلا ہو کہ درمیان سے نہیں چیرا جا سکتا تو اُس پر نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

Marfat.com

(۳۵) نجس پانی میں بھیگے ہوئے کپڑے کو پاک کپڑے میں لپیٹ دیا اور بھیگے ہوئے نجس کپڑے کی نمی تو پاک کپڑے میں گئی مگر اُس کی نجاست کی بُو و رنگ نہیں آیا تو اس کو نچوڑ کر دیکھا جائے کہ اگر نچوڑنے پر ایک آدھ قطرہ پانی ٹپک پڑا یا نچوڑتے وقت ہاتھ بھیگ گیا تو وہ پاک کپڑا ناپاک ہوگیا اور اگر نچوڑنے پر نہ تو کوئی قطرہ ٹپکا اور نہ ہی ہاتھ بھیگے تو وہ کپڑا ناپاک نہیں ہُوا۔ ہاں البتہ پاک کپڑے کو اُس کپڑے میں لپیٹا جائے جو پیشاب یا شراب کی نجاست سے گیلا ہُوا ہے تو پاک کپڑے میں ذرہ بھر بھی نمی آگئی تو وہ ناپاک ہو جائے گا۔

نجس چیزوں کو پاک کرنے کے مسائل

جو چیزیں بذاتِ خود نجس ہیں جیسے پیشاب، گوبر، لید، شراب وغیرہ تو جب تک یہ اپنی اصلی حالت پہ قائم رہیں گی، نجس ہی رہیں گی۔ مگر جب یہ کسی وجہ سے اپنی اصلی حالت کو چھوڑ کر کسی اور حالت میں تبدیل ہو جائیں تو پاک ہو جائیں گی۔ مثلاً شراب جو خود نجسِ غلیظ ہے۔ جب تک شراب رہے گی نجس ہی رہے گی لیکن اِس میں نمک ڈال کر اس کو سِرکہ میں تبدیل کر دیا جائے تو اب یہ شراب نہیں رہی سِرکہ ہو گئی جو پاک ہے۔

اور جو چیزیں بذاتِ خود تو نجس نہ ہوں لیکن کسی نجاست کے لگنے سے نجس ہو گئی ہوں تو اُن کو پاک کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) پانی اور پانی کی طرح پتلی اور سیال (بہنے والی) پاکیزہ چیز سے نجس چیز کو دھو کر پاک کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً سِرکہ و عرقِ گلاب سے بھی کسی نجس چیز کو دھو کر پاک کیا جا سکتا ہے مگر بغیر ضرورت کے اِن چیزوں سے نجس چیز کو دھونا مناسب نہیں کہ یہ فضول خرچی ہے۔ چکنائی والی سیال شے مثلاً گھی، تیل، دودھ، لسی وغیرہ سے دھونا ناجائز ہے اِس سے نجاست پاک نہیں ہوتی۔

(۲) نجاست اگر دَل دار ہے جیسے کہ پاخانہ، گوبر، خوُن وغیرہ تو اتنا دھویا جائے کہ نجاست چھُوٹ جائے اور دھبہ جاتا رہے۔ چاہے اس کے لیے جتنی مرتبہ بھی دھونا پڑے۔ جب نجاست چھُوٹ جائے گی تو کپڑا یا بدن پاک ہو جائے گا۔ البتہ اگر پہلی مرتبہ دھونے پر ہی نجاست چھُوٹ جائے تو دو مرتبہ مزید دھولیں اور اگر نجاست دو مرتبہ دھونے پر ختم ہو جائے تو ایک مرتبہ اور دھولیں۔ غرضیکہ تین بار دھوئیں۔

یہ مستحب ہے ۔

(۳) اگر نجاست اس قسم کی ہے کہ کئی دفعہ دھونے پر نجاست تو اتر گئی مگر اس کی بدبو نہیں گئی یا کچھ دھبہ رہ گیا تو بدبو و رنگ کا دور کرنا ضروری ہے ۔ لیکن اگر بار بار دھونے پر بھی بدبو اور رنگ باقی رہے تو کوئی حرج نہیں ۔ صابن لگا کر بدبو و دھبہ چھڑانا ضروری نہیں ہے ۔ اور اگر صابن لگا کر بدبو و دھبہ چھڑا لیا جائے تو یہ بہتر ہے ۔

(۴) نجاست اگر دَل دار نہیں بلکہ پیشاب کی طرح پتلی ہے تو تین مرتبہ دھویا جائے اور ہر بار اچھی طرح نچوڑا جائے ۔ تیسری مرتبہ اپنی پوری طاقت سے نچوڑا جائے ، اس طرح کہ اس میں سے ایک قطرہ بھی نہ نکلے تب کپڑا پاک ہوگا ۔ اگر پوری طاقت سے نہ نچوڑا تو پاک نہ ہوگا ۔

(۵) پہلی اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ بھی دھو لیے جائیں اور تیسری مرتبہ نچوڑنے پر کپڑا بھی پاک ہو گیا اور ہاتھ بھی پاک ہو گیا ۔ اگر تیسری مرتبہ دھو کر نچوڑنے کے بعد کپڑے میں اتنی تری رہ گئی کہ نچوڑنے پر ایک آدھ قطرہ ٹپک پڑا تو کپڑا اور ہاتھ دونوں ناپاک ہیں ۔ پہلی یا دوسری بار ہاتھ پاک نہیں کیا اور ہاتھ کی نمی سے کپڑے کا پاک حصہ بھیگ گیا تو یہ بھی ناپاک ہو گیا ۔

(۶) دودھ پیتے بچے یا بچی کا پیشاب نجس ہے ۔ بدن یا کپڑے میں لگ جائے تو تین مرتبہ دھونا اور ہر مرتبہ نچوڑنا ضروری ہے ۔

(۷) اگر نجاست ایسی چیز میں لگ جائے جسے نچوڑا نہیں جا سکتا ، مثلاً تخت ، چٹائی ، جوتا ، بوتل ، زیور ، مٹی یا چینی کے برتن وغیرہ تو اُسے دھو کر چھوڑ دیا جائے ۔ جب اس میں سے پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو دوبارہ دھو کر چھوڑ دیا جائے اور پھر جب اس میں سے پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو تیسری بار دھو کر چھوڑ دیا جائے ۔ جب تیسری بار پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو وہ چیز پاک ہو گئی ۔ اُسے ہر مرتبہ دھو کر سکھانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اسی طرح جو کپڑا بہت نازک ہونے کی وجہ سے نچوڑا نہ جا سکتا ہو ، اُسے بھی اسی طرح پاک کیا جائے گا ۔

(۸) جس چیز میں نجاست جذب نہیں ہوتی جیسے کہ چینی کا برتن ، مٹی کا پرانا استعمال شدہ چکنا برتن ، لوہے ، تانبے یا پیتل جیسی دھاتوں کی بنی ہوئی چیزیں وغیرہ میں سے کوئی چیز ناپاک ہو جائے تو وہ صرف تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جاتی ہے ۔ اس کے لیے اس بات کی ضرورت

Marfat.com

نہیں ہے کہ اُسے ہر مرتبہ دھو کر رکھ دیا جائے تاکہ اُس سے پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ اسی طرح بدن کو پاک کرنے کے لیے صرف تین بار دھو لینا ہی کافی ہے۔

(۹) مسئلہ نمبر ۷ اور مسئلہ نمبر ۸ میں یہ ضروری نہیں کہ نجس چیز کو پاک کرنے کے لیے ایک ہی وقت میں اُسے تین مرتبہ دھویا جائے بلکہ اگر مختلف اوقات یا مختلف دِنوں میں بھی دھونے کی تعداد پُوری تین ہو جائے تو تب بھی وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

(۱۰) لوہے اور ہر قسم کی دوسری دھاتوں سے بنی ہوئی چیزیں مثلاً چھُری، چاقو وغیرہ، سونے چاندی کے زیورات، تانبے، گلٹ، شیشے اور چینی کی بنی ہوئی چیزیں اور آئینہ وغیرہ اگر نجس ہو جائیں تو اچھی طرح پُونچھ ڈالنے، رگڑ ڈالنے یا مٹی سے مانجھ دینے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر اُن میں نقش و نگار کھُدے ہوئے ہوں یا زنگ آلُود ہوں تو وہ تین مرتبہ دھوئے بغیر پاک نہ ہوں گی۔

(۱۱) گیلی مٹی کپڑے میں لگ کر خشک ہو گئی تو فقط مل کر جھاڑ دینے اور صاف کر دینے سے کپڑا پاک ہو جائے گا چاہے ملنے کے بعد کپڑے پر مٹی کا کچھ اثر باقی رہ بھی جائے البتہ اگر مٹی خشک نہیں ہوئی تو دھوئے بغیر کپڑا پاک نہ ہو گا۔

(۱۲) جُوتے اور چمڑے کے مُوزے میں اگر دَل دار نجاست لگ کر سُوکھ جائے جیسے پاخانہ، گوبر، خُون یا منی وغیرہ تو فقط کھُرچ ڈالنے یا زمین پر اچھی طرح سے رگڑ کر نجاست چھڑا لینے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

(۱۳) چمڑے کے مُوزے یا جُوتے میں اگر پیشاب یا شراب جیسی نجاست لگ جائے تو اُسے دھو کر پاک کیا جائے گا۔

(۱۴) کپڑا اور بدن فقط دھونے ہی سے پاک ہوتا ہے۔ نجاست چاہے دَل دار ہو یا نہ ہو۔

(۱۵) نجاست زمین پر پڑ کر اس طرح سُوکھ گئی کہ نہ تو اُس کا دھبہ و نشان باقی رہا اور نہ ہی اُس کی بدبُو باقی رہی تو زمین پاک ہو گئی۔ اُس پر نماز پڑھی جا سکتی ہے مگر اُس پر تیمم نہیں ہو سکتا۔ جو اینٹیں یا پتھر زمین پر چُونے، گارے یا سیمنٹ سے جما دیئے گئے ہوں اور وہ اُکھاڑے بغیر زمین سے جُدا نہ ہو سکیں تو اُن کا بھی یہی حکم ہے کہ سُوکھ جانے اور نجاست کا نشان و بُو نہ رہنے سے پاک ہو جائیں گے۔

Marfat.com

(۱۶) جو اینٹیں یا پتھر زمین پر ایسے ہی بچھا دیئے گئے ہوں اور انہیں چُونے یا گارے یا سیمنٹ سے نہ چُنا گیا ہو وہ سُوکھنے سے ہرگز پاک نہ ہوں گے، اُنہیں دھونا پڑے گا۔

(۱۷) زمین میں جمی ہوئی گھاس پر کی نجاست بھی اگر سُوکھ جائے اور اُس کی بُو و نشان مٹ جائے تو گھاس پاک ہو جاتی ہے مگر کٹی ہوئی گھاس دھوئے بغیر پاک نہیں ہوگی۔

(۱۸) نجس چاقو، چھری یا مٹی و تانبے وغیرہ کے برتن کو اگر دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے تو بھی پاک ہو جاتا ہے۔

(۱۹) بدن یا کپڑے میں مَنی لگ کر سُوکھ گئی تو کھُرچ کر خوب مل ڈالنے سے پاک ہو جائے گا۔ اگر مَنی ابھی سُوکھی نہ ہو تو صرف دھونے ہی سے پاک ہوگا۔ لیکن اگر کسی نے پیشاب کر کے استنجا نہیں کیا تھا اور پیشاب کے بعد مَنی نکلی ہو تو اگر وہ سُوکھ بھی جائے تو کھُرچ ڈالنے سے پاکی حاصل نہ ہوگی بلکہ اُسے دھو کر پاک کیا جائے گا۔

(۲۰) کورا برتن اگر نجس ہو جائے اور برتن نجاست کو اپنے اندر جذب کر لے تو وہ صرف دھو لینے سے پاک نہ ہوگا۔ اُسے پانی سے بھر کر رکھ لیا جائے اور جب نجاست کا اثر پانی میں آ جائے تو پانی کو انڈیل دیا جائے۔ اِسی طرح بار بار کیا جائے حتّٰی کہ نجاست کا نام و نشان مِٹ جائے نہ رنگ باقی رہے اور نہ بدبُو باقی رہے تو تب پاک ہوگا۔

(۲۱) کمُہار نے نجس مٹی سے برتن بنا ڈالے تو جب تک وہ کچے رہیں گے نجس ہوں گے اور جب آگ میں ڈال کر پکا دیئے جائیں تو پاک ہو جائیں گے۔

(۲۲) شہد، شیرہ، گھی یا تیل اگر ناپاک ہو جائے تو اُس کے برابر یا اُس سے زیادہ اُس میں پانی ڈال کر آگ میں پکائیں۔ جب پانی جل جائے تو دوبارہ پانی ڈالکر آگ پر پکائیں۔ اِس طرح تین مرتبہ پانی ڈال کر پکانے سے پاک ہو جائے گا۔

دوسری صُورت یہ ہے کہ اُس کے برابر پانی ڈال کر خُوب ہلایا جائے اور پھر رکھ دیا جائے۔ جب گھی یا تیل پانی کے اُوپر آ جائے تو اُسے نتھار لیا جائے۔ اِس طرح تین مرتبہ پانی میں ہلا کر نتھارنے سے پاک ہو جائے گا۔

(۲۳) نجس رنگ میں کپڑا رنگا گیا تو اُسے اتنا دھوئے کہ پانی صاف آنے لگے، چاہے

کپڑے سے رنگ چھوٹے یا نہ چھوٹے پاک ہو جائے گا. البتہ تین دفعہ دھونا بہتر ہے چاہے پہلی بار دھونے پر ہی پانی صاف آنے لگے.

(۲۴) کسی کے ہاتھ پر کوئی نجس چیز لگ گئی اور اُس نے زبان سے تین مرتبہ چاٹ لیا تو پاک ہو جائے گا مگر چاٹنا منع ہے. اِسی طرح چھاتی پر بچّے کی قے کا دودھ لگ گیا پھر بچّے نے تین مرتبہ چُوس لیا تو چھاتی پاک ہو گئی.

(۲۵) نجس مہندی ہاتھوں یا پَیروں میں لگائی تو تین مرتبہ اچھی طرح دھوئیں حتیٰ کہ پانی صاف گرنے لگے. ہاتھ پَیر پاک ہو جائیں گے. مہندی کا رنگ چھُڑانا ضروری نہیں ہے.

(۲۶) نجس سُرمہ یا کاجل آنکھوں میں لگایا تو اُس کا پُونچھنا اور دھونا واجب نہیں لیکن اگر وہ پھیل کر آنکھ کے باہر آجائے تو اس جگہ کا دھونا واجب ہے جو آنکھ کے باہر ہو.

(۲۷) نجس تیل اگر سر میں یا بدن میں لگا لیا تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے صابن وغیرہ لگا کر تیل کا چُھڑانا واجب نہیں ہے.

(۲۸) کُتّے نے آٹے میں مُنہ ڈال دیا یا بندر نے جھُوٹا کر دیا تو اگر آٹا گُندھا ہُوا ہے تو جہاں مُنہ ڈالا اتنا آٹا نکال دیا جائے باقی آٹا پاک ہے. اور اگر آٹا خشک ہے تو جہاں جہاں اُس کے مُنہ کا لعاب لگا ہُوا ہے اُس آٹے کو نکال دیا جائے. باقی آٹا پاک ہے.

(۲۹) پیچھے سے ہوا خارج ہو تو کپڑا اُس سے ناپاک نہیں ہوتا، چاہے گیلا ہی کیوں نہ ہو.

مسائلِ حیض

حیض کا بیان

بالغ عورت کے آگے کی راہ سے ہر ماہ عادت کے طور پر چند دن کے لیے جو خُون نکلتا ہے، اُسے حیض کہتے ہیں۔ اور جو خُون بیماری کی وجہ سے نکلتا ہے اُسے استحاضہ کہتے ہیں اور جو خُون بچہ پیدا ہونے کے بعد نکلتا ہے اُسے نفاس کہتے ہیں۔ خُون کی ان تینوں قسموں کے لیے علیٰحدہ علیحدہ قوانین شریعت میں مقرر ہیں جو اس طرح ہیں:۔

(۱) حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور تین راتیں ہیں یعنی پُورے ۷۲ گھنٹے۔ اگر ایک منٹ بھی کم ہو تو حیض نہیں، استحاضہ ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن اور دس راتیں ہیں۔

(۲) طلوعِ سُورج کی کرن پھُوٹتے ہی خُون آنا شروع ہوا اور تین دن اور تین راتیں پُوری ہو کر طلوعِ سُورج کی کرن پھُوٹتے ہی خون بند ہو گیا تو یہ حیض ہے چاہے ۷۲ گھنٹے پُورے ہوئے یا نہیں ہوئے کہ طلوع سے طلوع تک یا غروب سے غرُوب تک پُورا ایک دن رات ہے۔

(۳) طلوع و غروب کے علاوہ کسی اور وقت میں خُون آنا شروع ہو تو پُورے ۲۴ گھنٹے کا ایک دن رات لیا جائے گا۔ مثال کے طور پر اگر دس بجے صبح خُون آنا شروع ہوا تو اگلے روز صبح دس بجے ایک دن رات پُورا ہو گا۔

(۴) دس دن رات سے ذرہ زیادہ عرصہ تک خُون آیا تو دیکھا جائے گا کہ اگر تو یہ خُون اُسے پہلی مرتبہ آیا ہے تو دس دن رات تک کا خون حیض ہے اور دس دن رات سے جتنا عرصہ زیادہ آیا، وہ استحاضہ ہے لیکن اگر پہلے بھی اُسے حیض آ چکے ہیں اور اُس کی عادت دس دن رات سے کم کی تھی تو عادت سے جتنا زیادہ عرصہ خُون آیا وہ استحاضہ ہے۔ مثلاً ایک عورت کی عادت چھ دن رات کی تھی اور اُسے اب کی دفعہ پُورے دس دن رات خُون آیا تو اسے حیض سمجھا جائے گا کہ اُس کی عادت

بدل گئی ہے۔ لیکن اگر اب کی دفعہ دس دن رات سے زیادہ خون آیا تو چھ دن رات کا خونِ حیض سمجھا جائے گا اور چھ دن رات سے زیادہ عرصے کا خون استحاضہ سمجھا جائے گا۔ اگر اس کی سابقہ عادت ایک حالت پر مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن، کبھی پانچ دن اور کبھی آٹھ دن تک حیض آتا رہا ہے، تو دیکھا جائے گا کہ پچھلی بار کتنے دن خون آیا تھا۔ پچھلی بار جتنے دن خون آیا تھا اتنے ہی دن کا خون حیض ہوگا اور اس سے زیادہ کا خون استحاضہ ہوگا۔

(۵) ضروری نہیں کہ مدتِ حیض میں ہر وقت خون آتا رہے۔ وقفہ وقفہ سے بھی خون آسکتا ہے۔ مثلاً مدتِ حیض میں کبھی دو گھنٹے تک خون بند رہا اور کبھی پانچ چھ گھنٹے تک روزانہ خون بند رہا اور بقایا اوقات میں آتا رہا تو یہ حیض ہے۔

(۶) حیض کی کم سے کم عمر ۹ سال ہے یعنی کم از کم ۹ برس کی عمر کی لڑکی کو حیض شروع ہو سکتا ہے اور حیض کی انتہائی عمر ۵۵ سال ہے۔ ۵۵ سال کی عمر والی عورت کو آئسہ اور عمر کی اس مدت کو سنِ یاس کہتے ہیں۔ ۹ سال کی عمر سے اگر پہلے خون شروع ہو جائے تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہوگا۔ اسی طرح ۵۵ سال کی عمر کے بعد اگر خون آئے تو وہ بھی استحاضہ ہے۔ البتہ اگر ۵۵ سال کی عمر کے بعد آنے والا خون رنگت و ماہیت میں بالکل ویسا ہی ہو جیسا کہ اُسے حیض آیا کرتا تھا تو یہ بھی حیض ہوگا۔

(۷) خونِ حیض چھ رنگ کا ہوتا ہے۔ سرخ، سیاہ، سبز، زرد، گدلا اور مٹیالا۔ ان رنگوں کے علاوہ حیض کا اور کوئی رنگ نہیں۔ اگر سفید رنگ کی رطوبت آئے تو یہ حیض نہیں ہے۔ لیکن دس دن کے اندر اس رطوبت میں ذرہ سا بھی میلاپن آجائے تو یہ حیض ہوگا۔ دس دن رات کے بعد بھی میلاپن باقی رہے تو عادت والی کے لیے عادت کے دن حیض کے ہیں اور باقی دن استحاضہ کے ہیں۔ اگر کوئی مستقل عادت نہیں تو دس دن رات حیض کے اور باقی استحاضہ کے ہیں۔

(۸) حاملہ عورت کو اگر خون آجائے تو وہ استحاضہ ہے۔ اسی طرح بچے کی پیدائش کے وقت بچے کا آدھا جسم باہر آنے سے پہلے تک جو خون آیا وہ استحاضہ ہے اور جو خون آدھا جسم باہر آنے کے بعد آیا وہ نفاس ہے۔

(۹) دو حیضوں کے درمیان پاک رہنے کی کم سے کم مدت پندرہ دن رات ہے مگر زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ جب تک حیض نہ آئے عورت پاک رہے گی۔ چاہے کئی ماہ تک حیض نہ آئے

Marfat.com

اسی طرح حیض و نفاس کے درمیان بھی پاک رہنے کی کم سے کم مدت پندرہ دن رات ہے۔ اگر نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن رات پورے نہیں ہوئے تھے کہ خون آگیا تو یہ استحاضہ ہوگا۔

(۱۰) کسی عورت کو پورے تین دن رات خون آیا پھر بند ہوگیا اور وہ پورے پندرہ دن رات پاک رہی اور اس کے بعد پھر پورے تین دن رات خون آیا تو پہلے تین دن رات اور بعد کے تین دن رات حیض کے ہیں اور درمیان کے پندرہ دن رات پاکی کے ہیں۔

(۱۱) کسی عورت کو ایک یا دو دن رات خون آیا اور پھر بند ہوگیا۔ پندرہ دن رات خون نہیں آیا اور پھر ایک دو دن خون آیا تو بیچ کے پندرہ دن پاکی کے ہیں اور پہلے اور بعد کے ایک یا دو دن استحاضہ کے ہیں حیض کے نہیں ہیں۔

(۱۲) حیض کا شمار اس وقت سے کیا جائے گا جب خون اندرونی سوراخ سے باہر کی کھال میں نکل آئے چاہے اس کھال سے باہر نکلے یا نہ نکلے۔ اگر کسی نے اندرونی سوراخ کے اندر کوئی کپڑا یا روئی وغیرہ رکھی ہوئی ہو جس سے خون سوراخ سے باہر نہ نکل سکے اور اندر ہی اندر رہے اور باہر والی روئی یا کپڑے پر خون کا دھبہ نہ آئے تو حیض کا حکم لاگو نہیں ہوگا جب خون کا دھبہ باہر والی کھال میں آ جائے یا روئی وغیرہ کھینچ کر باہر نکال لے تب سے حیض کا شمار کیا جائے گا۔

(۱۳) کسی کی رکھی ہوئی گدی تر تھی اور اس میں زردی یا میلاپن تھا لیکن سوکھ جانے پر گدی سفید تھی تو حیض کی مدت میں حیض ہی ہے لیکن جب تر گدی سفید تھی اور اس میں کسی قسم کا گدلاپن یا میلاپن نہ تھا اور سوکھ جانے پر زرد ہوگئی تو یہ حیض نہیں تھا۔

(۱۴) جس عورت کو پہلی مرتبہ خون آیا اور پھر رکا نہیں بلکہ لگاتار کئی ماہ یا سال تک چلتا رہا تو اس کے لیے یہ حکم ہے کہ پہلے دن سے دس دن رات تک حیض ہے اور اس سے اگلے بیس دن رات استحاضہ کے ہیں۔ پھر دس دن رات حیض کے اور اس سے اگلے بیس دن استحاضہ کے ہوں گے یعنی جب تک خون آتا رہے گا یہ کلیہ ہوگا کہ مہینے کے پہلے دس دن رات حیض کے اور باقی بیس دن رات استحاضہ کے ہوں گے۔ اگر اسے پہلی دفعہ خون نہیں آیا بلکہ اسے کئی مرتبہ حیض آچکا ہے تو اس کے لیے یہ حکم ہے کہ ہر مہینے میں اس کی سابقہ عادت کے دن حیض کے ہوں گے اور بقایا دن استحاضہ کے ہوں گے۔

(۱۵) جس عورت کو عمر بھر خون نہ آئے تو وہ پاک ہوگی اور اگر خون آئے مگر ہمیشہ ایک ماہ میں

Marfat.com

تین دن رات سے کم آئے تو یہ استحاضہ ہے، حیض نہیں۔ اور یُوں وہ تمام عمر پاک ہی رہے گی۔ اور اگر اُسے زندگی بھر ایک ہی مرتبہ پُورے تین دن رات خُون آئے اِس کے بعد ہر ماہ ہمیشہ تین دن رات سے کم آتا رہے تو اُس کے لیے وہ پُورے تین دن رات کا خُون حیض ہوگا اور باقی تمام عمر وہ پاک رہے گی۔

(۱۶) جس عورت کو دس دن رات خُون آیا پھر بند ہو گیا اور سال بھر تک خُون نہ آیا اور سال کے بعد ایسا شروع ہوا کہ رُکا ہی نہیں اور برابر جاری رہا تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ اب ہر ماہ میں دس دن حیض کے ہوں گے اور بقایا بیس دن استحاضہ کے ہوں گے۔

(۱۷) جس عورت کو نہ تو پہلے حیض کے دن یاد ہوں اور نہ یہ یاد ہو کہ کن تاریخوں کو آیا تھا لیکن اُسے تین دن رات یا اس سے زیادہ خُون آکر بند ہو گیا اور ابھی پاکی کے پندرہ دن پُورے نہیں ہوئے تھے کہ خُون دوبارہ شروع ہو گیا اور پھر رُکتا ہی نہیں ہے تو اُس کے لیے بھی وہی حکم ہے جو اس عورت کے لیے ہے جس کو پہلی بار خُون جاری ہُوا اور پھر رُکتا ہی نہیں یعنی اُس کے لیے ہر ماہ کے پہلے دس دن رات حیض کے ہیں اور بقایا بیس دن رات استحاضہ کے ہیں۔

(۱۸) جس عورت کی حیض کی عادت مقرر نہ ہو بلکہ کبھی تو چار دن حیض آتا ہو اور کبھی پانچ دن آتا ہو اور اب کی بار ایسا آیا کہ رُکتا ہی نہیں تو اُس کے لیے نماز روزے کے لیے یہ حکم ہے کہ ہر ماہ میں سب سے کم مدت یعنی چار دن حیض کے شمار ہوں گے اور بقایا دن استحاضہ کے شمار ہوں گے۔ چار دن کے بعد نہا کر نماز روزہ ادا کر سکتی ہے لیکن پانچ دن پُورے ہونے پر اُسے دوبارہ نہانے کا حکم ہے اور پانچویں دن وہ جو فرض روزہ رکھے اُس کی قضا بھی اُس کے ذمہ ہو گی۔ جب کہ شوہر کی قربت کے لیے اُسے یہ حکم ہے کہ زیادہ دن حیض کے مانے جائیں گے یعنی پانچ دن حیض کے ہوں گے اور بقایا دن استحاضہ کے ہوں گے یعنی پُورے پانچ دن گزارنے کے بعد چھٹے دن شوہر کی قُربت اس کے لیے جائز ہو گی۔

(۱۹) کسی کو ایک دو دن خُون آکر بند ہو گیا اور شروع ہُوئے ابھی دس دن رات بھی پُورے نہیں ہوئے تھے کہ پھر خُون آگیا اور دسویں دن بند ہو گیا تو یہ سارے دس دن حیض کے ہیں اور اگر دس دن کے بعد بھی خون جاری رہا تو اُس کی دو صُورتیں ہیں کہ اگر تو پہلے کی عادت معلوم ہے تو عادت کے دِنوں میں حیض اور باقی اِستحاضہ شمار ہوگا اور اگر پہلے کی عادت معلوم

Marfat.com

نہیں ہے تو دس دن حیض کے اور بقایا دن استحاضہ کے شمار ہوں گے۔

(۲۰) کسی کی مقرر عادت تھی کہ فلاں تاریخ کو حیض آتا ہے اور اب اُس سے ایک دن پہلے آکر بند ہو گیا۔ پھر پُورے دس دن خُون نہیں آیا اور گیارہویں دن پھر خُون آ گیا تو اُس کے لیے یہ حکم ہے کہ جن دنوں میں اُسے خون نہیں آیا۔ اُن دس دنوں میں سے اُس کی عادت کے دن حیض کے ہوں گے اور اگر حیض آنے کی تاریخ تو مقرر تھی مگر حیض کے دن مُعیّن نہ تھے تو اُس کے لیے یہ حکم ہے کہ یہ جو دس دن اُسے خُون نہیں آیا یہ پُورے دس دن اُس کے حیض کے دن ہیں۔

(۲۱) جس عورت کو تین دن سے کم خون آکر بند ہو گیا اور بندش کے پندرہ دن پُورے نہ ہوئے تھے کہ پھر خون آ گیا تو اُس کے لیے یہ سمجھا جائے گا کہ گویا شروع سے لے کر آخر تک برابر خون جاری رہا ہے۔ لہٰذا جتنے دن حیض آنے کی عادت ہے اُتنے دن حیض کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔ اور اگر اُس کی عادت مقرر نہیں ہے تو دس دن حیض کے اور باقی سب استحاضہ کے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر کسی کو ہر ماہ کی پہلی دوسری اور تیسری تاریخ کو حیض آنے کی عادت ہے پھر کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ پہلی تاریخ کو خُون آیا پھر چودہ دن بند رہا، پھر ایک دن خُون آیا تو ایسا سمجھیں گے کہ سولہ دن خُون آیا۔ اب اس میں سے پہلی دوسری اور تیسری تاریخ کا خون تو حیض ہے اور بقایا تیرہ دن کا خُون استحاضہ ہے اور اگر چوتھی، پانچویں اور چھٹی تاریخیں حیض کی عادت کی تھیں تو یہی تاریخیں حیض کی ہیں اور تین دن اوّل کے دس دن کے بعد کے استحاضہ ہیں۔

(۲۲) کسی کو پُورے تین دن رات خون آکر بند ہو گیا۔ مگر اس کی سابقہ عادت زیادہ دنوں کی تھی پھر تین دن رات کے بعد سفید رطُوبت عادت کے دنوں تک آتی رہی تو اس کے لیے یہ حکم ہے کہ اس کے وہی پُورے تین دن رات حیض کے ہیں اور سمجھا جائے گا کہ اُس کی عادت تبدیل ہو گئی ہے۔

(۲۳) پُورے تین دن رات سے کم خُون آیا پھر پندرہ دن تک خُون بند رہا اور پھر تین دن رات سے کم خُون آیا تو نہ پہلی مرتبہ کا خون حیض ہے اور نہ پچھلی مرتبہ کا خون حیض ہے۔ بلکہ

دونوں مرتبہ کا خون استحاضہ ہے۔

(۲۴) کسی کو ہمیشہ چار دن کے حیض کی عادت تھی پھر ایک مرتبہ پانچ دن حیض آیا اور اُس سے اگلے مہینے پندرہ دن خُون آیا تو ان پندرہ دنوں میں سے پانچ دن حیض کے ہیں اور بقایا دس دن اِستحاضہ کے۔ پہلی چار دن والی عادت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور سمجھا جائے گا کہ عادت بدل گئی۔ یہ جو پندرہ دن لگاتار خُون آتا رہا اس میں سے ۱۰ دن تک انتظار کرنا چاہیئے تھا۔ اگر دس دِن میں خُون بند ہو جاتا تو یہ پُورے دس دن حیض شمار ہوتا اور سمجھا جاتا کہ عادت بدل گئی ہے لیکن جب خُون کا بہنا دس دن سے آگے نکل گیا تھا تو اُسے چاہیئے تھا کہ دس دن کے بعد نہا کر نماز شروع کر دیتی اور پچھلے پانچ دن کی نماز قضا پڑھتی۔

(۲۵) پاک عورت نے رات کو اندرُونی سُوراخ میں رُوئی یا گدی رکھ دی جب صبح ہوئی تو اس پر خون کا دھبہ دیکھا۔ تو جس وقت سے دھبہ دیکھا ہے اُسی وقت سے حیض کا حکم لاگو ہوگا۔

نفاس کا بیان

(۱) بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کے آگے کی راہ سے جو خُون آتا ہے اُسے نفاس کہتے ہیں۔ نفاس کی کم سے کم مدت کوئی نہیں ہے۔ اگر بچہ جننے کے بعد ایک لمحہ کے لیے بھی کسی کو خُون آکر بند ہو گیا اور چالیس دن تک دوبارہ خون نہیں آیا تو اُس کے نفاس کی مدت وہی ایک لمحہ ہے۔ اُس لمحہ کے بعد وہ پاک ہو گئی۔ اِس طرح نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن تک ہے۔ خیال رہے کہ شریعت میں بچہ پیدا ہونے یا بچہ جننے کے الفاظ جہاں بھی استعمال ہوتے ہیں؛ اُن کا مطلب "بچے کا آدھے سے زیادہ باہر آجانا" ہوتا ہے۔

(۲) اگر بچہ جننے کے بعد کسی کو بالکل خُون نہ آئے تو تب بھی اُسے غُسل کرنا واجب ہوگا۔

(۳) آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا اور ابھی پُورا نہیں نکلا اگر اُس وقت خون نکل آیا تو وہ نفاس ہے اور اگر بچہ آدھے سے کم نکلا اور خُون آگیا تو وہ نفاس نہیں ہوگا بلکہ استحاضہ ہوگا۔ مطلب یہ کہ آدھے سے زیادہ بچہ نکل آنے پر جو خُون آئے وہ نفاس ہے اور اس سے قبل جو خُون آئے وہ استحاضہ ہے اور اس صُورت میں بھی اگر نماز کا وقت ہے اور اُسے نماز ادا کرنی ہے تو

Marfat.com

اگر وہ ہوش وحواس میں ہے تو نماز ادا کرے چاہے اشارہ سے ہی نماز ادا کر سکتی ہو۔ اگر نماز ادا نہ کرے گی تو گنہگار ہو گی۔ لیکن اگر نماز پڑھنے سے بچہ کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہو تو نماز نہ پڑھے۔

(۴) اسقاط یعنی حمل گر جانے کی صورت میں اگر بچے کا کوئی عضو بن چکا ہے یعنی ہاتھ، پاؤں انگلیاں وغیرہ میں سے کوئی عضو بن چکا ہے تو حمل گرنے کے بعد جو خون آئے گا وہ نفاس ہو گا اور اگر کوئی عضو نہیں بنا اور محض گوشت کا لوتھڑا ہے، تو یہ نفاس نہیں بلکہ یا تو حیض ہو گا یا استحاضہ ہو گا۔ اگر پورے تین دن رات سے کم آئے یا پورے پندرہ دن پاکی کے نہ ہونے پائیں تو یہ استحاضہ ہو گا۔ اور اگر پورے تین دن رات سے لے کر پورے دس دن رات تک خون آئے اور اس کے بعد پورے پندرہ دن پاکی کے گزر جائیں تو یہ حیض ہو گا۔

(۵) پیٹ سے بچے کو کاٹ کر نکالا گیا تو آدھے سے زیادہ بچہ نکال لینے کے بعد جو خون آیا تو وہ نفاس ہے۔

(۶) کچھ خون حمل گرنے سے پہلے آیا اور کچھ خون حمل گرنے کے بعد آیا تو حمل گرنے سے پہلے والا خون اِستحاضہ اور بعد والا خون نفاس ہو گا بشرطیکہ بچے کا کوئی عضو بن چکا ہو۔ اگر عضو نہیں بنا تھا تو یا تو وہ حیض ہو گا یا اِستحاضہ ہو گا۔ اس کا فیصلہ حیض کی شرائط پوری ہونے یا نہ ہونے پر ہو گا۔

(۷) حمل گر گیا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کوئی عضو بن گیا تھا یا نہیں اور نہ یہ معلوم ہو کہ حمل کتنے دن کا تھا کیونکہ ۱۲۰ دن یعنی چار ماہ ہو جائیں تو یہ قرار دیا جائے گا کہ عضو بن چکا ہے۔ اور حمل گرنے کے بعد خون ہمیشہ کے لیے جاری ہو گیا تو اسے حیض قرار دیا جائے گا۔ اپنی سابقہ عادت کے مطابق حیض کے دن گزار کر غسل کر کے پاک ہو جائے۔ اگر کوئی مستقل عادت نہیں تھی تو دس دن رات پورے کر کے پاک ہو جائے۔ باقی دنوں کے خون کو اِستحاضہ شمار کرے۔

(۸) کسی عورت کے دو جڑواں بچے پیدا ہوئے تو اگر دونوں بچوں کی پیدائش کے درمیان چھ ماہ سے کم وقفہ ہے تو پہلے بچے کی پیدائش پر جو خون آئے گا وہ نفاس ہو گا۔ دوسرا بچہ اگر چالیس دن کے اندر اندر پیدا ہو اور خون آئے تو پہلے سے چالیس دن تک نفاس ہے اور اس کے بعد استحاضہ ہے۔ اور اگر چالیس دن کے بعد دوسرا بچہ پیدا ہو تو پچھلے بچے کی پیدائش کے بعد جو خون آئے وہ

Marfat.com

استحاضہ ہے نفاس نہیں ہے لیکن دوسرے بچّے کے پیدا ہونے کے بعد اُسے غسل کرنا ہوگا۔ اور اگر دونوں بچّوں کی پیدائش میں چھ ماہ سے زیادہ کا وقفہ ہے تو دوسرے بچّے کی پیدائش کے بعد آنے والا خُون بھی نفاس ہے۔

(۹) نفاس کا خُون اس طرح آئے کہ کبھی آجائے اور کبھی بند ہو جائے چاہے بندش کا درمیانی وقفہ پندرہ دن سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو، چالیس دن تک آنے والا خُون نفاس ہی ہوگا۔

(۱۰) بچہ پیدا ہونے کے بعد آنے والا خُون اگر چالیس دن سے بڑھ جائے تو اگر یہ بچہ پہلا بچہ ہے تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور بقایا دِن استحاضہ کے ہیں۔ اِس لیے چالیس دن کے بعد نہا کر نماز پڑھنا شروع کر دے۔ اور اگر پہلے بھی بچّے جَن چکی ہے تو اس کے نفاس کی سابقہ عادت کے دن نفاس کے ہیں اور بقایا استحاضہ کے ہیں۔ لیکن اگر پُورے چالیس دن پر خُون بند ہو جائے تو یہ نفاس ہی ہے اور سمجھا جائے گا کہ اُس کی عادت میں تبدیلی آگئی ہے۔

(۱۱) کسی کی عادت تیس دن کے نفاس کی ہے لیکن اب کی دفعہ تیس دن گزرنے کے بعد بھی خُون بند نہیں ہو رہا ہے تو ابھی نہ نہائے اور انتظار کرے۔ اگر چالیس دن پر خُون بند ہو جائے تو یہ سب نفاس ہے اور اگر یہ چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو فقط تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی سب دن اِستحاضہ کے ہیں اس لیے اب فوراً غسل کر کے پچھلے دس دن کی نماز قضا پڑھے۔

(۱۲) اگر چالیس دن سے پہلے نفاس کا خُون بند ہو جائے تو فوراً غُسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے۔ غسل نہ کر سکتی ہو تو تیمم کر لے۔

حیض و نفاس کے احکام

(۱) حیض و نفاس والی کو نماز پڑھنا بالکل معاف ہے۔ پاک ہونے کے بعد نماز کی قضا واجب نہیں ہے۔

(۲) حیض و نفاس کے عرصہ میں روزہ رکھنا بھی معاف ہے مگر حیض و نفاس کے بعد پاکی کے دنوں میں وہ روزے قضا رکھنا پڑیں گے جو حیض و نفاس کی وجہ سے نہ رکھ سکی تھی۔

(۳) فرض نماز پڑھتے ہوئے حیض آگیا یا بچہ پیدا ہو گیا تو نماز چھوڑ دے اور اس نماز کی

Marfat.com

بعد میں قضا بھی نہیں ہے۔

(۴) نفل یا سُنّت نماز پڑھتے ہوئے حیض آگیا یا بچہ پیدا ہو گیا تو نماز چھوڑ دے لیکن جب پاک ہو جائے تو اس کی قضا پڑھے۔

(۵) آدھے روزے کے بعد حیض آجائے یا بچہ پیدا ہو جائے تو وہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور حیض کے بعد پاک ہونے پر اس روزہ کی قضا لازم ہے چاہے نفل روزہ ہو یا فرض روزہ ہو۔

(۶) کسی نماز کے اخیر وقت میں جب کہ ابھی نماز نہیں پڑھی تھی کہ حیض آگیا یا نفاس والی ہو گئی تو اُس وقت کی نماز بالکل معاف ہے۔ چاہے اتنا تنگ وقت ہو گیا ہو کہ نماز کی گنجائش ہی نہ رہی ہو۔

(۷) حیض و نفاس والی عورت یا وہ عورت جس پر نہانا واجب ہو چکا ہو۔ اسے مسجد میں جانا، خانہ کعبہ کے اندر جانا اور اُس کا طواف کرنا چاہے مسجد حرام کے باہر سے ہو، مسجد میں سے گزرنا یا حیض و نفاس کی حالت میں سجدۂ شکر و سجدۂ تلاوت کرنا حرام ہے۔ ایسی عورت پر آیتِ سجدہ سننے سے سجدہ واجب نہیں ہے، حیض و نفاس والی کا قرآن مجید دیکھ کر یا زبانی پڑھنا، قرآن مجید کو چھُونا، قرآن مجید کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی یا بدن کا کوئی حصہ لگانا۔ قرآن مجید کو اس کپڑے کے ذریعے پکڑنا جسے وہ پہنے ہوئے یا اوڑھے ہوئے ہو مثلاً کُرتے کے دامن یا دوپٹے کے آنچل سے پکڑنا، یہ سب حرام ہیں۔ البتہ اگر قرآن مجید جزدان یا رُومال میں لپٹا ہوا ہو یا اس پر کپڑے وغیرہ کی ایسی چولی چڑھی ہوئی ہو جو اُس کے ساتھ سلی ہوئی نہ ہو بلکہ آسانی سے اُتر سکتی ہو تو ایسے قرآن مجید کو چھُوا یا اُٹھایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح جس کا وُضو نہ ہو اُسے بھی قرآن مجید کو چھُونا منع ہے البتہ اُسے زبانی پڑھنے کی اجازت ہے۔

(۸) جس روپیہ، پیسہ، طشتری، سلیٹ، کسی کاغذ یا کسی اور چیز پر قرآن مجید کی آیت لکھی ہو یا کوئی تعویذ ہو اسے حیض و نفاس والی عورت یا جنب یا بے وضو کا چھُونا حرام ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کے ساتھ اُس کے ترجمے یا تفسیر کو بھی ایسی عورت کے لیے چھُونا اور پڑھنا حرام ہے۔ البتہ بے وضو آدمی کے لیے اس کا زبانی یا دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔

(۹) بچوں کو قرآن مجید پڑھانے والی عورت کو حیض و نفاس کی حالت میں ایک ایک کلمہ

Marfat.com

سانس توڑ توڑ کر پڑھانے اور ہجے کرانے کی اجازت ہے۔

(۱۰) حیض و نفاس و جنابت کی حالت میں قرآن مجید کے علاوہ دوسرے ذکر اذکار مثلاً کلمہ شریف کا ذکر کرنا، درود شریف پڑھنا اور استغفار وغیرہ کرنا بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے۔ ایسے اذکار کو وضو یا کُلی کر کے پڑھا جائے تو بہتر ہے ورنہ ویسے پڑھنے میں بھی حرج نہیں ہے اور اِن کے چھونے میں بھی حرج نہیں ہے۔

(۱۱) حیض و نفاس کی حالت میں اگر نماز کے وقت میں وضو کر کے نماز پڑھنے کی دیر تک ذکر اللہ یا درود شریف اور دوسرے وِرد و وظائف پڑھ لیا کرے تو یہ اُس کے لیے بہت بہتر ہے اس طرح کرنے سے اُس کی نماز پڑھنے کی عادت قائم رہے گی۔

(۱۲) حیض و نفاس والی عورت کے لیے اذان کا جواب دینا جائز ہے۔

(۱۳) حیض و نفاس کی حالت میں عیدگاہ کے اندر جانا یا ہاتھ بڑھا کر مسجد کے اندر سے کوئی چیز اُٹھا لینا جائز ہے۔

(۱۴) حیض والی عورت کو تین دن سے کم عرصہ کے لیے خون آکر بند ہو جائے تو اُس کے لیے ضروری ہے کہ وضو کر کے نمازیں پڑھے اور اگر رمضان کا مہینہ ہو تو روزے بھی رکھے۔ اُسے نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر پندرہ دن سے کم عرصے میں اُسے دوبارہ خون آجائے تو فوراً غسل کرے اور حیض کی سابقہ عادت کے دن نکال کر بقایا دنوں کی نماز قضا پڑھے۔ اگر اس کی سابقہ عادت مقرر نہیں ہے تو دس دن نکال کر باقی دنوں کی نمازیں قضا پڑھے۔ اگر عادت والی نے عادت کے دنوں کے بعد اور جس کی عادت نہیں تھی اُس نے دس دنوں کے بعد غسل کر لیا تھا تو عادت کے دنوں کے بعد کی نمازیں یا دس دنوں کے بعد کی نمازیں ہو گئیں۔ البتہ اگر ماہِ رمضان ہے تو عادت کے دنوں سے پہلے کے روزے یا دس دنوں سے پہلے کے روزوں کی قضا کرے اور بعد کے روزے تو ہر حال میں ہو گئے چاہے اُس نے غسل کر لیا تھا یا نہیں کیا تھا۔ یہ اس لیے ہے کہ اُس کا خون حیض کا نہیں بلکہ اِستحاضہ کا تھا۔

(۱۵) جس عورت کا حیض عادت کے دِن پُورے کیے بغیر پُورے تین دن رات کے بعد ختم ہو گیا ہو اُسے چاہیئے کہ غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے۔ اِسی طرح جس عورت کا نفاس

عادت کے دِنوں سے پہلے بند ہو جائے وہ بھی غسل کر کے نماز پڑھا کرے اور سمجھ لیا جائے کہ عادت میں تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔

(۱۶) اگر عادت کے دنوں کے بعد بھی خُون جاری رہے تو حیض میں دس دن اور نفاس میں چالیس دِن تک انتظار کرے۔ اگر اس مدت میں بند ہو جائے تو نہا دھو کر نماز روزہ ادا کرے اگر اِس مُدت کے بعد بھی جاری رہے تو نہالے اور عادت کے بعد کے دنوں کی قضا کرے، نماز کے لیے بھی اور روزوں کے لیے بھی۔

(۱۷) تین دن حیض آنے کی عادت ہے، لیکن کسی مہینے میں ایسا ہوا کہ تین دن رات پُورے ہو چکے مگر خُون بند نہیں ہُوا تو ابھی غسل نہ کرے اور نہ نمازیں پڑھے اگر پُورے دس دن رات پر یا اِس سے کم میں خُون بند ہو جائے تو اِن دنوں کی نمازیں معاف ہیں۔ اِن کی قضا نہیں پڑھنا پڑے گی اور سمجھا جائے گا کہ عادت بدل گئی ہے اس لیے یہ سب دن حیض کے شمار ہوں گے۔ اور اگر گیارہویں دن بھی خُون آیا تو اَب حیض کے صرف تین دن شمار ہوں گے اور بقایا دن استحاضہ کے سمجھے جائیں گے۔ اس لیے گیارہویں دن کے آغاز پر نہالے اور سات دِنوں کی نمازیں قضا پڑھے۔

(۱۸) اگر دس دِن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت میں خُون بند ہوا کہ اُس وقت کی نماز کا وقت بالکل تنگ ہے اتنا تنگ کہ اگر جلدی جلدی غسل کے فرائض ادا کرنے کے بعد فقط اتنا وقت بچا کہ اُس میں سے صرف ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تو اُس پر اُس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی اور اُس کی قضا پڑھنی پڑے گی اور اگر اس سے بھی کم وقت ہے تو نماز معاف ہے اور اُس کی قضا بھی نہیں ہے۔ اگر غسل کرنے کے بعد اللہ اکبر کہنے اور نیت باندھنے کا وقت باقی ہو تو نیت باندھ کر نماز شروع کر دے اور اگر نیت باندھنے کے بعد وہ وقت نکل بھی جائے تو نماز پُوری کرے۔ لیکن صبح کے وقت میں اگر نیت باندھنے کے بعد سُورج نکل آئے تو نماز ٹوٹ گئی پھر سے قضا کرے۔

(۱۹) اگر پُورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت میں خُون بند ہُوا کہ صرف اتنا وقت نماز کے وقت میں سے باقی ہے کہ صرف ایک مرتبہ اللہ اکبر کہا جا سکتا ہے اِس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھا

Marfat.com

جا سکتا اور غسل کر لینے کی گنجائش نہیں ہے تو اُس وقت کی نماز واجب ہوگئی. اُس کی قضا پڑھی جائے گی۔

(۲۰) اگر رمضان شریف میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے اُسے روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے، لیکن یہ دن روزہ میں شمار نہ ہوگا اُس کی قضا رکھنی پڑے گی۔

(۲۱) اگر حیض و نفاس کی مدت پُوری ہونے پر خُون رات کو اس وقت بند ہو جب صرف ایک بار اللہ اکبر کہہ لے تو رات ختم ہو جائے تو اُس پر صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر خُون مدت پُوری ہونے سے پہلے ایسے وقت میں بند ہو کہ اُس میں بہت تیزی سے غُسل تو کیا جا سکتا ہو مگر غسل کے بعد ایک مرتبہ اللہُ اکبر بھی نہ کہا جا سکتا ہو تو پھر بھی صبح کا روزہ رکھنا اس پر واجب ہے لیکن اگر اتنی رات بقایا ہونے کے باوجود اس نے غسل نہیں کیا تو روزہ نہ چھوڑدے بلکہ روزہ کی نیت کر لے اور صُبح کو غسل کرلے اور اگر رات اتنی کم باقی ہو کہ اس میں غُسل نہیں کیا جا سکتا تو اس پر صبح کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے لیکن دن کو روزہ داروں کی طرح رہے اور بعد میں اُس کی قضا کرے

(۲۲) حیض و نفاس والی قرآن مجید تو نہیں پڑھ سکتی مگر زبانی طور پر قرآن مجید کی آدھی یا آدھی سے کم آیت پڑھ لے تو حرج نہیں مگر وہ آدھی آیت بھی اتنی بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی سی آیت کے برابر ہو جائے۔

(۲۳) حیض و نفاس والی عورت پوری سُورۂ فاتحہ دُعا کی نیت سے پڑھ سکتی ہے تلاوت کی نیت سے نہیں پڑھ سکتی. اسی طرح قرآن مجید کی دُعائیہ آیات کو دُعا کی نیت سے پڑھ سکتی ہے، دُعائے قنوت بھی پڑھ سکتی ہے۔

(۲۴) کسی پر نہانا واجب تھا کہ حیض آگیا اب اُس پر نہانا واجب نہیں رہا اب حیض کے بعد ایک ہی غُسل دونوں صُورتوں کے لیے کافی ہے۔

(۲۵) روزے کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہوگیا تو روزہ ٹوٹ گیا اُس کی قضا رکھے روزہ اگر فرض تھا تو قضا بھی فرض ہے اور اگر روزہ نفلی تھا تو قضا واجب ہے۔

Marfat.com

(۲۶) حیض ونفاس والی کو روزوں میں اختیار حاصل ہے کہ چھپ کر کھائے پیئے یا سب کے سامنے کھائے پیئے، روزہ داروں کی طرح دِن گزارنا اس کے لیے لازمی نہیں ہے مگر چھپ کر کھانا بہتر ہے۔

(۲۷) حیض ونفاس کی حالت میں عورت پر اپنے خاوند سے بھی جماع کرنا حرام ہے۔ جو اُسے جائز جانتا ہے کفر کرتا ہے۔ اور حرام سمجھتے ہُوئے جماع کرنا سخت گناہ ہے ایسے گنہگار پر توبہ فرض ہے۔ اگر یہ گناہ شروع کے دِنوں میں سَرزد ہو جائے تو ایک دینار صدقہ کرنا اور آخری دنوں میں سَرزد ہو جائے تو آدھا دینار صدقہ کرنا مُستحب ہے۔

(۲۸) حیض ونفاس کی حالت میں عورت کی ناف سے لے کر گھٹنے تک بدن سے مَرد کا اپنے کسی عضو سے چُھونا بھی جائز نہیں چاہے شہوت ہو یا نہ ہو البتہ اگر بدن پر کپڑا وغیرہ ہو جس سے بدن کی گرمی محسوس نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۹) حیض ونفاس والی سے بوس وکنار جائز ہے اور اس کی ناف سے اور گھٹنے سے نیچے چھُونے یا کسی قسم کا نفع لینے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

(۳۰) حیض ونفاس کی حالت میں عورت اپنے شوہر کے ساتھ کھا پی بھی سکتی ہے اور ایک ہی پلنگ پر اُس کے ساتھ سو بھی سکتی ہے محض حیض ونفاس کی وجہ سے اُس کے ساتھ نہ سونا مکروہ ہے البتہ اکٹھا سونے میں شہوت کا غلبہ ہو جو قابُو میں نہ رہنے دے تو اکٹھے نہیں سونا چاہیئے اور اگر شہوت کا غالب گمُان ہو تو اکٹھا سونا گناہ ہے۔

(۳۱) اپنی مدت پُوری کر کے حیض ختم ہو جائے تو پاک ہوتے ہی اُس سے جماع کرنا جائز ہے چاہے ابھی غسل نہ کیا ہو لیکن مستحب یہ ہے کہ غسل کرنے کے بعد جماع کیا جائے۔ اور اگر مدتِ حیض پُوری ہونے سے کم وقت میں حیض ختم ہُوا تو جب تک غسل نہ کر لے یا جب تک اُس وقت کی نماز کا وقت ختم نہ ہو لے، اس سے جماع کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر حیض ختم ہونے پر اتنا وقت نہیں تھا کہ غسل کر کے ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ سکے تو اُس کے بعد والی نماز کا وقت گزرنے پر یا غسل کر لینے پر اُس سے جماع جائز ہوگا ورنہ نہیں۔

(۳۲) عادت کے دن پُورے ہونے سے پہلے اگر حیض بند ہو جائے تو جب تک عادت

کے دن پُورے نہ ہو جائیں تو چاہے اُس نے غسل بھی کر لیا ہو تو اُس سے جماع کرنا منع ہے مثلاً کسی کی عادتِ حیض چھ دن کی تھی اور پانچ دن بعد خُون بند ہو گیا تو غُسل کر کے نماز پڑھ سکتی ہے مگر جماع نہیں کر سکتی۔ جماع کے لیے اُسے چھٹے دن تک کا انتظار کرنا واجب ہے۔

(۳۳) عورت حیض سے پاک ہوئی مگر پانی پر قُدرت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے غسل نہ کر سکی اور غُسل کا تیمم کر لیا تو جب تک اِس تیمم سے نماز نہ پڑھ لے اُس سے جماع کرنا جائز نہیں ہے۔ نماز پڑھنے کے بعد پانی پر قادر بھی ہو جائے مگر غُسل نہیں کیا تو پھر بھی اس سے صُحبت کرنا جائز ہے۔

(۳۴) عورت کے لیے نہ تو یہ بات جائز ہے کہ اپنا حیض اپنے شوہر سے چھپائے کیونکہ اِس طرح وہ اَن جانے میں جماع کر بیٹھے گا۔ اور نہ ہی یہ بات جائز ہے کہ حیض نہ ہونے کے باوجُود خود کو حیض والی ظاہر کرے۔

(۳۵) اِن باتوں میں نفاس کے لیے بھی وہی احکام ہیں جو حیض کے لیے ہیں۔

اِستحاضہ کے احکام

(۱) استحاضہ میں نہ تو نماز معاف ہے، نہ روزہ معاف ہے اور نہ ہی جماع کرنا منع ہے۔

(۲) استحاضہ ایسی حالت میں ہو کہ اُس میں وُضو کر کے نماز نہ پڑھی جا سکتی ہو اور نماز کا پُورا وقت اسی حالت میں گزر جائے تو شریعت میں وہ معذُور کہلائے گی۔ اور اگر کپڑا وغیرہ رکھ کر اتنی دیر کے لیے خُون رُک سکتی ہے کہ وضو کر کے نماز ادا کر لے تو وہ معذُور نہ ہو گی۔

(۳) استحاضہ کے احکام بالکل معذُور کے سے ہیں جو وُضو کے بیان میں گزر چکے ہیں۔

Marfat.com

نماز

طہارت حاصل کر لینے کے بعد قربِ الٰہی کے لیے سب سے پہلا اور نمایاں عمل نماز ہے جسے دین کی بنیاد اور دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں سب سے زیادہ تاکید نماز کے قیام کی فرمائی گئی ہے اور جہاں بھی نماز کا حکم آیا ہے وہاں صرف نماز پڑھنے کا حکم نہیں بلکہ نماز کے قیام کا حکم ہے یعنی نماز کو قائم کیا جائے۔ غلطی سے بعض لوگوں نے مقررہ اوقات میں ایک خاص ترکیب سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جانے، مخصوص حالت میں جھک جانے، زمین پر ملتھا ٹیک دینے اور ان حالتوں میں مخصوص قسم کی تسبیحات اور دعائیں پڑھ لینے ہی کو کامل نماز سمجھ لیا ہے اور اسی کے اہتمام میں کوشاں ہو گئے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کی بندگی کا وہ ادب ہے جو بندے کو دائمی طور پر اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہنے کا قرینہ سکھاتا ہے۔ یعنی بندہ اگر نماز کو قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کا جینا مرنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، دوستی و دشمنی غرض زندگی کے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہو جاتے ہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (پ الانعام ۱۶۲-۱۶۳)

ترجمہ "محبوب! آپ کہہ دیں کہ بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔"

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار نماز کو قائم کرنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

Marfat.com

(۱) وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ ۝

(پ۱ البقرہ ۴۳)

ترجمہ "اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

(۲) وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمۡ یَخۡشَ اِلَّا اللّٰہَ۔

(پ۱۰ التوبہ ۱۸)

ترجمہ "اور وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔"

(۳) وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۝ (پ۱۸ النور ۵۶)

ترجمہ "اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

(۴) وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ ؕ

(پ۱۲ ہود ۱۱۴)

ترجمہ "اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصوں میں۔"

اسی قسم کی کم و بیش پچاس آیاتِ قرآنی میں نماز کو قائم کرنے کا حکم موجود ہے اور کیوں نہ ہو کہ نماز تمام عبادات کی پیش رو اور سردار ہے۔ جو شخص فرض شدہ پانچ وقت کی نمازوں کو ان کی شرائط اور وقت کے مطابق ادا کرتا ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کی امان میں رہے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کی حمایت حاصل رہے گی اور اگر کبیرہ گناہوں سے بچا رہے تو باقی ہر گناہ کے لیے یہ پانچ نمازیں کفارہ ثابت ہوں گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ان پانچ نمازوں کی مثال یوں ہے کہ جیسے کسی کے گھر کے سامنے سے ایک پاک و شفاف پانی کی ندی بہتی ہو اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ اس میں نہاتا ہو تو کیا یہ ممکن ہے کہ میل کچیل کا کچھ اثر اس پر باقی رہ جائے؟ عرض کیا گیا کہ

Marfat.com

ہرگز نہیں۔ فرمایا یہ پانچ نمازیں بھی گناہوں کو ایسے ہی بہا کرلے جاتی ہیں جس طرح کہ ندی کا پانی میل کو بہا کرلے جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ :۔

"نماز دین کا ستون ہے جس نے اس سے ہاتھ اٹھایا اس نے اپنے دین کو برباد کیا۔"

"لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ تمام کاموں میں سے افضل ترین کام کونسا ہے؟ فرمایا؛ نماز کو وقت پر ادا کرنا۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بہشت کی کنجی نماز ہے۔"

نیز مزید فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے توحید کے بعد نماز سے بڑھ کر محبوب اور کوئی چیز اپنے بندوں پر فرض نہیں کی۔"

نیز فرمایا کہ "جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کفر کیا یعنی وہ اس بات کے نزدیک ہو گیا کہ اس کے اصل ایمان میں خرابی پیدا ہو جائے۔"

نیز فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اگر نماز مکمل ہو گی اور پوری شرائط کے مطابق ادا کی گئی ہوگی تو اس کی پذیرائی ہو گی اور دوسرے تمام اعمال اسکے تابع ہوں گے اور جیسے بھی ہوں گے قبول کر لیے جائیں گے لیکن اگر نماز کو ناقص پایا گیا تو دوسرے اعمال سمیت اس کے منہ پر مار دیا جائے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید فرمایا کہ جو شخص عمدہ طریقے سے طہارت کرتا ہے، وقت پر نماز ادا کرتا ہے، رکوع و سجود صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے اور دل میں خشوع و خضوع لیے عجز و انکسار سے نماز ادا کرتا ہے تو اس کی نماز عرش سفید تک جا پہنچتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر نگاہ رکھے جیسے کہ تو نے میری نگہداشت کی۔ اور جو کوئی نماز وقت پر ادا نہیں کرتا، طہارت ٹھیک سے نہیں کرتا، اور رکوع و سجود میں خشوع و خضوع سے کام نہیں لیتا تو اس کی نماز آسمان تک جاتے جاتے سیاہ ہو جاتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ایسے ہی ضائع و برباد کرے جیسے کہ تو نے مجھے ضائع کیا۔ اور یہ اس وقت تک کہتی رہتی ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ ایسا چاہتا ہے۔ تب اس کی نماز کو پھٹے پرانے کپڑوں کی مانند لپیٹ کر اس کے منہ پر دے مارا جاتا ہے۔

Marfat.com

نماز کی کیفیت

نماز کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے. نماز کا ظاہری عمل اُس کا جسم ہے اور نماز کا باطنی عمل اُس کی رُوح و حقیقت ہے۔ پہلے ہم نماز کے باطن کو بیان کرتے ہیں اور بعد میں نماز کے ظاہر کو بیان کیا جائے گا۔

نماز کی حقیقت اور اُس کی رُوح

سیدنا غوثُ الاعظم شیخ محیُ الدین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔"وہ جو نمازِ شریعت ہے، اُس کا پتہ اِس فرمانِ الٰہی سے چلتا ہے کہ:۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى.

یعنی "نگہبانی کرو سب نمازوں کی، خاص کر وسطی نماز کی"

نمازِ شریعت سے مُراد اعضائے ظاہری اور حرکاتِ جسمانی سے نماز کے ارکان قیام، قرأت، رکوع، سجود، قعود، آواز اور الفاظ وغیرہ کی ادائیگی ہے. اِس لیے اللہ تعالےٰ نے اپنے اس اِرشاد میں "صلوات" کا لفظ ارشاد فرمایا ہے جو "صلوٰۃ" کی جمع ہے. اور وہ جو نمازِ طریقت ہے وہ دِل کی نماز ہے جسے دِل ہر وقت ادا کرتا رہتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ نے "وسطی نماز" کا نام دیا ہے اور اُسے نمازِ قلب سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ دِل جسم کے وسط میں پیدا کیا گیا ہے یعنی دائیں پہلو اور بائیں پہلو کے درمیان، جسم کے بالائی اور نچلے حصّہ کے مابین اور سعادت و شقاوت کے درمیان جیسا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے:۔

اَنَّ قُلُوْبَ بَنِيْ اٰدَمَ بَيْنَ اَصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَآءُ.

"یعنی بے شک اولادِ آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے دِلوں کو پھیر دیتا ہے"

Marfat.com

یہاں دو انگلیوں سے مُراد اللہ تعالیٰ کے لُطف و کرم کی دو صفات ہیں۔ مذکورہ بالا آیتِ کریمہ اور حدیثِ مُبارکہ میں یہی بات واضح کی گئی ہے کہ حقیقی نماز دِل کی نماز ہے۔ انسان جب دل کی نماز سے غافل ہو جائے تو اُس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور جب دل کی نماز فاسد ہو جائے تو ظاہری نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشادِ مُبارک ہے:۔

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ۔

یعنی "حضُورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی"۔

کیونکہ نمازی اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اپنی عاجزی کا اظہار کر کے دُعا اور اِلتجا کرتا ہے اور مناجات کا مقام دل ہے۔ جب دل غافل ہو تو اُس کی باطنی نماز باطل ہو جاتی ہے اور اُس کے ساتھ ظاہری نماز بھی باطل ہو جاتی ہے کیونکہ دِل اصل ہے اور باقی اعضاء اس کے تابع ہیں۔ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا فرمان ہے:۔

اِنَّ فِیْ جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ لَمُضْغَۃً فَاِذَا اَصْلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔

"یعنی بے شک اولادِ آدمؑ کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اگر وہ دُرست ہو تو سارا جسم دُرست ہو جاتا ہے اور اگر اُس میں خرابی آ جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ سُن لو! گوشت کا وہ ٹکڑا دل ہے"۔

نمازِ شریعت کے لیے دن اور رات میں پانچ اوقات مُقرر ہیں اور سُنّت طریقہ یہ ہے کہ یہ نماز بلا ریا و بلا تصنّع مسجد میں قبلہ رُخ ہو کر امام کے پیچھے باجماعت ادا کی جائے جبکہ نمازِ طریقت دائمی نماز ہے۔ اِس کے لیے کوئی خاص وقت مُعیّن نہیں۔ اِس کی فرضیت ہمیشہ کے لیے ہے۔ اِس کے لیے تمام عُمر درکار ہے۔ اِس کی مسجد دِل ہے۔ اِس کی جماعت تمام قوائے باطنی کا مل کر باطنی زبان سے "اسمِ اللہ ذات" کے ذکر میں مشغول ہونا ہے۔ اِس کا امام جذبۂ عشق ہے اور اِس کا قبلہ جمالِ ذاتِ الٰہی ہے۔ دل اور رُوح دائمی طور پر اِس نماز میں مشغول

Marfat.com

رہتے ہیں، دل نہ سوتا ہے اور نہ مرتا ہے بلکہ نیند اور بیداری دونوں حالتوں میں محوِ نماز رہتا ہے۔ قلبی نماز دل کے زندہ ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ اِس میں نہ آواز ہے اور نہ قیام وقعود ہے اپنے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے دل اللہ تعالیٰ کو "اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" کے الفاظ سے مخاطب کرتا ہے۔

تفسیرِ قاضی میں ہے کہ اِس آیتِ کریمہ میں عارف کے حال کی طرف اشارہ ہے کہ اُس کی حجابی کیفیت اُٹھ جاتی ہے اور اُسے بارگاہِ حق تعالیٰ میں حضوری کا شرف حاصل ہو جاتا ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اُس کی ذات کا مشاہدہ کرتے ہوئے زبانِ حال سے "اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" کہتا ہے۔ پھر وہ اُن مُقربین کے زُمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ جن کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:-

اَلْاَنْبِیَاءُ وَالْاَوْلِیَاءُ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ كَمَا یُصَلُّوْنَ فِیْ بُیُوْتِهِمْ.

یعنی "انبیاء اور اولیاء اپنی قبروں میں ایسے ہی نماز پڑھتے ہیں جیسے کہ وہ اپنے گھروں میں نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

یعنی اپنے زندہ دلوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُس کی مناجات میں مشغول رہتے ہیں۔

جب ظاہری اور باطنی دونوں نمازیں جمع ہو جائیں تو نماز مکمل ہو جاتی ہے اور اس کا اجرِ عظیم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رُوحانی قُرب اور جنّت میں درجاتِ جسمانی ہیں۔ اِس قسم کا نمازی ظاہر میں عابد ہوتا ہے اور باطن میں عارف۔ اور اگر حیاتِ قلب حاصل نہ ہونے کے باعث نمازِ طریقت اور نمازِ شریعت کی یکجائی کسی نمازی کو نصیب نہ ہو تو وہ نماز ناقص ہے لیکن اُس کا بھی اَجر ہے اور وہ درجات ہیں قربِ الٰہی نہیں یعنی اسے جنّت میں درجات مل جائیں گے لیکن قربِ الٰہی سے وہ محرُوم رہے گا۔"

(نقل از سترالاسرار)

حقیقتِ نماز کے بارے میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"ظاہری نماز جس میں نیّت، تکبیرِ تحریمہ، قیام، قرأت، رکوع،

Marfat.com

سجود، قومہ، تشہد، درود شریف، دعا اور سلام اپنے اپنے آداب کے ساتھ ادا کیے جاتے ہیں درا صل نماز کا جسم اور اُس کی صورت ہے. نماز کی اِس جسمانی صورت کے اندر اُس کی ایک حقیقت بھی ہے جسے روحِ نماز کہا جاتا ہے. نماز کے جملہ اعمال اور اذکار میں سے ہر عمل اور ہر ذکر کی اپنی اپنی مخصوص رُوح ہے اور اگر وہ رُوح موجود نہ ہو تو نماز ایک مُردہ آدمی کی طرح ایک بے جان جسم ہے اور اگر رُوح موجود ہو مگر اعمال و آداب مکمل نہ ہوں تو وہ اس آدمی کی مانند ہے جس کی آنکھیں نکال دی گئی ہوں اور اُس کے ناک کان وغیرہ کاٹ دیئے گئے ہوں اور اگر اعمال موجود ہوں لیکن روح و حقیقت غائب ہو تو ایسے ہے جیسے کسی آدمی کی آنکھیں تو ہوں لیکن اُن میں نُورِ بینائی نہ ہو، کان ہوں مگر سُننے کی حس سے خالی ہوں۔

نماز کی اصل رُوح خشوع و خضوع ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام نماز کے دوران دِل حاضر رہے. کیونکہ نماز میں اصل مقصود یہی یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست رہے اور ہیبتِ الٰہی اور تعظیم خداوندی کے باعث ذکرِ حق تعالیٰ کو ہر دم تازہ رکھ سکے، جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔

یعنی "میرے ذکر کے لیے نماز قائم رکھو"

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

"کتنے ہی لوگ ہیں کہ انہیں نماز سے سوائے رنج و تکلیف کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور یہ اس لیے ہوتا ہے کہ وہ صرف جسم سے نماز ادا کرتے ہیں اور دل سے غافل ہوتے ہیں"

Marfat.com

نیز فرمایا :-

"بہت سے لوگ وہ ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں لیکن اُن کی نماز کا چھٹا یا دسواں حصہ ہی لکھا جاتا ہے. کیونکہ نماز کا صرف وہی حصہ شمار میں آتا ہے جس میں کہ دل حاضر ہوتا ہے"

نیز فرمایا کہ :-

"نماز یُوں ادا کرو گویا کسی کو الوداع کر رہے ہو یعنی اس نماز سے اپنے آپ کو اپنے نفس سے الوداع کر رہے ہو بلکہ بغیر حق جو کچھ بھی ہے اس کو الوداع کہہ رہے ہو" تاکہ اپنے آپ کو پُوری طرح نماز میں لگا سکو.

اور اسی لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے محوِ گفتگو ہوتے اور نماز کا وقت آجاتا تو حق تعالیٰ میں یُوں مشغول ہو جاتے کہ لگتا تھا گویا وہ ہم کو اور ہم اُن کو پہچانتے بھی نہیں"

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ :-

"ہر وہ نماز کہ جس میں دل حاضر نہ ہو اللہ تعالیٰ اُسے دیکھتا ہی نہیں"

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو اُن کے دل کا جوش دو میل سے سُنائی دیتا تھا.

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز پڑھتے تو آپ کے دل میں اس قدر جوش ہوتا گویا تانبے کی دیگ آگ پر جوش کھا رہی ہو اور آواز دے رہی ہو.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اُن کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا اور اُن کا رنگ بدل جاتا تھا اور فرماتے تھے کہ "اس امانت کے اُٹھانے کا وقت آ گیا

Marfat.com

ہے کہ جب ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے سامنے پیش فرمایا گیا تو وہ اُسے اٹھانے کی ہمت نہ کر سکے۔

حضرت ابُو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جس کی نماز خشوع وخضوع سے خالی ہے اس کی نماز ہی نہیں"۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جس نماز میں دل حاضر نہ ہو وہ نماز عذاب سے قریب تر ہے"۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص بالارادہ نماز میں اِدھر اُدھر نگاہ دوڑاتا ہے اور جانتا ہے کہ اُس کے دائیں بائیں کون کون کھڑا ہے تو اُس کی نماز نہیں ہوتی"۔

اگرچہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما اور بہت سے دوسرے علماء نے فتوے دیا ہے کہ اس طرح بھی نماز ہو جاتی ہے بشرطیکہ تکبیر اوّل میں دل حاضر و فارغ رہا ہو لیکن یہ فتوے ضرورت کی وجہ سے صادر کیا گیا ہے کیونکہ غفلت لوگوں پر بُری طرح مسلط ہے (اُن کی یہ نماز بھی غنیمت ہے) اور یہاں جو نماز کے ہو جانے کا کہا گیا ہے تو اُس کے معنی صرف یہ ہیں کہ وہ شریعت کی تلوار سے بچ گیا۔ ورنہ آخرت کا توشہ تو نماز کا وہی حصّہ ہے جس میں دل حاضر رہا ہو۔

ویسے وہ شخص جو نماز پڑھتا ہے اور اُس کا دِل فقط تکبیر اوّل میں حاضر رہتا ہے یا اس میں بھی حاضر نہیں رہتا تو اُمید کرنی چاہیئے کہ اُس کا حال کم از کم اس شخص سے تو بہتر ہی ہو گا جو نماز بالکل نہیں پڑھتا۔ لیکن اس بات کا خدشہ بھی ہے کہ اس کا حال نماز نہ پڑھنے والے سے بدتر ہی ہو۔ کیونکہ اس شخص پر زیادہ سختی کی جاتی ہے جو حاضر تو ہو لیکن تساہل و غفلت و بددلی کے ساتھ حاضر ہو بہ نسبت اُس شخص کے جو حاضر ہی نہ ہو۔ اِسی وجہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا ہے کہ ایسی نماز عذاب کے قریب تر ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کی نماز اُسے خرافات ولغویات سے محفوظ نہ رکھ سکے، اُسے نماز سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ وہ حق تعالےٰ سے اور بھی زیادہ دُور ہوجاتا ہے۔ پس ان تمام باتوں سے تجھے یہ تو پتہ چل گیا کہ روحِ نماز کا حق جبھی ادا ہوتا ہے کہ دل پوری نماز میں ابتدا سے آخر تک حاضر رہے۔ لیکن جس نماز میں دل پہلی تکبیر کے سوا حاضر نہ رہے، اس میں روحِ نماز کی محض ایک رمق ہی ہو سکتی ہے، ایک ایسے آدمی کی مانند کہ جس کے خاتمے میں چند سانسوں سے زیادہ باقی کچھ نہ رہ گیا ہو۔"

(نقل از کیمیائے سعادت)

اعمالِ نماز کی حقیقت اور رُوح کا پیدا کرنا

امام غزالی رحمۃُ اللہ علیہ اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"پہلی چیز جو تُجھ تک پہنچتی ہے وہ نماز کے لیے اذان ہے۔ چاہیئے کہ جونہی یہ آواز کان میں پڑے فی الفور دل سے اُس کی طرف متوجہ ہوجائے اور جس کام میں مشغول ہو اُس سے ہاتھ اُٹھالے کہ سلف کا یہی انداز رہا ہے کہ جب اذان کی آواز سُنتے تھے تو اُن میں سے جو لوہار ہوتا تھا وہ اوپر اُٹھایا ہوا ہتھوڑا نیچے ڈال دیتا تھا۔ وہ لوگ اِس منادی کو سُن کر روزِ قیامت کی ندا کو یاد کرتے تھے اور یُوں سمجھتے تھے کہ جو شخص اس حکم کو سُن کر اُس کی تعمیل میں جلدی کرتا ہے اُسے روزِ قیامت کی منادی اُس تک بشارت بن کے پہنچے گی۔ تیرا دل بھی اگر اِس منادی کو سُن کر خوشی سے اُس طرف راغب ہوجاتا ہے تو سمجھ لے کہ روزِ قیامت

Marfat.com

کی منادی کو سُن کر بھی تو اسی طرح خوش و خرم ہو گا۔

طہارت میں جو بھید پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ تو جان لے کہ لباس و بدن کی پاکی دراصل تیرے غلاف کی پاکی ہے اور اس طہارت کی روح تیرے دل کی پاکی ہے جس سے مُراد توبہ، پشیمانی و ندامت اور اخلاقِ بد سے دل کا دُور رہنا ہے کہ دل ہی تو نظارہ گاہِ حق تعالےٰ ہے اور دل ہی حقیقتِ نماز کا مقام ہے اور تن ؛ تن صورتِ نماز کا مقام ہے۔

ستر کا پوشیدہ رکھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ تیرے ظاہر میں جو چیز بدنما و ناخوب ہے اُسے لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رکھے اور اس کا اصل راز یہ ہے کہ تیرے باطن میں جو کچھ بدنما و ناخوب ہے اسے اللہ تعالیٰ کی نظر سے پوشیدہ رکھے اور چونکہ اس کی نظر سے کسی چیز کا پوشیدہ رکھنا ناممکن ہے تو اس کا ایک ہی علاج ہے کہ باطن کو ہر قسم کی بدصورتی اور بُرائی سے پاک رکھا جائے اور گذشتہ پر پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے پختہ ارادہ کرلے کہ آئندہ بُرائی کی اس راہ پر نہیں چلوں گا۔ گناہوں سے توبہ کر لینا ایسا ہے گویا کبھی گناہ کیا ہی نہیں تھا۔ توبہ گناہوں کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔ اگر تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا تو یہ تو ہو سکتا ہے کہ گذشتہ گناہوں پر ندامت، خجالت، خوف و عجز اور شرم و انکساری کا پردہ ڈال دے اور نماز میں خستگی، شکستگی اور شرمساری کی حالت میں حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو جائے جیسے کوئی بھگوڑا غلام ارتکابِ خطا کے بعد نادم و شرمسار ہو کر اپنے آقا کے پاس لوٹ آتا ہے اور اپنی شرمناک غلطیوں کا احساس اُسے سر اُوپر اُٹھانے نہیں دیتا۔

قبلہ رُخ ہونے کے ظاہری معنی تو فقط یہ ہیں کہ اپنے ظاہری چہرے

Marfat.com

کو ہر طرف سے پھیر کر قبلہ کی طرف یک جہت ہو جا لیکن اس میں جو راز پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ دل کے چہرے کو دونوں جہانوں کی ہر چیز سے موڑ کر ذاتِ باری تعالیٰ میں مُستغرق ہو جا تاکہ تیرا ظاہر و باطن ایک صفت پر ہو جائے۔ جس طرح ظاہری قبلہ صرف ایک ہے، اِسی طرح باطن کا قبلہ بھی فقط ایک ہے اور وہ ہے ذاتِ حق تعالیٰ۔

دل کو اندیشوں اور وسوسوں کی وادی میں سرگرداں رہنے دینا ایسے ہی ہے جیسے کہ مُنہ کو اِدھر اُدھر پھراتے رہنا اور جس طرح مُنہ کو اِدھر اُدھر پھیرتے رہنا صُورتِ نماز کے خلاف ہے کہ اِس طرح نماز ٹوٹ جاتی ہے، اُسی طرح دِل کا اِدھر اُدھر کے تصورات میں غلطاں و پیچاں رہنا رُوحِ نماز اور حقیقتِ نماز کے خلاف ہے۔ اِسی لیے حضوُر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ "جو شخص نماز کے لیے کھڑا ہو کر اپنی خواہش، اپنے مُنہ اور اپنے دل کو تصوّرِ الٰہی میں مُنہمک کر دیتا تو وہ نماز ادا کر کے ایسا ہی واپس آتا ہے گویا اُسی روز شکمِ مادر سے باہر آیا ہے" یعنی تمام گُناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

اسے حقیقت سمجھ کہ جس طرح ظاہری چہرہ کو قبلہ سے ہٹا لینے کے باعث صُورتِ نماز باطل ہو جاتی ہے اُسی طرح دل کے چہرے کو تصورِ حق تعالیٰ سے ہٹا لینا اور دوسرے اندیشوں میں ڈال دینا حقیقتِ نماز اور رُوحِ نماز کو باطل کر دیتا ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ ظاہر باطن کا غلاف ہی تو ہے۔ اور اصل کام کی چیز تو وہ ہے، جو غلاف کے اندر پوشیدہ ہے ورنہ غلاف کی بذاتِ خود کیا قدر و قیمت ہے؟

قیام کا ظاہر یہ ہے کہ تو شخصی طور پر اللہ تعالیٰ کے روبرُو غُلامانہ انداز سے سر جھکائے کھڑا ہو۔ اور قیام کا باطن یہ ہے کہ تیرا دل تمام حرکات

سے رُک جائے اور انتہائی عاجزی اور تعظیم و احترام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی غلامی و ملازمت کے لیے مُستعد ہو جائے۔ اور چاہیئے کہ قیام کی حالت میں اپنے اس مقام کو یاد کرے کہ کس طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گا، جس وقت کہ اُس کے تمام راز بالکل ظاہر کر دیئے جائیں گے اور اُس کے سامنے کھول کر رکھ دیئے جائیں گے۔ اور اِس حقیقت کو پہچان لے کہ اِس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے تیری کوئی حرکت پوشیدہ نہیں اور اُس کی نظر میں وہ تمام بھید بالکل اُسی طرح آشکارہ اور عیاں ہیں جیسے کہ قیامت کے دن ہوں گے اور جو کچھ تیرے دل میں ہے یا اس سے پہلے رہا ہے، وہ جانتا ہے، دیکھتا ہے اور تیرے ظاہر و باطن سے پُوری طرح باخبر ہے لیکن تعجب ہے کہ اگر اہلِ صلاح میں سے کوئی تجھے حالتِ نماز میں دیکھنے لگے کہ تُو نماز کیوں کر ادا کر رہا ہے تو تُو اپنے تمام اعضاء کو بالکل مؤدب بنا لیتا ہے اور ہرگز کسی جانب نہیں دیکھتا اور اُس دیکھنے والے سے شرم کھا کر نماز میں جلدی نہیں کرتا اور نہ کسی اور جانب توجہ کرتا ہے حالانکہ تُو اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے دیکھ رہا ہے لیکن اِس کے باوجود تُو اُس سے شرم نہیں کھاتا۔ اور اس سے بڑھ کر جہالت اور کیا ہو گی کہ تُو ایک ناچیز و بے بس و بے چارہ و مجبور بندے سے کہ جس کے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں، شرم کرتا ہے اور اس خیال سے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے، بالکل مؤدب بھی ہو جاتا ہے لیکن فرشتۂ موت کی نظر سے تجھے کوئی ڈر نہیں لگتا اور اس کو تو ایک معمولی بات تصور کرتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ تعالیٰ سے شرم کس طرح کرنی چاہیئے، فرمایا: جس طرح کہ اپنے گھر کے صالح و پرہیزگار

لوگوں سے کرتے ہو اُسی طرح اللہ تعالیٰ سے بھی شرم کیا کرو"
اسی تعظیم کے پیشِ نظر صحابہ کرامؓ میں سے بعض حضرات نماز میں اس طرح ساکت و جامد کھڑے ہوتے تھے کہ پرندے بھی اُن سے نہیں ڈرتے تھے اور یہی سمجھتے تھے کہ یہ لوگ پتھر کے بنے ہوئے ہیں۔
جس کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت قائم ہو جاتی ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ناظر ہے اور اُس کے ہر طرف دیکھ رہا ہے اور اس کا ہر عضو خشوع و خضوع کا حامل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کسی کو نماز میں داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے کہ "اگر اس کے دل میں خشوع و خضوع کا مادہ ہوتا تو اس کا ہاتھ بھی دل کے طریق کو اختیار کرتا" یعنی اُس کے ہاتھ ہلانے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔
رکوع و سجود کا ظاہر تو یہ ہے کہ جسمانی طور پر بدن کے ذریعے عاجزی و فروتنی کا اظہار کیا جائے لیکن رکوع و سجود کا باطن دِل کی عاجزی ہے جو کوئی اس رمز کو پا جائے کہ چہرے کو زمین پر رکھنا اعضائے بدن کے عزیز ترین عضو کا اُس خاک پر رکھنا ہے کہ جس سے بڑھ کر خوار اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی تو وہ اس حقیقت کو بھی پہچان لیتا ہے کہ خود اس کے جسم کی اصل بھی خاک سے ہے اور اسے خاک ہی میں مل جانا ہے۔ اور یہ اصل یقیناً ایسی نہیں کہ اس پر تکبر و ناز کیا جائے۔ چنانچہ وہ اپنی ناکسی اور بے چارگی کے راز سے آگاہ ہو جاتا ہے۔
پس ایسے ہی نماز کے ہر رکن میں ایک راز پوشیدہ ہے، ایک حقیقت پنہاں ہے کہ جب انسان اس سے غافل ہو تو نماز کی ادائیگی میں اُسے نماز کی ظاہری صورت کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔"
(نقل از کیمیائے سعادت)

نماز میں قرأت واذکار کی حقیقت کے بارے میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھ کہ ہر وہ کلمہ جو نماز میں پڑھتے ہیں اس کی ایک حقیقت ہے جسے جاننا ضروری ہے اور چاہیئے کہ پڑھنے والا خود اسی صفت پر ہوتا کہ صادق کہلا سکے مثلاً اَللّٰهُ اَكْبَرُ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس قدر بزرگ ہے اور اتنا بڑا ہے کہ اسے عقل وخرد سے نہیں پہچان سکتے۔ اگر نمازی ان معنوں کو نہیں جانتا تو وہ جاہل ہے اور اگر وہ جانتا ہے لیکن اس کے دل میں کوئی ایسی چیز موجود ہے جسے وہ حق تعالیٰ سے بزرگ تر سمجھتا ہے تو وہ صادق نہیں ہے اور اسے یہی کہیں گے کہ یہی بات سچی ہے لیکن تو جھوٹا ہے اور جب وہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی اور چیز کا مطیع ہو تو گویا وہ چیز اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی نسبت زیادہ بزرگ ہے۔ ایسی صورت میں اس کا معبود اور اس کا اللہ تو وہی چیز ٹھہری کہ جس کا وہ مطیع ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:۔

اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ.

یعنی "کیا آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی کہ جس نے اپنا معبود اپنی خواہشِ نفس کو بنا رکھا ہے؟"

اور نمازی نے کہا "وَجَّهْتُ وَجْهِيَ" تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں نے دل کے چہرے کو تمام عالم سے موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف کر لیا ہے۔ اب اگر یوں کہنے کے بعد بھی اس کا دل کسی اور چیز کی طرف دیکھ رہا ہو تو اس نے جو کچھ زبان سے کہا وہ جھوٹ ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی مناجات میں پہلی بات ہی جھوٹ ہو گئی تو اس کی قدر و قیمت کیا ہو گی؟

Marfat.com

اور جب کہا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" تو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کو اپنے دل میں تازہ کرلے اور اس کا دل مکمل طور پر صفتِ شکر بن جائے کیونکہ یہ کلمۂ شکر ہے اور شکر دل سے ادا کیا جاتا ہے نہ کہ محض زبان سے۔

اسی طرح "اِیَّاکَ نَعْبُدُ" کہتے ہوئے حقیقتِ اخلاص اُس کے دل میں تازہ ہو جانی چاہیئے۔

"اِھْدِنَا" کہتے ہوئے اُس کا دل گریہ وزاری کا مُرقع بن جائے کیونکہ یُوں کہہ کر وہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت کا سوالی بن جاتا ہے۔

غرض تسبیح و تہلیل اور قرأت کا ہر کلمہ زبان سے نکالتے وقت وہ خوُد ویسا ہی بنتا چلا جائے جیسا کہ اُسے سمجھا ہے اور دل کو اُس کے معنی کے مطابق ڈھالتا چلا جائے یعنی دل کو اُس کے زیورِ معنی سے آراستہ کرتا چلا جائے۔ اگر چاہتا ہے کہ حقیقتِ نماز کا اجر اُسے نصیب ہو تو ایسا بن جائے ورنہ نماز کی صورتِ بے معنی پر قناعت کرنی پڑے گی۔

(نقل از کیمیائے سعادت)

بے حضُورِ دِل کا علاج

بے حضُورِ دل کے علاج کے بارے میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"معلوم ہونا چاہیئے کہ نماز میں دل کے غافل ہونے کی دو وجُوہات ہیں۔ ایک ظاہری اور دوسری باطنی ظاہری وجہ یہ ہے کہ نماز ادا کرنے کی جگہ ایسی ہو کہ جہاں نمازی کسی چیز کو دیکھ یا سُن سکتا ہو تو دِل اُسی طرف مشغُول ہو جاتا ہے کیونکہ دِل آنکھ کان اور آنکھ کا تابع ہوتا ہے اُس کا علاج یہ ہے کہ نماز کسی ایسی جگہ ادا کی جائے جہاں کسی

Marfat.com

قسم کی آواز نہ ہو بہتر ہے کہ وہ جگہ تاریک ہو یا پھر آنکھیں بند کر لے چنانچہ بہت سے عابد اپنے لیے بہت مختصر اور تاریک حجرے بنا لیتے ہیں کیونکہ وسیع و کشادہ جگہ پر دل پراگندہ ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز ادا کرتے وقت قرآن، تلوار اور دیگر ہر چیز جو اُن کے پاس ہوتی تھی، اپنے سے علیحدہ کر دیتے تھے تاکہ اُدھر توجہ مبذول نہ ہو سکے۔

دوسری وجہ باطنی ہے اور وہ یہ ہے کہ آوارہ و پریشان خیالات کے باعث دل ویسے ہی پراگندہ ہو رہا ہو۔ یہ انتہائی دشوار اور مشکل صورتِ حال ہے۔ ایسا دو وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے:

(۱) "کوئی ادھورا کام"، یعنی کوئی کام شروع کر رکھا تھا وہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ نماز کا وقت ہو گیا اور اُس نے وہ کام ادھورا چھوڑ کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ ایسی حالت میں دل اُس طرف لگا رہتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ پہلے اس کام کو ختم کرلے اور پھر نماز پڑھے تاکہ دل اُس کام کے اندیشے سے فارغ رہے۔ اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ "اگر کھانا کھانے اور نماز پڑھنے کا ایک ہی وقت ہو تو کھانا پہلے کھا لینا چاہیئے"۔ اسی طرح اگر کوئی بات ادھوری رہ گئی ہو تو پہلے وہ بات پوری کر لو اور پھر نماز پڑھنا شروع کرو۔

(۲) "کاروباری اندیشے" وہ کاروباری اندیشے جو فوری طور پر ختم نہیں ہو سکتے یا پھر آوارہ و پریشان خیالات جو عادتاً دل پر مسلط ہو جاتے ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ نماز میں پڑھے جانے والے اذ اور قرآنی آیات کے معانی پر غور و فکر شروع کر دیا جائے تاکہ یہ غور و فکر ان پراگندہ خیالات کو دل سے نکال دے لیکن ایسا تب ہو

Marfat.com

سکتا ہے کہ جب خیالات سختی سے دل پر غالب نہ ہوں اور شہوت و خواہش بہت قوی نہ ہو۔ اور اگر شہوت و خواہش بہت قوی ہو، تو آیات و اذکار کے معانی پر غور و فکر بھی فائدہ مند ثابت نہیں ہوتا۔

اس کا علاج یہ ہے کہ اس چیز کو ہی ترک کر دیا جائے جو اِن اندیشوں کو جنم دے رہی ہے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو ان آوارہ خیالات اور اندیشوں سے رہائی ممکن نہیں اور نماز ہمیشہ نفسانی باتوں سے آلودہ رہے گی۔ اِس کی مثال یُوں دی جا سکتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ور چاہتا ہو کہ چڑیوں کا شور سُنائی نہ دے اور اس غرض سے لکڑی اُٹھا کر انہیں درخت سے اُڑا دے مگر دیکھتے ہی دیکھتے چڑیاں پھر وہاں آ بیٹھیں اور وہ پھر پریشان ہو جائے تو اُس کی پریشانی کا یہی حل ہے کہ وہ اس درخت ہی کو جڑ سے اُکھاڑ دے ورنہ جب تک وہ درخت باقی رہے گا، چڑیوں کا ٹھکانہ بنا رہے گا۔ بالکل اِسی طرح جب تک کسی کام کی زبردست خواہش دل پر مسلط رہے گی، دل پراگندہ خیالات کی آماجگاہ بنا رہے گا۔ یہی وجہ تھی کہ ایک بار ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک نفیس کپڑے کا ہدیہ لایا جس پر بیل بُوٹے بنے ہوئے تھے۔ نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر اُس پر پڑ گئی تو نماز پڑھتے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ کپڑا اُتار کر اُس شخص کو واپس کر دیا اور وُہی پُرانا لباس پہن لیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ اپنے کھجوروں کے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ درختوں کے درمیان اِدھر اُدھر اُڑتے پھرنے والے ایک خوبصورت پرندے پر اُن کی نگاہ پڑ گئی۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

کا دِل اس کے نظارے میں اتنا مشغول ہوا کہ اُنہیں اپنی رکعتوں کی تعداد بھی یاد نہ رہی۔ فوراً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے دل کی شکایت پیش کی اور پھر بطورِ کفارہ اپنے باغ کو صدقہ میں دیدیا۔ اسلاف میں سے بہت سے بزرگوں نے اِسی طرح کیا ہے اور دِل کے حاضر کرنے کا علاج اُن کے نزدیک یہی رہا ہے"۔

(نقل از کیمیائے سعادت)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا پیش کردہ حضوریٔ دل کا نُسخہ خوب ہے لیکن سیّدنا سُلطانُ العارفین حضرت سلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں سے جو نسخہ طالبانِ اصلاح کو ملتا ہے وہ نادر بھی ہے اور تیر بہدف بھی اور دلِ بے حضور کے ہر قسم کے عارضے میں شافی و کافی بھی ہے۔ شاید اِس سے بڑھ کر شافی علاج کسی نے نہیں بتایا اور وہ ہے "تصورِ اسم اللہ ذات"۔

"جو شخص کسی مُرشدِ کامل کے حکم و اجازت سے "اسم اللہ ذات" کا نقش تصور سے اپنے دل پر جماتا ہے اور ہر دَم اس میں مشغول رہتا ہے اس کا دل ہر دَم انوارِ ذاتِ الٰہی سے پُر رہتا ہے وہ جس طرف بھی متوجہ ہوتا ہے اُسے اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے اُسے غیرِ حق نظر آتا ہی نہیں۔ جسے غیرِ حق تعالیٰ دکھائی ہی نہ دے اُسے خیالِ غیر سے کیا واسطہ؟"

کیونکہ حضرت سلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"اسم اللہ" کیا ہے؟ عینِ ذاتِ پاک ہے جو بے چون و بے چگون ہے، بے شبہ و بے نمون ہے، جس کی شان میں آیا ہے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ"

(عین الفقر باب اوّل)

اور اسی پر "باطنی نماز" کے باب کو ختم کیا جاتا ہے۔ اب ظاہری نماز کے مختصر مسائل بیان کیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

حنفی مسلک کے مطابق نماز ادا کرنے کا طریقہ

(مردوں کے لیے)

پاک وصاف لباس پہن کر اور وضو کر کے پاک وصاف جگہ پر کھڑے ہو جائیں اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کی نیت کر لیں۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک لے جا کر "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہیں اور پھر دونوں ہاتھ ناف پر اس طرح باندھ لیں کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رہے۔ پھر ادھر اُدھر دیکھے بغیر پورے ادب کے ساتھ اپنی کامل توجہ اللہ پاک کی بارگاہ کی طرف کر کے پہلے ثنا پڑھیں، پھر تعوذ پڑھیں، پھر سورۃ فاتحہ پڑھیں جس کے آخر میں آمین کہیں، پھر قرآن مجید میں سے کوئی سورت پڑھیں یا کسی سورت کی چند آیات پڑھیں۔ قرآن مجید کی کوئی سورت یا چند آیات فرض نمازوں میں صرف پہلی دو رکعت میں پڑھنا واجب ہے۔ مگر باقی سب نمازوں یعنی سنت، نفل اور واجب نمازوں کی ہر رکعت میں پڑھنا ضروری ہے۔ پھر تکبیر یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر رکوع کریں۔ رکوع میں اتنا جھک جائیں کہ سر اور کمر ایک ہی لیول پر برابر ہو جائیں۔ ہاتھ پسلیوں سے جدا رکھیں اور ہاتھوں کے پنجوں سے گھٹنوں کو پکڑ رکھیں۔ رکوع کی حالت میں تین یا تین سے زیادہ مرتبہ طاق تعداد میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" کی تسبیح پڑھیں۔ پھر "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ پھر تکبیر یعنی "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہتے ہوئے سجدے میں اس طرح چلے جائیں کہ زمین پر پہلے گھٹنے رکھیں۔ پھر دونوں ہاتھ اور ناک اور پیشانی زمین پر اس طرح رکھیں کہ پیشانی اور ناک دونوں ہاتھوں کے درمیان رہے اور پھر اس عاجزی کی حالت میں تین یا تین سے زیادہ مرتبہ طاق تعداد میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کی تسبیح پڑھیں پھر "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہتے ہوئے اٹھ کر دونوں پیروں پر بیٹھ جائیں۔ پھر "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہہ کر دوسرا سجدہ کریں۔ دوسرے سجدے کی تسبیح ختم کر کے "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہتے ہوئے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ اور پھر دوسری رکعت کے لیے سورۃ فاتحہ اور قرآن مجید کی کوئی سورت یا چند آیات پڑھ کر پہلی رکعت کی

Marfat.com

طرح رکوع، قومہ اور دو سجدے کریں۔ دو سجدوں کے بعد بیٹھ کر تشہد یعنی "التحیات" پڑھیں نماز اگر دو رکعت کی ہو تو تشہد کے بعد درود شریف اور کوئی دعا پڑھ کر پہلے دائیں طرف مُنہ پھیر کر "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ" کہیں اور پھر بائیں طرف مُنہ پھیر کے یہی کلمات دُہرا دیں۔ اس طرح نماز کی ادائیگی مکمل ہو گئی اور اگر نماز چار یا تین رکعت کی ہے تو دوسری رکعت کے قعدہ میں "التحیات" کے بعد کھڑے ہو کر پہلے کی طرح باقی رکعتیں پُوری کر کے سلام پھیریں۔

نماز کی نیّت

نماز کی نیت یُوں کریں۔ "میں نماز کی نیت کرتا ہوں۔ نماز اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لیے ہے۔ ۲ یا ۳ یا ۴ رکعت نماز فرض یا سُنّت یا واجب یا نفل، مُنہ خانہ کعبہ کی طرف اَللّٰہُ اَکْبَرُ" اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی ہو تو کہا جائے اِس امام کے پیچھے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اصل نیت تو دل سے ہی کی جاتی ہے لیکن دل کے ساتھ زبان سے اقرار کر کے نیت کرنا افضل ہے۔ دل سے نیت نہ ہو تو محض زبان سے نیت کے الفاظ کہہ دینے سے نماز نہ ہو گی۔

قبلہ کی طرف رُخ کرنا

نماز میں قبلہ کی طرف رُخ کرنا نماز کی بُنیادی شرط ہے۔ خانہ کعبہ کی طرف رُخ کرنے سے مقصود یہ نہیں کہ بیتُ اللہ کی پرستش کی جائے بلکہ تمام مسلمانوں کی ایک ہی سمت قائم رکھنا اِس سے مقصود ہے جس طرح مسلمانوں کا معبود ایک ہے، رسُول ایک ہے، قرآن ایک ہے، کلمہ ایک ہے تو جماعت بھی ایک ہو اور مرکزِ توجہ یعنی قبلہ بھی ایک ہو۔

قبلہ رُو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ چہرے کا کچھ حصّہ خانہ کعبہ کی طرف ضرور ہو۔ اگر ارادے کے بغیر چھاتی کا قبلے کی طرف سے تھوڑا سا انحراف ہو مگر چہرے کا کچھ حصّہ خانہ کعبہ کی طرف ہو تو نماز ہو جائے گی۔ عین قبلہ سے سینہ اگر دائیں یا بائیں ۴۵ درجے سے زیادہ ہٹ جائے تو نماز نہیں ہو گی۔

Marfat.com

قبلہ رُخ ہو کر نیت کر لینے کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر "اللہُ اَکْبَر"
کہیں اور پھر ہاتھ ناف پر باندھ لیں اور پھر ثنا، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور کوئی سُورت پڑھیں یا قرآن
میں سے چند آیات پڑھیں۔

ثنا

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ
وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ"

ترجمہ " اے اللہ تُو پاک ہے اپنی تمام تعریفوں سمیت اور تیرا نام بڑی
برکتوں والا ہے اور تیری شان بہت عظمت والی ہے اور تیرے سوا عبادت کے
لائق کوئی نہیں ہے۔"

تعوّذ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○

ترجمہ "میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود (کے شر) سے"

تسمیّہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

ترجمہ "شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنیوالا مہربان ہے۔"

فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ط اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ

Marfat.com

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ آمِيْنَ

ترجمہ "ہر قسم کی تعریفیں اللہ کے لیئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب (پالنے والا) ہے، جو رحم کرنے والا ہے، نہایت مہربان ہے، قیامت کے دن کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی مدد کے طالب ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت نصیب فرما۔ وہ سیدھا راستہ جو تیرے انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہے نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جو تیرے غضب کا شکار ہوئے اور نہ گمراہ ہونے والوں کا راستہ۔ یا اللہ ہماری یہ دُعا قبول فرما۔"

سُورۃ اخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

ترجمہ: محبوب! آپ فرمادیں کہ اللہ ایک ہے۔ وہ بے نیاز ذات ہے۔ نہ تو اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کی برابری کرنے والا ہے۔ وہ تو واحد ذات ہے۔"

رکوع

اِس کے بعد "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے ہوئے رکوع میں جائیں اور حالتِ رکوع میں تین یا پانچ یا سات مرتبہ پڑھیں

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم۔

ترجمہ "میرا پروردگار پاک ہے، عظمت والا ہے۔"

قومہ (قیام)

رکوع کی تسبیح پڑھ لینے کے بعد

Marfat.com

دُعا

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ﷺ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

ترجمہ "اے پروردگار! تو مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا دے۔ اے ہمارے پروردگار ہماری دعا کو قبول فرمالے۔ اے ہمارے پروردگار تُو بخش دے مجھ کو، میرے ماں باپ کو اور تمام مومنوں کو جس دن کہ قیامت قائم ہو۔"

یہ دُعا یا جو دُعا آپ کو یاد ہو پڑھ کر سلام پھیردیں۔ پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف مُنہ پھیریں اور منہ پھیرتے ہوئے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ" کہیں اور اسی پر نماز مکمل ہو گئی۔

البتہ نمازِ عشاء میں فرائض اور سُنتوں کے بعد تین رکعت نمازِ وتر پڑھی جاتی ہے جو واجب ہے۔ اس نماز کی آخری رکعت میں فاتحہ اور قرأت کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر اللہ اکبر کہا جاتا ہے اور پھر دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے جسے دُعائے وتر بھی کہا جاتا ہے۔ اس دُعا کے پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیا جاتا ہے۔

دُعائے وِتر

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ ط اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ ۝

ترجمہ "اے اللہ! ہم تیری مدد اور تیری بخشش کے طالب ہیں۔ ہم تجھ

پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور بھلائی کے ساتھ تیری تعریف کرتے ہیں اور ہم تیرا شکر بجا لاتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے۔ ہم تیرے نافرمانوں سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری رضا کی خاطر نماز ادا کرتے ہیں، تیری بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں اور تیرے قرب کی طرف دوڑتے ہوئے کوشش کرتے ہیں اور تیری رحمت کی اُمید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے خوف کھاتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔"

نمازِ وتر

عشاء کی نماز میں وتروں کو بہت اہمیت حاصل ہے کیونکہ ان کا پڑھنا واجب ہے۔ فرائض کے بعد واجب کا ہی درجہ آتا ہے۔ وتروں کے پڑھنے کی اہمیت فرض نمازوں کے قریب قریب ہی سمجھیئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے پڑھنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے اگر وتر کسی وجہ سے چھوٹ جائیں تو اُن کی قضا واجب ہے۔ بلا عذر چھوڑ دینا بڑا گناہ ہے۔

سُنن ابی داؤد کی ایک حدیث میں حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین مرتبہ فرمایا کہ:۔

اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا۔

ترجمہ: "وتر حق ہے اور جو وتر ادا نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

وتروں کے متعلق صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت درج ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

"جس کو اندیشہ ہو کہ رات کے آخری حصہ میں بیدار نہ ہو سکے گا تو وہ رات کے شروع (نمازِ عشاء کے ساتھ) وتر پڑھ لے اور جس کو پوری اُمید ہو کہ آخرِ شب میں بیدار ہو جائے گا تو اس کو چاہیئے کہ وہ رات کے آخری حصہ میں ہی وتر پڑھے اس لیے کہ اُس وقت نماز

میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور وہ وقت بڑی فضیلت کا حامل ہے۔"

وتروں میں قرأت کے متعلق جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد میں ایک حدیث مبارک وارد ہے جس میں بزرگ تابعی حضرت عبدالعزیز بن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتروں کی پہلی رکعت میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" پڑھتے تھے، دوسری رکعت میں "قُلْ يَاۤ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" اور تیسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اور معوذتین "(سورۃ فلق اور سورۃ الناس) پڑھتے تھے۔

مسائلِ وتر

(۱) نمازِ عشاء میں وتروں کی تین رکعتیں پڑھنا واجب ہے۔ تیسری رکعت میں فاتحہ اور قرأت کے بعد دونوں ہاتھ اُٹھا کر کانوں سے لگائیں اور "اللہ اکبر" کہتے ہوئے ہاتھ دوبارہ ناف پر باندھ لیں اور دُعائے قنوت پڑھیں۔

(۲) دُعائے قنوت پڑھنا واجب ہے اس لیے اگر دُعائے قنوت پڑھنا بھول جائیں تو سجدۂ سہو کر لیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔

(۳) اگر دُعائے قنوت ابھی یاد نہیں کی تو اس کی جگہ کوئی اور دُعا پڑھ لیں لیکن اُسے ساری عمر کے لیے معمول نہ بنالیں۔ جتنی جلدی ہو سکے دُعائے قنوت یاد کر کے وتروں کی نماز میں پڑھا کریں۔

Marfat.com

پنجگانہ نمازوں کے اوقات

پنجگانہ نمازوں کی فضیلت کے بارے میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ :۔

اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جس نے اِن کے لیے اچھی طرح وضو کیا، ٹھیک وقت پر اُن کو ادا کیا، رکوع و سجود ایسے کیے جیسے کرنے کا حق ہے اور عجز و انکساری سے اُن کو ادا کیا تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کا پختہ وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا اور جس نے ایسا نہیں کیا تو اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے چاہے گا تو اُسے بخش دے گا اور چاہے گا تو اُسے سزا دے گا۔

(مسند احمد، سنن ابی داؤد)

پانچ نمازیں اور اُن کے اوقات یہ ہیں :۔

(۱) ۔ نمازِ فجر

اس نماز کا وقت صبح صادق سے لے کر سورج طلوع ہونے تک ہے۔

(۲) ۔ نمازِ ظہر

سورج ڈھلنے کے وقت سے لے کر اس وقت تک نمازِ ظہر ادا کی جا سکتی ہے جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد سے دوگنا ہو جائے۔

(۳) ۔ نمازِ عصر

ظہر کے وقت کے بعد سے لے کر غروبِ آفتاب تک نمازِ عصر کا وقت ہے۔

(۴) ۔ نمازِ مغرب

غروبِ آفتاب سے لے کر شفق کی سُرخی و سپیدی غائب ہو جانے تک نمازِ مغرب

Marfat.com

کا وقت ہے۔

⑤ — نمازِ عشاء

نمازِ عشاء کا وقت شفق کی سُرخی و سپیدی آسمان سے غائب ہو جانے کے وقت سے لے کر صبح صادق کے آغاز تک ہے۔

لیکن افضل بات یہ ہے کہ نمازیں اوّل وقت ہی میں ادا کی جائیں۔

① حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فجر کی نماز اوّل وقت پڑھا کرتے تھے۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

اِسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داود)

ترجمہ "صبح کا اُجالا پھیلنے پر صبح کی نماز پڑھو کہ اس میں اجر و ثواب زیادہ ہے۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیُصَلِّی الصُّبْحَ فَتَنْصَرِفُ النِّسَآءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِہِنَّ مَا یُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ۔ (صحیحین)

ترجمہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ عورتیں نماز پڑھ کر اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی واپس آجاتیں اور اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جا سکتی تھیں۔"

② نمازِ ظہر کے بارے میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالظُّہْرِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَہَنَّمَ۔ (صحیح بخاری)

ترجمہ "جب گرمی زیادہ ہو تو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت پر پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت آتشِ دوزخ میں سے ہے۔"

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"جب گرمی زیادہ ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیر کر کے ٹھنڈے وقت میں ظہر کی نماز پڑھتے تھے لیکن جب سردی کا موسم ہوتا تو جلدی یعنی اوّل وقت پر ظہر کی نماز پڑھتے تھے۔"

(سنن نسائی)

(۳) نمازِ عصر کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عصر کی نماز ایسے وقت میں ادا فرماتے تھے کہ ابھی سورج بلند اور تاباں ہوتا تھا۔" (صحیحین)

(۴) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"میری امت ہمیشہ خیر کے ساتھ یا طریقۂ فطرت پر رہے گی جب تک کہ مغرب کی نماز اتنی تاخیر کر کے نہ پڑھے کہ ستارے گنجان ہو جائیں۔"

(۵) ا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

"اگر مجھے امت کی تکلیف اور مشقت کا خیال نہ ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عشاء کی نماز تہائی یا نصف رات تک تاخیر کر کے پڑھا کریں۔"

(جامع ترمذی، مسند احمد، سنن ابن ماجہ)

(۶) ۲۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"حضور علیہ السلام عشاء کی نماز اُس وقت پڑھا کرتے تھے جس وقت چاند کی تیسری رات میں چاند غروب ہوتا ہے۔" (سنن ابی داؤد، دارمی)

نوٹ: چاند کی تیسری رات میں چاند غروبِ آفتاب کے تقریباً اڑھائی گھنٹے بعد غروب ہوتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا:۔

"اے علی! تین کاموں میں کبھی دیر نہ کرنا۔ اوّل نماز کہ جب اُس کا وقت ہو جائے۔ دوم نمازِ جنازہ کہ جب جنازہ تیار ہو جائے۔ سوم یہ کہ بے شوہر عورت کا نکاح کہ جب اُس کے لیے کوئی مناسب جوڑ مل جائے۔"

Marfat.com

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

"اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا اور کیا رویہ ہوگا جب قوم پر ایسے لوگ حکمران ہوجائیں جو نماز کو مردہ اور بے روح کرلیں یا نمازوں کو اُن کے صحیح وقت کے بعد پڑھیں۔ میں نے عرض کی کہ میرے لیے آپ کا کیا حکم ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم وقت پر نماز پڑھ لینا۔ اس کے بعد اگر اُن کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقع آئے تو اُن کے ساتھ دوبارہ پڑھ لینا۔ یہ تمہارے لیئے نفل نماز ہوجائے گی"۔ (صحیح مسلم)

مسئلہ: عصر اور فجر کی نماز کے علاوہ باقی نمازیں تنہا ادا کر لینے کے بعد اگر جماعت مل جائے تو جماعت کے ساتھ فرض دوبارہ پڑھ لیں تو یہ نفل شمار ہوجائیں گے اور جماعت کا اجر و ثواب مل جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا اَنْ يُّصَلِّيَهَا اِذَا ذَكَرَهَا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ترجمہ "جب کوئی شخص نماز بھول جائے یا نماز کے وقت سوتا رہ جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آجائے یا سو کر اُٹھے تو اسی وقت پڑھ لے"۔

معلوم ہوا کہ تقدیرِ الٰہی سے کوئی نماز نادانستہ رہ جائے یا ارادہ کے باوجود سوتے میں نماز کا وقت جاتا رہے تو فوراً فوت شدہ نماز ادا کر لینی چاہیئے۔ گناہ اور جُرم جب ہے کہ آدمی دانستہ اور جاگتے ہوئے قضا کر دے۔

نمازوں کی رکعات

(۱) نمازِ فجر کی کُل چار رکعتیں ہیں۔ پہلے دو رکعتیں سُنّتِ مؤکدہ ہیں۔ پھر دو رکعتیں فرض ہیں۔

(۲) نمازِ ظہر کی کل بارہ رکعات ہیں، پہلے چار رکعات سنّتِ مؤکدہ ہیں، پھر چار رکعات فرض ہیں، پھر دو رکعات سُنّتِ مؤکدہ ہیں اور پھر دو رکعات نفل ہیں۔

(۳) نمازِ عصر کی کل آٹھ رکعات ہیں۔ پہلے چار رکعات سُنّتِ غیر مؤکدہ ہیں اور پھر چار رکعات فرض ہیں۔

(۴) نمازِ مغرب کی کُل سات رکعات ہیں۔ پہلے تین رکعات فرض ہیں۔ پھر دو رکعات سُنّتِ مؤکدہ ہیں اور پھر دو رکعات نفل ہیں۔

(۵) نمازِ عشاء کی کل سترہ رکعات ہیں۔ پہلے چار رکعات سنّتِ غیر مؤکدہ ہیں، پھر چار رکعات فرض ہیں، پھر دو رکعات سُنّتِ مؤکدہ ہیں، پھر دو رکعات نفل ہیں، پھر تین رکعات وتر واجب ہیں اور پھر دو رکعات نفل ہیں۔

(۶) نمازِ جمعہ کی چودہ رکعات ہیں۔ پہلے چار رکعات سُنّتِ مؤکدہ، پھر دو رکعات فرض ہیں۔ پھر چار رکعات سُنّتِ مؤکدہ، پھر دو رکعات سُنّتِ مؤکدہ ہیں اور پھر دو رکعات نفل ہیں۔

سُنّت و نفل نمازیں

نمازِ پنجگانہ میں فرائض کے علاوہ بھی کچھ اور نمازیں ہیں جن کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تاکید و ترغیب فرمائی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ان نمازوں کا عملاً بہت زیادہ اہتمام فرمایا ہے۔ ایسی نمازوں کو سُنتیں کہا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ دوسری نمازوں کو نفل نمازیں کہتے ہیں۔

وہ سُنّتیں کہ جن کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خصوصی تاکید فرمائی ہے

اُن کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"جو شخص دن رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات پڑھے گا اُس کے لیے جنت میں ایک گھر تیار کیا جائے گا۔ چار رکعات ظہر کے فرضوں سے پہلے اور دو رکعات فرضوں کے بعد، دو رکعات مغرب کے فرضوں کے بعد، دو رکعات عشاء کے فرضوں کے بعد اور دو رکعات فجر کے فرضوں سے پہلے۔" (جامع ترمذی)

(۱) فجر کی دو رکعاتِ سُنّت کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ "فجر کی دو رکعاتِ (سُنّت) دُنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔"

اِن دو سُنّتوں کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید فرمایا کہ:۔

"جس نے فجر کی سُنّتیں وقت پر نہ پڑھی ہوں وہ طلوعِ آفتاب کے بعد پڑھ لے۔" (جامع ترمذی)

(۲) ظہر کی سُنّتوں کے بارے میں حضرت ابُو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"ظہر سے پہلے چار رکعات ہیں، اُن کے درمیان سلام نہ پھیرا جائے (یعنی اکٹھی چار پڑھی جائیں) اُن کے لیے آسمان کے دروازے کھُل جاتے ہیں۔" (ابنِ ماجہ)

(۳) عصر کی چار رکعات سُنّتِ غیر مؤکدہ کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس بندہ پر جو عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھے۔"

(۴) مغرب کے فرائض کے بعد دو رکعات سُنّتِ مؤکدہ ہیں اور چار نوافل ہیں جن کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

Marfat.com

"جو بندہ مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعات نماز پڑھے اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی کیوں نہ ہوں"۔

(معجم طبرانی)

(۵) عشاء کی سُنتوں اور نوافل کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

"کبھی ایسا نہیں ہوا کہ عشاء کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے ہاں تشریف لائے ہوں اور آپ نے چار یا چھ رکعات نہ پڑھی ہوں"۔

(سنن ابی داؤد)

معلوم ہوا کہ عشاء کے فرضوں کے بعد دو سُنتیں اور دو یا چار نفل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھتے تھے۔

مسئلہ: جو سُنتیں مؤکدہ ہیں یعنی جن کے پڑھنے کی تاکید ہے اُن کا چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رمضان کے مہینے میں تراویح کی نماز بھی سُنت ہے۔ اس کی بیس رکعات ہیں ان کا چھوڑ دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ بیس رکعات چار چار کر کے بھی پڑھی جا سکتی ہیں لیکن دو دو کر کے پڑھنا افضل ہے۔ وتر نمازِ تراویح کے بعد پڑھے جائیں۔

(۶) فرض، واجب اور سُنت کی جتنی نمازیں شرع میں مقرر ہیں، اگر کوئی شخص ان سے زیادہ نمازیں پڑھنا چاہے تو مکروہ اوقات کے علاوہ ہر وقت پڑھ سکتا ہے کیوں کہ ان میں ثواب بے حد ہے۔ ان نمازوں کو نفل نمازیں کہا جاتا ہے اور ان کی کئی قسمیں ہیں مثلاً تحیۃ الوضو، اشراق، چاشت، اوابین، تہجد، صلوٰۃ التسبیح۔ ان کے پڑھنے کا بہت ثواب ہے اور بہتر ہے کہ نفل نمازیں دو دو کر کے پڑھی جائیں۔

(۷) سُنت اور نفل نمازوں کی ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سُورت ملانا واجب ہے جان بُوجھ کر سُورت نہ ملانا گناہ ہے اور ملانا بھول جائے تو سجدۂ سہو کیا جائے۔

(۸) اگر کسی نے نفل نماز کی نیت کر کے نماز شروع کر دی تو اب اُسے پُورا کرنا واجب ہو گیا۔ اب اگر توڑے گا تو گنہگار ہو گا اور اُسے توڑی ہوئی نماز کی قضا پڑھنا ہو گی۔ یاد رہے کہ نفل کی ہر دو دو رکعات الگ ہیں۔ اگر کسی نے نفل نماز کی چار یا چھ رکعات کی نیت باندھی تو اُس پر فقط

Marfat.com

دو رکعات کا پورا کرنا واجب ہے، باقی رکعات پڑھنا واجب نہیں۔ اگر کسی نے چار رکعات نفل کی نیت سے نماز شروع کی لیکن دو رکعات پڑھ کر سلام پھیر دیا تو کوئی حرج نہیں۔

⑨ اگر کسی نے چار رکعات نفل کی نیت سے نماز شروع کی لیکن ابھی دو رکعات بھی پوری نہ کی تھیں کہ نماز توڑ دی تو وہ صرف دو رکعات کی قضا پڑھے۔

⑩ چار رکعات نفل کی نیت باندھی۔ دو رکعات پڑھ لیں اور دوسری میں التحیات بھی پڑھ لی اور پھر تیسری یا چوتھی رکعت میں نیت توڑ دی تو صرف دو رکعات کی قضا پڑھی جائے گی۔ لیکن اگر دوسری رکعت میں التحیات نہ پڑھی اور بھول کر کھڑے ہو کر یا جان بوجھ کر تیسری رکعت شروع کر دی اور پھر نماز توڑ دی تو اب چاروں رکعات کی قضا پڑھی جائے گی۔

Marfat.com

اذان

فرض نماز کی ادائیگی سے پہلے بلند آواز سے اذان کہنا سنّتِ مؤکدہ ہے اور نماز کا وقت ہونے پر بُلند آواز سے اذان کہنے کا حکم ہے۔ اذان نماز پڑھنے کے لیے بُلاوا ہے تاکہ اس بُلاوے کو سُن کر سب نمازی جمع ہو جائیں اور باجماعت نماز ادا کریں۔

اذان کے الفاظ و کلمات

اذان کے الفاظ اس طرح ہیں:۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ چار مرتبہ،

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ط دو مرتبہ،

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط دو مرتبہ،

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط دو مرتبہ،

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط دو مرتبہ،

اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ اور

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ط ایک مرتبہ کہا جاتا ہے۔

فجر کی اذان میں "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کے بعد دو بار "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کہا جاتا ہے اور یہ مُستحب ہے۔

اذان کا طریقہ

جب نماز کا وقت ہو جائے تو باوُضو ہو کر کسی بُلند مقام پر قبلہ رُو ہو کر بُلند آواز سے اذان کے کلمے ادا کریں تاکہ ممکن حد تک اذان کا پیغام پہنچے۔ اس مقصد کے لیے اکثر مساجد کے مینار استعمال کیے جاتے ہیں۔ اذان دیتے ہوئے پہلی دو تکبیروں کے بعد اتنا

Marfat.com

ٹھہریں کہ سُننے والا اس کا جواب دے سکے ، دوسرے کلمات میں ہر کلمہ کے بعد ٹھہر کر اتنا وقفہ دیں کہ سُننے والا ہر کلمے کا جواب دے سکے۔ مطلب یہ کہ اذان ٹھہر ٹھہر کر دیں اور اِس بات کا حکم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا تھا "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ" کہتے وقت دائیں طرف اور "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیریں لیکن سینہ اور پیر قبلہ کی طرف ہی رہیں۔ اذان کہتے وقت اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں دے لی جائیں کیوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا اور اِس کی وجہ یہ ارشاد فرمائی تھی کہ اِس سے تمہاری آواز زیادہ بُلند ہو جائے گی۔

اذان کے مسائل

(۱) مجمع زیادہ ہو اور دُور تک اذان کی آواز پہنچانا مقصود ہو تو کئی مؤذن بیک وقت اذان دے سکتے ہیں۔

(۲) جہاں مؤذن مقرر ہو ، اگر وہ موجود ہو تو اُس کی منظوری و رضامندی کے بغیر کوئی دوسرا اذان مت کہے۔

(۳) نماز کا وقت اگر تنگ ہو تو مجبوری کی بنا پر وضو کے بغیر بھی اذان کہی جا سکتی ہے۔

(۴) نابالغ لڑکے کا اذان کہنا جائز تو ہے مگر بلا ضرورت مکروہ یعنی ناپسندیدہ ہے۔

(۵) اذان کے دوران مؤذن سلام وکلام نہیں کر سکتا۔

(۶) جس مسلمان مرد و عورت تک اذان کی آواز پہنچے اُسے چاہیئے کہ اذان کی طرف متوجہ ہو جائے۔ دیگر سلام وکلام بند کر کے اذان کے کلمات کا جواب دے اور اذان مکمل ہونے پر دُعا مانگے۔

(۷) جُمعہ کی پہلی اذان کے بعد خرید و فروخت حرام ہے۔ قرآن کریم میں اِس کی ممانعت واضح طور پر سُورۃ جمعہ میں موجود ہے۔

(۸) ناسمجھ ، پاگل ، نشے والے، جنب اور فاسق (چاہے وہ عالم ہی ہو) کی اذان مکروہ ہے۔ ان سب کی اذان دوبارہ کہی جائے۔

Marfat.com

اذان کا جواب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ :۔

"جس شخص نے صدقِ دل سے اذان کا جواب دیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔" (صحیح مسلم)

جب اذان کی آواز آئے تو سننے والا اپنے طور پر خاموشی سے وہی کلمات دہراتا چلا جائے جو کلمات مؤذن کہے مگر جب مؤذن "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کہے تو سننے والا "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" کہے۔

اور جب "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کہے تو سننے والا "صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ" کہے۔ اگر بیک وقت یا یکے بعد دیگرے کئی اذانیں سنائی دے رہی ہوں تو اُن میں سے قریب ترین اور پہلی اذان کا جواب دینا کافی ہوگا۔

یہ تو زبانی جواب ہے۔ عملی جواب یہ ہے کہ اذان سنتے ہی نماز کے لیے چل دے اور جماعت میں شریک ہو جائے۔

فضیلتِ اذان و مؤذن

فرمانِ حق تعالیٰ ہے کہ :۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ (پ ۲۴ حم سجدہ ۳۳)

ترجمہ "اور اُس سے اچھی بات کس کی ہے؟ جو اللہ کی طرف بلائے اور اچھے کام کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔"

احادیثِ مبارکہ میں بھی اذان کے متعلق بہت کچھ وارد ہے۔ مثلاً

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ :۔

"اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ اذان دینے کا کتنا اجر و ثواب ہے تو لوگ اذان دینے کے لیے قرعہ اندازی شروع کردیں۔"

(مسلم شریف)

(۲) "جن و انس اور ہر مخلوق جو اذان کی آواز سنتی ہے، قیامت کے دن اذان دینے والے کی اذان کی گواہ ہوگی۔" (بخاری شریف)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:-

اِنَّ الشَّیْطٰنَ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوۃِ ذَھَبَ حَتّٰی یَکُوْنَ مَکَانَ الرَّوْحَاءِ۔ (مسلم شریف)

ترجمہ "جب شیطان اذان کی آواز سنتا ہے تو روحا کے مقام کے برابر دور بھاگ جاتا ہے۔"

(روحا مدینہ منورہ سے ۳۶ میل دور تھا)

(۴) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:-

اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ "اذان کہنے والے قیامت کے دن سب لوگوں سے سربلند ہوں گے۔"

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا کہ:-

"امام ضامن اور مؤذن امین ہے۔ اے اللہ! تو اماموں کو ٹھیک چلنے کی توفیق دے اور مؤذنوں کی مغفرت فرمادے۔"

نوٹ: امام اپنی اور تمام مقتدیوں کی نمازوں کا ضامن ہوتا ہے اور مؤذن اس بات کا امین ہے کہ اس پر صحیح وقت پر بلاوے کا اعتماد کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اذان کے بعد کی دُعا

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ
الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ
وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ
الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ط اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جس نے اذان سُن کر یہ دعا پڑھی :۔

" حَلَّتْ شَفَاعَتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "

(یعنی قیامت کے دن وہ میری شفاعت کا حق دار ہو گا۔)

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے اذان میں شہادتِ توحید اور شہادتِ رسالت کے کلمات سُن کر یہ کہا کہ :۔

رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا.

(یعنی میں راضی ہوں اللہ کو رب مان کر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رسُول مان کر اور اسلام کو دینِ حق مان کر) تو اُس کے گناہ بخش دیئے گئے "

(صحیح مسلم)

اقامت یعنی تکبیر

فرض نمازوں کے لیے جماعت کھڑی ہونے سے قبل اذان کے کلمات ادا کیے جاتے ہیں۔ اُسے تکبیر یا اقامت کہا جاتا ہے۔ اقامت کہنا سُنّت ہے۔ اور اس کی تاکید اذان سے زیادہ ہے۔ اقامت کے کلمات اذان والے کلمات ہیں مگر " حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ " کے بعد دو مرتبہ " قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةِ " کہا جاتا ہے۔

تکبیر کہنے کا حقدار اذان پڑھنے والا ہے۔ حضرت زیاد بن الحارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فجر کی اذان کہنے کا حکم فرمایا میں نے اذان دی۔ تکبیر کہنے کا وقت ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکبیر کہنے کا ارادہ فرمایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اِنَّ اَخَا صُدَاءٍ قَدْ اَذَّنَ وَمَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ ۔(ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ)

ترجمہ "تمہارے بھائی صدائی نے اذان دی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو اذان دے وہی تکبیر کہے۔

ترمذی شریف میں درج ہے کہ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:۔

"اذان اور تکبیر کے دوران دعا رد نہیں کی جاتی"۔

مسائلِ تکبیر

(۱) تکبیر کہنے والا امام کے دائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہو کر تکبیر کہے۔

(۲) نماز اگر مسجد میں ہو رہی ہو تو تکبیر مسجد کے اندر ہی کہی جائے جب کہ اذان مسجد کے بائیں طرف کچھ بلندی پر یا کسی بلند مقام پر دی جاتی ہے۔

(۳) تکبیر کے کلمات اذان کی طرح ٹھہر ٹھہر کر نہیں بلکہ جلدی جلدی کہنا چاہیئے کہ یہ سنت ہے۔

(۴) تکبیر کے کلمات کا اذان کی طرح جواب دینا تو ثابت نہیں مگر جب کوئی ایسا کرے تو اُسے روکنا بھی ضروری نہیں۔

(۵) تکبیر کہتے ہوئے اگر کوئی کلمہ رہ جائے یا آگے پیچھے ہو جائے تو جہاں یاد آئے وہیں سے لوٹ جائے اور جہاں تک صحیح تھی اُس سے آگے شروع کر دے۔ از سرِ نو دوبارہ تکبیر کہنا ضروری نہیں ہے۔

(۶) نمازِ جمعہ کے لیے دوسری تکبیر کہنا اُس کا حق ہے جس نے پہلی تکبیر (دوسری اذان) پڑھی ہو۔

Marfat.com

(۷) کھڑے ہو کر اقامت (تکبیر) سُننا مکروہ ہے۔ تکبیر بیٹھ کر سُنی جائے۔ جب تکبیر کہنے والا "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ" پر پہنچے تو تب اُٹھا جائے۔ امام کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسجد کا بیان

مسجد کے معنی ہیں "سجدہ کرنے کی جگہ" اصطلاح کے طور پر مسجد وہ مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مخصوص ہو، اللہ تعالیٰ کے نام پر وقف ہو۔ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہو۔ ہر مسلمان بلا روک ٹوک اس میں عبادت کر سکتا ہو۔

آدابِ مسجد

(۱) مسجد میں دَوڑتے ہوتے داخل نہ ہوں بلکہ پُورے اَدب و احترام کے ساتھ خوش خرامی سے داخل ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دَوڑ کر مسجد میں آنے اور مسجد کے اندر دَوڑنے سے منع فرمایا ہے چاہے جماعت کی کوئی رکعت ہی کیوں نہ چھوٹ جائے۔

(۲) مسجد کے اندر داخل ہوتے وقت یہ دُعا پڑھیں:۔
"اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"

(۳) مسجد میں داخل ہوں تو پہلے دایاں قدم رکھیں۔

(۴) مسجد میں داخلہ کے بعد دو رکعات نماز نفل "تحیۃ الوضو" پڑھنا مسنون ہے۔

(۵) صفِ اوّل میں بیٹھنے کی کوشش کریں لیکن دوسروں کے سروں سے پھلانگ کر آگے جانے کی کوشش نہ کریں، بلکہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔ آگے جگہ خالی ہو تو پیچھے مت بیٹھیں اور نہ ہی صفوں کے درمیان خلا رہنے دیں۔

فضائلِ مسجد

مسجد کو کعبۃ اللہ سے نسبت ہے اِس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس کو اللہ تعالیٰ کا گھر قرار دیتے ہوئے اُمت کے لیے دینی مرکز بنا دیا۔

Marfat.com

(۱) حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضُور علیہ الصلوٰۃُ والسلام نے فرمایا ہے کہ :-

اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ اَسْوَاقُھَا۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ "شہروں و بستیوں میں اللہ تعالیٰ کی محبُوب جگہیں وہاں کی مسجدیں ہیں اور سب سے ناپسندیدہ جگہیں اُن کے بازار ہیں۔"

(۲) حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی روایت ہے کہ حضُور علیہ الصلوٰۃُ والسلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کہ جس دن سایۂ رحمتِ الٰہی کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ سات قسم کے آدمیوں کو اپنا سایۂ رحمت عطا فرمائے گا...... اُن میں سے تیسرا مومن وُہ ہے کہ :-

رَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْہُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

ترجمہ "مسجد سے باہر جانے کے باوجود اس کا دل مسجد ہی میں اٹکا رہے جب تک کہ پھر مسجد میں نہ آجائے۔"

(۳) حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضُور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ :-

اَلْمَسَاجِدُ بُیُوْتُ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ زُوَّارُ اللّٰہِ وَحَقٌّ عَلَی الْمَزُوْرِ اَنْ یُّکْرِمَ زَائِرَہٗ۔

ترجمہ "مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں اور اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ کے ملاقی یعنی مہمان ہیں اور میزبان کا حق ہے کہ وہ مہمان کی عزت کرے۔"

(۴) صحیحین کی ایک حدیث مبارک میں ہے کہ حضُور علیہ الصلوٰۃُ والسلام نے فرمایا ہے کہ :-

Marfat.com

صَلوٰةُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَۃِ تُضَاعَفُ عَلٰی صَلوٰتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ وَسُوْقِہٖ خَمْسَۃً وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا۔

ترجمہ "آدمی کی وہ نماز جو وہ مسجد میں با جماعت ادا کرے اُس نماز سے پچیس گنا زیادہ اجر و ثواب رکھتی ہے جو وہ اپنے گھر میں یا بازار میں ادا کرے۔"

اِس کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ :-

"جب بندہ وضو کر کے مسجد میں جاتا ہے اور اُس کا مقصد صرف نماز پڑھنا ہوتا ہے تو اُس کے ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند فرما دیا جاتا ہے اور اُس کی خطا معاف فرما دی جاتی ہے۔"

نیز فرمایا کہ :-

"پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اُس وقت تک برابر اُس کے حق میں رحمت کی دُعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنے مُصلّے پر رہتا ہے..... فرشتے یہ دُعا کرتے ہیں۔ اے اللہ! اِس بندے پر خاص عنایت فرما، اے اللہ! اِس پر رحم فرما....."

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ :-

"جب تک تم میں سے کوئی نماز کے انتظار میں مسجد کے اندر بیٹھا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ برابر نماز ہی کے اندر رہتا ہے۔"

۵ حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ :-

اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاھَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُوْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ فَاِنَّ اللہَ یَقُوْلُ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ (جامع ترمذی، سُنن ابنِ ماجہ)

Marfat.com

ترجمہ "جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد سے تعلق رکھتا ہے اور مسجد کی خدمت و نگہداشت کرتا ہے تو اُس کے لیے ایمان دار ہونے کی گواہی دو کیونکہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو وُہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔"

(۶) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ :-

مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔ (صحیحین)

ترجمہ "جو کوئی اللہ کی رضا کی خاطر مسجد تعمیر کرائے گا، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر تعمیر فرمائے گا۔"

(۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ :-

اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِبِنَآءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ يُّنَظَّفَ وَيُطَيَّبَ۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

ترجمہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم فرمایا محلّوں میں مسجدیں بنانے کا، اُن کو صاف ستھرا رکھنے کا اور اُن میں خوشبو کے اہتمام کا۔"

بدبُودار چیز کھا کر مسجد میں آنا مکرُوہ بھی ہے اور ممنوع بھی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ "جو شخص اِس بدبُودار درخت (پیاز یا لہسن) سے کھائے وہ ہماری مسجد کے نزدیک نہ آئے۔ جس چیز سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے اُس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔"

Marfat.com

(۸) نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِى الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالْاِشْتِرَآءِ وَاَنْ يَّتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِى الْمَسْجِدِ۔ (جامع ترمذی سنن ابی داؤد)

ترجمہ "منع فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مسجدوں میں شعر و شاعری کرنے سے، خرید و فروخت کرنے سے، اور اس بات سے بھی کہ جمعہ کے دن لوگ نماز سے پہلے مسجد میں اپنے اپنے حلقے بنا کر بیٹھیں۔"

(۹) حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ:-

جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِيْنَكُمْ وَشِرَائَكُمْ وَبَيْعَكُمْ وَخُصُوْمَاتِكُمْ وَرَفْعَ اَصْوَاتِكُمْ وَاِقَامَةَ حُدُوْدِكُمْ وَسَلَّ سُيُوْفِكُمْ۔ (سنن ابن ماجہ)

ترجمہ "تم اپنی مساجد سے الگ اور دُور رکھو اپنے چھوٹے بچوں اور دیوانوں کو، اپنی خرید و فروخت کے معاملات کو، اپنے باہمی جھگڑوں کو اور شور و شغف کو، حدوں کے قائم کرنے کو اور اپنی تلواریں بے نیام کرنے کو۔"

(۱۰) حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ:-

يَاْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِىْ مَسَاجِدِهِمْ فِىْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ۔

(بیہقی)

ترجمہ "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ لوگ مساجد میں دُنیوی معاملات پر بات چیت کرنے لگیں گے۔ تم ان کے پاس مت بیٹھنا۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں سے کوئی واسطہ نہیں۔"

Marfat.com

مسجد میں ممنوعات

ممنوع ہے

① ناپاک جسم کے ساتھ مسجد میں داخل ہونا، مثلاً اگر غسل کی حاجت ہو یا عورت حیض و نفاس کی حالت میں ہو۔

② مسجد میں کوئی نجس چیز لے جانا۔

③ بول و براز کرنا، فصد کھلوانا اور صحبت کرنا حرام ہے چاہے مسجد کی چھت ہو یا مسجد کا تہہ خانہ ہو۔ غرض نیچے سے اوپر تک سب مسجد کے حکم میں داخل ہے۔

④ مسجد میں لڑائی جھگڑا کرنا، شور و غل کرنا، کسی کو زد و کوب کرنا۔

⑤ مسجد میں ستر کھولنا۔

⑥ مسجد میں کسی جاندار کی تصویر یا مجسمہ لٹکانا۔

⑦ مسجد کی دیواروں اور محراب میں ایسی زیبائش کرنا جس سے نمازی کی یکسوئی میں خلل واقع ہو۔

جائز نہیں

① مسجد میں تھوکنا، ناک صاف کرنا (اپنے کپڑے یا رومال سے ناک صاف کر سکتا ہے)۔

② مسجد کو گزرگاہ بنانا۔

③ مسجد میں دنیاوی کام کرنا، خرید و فروخت کرنا۔

④ ہر وہ کام یا حرکت جو دوسرے نمازیوں کے لیے باعثِ تکلیف ہو یا اُن کی عبادت میں خلل پذیر ہو۔

⑤ ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کرنا۔

⑥ نمازیوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے جانا۔

⑦ مسجد میں سوال کرنا بے ادبی ہے کہ اللہ کے گھر انسان غیر اللہ سے مانگتا پھرے۔

Marfat.com

مسجد میں مکروہات

مکروہ ہے

(۱) کوئی بدبُودار چیز کھا کر مسجد میں آنا یا بدبُودار چیز مسجد میں لانا۔

(۲) مسجد کے اندر جنازہ لانا۔

(۳) بدبُودار تیل مسجد کے اندر جلانا۔

(۴) مسجد کے اندر پیٹ کی ریح خارج کرنا۔

(۵) مسجد میں بال گرانا، کھٹمل وغیرہ مارنا۔

مسجد میں کرنے والے کام

(۱) مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھا جائے۔

(۲) مسجد میں داخلہ کے وقت داخل ہونے کی دُعا پڑھی جائے۔

(۳) مسجد میں باوضو داخل ہونا چاہیئے۔

(۴) مسجد میں ذکر و فکر، عبادت و ریاضت اور تلاوتِ کلام اللہ میں مصروف رہنا چاہیئے۔

(۵) مسجدوں میں صفائی، پاکیزگی، خوشبو اور آبادی کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

(۶) مسجد سے باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پیر باہر نکالیں اور یہ دُعا پڑھیں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ ۔

ترجمہ "اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کی درخواست کرتا ہوں۔"

مسجد کی نماز کے فضائل

(۱) حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا:۔

صَلٰوۃٌ فِیۡ مَسۡجِدِیۡ ھٰذَا خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ صَلٰوۃٍ فِیۡمَا سِوَاہُ اِلَّا الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ۔ (صحیح بخاری)

ترجمہ "میری مسجد میں ادا کی جانے والی نماز اُن ہزار نمازوں سے افضل ہے جو کسی اور مسجد میں ادا کی گئی ہوں سوائے مسجد حرام کے"

(۲) ایک اور حدیث مبارک میں وارد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:
"اگر مجھے معذور افراد کا خیال نہ ہوتا تو میں اُن کے گھروں کو آگ لگا دیتا جو مسجد کو چھوڑ کر گھروں میں نماز پڑھتے ہیں"

(۳) منافقین کی نشانیوں کے باب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ فجر اور عشاء کی نماز میں مسجد سے غائب رہتے ہیں۔

مسجد میں نماز ادا کرنے کے اجرِ عظیم کے علاوہ نمازی جتنے قدم چل کر مسجد میں آتا ہے وہ قدم بھی اس کے قُربِ الٰہی کے درجات کی بُلندی اور گناہوں میں تخفیف کا باعث ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

عورتوں کا مسجد میں آنا

(۱) مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چونکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھایا کرتے تھے اس لیے صحابیات کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے مسجد میں آکر نماز پڑھا کریں مگر بعض صحابی اپنی بیویوں کو اس کی اجازت نہ دیتے تھے۔
اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا:-

اِذَا اسْتَاْذَنَکُمْ نِسَآءُکُمْ بِاللَّیْلِ فَاْذَنُوْلَھُنَّ۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ترجمہ "جب تمہاری عورتیں رات کو مسجد میں جانے کی اجازت مانگیں تو اجازت دے دیا کرو"

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

لَا تَمْنَعُوْا نِسَآءَکُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُیُوْتُھُنَّ خَیْرٌ لَّھُنَّ۔

(سنن ابی داود)

Marfat.com

ترجمہ "اپنی عورتوں کو مساجد میں جانے سے منع نہ کیا کرو. اور ان کے لیے بہتر اُن کے گھر ہیں"

(۳) حضرت اُمِ حمید سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضُور علیہ الصلوٰۃُ والسلام سے عرض کی:۔ "میں چاہتی ہوں کہ آپ کے ساتھ (مسجد میں) نماز ادا کروں" حضُور علیہ الصلوٰۃُ والسلام نے فرمایا کہ "مَیں جانتا ہوں کہ تمہیں میرے ساتھ نماز ادا کرنے کی بڑی خواہش ہے لیکن تمہاری اپنے گھر کے اندرُونی حصّے میں پڑھی ہوئی نماز اُس نماز سے افضل ہے جو تم اپنے بیرُونی دالان میں پڑھو اور تمہارا بیرونی دالان میں نماز پڑھنا اِس سے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھو اور اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھنا اِس سے بہتر ہے کہ تم اپنے قبیلہ کی مسجد میں نماز پڑھو اور اپنے قبیلہ کی مسجد میں تمہارا نماز پڑھنا اِس سے بہتر ہے کہ تم میری مسجد میں آکر نماز پڑھو"

(مسند احمد)

(۴) گویا ایک طرف تو حضُور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مَردوں کو حکم فرمایا کہ اپنی عورتوں کو مسجدوں میں نماز پڑھنے سے نہ روکیں اور دوسری طرف عورتوں سے فرمایا کہ وہ اپنے گھروں میں نماز پڑھا کریں تو زیادہ بہتر ہے لیکن بعد میں جب عورتوں اور مَردوں کے حالات میں تبدیلی آئی اور فتنوں کا اندیشہ پیدا ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:۔

لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ۔

(صحیح بخاری صحیح مسلم)

ترجمہ "اگر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان باتوں کو دیکھتے جو عورتوں نے (اپنے طرزِ زندگی میں) اپنالی ہیں تو آپ اُن کو مسجدوں میں جانے سے منع فرما دیتے، جس طرح کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو اگلے انبیا

کے زمانے میں) روک دیا گیا تھا "

گھر کی نماز

① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ :-

" اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ اپنے گھروں میں بھی نمازیں پڑھا کرو " (بخاری و مسلم)

② چنانچہ مسنون ہے کہ سنتیں اور نوافل گھر میں ادا کیے جائیں۔ مستورات اپنے گھروں میں اعتکاف کیا کریں۔ اِس مقصد کے لیے گھر میں کوئی جگہ خالی کرلی جائے اور اُس کو پاک صاف کرکے خوشبو سے مہکایا جائے۔ (ابوداؤد)

تحیۃ المسجد

مسجد میں داخل ہونے پر دو یا چار رکعات برائے " تحیۃ المسجد " پڑھنے کا بڑا ثواب ہے۔ اگر بار بار مسجد میں جانا پڑے تو ایک بار ہی " تحیۃ المسجد " پڑھ لینا کافی ہے اگر وقت مکروہ ہو مثلاً غروبِ آفتاب یا طلوعِ آفتاب کا وقت ہو یا نماز ادا کرنے کا وقت بہت تنگ ہو یا وضو نہ ہو تو " سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ " پڑھ لیا جائے۔

Marfat.com

باجماعت نماز

(۱) فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ (پ البقرہ ۴۳)

ترجمہ "اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

یعنی باجماعت نماز پڑھا کرو۔

(۲) حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ :۔

مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيْ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ اِتِّبَاعِهٖ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ صَلّٰى۔ (سنن ابی داؤد)

ترجمہ "جو شخص اذان سُنے اور نمازِ باجماعت سے روکنے والا کوئی عذر بھی موجود نہ ہو تو اگر وہ جماعت میں شامل نہ ہو تو اُس کی نماز اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہ ہوگی۔ عرض کی گئی کہ عُذر سے کیا مراد ہے؟ فرمایا جان و مال کا خوف یا بیماری۔

(۳) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "کسی بستی میں یا صحرا میں تین آدمی ہوں اور وہ باجماعت نماز نہ پڑھتے ہوں تو اُن پر شیطان ضرور غلبہ پالے گا اور پھر فرمایا :۔

فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنَّمَا يَاْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ۔

(مسند احمد، نسائی، سنن ابی داؤد)

ترجمہ "پس تم اپنے اُوپر جماعت کو لازم کرلو کیونکہ گلے سے الگ رہنے والی بھیڑ کو بھیڑیا کھاجاتا ہے۔"

(۴) صحیح مسلم کی ایک حدیث میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

"ہم نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ باجماعت نماز نہ پڑھنے والا یا تو کوئی منافق ہوتا جس کی منافقت ڈھکی چھپی نہ ہوتی تھی یا وہ کوئی مریض ہوتا۔ اور بعض مریض ایسے بھی ہوتے تھے کہ دو آدمیوں کے سہارے چل کر مسجد میں باجماعت نماز کے لیے آتے تھے۔"

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:-

منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے بڑھ کر اور کوئی نماز گراں نہیں گزرتی حالانکہ اگر وہ جانتے کہ اُن میں کتنا اجر و ثواب اور کتنی برکات پائی جاتی ہیں تو وہ گھٹنوں کے بل بھی چل کر آتے۔"

پھر فرمایا کہ:-

"میرے دل میں آتا ہے کہ کسی دن مؤذن کو حکم دوں کہ وہ جماعت کے لیے اذان کہے اور پھر میں کسی کو امامت کا حکم دوں کہ وہ جماعت کی امامت کرے اور میں خود ہاتھ میں آگ کے فتیلے لے کر اُن لوگوں کو آگ لگا دوں جو اذان سُن کر بھی نماز باجماعت کے لیے گھروں سے نہیں نکلتے۔" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۶) حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:-

لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ عَنْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ أَوْ لَأُحَرِّقَنَّ بُيُوتَهُمْ۔

(ابنِ ماجہ، کنز العمال)

ترجمہ "لوگوں کو چاہیئے کہ وہ ترکِ جماعت سے باز آجائیں ورنہ مَیں اُن کے گھروں کو آگ لگا دوں گا۔"

(۷) ترکِ جماعت کی اجازت صرف شرعی عُذر کی بنا پر ہے۔ مثلاً ایسی سخت بیماری کہ انسان چلنے پھرنے کے قابل نہ ہو یا شدید طوفانِ باد و باراں ہو کہ مسجد میں حاضری آسان نہ ہو۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:۔

"سردی اور بارش کی رات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مؤذن کو حکم فرما دیتے تھے کہ اذان کے بعد یہ اعلان بھی کر دو کہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیں۔" (صحیح بخاری و مسلم)

(۸) "رات کا کھانا سامنے رکھ دیا جائے اور دوسری طرف مسجد میں جماعت شروع ہو جائے تو پہلے کھانا کھانا ضروری ہے۔ جب تک کھانے سے فراغت نہ ہو جائے جلد بازی سے کام نہ لیا جائے۔"

(صحیح بخاری و مسلم)

(۹) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

"جماعت کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو استنجے کا تقاضا ہو تو چاہیئے کہ پہلے استنجے سے فارغ ہو لو۔" (جامع ترمذی)

مطلب یہ کہ بیماری یا طوفانِ یا دوباراں یا سخت سردی یا کھانے پینے کی حالت یا پیشاب و پاخانہ کی حاجت کی صورت میں جماعت سے غیر حاضری کی اجازت ہے ویسے نہیں۔

(۱۰) صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:۔

صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً۔

ترجمہ "باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ افضل ہے۔"

(۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

"جو شخص چالیس دن تک ہر نماز باجماعت ادا کرے اور اس کی کوئی بھی تکبیرِ اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو تو اس کے لیے دو باتوں سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔ ایک آتشِ دوزخ سے نجات اور دوسرے نفاق

سے نجات۔" (جامع ترمذی)

(۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"جس شخص نے اچھے طریقے سے وضو کیا، پھر وہ باجماعت نماز پڑھنے کی غرض سے مسجد میں گیا تو اُس نے دیکھا کہ لوگ باجماعت نماز پڑھ چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُسے جماعت میں شامل لوگوں کے برابر اجر دے گا اور اُن لوگوں کے اجر و ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔" (سنن ابوداؤد، سنن نسائی)

جماعت میں صف بندی

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:۔

سَوُّوا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ۔ (صحیح بخاری و مسلم)

ترجمہ "لوگو! نماز میں صفوں کو برابر کیا کرو کیونکہ صفوں کو سیدھا کرنا اور برابر کرنا نماز اچھی طرح ادا کرنے کا جزو ہے۔"

(۲) حضرت بشیر بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری صفوں کو اِس قدر سیدھا اور برابر کرتے تھے کہ "كَاَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ" گویا آپ صفوں کے ذریعے تیر سیدھے کریں گے۔ یہاں تک کہ آپ کو خیال ہو گیا کہ اب ہمیں صفیں بنانے کی سمجھ آگئی ہے۔ ایک دن آپ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھانے کے لیے اپنی جگہ پر کھڑے ہُوئے، قریب تھا کہ آپ تکبیر فرما کر نماز شروع کرا دیں کہ آپ کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑ گئی جس کا سینہ صَف سے نکلا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا:۔

يَا عِبَادَ اللهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ۔ (صحیح مسلم)

Marfat.com

ترجمہ" اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا اور بالکل برابر کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے رُخ ایک دوسرے کے خلاف کر دے گا۔"

(۳) حضرت ابُو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:۔

حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نماز میں ہمیں برابر کرنے کے لیے ہمارے مونڈھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے کہ برابر ہو جاؤ اور مختلف نہ ہو ورنہ اِس کی سزا میں تمہارے دل ایک دوسرے سے مختلف ہو جائیں گے۔ نیز آپ فرماتے تھے کہ تم میں سے دانش منداور سمجھ دار لوگ میرے قریب ہو جائیں، اُن کے بعد وہ لوگ ہوں جو اِس صفت میں اُن سے قریب ہوں اور اِس کے بعد وہ جو اُن سے قریب ہوں"

(صحیح مسلم)

معلوم ہُوا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تعلیم یہ ہے کہ:۔

(۱) لوگ نماز کی جماعت میں صفیں بنا کر پُورے سکون اور سنجیدگی کے ساتھ برابر کھڑے ہوں۔

(۲) صفیں بالکل سیدھی ہوں اور کوئی شخص صف میں آگے پیچھے نہ ہو۔

(۳) پہلے اگلی صف پُوری کر لی جائے اور اُس کے بعد پچھلی صف شروع کی جائے۔

(۴) اہلِ علم و دانش اگلی صفوں میں اور امام کے قریب کھڑے ہونے کی کوشش کریں۔

(۵) چھوٹے بچّے پیچھے کھڑے ہوں۔

(۶) امام سب سے زیادہ متقی اور صاحبِ علم ہو۔ وہ سب سے آگے درمیان میں کھڑا ہو۔

(۷) اگر جماعت میں عورتیں شریک ہوں تو اُن کی صف سب سے پیچھے ہو۔

Marfat.com

صفِ اوّل کی اہمیّت

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ :-

اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِیْ یَلِیْہِ فَمَا کَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْیَکُنْ فِی الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ۔ (سُنن ابو داؤد)

ترجمہ " پہلے اگلی صفیں پُوری کیا کرو، پھر اُس کے قریب والی تاکہ اگر کوئی نقص یا کمی ہو تو وہ آخری صف ہی میں رہے"۔

(۲) حضرت اُبو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ :-

" اللہ تعالیٰ صفِ اوّل پر رحمت فرماتا ہے اور اُس کے فرشتے صفِ اوّل والوں کے لیے رحمت کی دُعا کرتے ہیں"۔ عرض کی گئی کہ " یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلّم کیا دوسری صف والوں کے لیے بھی"؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوبارہ فرمایا " اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور اُس کے فرشتے رحمت کی دُعا کرتے ہیں صفِ اوّل والوں کے لیے"۔ . . . دوسری صفّ کے لیے تیسری بار سوال کے جواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر وُہی الفاظ دُہرائے تو چوتھی بار پھر عرض کی گئی کہ دوسری صف والوں کے لیے بھی؟ تو آپ نے فرمایا" اور دوسری صف والوں کے لیے بھی"۔ (مسند احمد)

(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ :-

" اگر لوگوں کو پہلی صف میں کھڑے ہونے کا اجر وثواب معلوم ہو جائے اور اُس کے صِلے کا پتہ چل جائے تو اتنی کشمکش شروع ہو جائے کہ اس کے لیے قرعہ اندازی کرنی پڑے"۔ (بخاری و مسلم)

صفوں کی ترتیب

(۱) حضرت اُبو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔
"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز قائم فرماتے وقت پہلے مَردوں کو صف بستہ کیا، اُن کے پیچھے بچوّں کی صف بنائی، اِس کے بعد نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا میری اُمّت کی نماز کا یہی طریقہ ہے۔" (سنن ابی داؤد)

گویا بچوں کو مرد نمازیوں کی صف سے پچھلی صف میں کھڑا ہونا چاہیئے۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔
"مَیں نے اپنے گھر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھی، میرے ساتھ یتیم (میرا بھائی) بھی تھا اور ہماری والدہ اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہم دونوں کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔" (صحیح مسلم)

گویا عورتوں کو مَردوں کے ساتھ تو کہاں؟ اپنے کمسن بچوں کے ساتھ بھی کھڑے ہونے کی اجازت نہیں خواہ وہ تنہا ہی ہوں۔

مسئلہ: مرد نمازیوں کو صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر صف بھر چکی ہو اور کوئی اکیلا رہ گیا ہو تو اُس کو چاہیئے کہ اگلی صف میں سے کسی کو پیچھے ہٹا کر اپنے ساتھ کھڑا کرلے۔

(۳) حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں روایت فرماتے ہیں کہ:۔
"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ پچھلی صف میں اکیلا نماز پڑھ رہا ہے تو آپ نے اُس کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم فرمایا۔" (جامع ترمذی، مسند احمد)

(۴) اگر نمازی صرف دو ہوں یعنی ایک امام اور دوسرا مقتدی تو مقتدی کو امام

Marfat.com

کے دائیں ہاتھ کھڑا ہونا چاہیئے اور جب دو مقتدی ہو جائیں تو وہ دونوں امام کے پیچھے جا کر صف بنالیں۔ اِس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کے لیے کھڑے ہوئے اِس دوران مَیں پہنچ گیا اور آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے پیچھے سے مجھے گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔ اتنے میں جبار بن صخر آ گئے۔ وہ نماز کی نیت کر کے آپ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو آپ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر پیچھے کی جانب کھڑا کر لیا۔"

(صحیح مسلم)

مسائلِ جماعت

(۱) جماعت سے قبل تکبیر کہنا ضروری ہے۔

(۲) نماز کے درمیان جماعت میں شامل ہونے والا جس حال میں امام کو پائے تکبیرِ تحریمہ کہہ کر، (اللہ اکبر) کہہ کر جماعت میں شامل ہو جائے، امام خواہ رکوع میں ہو یا سجدہ میں ہو امام کا رکوع و سجدہ سے اُٹھنے کا انتظار نہ کرے۔ حضرت علی المرتضیٰ و حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ وَالْإِمَامُ عَلٰى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْإِمَامُ۔ (جامع ترمذی)

ترجمہ "جب تم میں سے کوئی نماز کی جماعت میں شامل ہونے آئے اور امام کسی حال میں ہو تو آنے والا وہی کام کرے جو امام کر رہا ہو"

یعنی اگر امام رکوع میں ہے تو وہ بھی رکوع میں شامل ہو جائے۔ اگر امام سجدہ میں ہے تو وہ بھی سجدہ میں چلا جائے۔

Marfat.com

۳) اگر امام سجدہ میں ہو تو آنے والا تکبیرِ تحریمہ (اللہ اکبر) کہہ کر تھوڑی دیر قیام کر کے سجدہ میں چلا جائے۔ اُسے رکوع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ اکبر کہنا اور قیام کرنا فرض ہیں اس لیے اُن کی پابندی ضروری ہے۔

۴) رکوع ہو چکنے کے بعد جماعت میں شامل ہونے والے کی رکعت نہیں ہوئی اِس لیے اِمام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اُٹھ کر وہ رکعت پُوری کر لے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ:-

"جب تم نماز کے لیے آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں تو تم سجدہ میں شریک ہو جاؤ اور اُس کو کچھ شمار نہ کرو اور جس نے امام کے ساتھ رکوُع پالیا اس نے نماز (کی وہ رکعت) پالی"

(سنن ابی داؤد)

۵) صف میں کاندھا مِلا کر کھڑے ہوا کریں۔ درمیان میں ہرگز خلا نہ رہنے دیا کریں اور صف بالکل سیدھی رکھا کریں۔ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا فرمان ہے:

"صف میں خَلا رہ گیا تو شیطان تمہارے درمیان گھُس آئے گا اور صف کج ہوگی تو اندیشہ ہے کہ تمہارے دل کج ہو جائیں"

۶) نماز جماعت سے پڑھنا سُنّتِ مؤکدہ ہے۔ بعض ائمہ نے تو اِسے فرض اور واجب بھی کہا ہے۔ اگر نمازی صرف دو ہوں تو بھی جماعت ہو سکتی ہے۔ ایک امام بن جائے تو دوسرا مقتدی ہو جائے۔ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنی آخری شدید بیماری کے دوران ذرا طبیعت سنبھلنے پر دو حضرات کے سہارے مسجد میں آکر نماز باجماعت ادا فرمائی اور اِس طرح اپنی امت کو جماعت کی اہمیت سے آگاہ فرمایا۔

۷) مندرجہ ذیل افراد پر جماعت کی پابندی لازم نہیں ہے:-

"عورتیں، بیمار، بیمار کا تیماردار، نابالغ بچے، معذور افراد، ضعیف العمر بُوڑھے اور نابینا افراد"

۸) ترکِ جماعت کے عُذر مندرجہ ذیل ہو سکتے ہیں:-

Marfat.com

"شدید طوفانِ باد و باراں، شدید سردی، ستر پوشی کے لیے لباس کی نایابی، راستے کا مخدوش ہونا، خوفِ جان ومال، شدید بیماری، بیمار کی تیمارداری کی مصروفیت، شدید بھوک اور کھانا سامنے رکھا ہونا، پیشاب و پاخانہ کی حاجت وغیرہ"

نماز باجماعت کا طریقہ

(۱) نماز شروع کرنے سے پہلے امام کو چاہیئے کہ پہلے صفیں سیدھی ہونے اور مقتدیوں کے مل کر کھڑا ہونے کا یقین کرے کہ نمازیوں کے درمیان کوئی خلا نہ ہو۔

(۲) مقتدی صرف ایک ہو تو امام کے دائیں طرف تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو۔ دورانِ جماعت اگر کوئی دوسرا مقتدی شامل ہو جائے تو پہلا مقتدی خود بخود امام کے پیچھے چلا جائے یا دوسرا مقتدی پہلے مقتدی کو آہستہ سے پیچھے ہٹالے اور دونوں دوسری صف میں کھڑے ہو کر نماز پوری کریں۔ دوسری صورت یہ بھی ہے کہ اگر امام کے آگے جگہ خالی ہو تو خود امام دوسرے مقتدی کی موجودگی پاکر آگے ہو جائے اور دونوں مقتدی اکٹھے ہو جائیں۔

(۳) پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ پہلے مردوں کی صفیں ہوں، پھر چھوٹے اور نابالغ بچوں کی صفیں اور آخر میں عورتوں کی صفیں ہوں۔ امام کے پیچھے سے کھڑا ہونا شروع کریں اور اس کے دونوں طرف تقریباً برابر نمازی ہوں۔ صفِ اول میں کھڑا ہونا زیادہ افضل ہے۔ پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ جب پہلی صف مکمل ہو تو تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہیئے لیکن خیال رہے کہ پچھلی صف میں اکیلا نہیں کھڑا ہونا چاہیئے بلکہ اگلی صف سے کسی کو اشارے سے پیچھے ہٹا کر اپنے ساتھ صف بنا کر کھڑا کر لینا چاہیئے۔

(۴) جماعت کی ابتداء اقامت سے کی جائے۔ اقامت کے بعد امام تکبیرِ تحریمہ کہے اور پھر مقتدی بھی نماز کی نیت سے تکبیرِ تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔

(۵) تکبیرِ تحریمہ کے بعد امام ثنا، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے گا جبکہ مقتدی تکبیرِ تحریمہ کے بعد صرف ثنا پڑھیں گے اور پھر خاموش کھڑے ہو جائیں گے اور پڑھیں گے

Marfat.com

کچھ بھی نہیں۔

(۶) اگر امام قراءت بلند آواز سے کر رہا ہو تو مقتدی قرأت کو توجہ سے سُنیں اور "وَلَا الضَّآلِّیْنَ"، پر آمین کہیں۔

(۷) امام جماعت کی نماز طویل نہ کرے۔ مقتدی امام کے ساتھ رکوع سجود اور قیام وقعود کریں۔ امام سے پہلے حرکت کرنا سخت گناہ ہے۔

(۸) "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" کے جواب میں مقتدی "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کہیں۔ رکوع وسجود میں تسبیح پڑھیں اور قعدہ میں تشہد، دُرود شریف اور دُعائیں پڑھیں اور امام کے سلام پھیرنے پر دائیں بائیں سلام پھیر لیں۔

نماز باجماعت کے مسائل

(۱) نابالغ بچے کے پیچھے نہ تو مرد کی نماز ہوتی ہے اور نہ ہی عورت کی۔ البتہ نمازِ تراویح میں نابالغ حافظ سامع ہو سکتا ہے اور دوسری عام نمازوں میں بھی لقمہ دے کر اصلاحِ نماز کرا سکتا ہے۔

(۲) مندرجہ ذیل قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے:۔

۱۔ فاسق شخص۔ یعنی وہ شخص جو کسی گناہ میں جانتے بوجھتے مبتلا رہتا ہے۔

۲۔ داڑھی نہ رکھنے والا یا داڑھی کُترا کر قبضہ بھر سے کم رکھنے والا۔

۳۔ معذور و نابینا شخص کے پیچھے غیر معذور و بینا افراد کی نماز۔

۴۔ مقرر شدہ امام کی موجودگی میں اُس کی اجازت لیے بغیر کسی اور کا امامت کرنا۔

۵۔ جاہل، گنوار اور وَلد الزّنا (حرامی)

(۳) مندرجہ ذیل افراد کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی:۔

۱۔ دیوانہ، نشہ میں مدہوش، کافر و مُشرک۔

۲۔ نابالغ بچہ۔

۳۔ عورت کے پیچھے مَردوں کی نماز۔

۴. کھلے ہوئے ستر والے کے پیچھے ڈھکے ہوئے ستر والے کی نماز۔

۵. اشارے سے نماز پڑھنے والے کے پیچھے رکوع و سجود کرنے والے کی نماز۔

(۴) مجبوری کی حالت میں یا بہتر امام کی نایابی کی صورت میں اکیلے نماز پڑھنے کی بجائے داڑھی نہ رکھنے والے یا کترانے والے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے۔ اس صورت میں محتاط نابینا کے پیچھے بھی نماز پڑھ لی جائے۔

(۵) عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا اور پڑھانا افضل ہے مگر اس کو امامت کے لیے شرط قرار دینا درست نہیں ہے۔

(۶) امام اگر بھول کر تکبیر تحریمہ یا کوئی دوسری تکبیر بلند آواز سے کہنے کی بجائے آہستہ کہہ لے تو نماز ہو جائے گی۔ سجدۂ سہو نہ ہو گا، اس صورت میں مقتدی امام کی پیروی کرے۔ (شامی)

(۷) مقتدی کے لیے لازم و ضروری ہے کہ امام کی اقتداء کی نیت کرے۔

(۸) امام کی نماز فاسد ہو جائے تو مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔

(۹) کسی واجب کے چھوٹ جانے پر امام اگر سجدۂ سہو کرے تو مقتدیوں کو بھی امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرنا لازم ہے۔

جماعت کی امامت

جماعت کی امامت کرنا کوئی معمولی اور عام سا کام نہیں ہے بلکہ بہت اہم اور بھاری ذمہ داری ہے کیونکہ امامت دراصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت ہے اس لیے امام ایسے شخص کو بنانا ضروری ہے کہ جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علمی و دینی وراثت میں سے زیادہ حصّہ نصیب ہوا ہو اور جو اس عظیم منصب کا سب سے زیادہ اہل ہو۔ اور نماز و طہارت کے مسائل سے اچھی طرح واقف ہو۔

امامت کے لیے سب سے زیادہ موزوں وہ شخص ہے جو قرآن فہمی میں سب سے زیادہ بڑھ کر ہو۔ جس نے قرآن یاد کیا ہو، اُسے سمجھا ہو اور خود کو قرآنی تعلیمات کے مطابق

Marfat.com

ڈھالا ہو۔

اگر ایسا ہو کہ سب نمازی اِس وصف میں برابر ہوں تو پھر اُس شخص کو اِمامت کے لیے ترجیح دی جائے جو سُنّت و شریعت کے علم میں دوسروں سے ممتاز ہو۔

اگر اِس صفت میں بھی سب نمازی یکساں ہوں تو پھر اخلاق و کردار و تقوے میں جو شخص نمایاں ہو، اُسے امام بنایا جائے۔

اگر اِن صفات میں بھی سب نمازی یکساں نظر آئیں تو اِمامت کے لیے عمر میں سب سے بڑے شخص کو ترجیح دی جائے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ :۔

اِجْعَلُوْا اَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ فَاِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ رَبِّكُمْ۔ (بیہقی ، دارقطنی)

ترجمہ " ان لوگوں کو اپنا اِمام بناؤ جو تُم میں سے اچھے اور بہتر ہوں کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان نمائندگی کرتے ہیں"

حضرت اَبُومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ :۔

جماعت کی امامت وہ کرے جو اُن میں سب سے زیادہ کتابُ اللہ کا جاننے والا ہو۔ اگر اس میں سب یکساں ہوں تو پھر وہ آدمی اِمام بنے جو سُنّت کا علم زیادہ جانتا ہو۔ اگر اِس میں بھی سب برابر ہوں تو سب سے پہلے ہجرت کرنے والا امام بنے۔ اگر اِس صُورت میں بھی سب برابر ہوں تو سب سے زیادہ عمر والا اِمام بنے" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید فرمایا کہ " کوئی آدمی دوسرے آدمی کے حلقۂ سیادت میں اُس کا اِمام نہ بنے اور اُس کے گھر میں اُس کی نشستگاہ پر اُس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے"

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :۔

" جو شخص جماعت کا امام بنا، اُسے چاہیئے کہ اللہ سے ڈرے اور جان لے کہ وہ (مقتدیوں کی نماز کا) ضامن ہے اور اُس سے اِس ضمانت (ذمہ داری) کے بارے میں پوچھا جائے گا۔۔۔۔ اگر اُس نے اچھی طرح نماز پڑھائی تو اُسے مقتدیوں کے مجموعی ثواب کے برابر ثواب ملے گا، اِس کے بغیر کہ مقتدیوں کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ اور اگر نماز میں کوئی نقص یا کمی واقع ہو گئی تو اس کا بوجھ صرف امام پر ہو گا۔" (معجم اوسط طبرانی)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :۔

"جن اماموں کے مقتدی اُن سے خوش ہوں گے وہ قیامت کے دن مُشک کے ٹیلوں پر ہوں گے اور اُس دن انہیں کوئی گھبراہٹ نہیں ہو گی۔" (ترمذی)

جماعت میں مقتدیوں کی رعایت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ :۔

"جب تم میں سے کوئی لوگوں کا امام بن کر نماز پڑھائے تو اُسے چاہیئے کہ وہ ہلکی نماز پڑھائے (یعنی نماز کو زیادہ لمبا نہ کرے) کیونکہ مقتدیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں، کمزور بھی اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں۔ اور جب تمہیں اکیلے نماز پڑھنی ہو تو چاہے جتنی لمبی نماز پڑھ لو۔" (صحیحین)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک صحابیؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی کہ :۔

Marfat.com

"بخدا میں فلاں شخص کی وجہ سے فجر کی نماز میں شریک نہیں ہوتا کہ وہ بہت طویل نماز پڑھاتے ہیں" اُس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے خطبہ دیا اور میں نے خطبہ کے دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے زیادہ غصّے میں کبھی نہیں دیکھا اور آپ نے فرمایا "تم میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو (اپنے غلط طرزِ عمل سے اللہ کے بندوں کو) دُور بھگانے والے ہیں۔ جو کوئی تم میں سے لوگوں کا اِمام بنے اور اُن کو نماز پڑھائے تو نماز اختصار سے پڑھائے کیونکہ مقتدیوں میں ضعیف بھی ہوتے ہیں، بُوڑھے بھی اور کام کاج کرنے والے بھی"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"نماز شروع کرتا ہوں اور میرا ارادہ ذرا لمبی نماز پڑھنے کا ہوتا ہے کہ مَیں کسی بچّے کے رونے کی آواز سُنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ بچّے کے رونے سے اُس کی ماں کا دل کس قدر پریشان ہوگا"

(صحیح بخاری)

مقتدیوں کے احکام و مسائل

مقتدی کے لیے لازم ہے کہ اِمام کی مکمّل پیروی کرے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

لَا تُبَادِرُ الْإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا آمِيْنَ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

ترجمہ "امام سے سبقت نہ کرو۔ جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو۔ جب وہ "وَلَا الضَّآلِّیْنَ" کہے تو تم آمین کہو، جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" کہے تو تم کہو "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

۱. "جو شخص امام سے پہلے رکوع یا سجدے سے سر اُٹھاتا ہے اُس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

۲. جو شخص امام سے پہلے رکوع یا سجدے سے سر اُٹھاتا ہے اُس کو ڈرنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ اس کا سر گدھے جیسا کر دیا جائے۔"

متقدیوں کی قسمیں

مقتدی چار قسم کے ہوتے ہیں:۔

① — مدرک

جو امام کے ساتھ شروع ہی سے پہلی رکعت میں شامل ہو کر آخر تک نماز پڑھے وہ نمازی "مدرک" کہلاتا ہے۔

② — مسبوق

جو شخص نماز میں بعد میں آکر شامل ہو اور اُس کی ایک یا زیادہ رکعات رہ گئی ہوں اُسے "مسبوق" کہتے ہیں۔

③ — لاحق

جو شخص امام کے ساتھ ہی نماز شروع کرے لیکن دورانِ نماز سو جانے کی وجہ سے اس کی ایک یا زیادہ رکعات رہ گئی ہوں وہ لاحق کہلاتا ہے۔

Marfat.com

④ — مسبُوق لاحق

جو شخص بعد میں شریکِ نماز ہُوا ہو لیکن دورانِ نماز لاحق کی طرح اُس کی ایک یا زیادہ رکعات چھوٹ گئی ہوں وہ مسبُوق لاحق کہلاتا ہے۔

ان چاروں قسم کے مقتدیوں کے مسائل علیحدہ علیحدہ ہیں۔ جنہیں جُدا جُدا بیان کیا جاتا ہے۔

مقتدیوں کے عمُومی مسائل

① مسلکِ امامِ اعظم ابُو حنیفہ (رحمۃُ اللہ علیہ) میں اِمام کے پیچھے کسی مقتدی کا قرأت کرنا مکرُوہِ تحریمی ہے۔ اِمام کی قرأت تمام مقتدیوں کے لیے کافی ہے۔

② اِمام اور مقتدی کی نماز ایک ہی ہونی ضروری ہے یعنی امام نفل پڑھ رہا ہو تو مقتدی بھی نفل پڑھے۔ مقتدی اِمام کے پیچھے فرض کی نیت نہیں کر سکتا۔ البتہ اِمام اگر فرض پڑھ رہا ہو تو مقتدی نفل کی نیت کر سکتا ہے۔ اِمام اگر ادا نماز پڑھ رہا ہو تو مقتدی اُس کے پیچھے قضا نماز کی نیت نہیں کر سکتا۔

③ امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے والا اگر صرف ایک ہی مقتدی ہے تو وہ امام کے آگے یا امام کے برابر کھڑا نہ ہو بلکہ تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو۔ کم از کم مقتدی کی ایڑی اِمام کی ایڑی سے پیچھے ہو۔

④ امام کی اقتدا میں مقتدی مسجد کی چھت پر یا مسجد سے ملحقہ مکان میں یا ملحقہ میدان میں صرف اِس صُورت میں نماز پڑھ سکتا ہے کہ :-

۱۔ مقتدی امام سے آگے نہ ہو۔

۲۔ اقتدا سے روکنے والی کوئی چیز درمیان میں حائل نہ ہو۔

۳۔ درمیان میں زیادہ فاصلہ نہ ہو مثلاً درمیان میں کوئی گزرگاہ حائل نہ ہو۔

۴۔ امام کی تکبیروں کی آواز مقتدی تک براہِ راست یا لاؤڈ سپیکر کے ذریعے یا مکبّر کے ذریعے پہنچتی ہو۔ اگر ایسا نہ ہوا تو نماز نہیں ہوگی۔

Marfat.com

۵ مقتدیوں کی صفوں کے درمیان میں اتنا زیادہ فاصلہ نہ ہو کہ درمیان سے کوئی سواری گزر سکے۔

۶ مقتدی کے لیے لازم ہے کہ اِمام کی مکمل اِقتدار کرے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اِمام رکوع کر رہا ہو یا سجدہ کر رہا ہو اور مقتدی کھڑا ہو یا صرف ایک ہی سجدہ کر کے کھڑا ہو جائے۔

۷ جس نے فرض نماز پڑھ رکھی ہو اور پھر جماعت مل جائے تو امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے مگر فرض نماز نہیں بلکہ نفل نماز پڑھ سکتا ہے لیکن فجر اور عصر کی نماز میں ایسا بھی نہیں کر سکتا۔

۸ مقتدی نے رکوع یا سجدہ میں ابھی پُوری تین بار بھی تسبیح نہیں کہی تھی یا قعدہ میں تشہد بھی نہیں پڑھا تھا کہ اِمام رکوع یا سجدہ یا قعدہ سے کھڑا ہو گیا تو مقتدی پر لازم ہے کہ وہ بھی امام کی اقتدار میں کھڑا ہو جائے۔ وہ تسبیح یا تشہد کو پُورا نہ کرے۔

۹ مقتدی خواہ کسی بھی وجہ سے امام سے پہلے دوسرا رکن کر لے تو اُس کے لیے لازم ہے کہ وہ لوٹ آئے۔

۱۰ دورانِ نماز اگر مقتدی کا وضو ٹوٹ جائے تو سلام پھیر کر نماز توڑ دے اور تازہ وضو کر کے نئے سرے سے دوبارہ جماعت میں شامل ہو جائے۔

مسبُوق جماعت میں کس طرح شامل ہو

جو شخص نمازِ با جماعت میں ابتدار میں شامل نہ ہو سکا اور بعد میں آکر جماعت میں شامل ہوا، وہ مسبوق ہے۔ اُس کے لیے لازم ہے کہ وہ سب سے پہلے نماز کی نیت کرے۔ پھر کھڑے ہو کر اطمینان سے "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہے اور ہاتھ باندھ کر امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ کھڑا ہو جائے۔ اگر اِمام رکوع کی حالت میں ہو تو مسبُوق تکبیرِ تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھے اور پھر دوبارہ تکبیرِ تحریمہ (اللہ اکبر) کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔ اگر رکوع میں اِمام کے ساتھ ایک دفعہ بھی "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" کہہ لیا یا اِمام کے "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" کہنے سے قبل رکوع کی حالت میں ہو گیا تو اُسے وہ رکعت پُوری مل گئی، ورنہ نہیں ملی۔ یہ ضروری نہیں کہ رکعت ضرور ملے۔ رکعت ملے یا نہ ملے جماعت میں شامل ہو کر امام کی اقتدا کرے چاہے اِمام کسی بھی حالت میں ہو مسبُوق

Marfat.com

بھی اُسی حالت میں ہو جائے۔

اِمام کو رکوع کی حالت میں دیکھ کر دوڑ کر جماعت میں شامل ہونا ہرگز دُرست نہیں اسی طرح جلدی جلدی نیت کر کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھے بغیر رکوع میں چلے جانے سے نماز نہیں ہوتی کیونکہ نیت کرنے کے بعد کھڑے ہو کر تکبیرِ تحریمہ کہنا، ہاتھ باندھ کر قیام کرنا اور دوبارہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جانا ضروری ہے۔

مسبُوق اپنی بقیہ نماز اِس طرح پُوری کرے

مسبُوق جب نمازِ با جماعت میں شامل ہو جاتے تو نماز کے آخر تک امام کی اقتدار میں شریکِ نماز رہے اور جب اِمام سلام پھیرے تو مسبوق سلام نہ پھیرے بلکہ کھڑا ہو جائے اور چھُوٹی ہوئی رکعتیں اِس طرح پُوری کرے کہ اگر ایک رکعت چھُوٹی ہوئی ہو تو کھڑے ہو کر ثنا، تعوذ، فاتحہ اور کوئی سُورت پڑھے۔ اگر دُو رکعات چھُوٹی ہوئی ہوں تو پہلی رکعت میں ثنا، تعوذ، فاتحہ اور کوئی سُورت پڑھے اور دوسری رکعت میں صرف فاتحہ اور کوئی سُورت پڑھے۔ اگر تین رکعات چھُوٹی ہوئی ہوں تو پہلی رکعت میں ثنا، تعوذ، فاتحہ اور سُورت پڑھے اور دونوں سجدوں کے بعد قعدہ میں بیٹھ کر "التحیات" پڑھے اور تشہد کے بعد کھڑا ہو کر دوسری رکعت میں فاتحہ اور کوئی سُورت پڑھے اور تیسری رکعت میں صرف فاتحہ پڑھے اور پھر رکوع و سجُود کے بعد نماز مکمل کر کے سلام پھیر دے۔

مغرب کی نماز میں اگر مسبُوق کی دو رکعات چھُوٹ گئی ہوں تو پہلی رکعت ثنا سے شروع کر کے سُورت تک پڑھے اور رکوع و سجُود کے بعد قعدہ کرے اور تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت فاتحہ اور سُورت کے ساتھ پڑھ کر مکمل کرے۔

مطلب یہ کہ اگر مسبُوق کو امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی ہو تو اُسے بقیہ نماز کی پہلی رکعت ثنا سے شروع کرنی ہے اور پہلی رکعت کے بعد قعدہ ضرور کرنا ہے۔ اور اگر مسبُوق کو اِمام کے پیچھے ایک رکعت بھی نہیں ملی، یعنی وہ اِمام کی آخری رکعت کے رکوع کے بعد نماز میں شامل ہُوا ہے تو امام کے سلام کے بعد اُٹھ کر اُسے تمام نماز پُوری پڑھنی ہے۔

Marfat.com

مسبُوق کی بھول کے مسائل

(۱) نماز کے اختتام پر جب امام سلام پھیرے تو اگر مسبُوق نے بھی بھول کر سلام پھیر دیا خواہ دونوں طرف ہی پھیر دیا تو بھی کھڑا ہو جائے اور اپنی بقایا نماز پُوری کر لے اور آخر میں سجدۂ سہو کر لے لیکن اگر اُس نے سلام ٹھیک امام کے ساتھ ساتھ پھیرا اور فوراً اپنی بھول یاد آ گئی تو کھڑے ہو کر اپنی بقیہ نماز پُوری کر لے۔ اِس صُورت میں سجدۂ سہو کی بھی ضرُورت نہیں۔ البتہ سلام پھیرنے کے بعد کچھ بات چیت کر لی تو نماز فاسد ہو گئی۔ دوبارہ پڑھے۔ اِسی طرح اگر جان بُوجھ کر اِمام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو بھی نماز ختم ہو گئی۔ اُسے دوبارہ نئے سرے سے پڑھے۔

(۲) اگر اِمام نے سجدۂ سہو کے لیے سلام پھیرا اور مسبُوق بھول کر کھڑا ہو گیا تو اُسے چاہیئے کہ سلام پھیرے بغیر ہی اِمام کے ساتھ سجدۂ سہو میں چلا جائے۔

(۳) امام اپنی غلطی کی بنا پر اگر سجدۂ سہو کے لیے سلام پھیرے تو مسبُوق سجدۂ سہو کا سلام نہ پھیرے لیکن سجدۂ سہو میں اِمام کے ساتھ شرکت ضرُور کرے۔ پھر جب امام اپنی نماز مکمل کر کے سلام پھیرے تو مسبُوق کھڑے ہو کر اپنی بقیہ نماز پُوری کرے۔

(۴) امام اگر نماز کی آخری رکعت کے بعد بھی بھول کر کھڑا ہو جائے مثلاً چوتھی رکعت کے بعد بھول کر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو مسبُوق اِمام کی پیروی کرتے ہوئے نہ اُٹھے بلکہ خاموش بیٹھا رہے۔ اگر اِمام کو اپنی خطا یاد آ جائے اور وہ لَوٹ آئے تو مسبُوق اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرنے کے بعد حسبِ قاعدہ اپنی بقیہ نماز پُوری کرے۔ اگر امام نہ لَوٹے اور پانچویں رکعت بھی پُوری کر لے تو اُس کے سلام پھیرنے کے بعد مسبُوق اپنی بقیہ نماز پُوری کر لے۔

(۵) اگر مسبُوق اِمام کے سجدۂ سہو کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہُوا ہو تو بھی وہ اپنی بقیہ نماز اِمام کے آخری سلام پھیرنے کے بعد پُوری کرے۔

(۶) اگر اپنی بقیہ نماز کی ادائیگی میں مسبُوق سے کوئی سہو ہو جائے تو وہ آخر میں سجدۂ سہو کرے۔

Marfat.com

لاحق کی نماز

جماعت کے دَوران سو جانے یا ہجوم کے سبب سجدہ وغیرہ نہ کر سکنے یا کسی اور وجہ سے کوئی رکعت یا کوئی رُکنِ نماز چھوٹ جائے تو لاحق اُسے اِس طرح ادا کرے:۔

اگر سو جانے کی وجہ سے کوئی رکعت رہ گئی تو جاگنے پر پہلے اپنی چھوٹی ہوئی نماز پُوری کرے (اِس صُورت میں امام کا ساتھ اُس وقت تک چھوڑ دے) اور چھوٹی ہوئی نماز کو اِس طرح ادا کرے جس طرح اِمام کے پیچھے پڑھی جاتی ہے یعنی قیام میں قرأت نہ کرے۔ جب چھوٹی ہوئی نماز پُوری کرلے تو پھر امام کے ساتھ ہو جائے اور امام کے سلام پھیر لے کے بعد اپنی بقیہ نماز حسبِ قاعدہ پُوری کرے۔ اگر امام نے اُس وقت سلام پھیر دیا کہ جب وہ اپنی چھُوٹی ہوئی نماز پُوری کر رہا تھا تو لاحق اپنی باقی نماز حسبِ قاعدہ پُوری کرے۔ اپنی چھُوٹی ہوئی نماز کی ادائیگی میں لاحق سے اگر کوئی سہو ہو جائے تو اُس پر سجدۂ سہو کرنا لازم نہیں کیونکہ وہ اس وقت بھی اِمام کا مقتدی ہے اور مقتدی کے سہو پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

دُوسری جماعت

① محلّہ کی وہ مسجد کہ جس میں امام، نمازی اور مؤذّن مقرر ہوں اگر اس میں اذان و اقامت کے ساتھ باجماعت نماز اَدا کی جا چکی ہو، اُس میں دُوسری جماعت کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مکرُوہِ تنزیہی قرار دیا ہے اور اِس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ دوسری جماعت کی اجازت کا ناجائز فائدہ اُٹھا کر پہلی جماعت کو ترک کرنے لگیں گے۔ لیکن امام اَبو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام اَبو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری جماعت کو دُرست قرار دیا ہے لیکن یہ جماعت ہر حال میں اذان و اقامت کے بغیر ہوگی۔

② وہ مسجد کہ جس میں نہ امام مقرر ہو، نہ مؤذّن ہو اور نہ ہی نمازی باقاعدہ ہوں، اس میں دُوسری جماعت بِلا کراہت جائز ہے اور یہ جماعت اقامت کے ساتھ ہوگی۔

③ مسجد کے علاوہ بھی جہاں کہیں کچھ نمازی جمع ہو جائیں تو انہیں چاہیئے کہ نماز

Marfat.com

باجماعت اقامت کے ساتھ ادا کریں اور اگر انہوں نے وہاں کسی مسجد سے دی گئی اذان سُن لی ہو تو اذان دینے کی ضرورت نہیں اور اگر وہاں کسی اذان کی آواز نہ پہنچی ہو تو جماعت سے پہلے اذان کہی جائے کہ یہ سُنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے۔

نماز میں لُقمہ دینا

امام سے قرأت میں اگر کوئی غلطی ہو جائے تو مقتدی امام کو غلطی کی طرف مُتوجہ کرنے کے لیے آیت کو صحیح پڑھ دے تاکہ امام اپنی غلطی کی درستی کر لے۔ اگر امام کسی اور رُکن میں غلطی کر جائے تو مقتدی اِمام کو غلطی کی طرف مُتوجہ کرنے کے لیے اس موقع پر "سُبحَانَ اللّٰہ" یا "اللہُ اکبر" کہہ دے۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ "سُبحَانَ اللہ" کہے تاکہ امام اپنی غلطی سے آگاہ ہو کر دُرستی کر لے۔ لُقمہ دینے یا لینے سے نماز میں کسی قسم کا خلل نہیں پڑتا۔

نماز میں لُقمہ کے مسائل

(۱) بقدرِ ضرورت قرأت کر چکنے کے بعد اگر امام کو متشابہ لگ جائے تو اُسے چاہیئے کہ رکوع کر لے تاکہ لقمہ دینے یا لینے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

(۲) جو شخص جماعت میں شریک نہ ہو اُس سے لُقمہ لینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(۳) اگر اِمام پہلے قعدہ میں بیٹھنا بھُول جائے اور آدھے سے زیادہ کھڑا ہو جائے تو قعدہ کرنے کے لیے اشارہ نہ کریں۔ ایسی صُورت میں اِمام اگر کھڑا ہو جائے تو مقتدی بھی کھڑے ہو جائیں وہ بیٹھے نہ رہیں۔

(۴) آخری قعدہ میں امام اگر بھُول کر کھڑا ہو جائے تو بھی لقمہ دینا چاہیئے لیکن اگر نہ بیٹھے تو مقتدی بھی کھڑے ہو جائیں۔

(۵) مقتدی کے لیے لازم ہے کہ اِمام کی ہر حال میں پیروی کرے۔ اِمام کو اپنی مرضی پر چلانے پر مجبور نہ کرے۔ البتہ اِمام کو اُس کی غلطی پر صرف لقمہ ہی دے۔ اِمام اگر لُقمہ قبول کر لے تو ٹھیک ورنہ اُس کی پیروی کرے۔

Marfat.com

(۶) اگر مقتدی امام کو غلط لقمہ دے بیٹھے اور امام اُسے قبول نہ کرے تو نماز میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔ تاہم مقتدی کو چاہیئے کہ لقمہ دیتے وقت احتیاط برتے۔

شرائطِ نماز

نماز ادا کرنے سے پہلے سات شرائط کا پورا ہونا لازم ہے کیونکہ ان کے بغیر نماز نہیں ہوتی :-

(۱) جسم کا پاک ہونا۔ یعنی جسم ہر قسم کی حقیقی و حکمی نجاست سے پاک ہو۔ اِس کے مفصل مسائل طہارت کے باب نجاست میں درج ہیں۔

(۲) کپڑوں کا پاک ہونا۔ نمازی کے تمام کپڑے ہر قسم کی نجاست سے پاک ہوں۔

(۳) ستر کا ڈھانپنا۔ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور عورت کا ستر دونوں ہتھیلیوں، پاؤں اور مُنہ کے سوا تمام جسم ستر ہے۔ نمازی کا ستر لباس میں چھپا ہُوا ہونا فرض ہے۔ نماز کے دوران نمازی کے ستر کا کوئی عضو اگر بلا ارادہ کھُل جائے تو معافی ہے اور اگر جان بُوجھ کر کھُلا رہنے دیا جائے تو نماز ہوتی ہی نہیں۔ اگر مجبوری کی بنا پر ستر ڈھانپنے کے لیے کوئی چیز میسر نہ ہو تو بیٹھ کر ننگے جسم سے بھی نماز ادا کرلی جائے۔ بہتر ہے کہ اِس حال میں رکوع و سجود اشارے سے کرے۔

(۴) نماز پڑھنے کی جگہ کا پاک ہونا۔ یعنی وہ جگہ جو نمازی کے دونوں قدموں، گھٹنوں، ہاتھوں اور سجدہ کی جگہ کے درمیان ہو اُس کا پاک ہونا ضروری ہے۔ یہاں جگہ سے مراد وہ زمین ہے یا پتھر یا اینٹوں کا فرش ہے یا چٹائی ہے یا لکڑی کا تختہ ہے یا کپڑے وغیرہ کا مُصلّٰی ہے جس پر نماز ادا کرنی ہے۔ ہاں اگر کپڑا موٹا ہو یا دو ایسے کپڑے ہوں جو آپس میں سِلے ہوئے نہ ہوں اور نیچے کی نجاست کی بُو یا رنگ اُوپر معلوم نہ ہوں تو اُس پر نماز جائز ہوگی۔

(۵) نماز کا وقت ہونا۔ یعنی ہر نماز کے لیے جو وقت شریعت نے مُقرر کر رکھا ہے اُس سے قبل یا بعد میں نماز ادا نہ ہوگی۔ البتہ اگر نماز کا وقت کسی وجہ سے نکل جائے تو وقت

Marfat.com

کے بعد اُس نماز کی قضا پڑھی جائے گی۔

(۶) نماز پڑھتے وقت نمازی کا رُخ بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی طرف ہونا۔ صحیح رُخ معلوم نہ ہو سکنے کی وجہ سے اُس طرف رُخ کر لیا جائے جدھر دل گواہی دے کہ قبلہ اِس طرف ہے۔ دورانِ نماز اگر قبلہ کی صحیح سمت معلوم ہو جائے تو اُس طرف گھوم جائے۔

(۷) نماز کی نیت کرنا۔ یعنی جس وقت کی نماز ہے اور اُس کی جتنی رکعات ہیں اُن کی نیت دل سے کرنا۔ دل کے علاوہ زبان سے نیت کرنا بھی مُستحب ہے۔

مسئلہ: پٹرول پاک ہے اس سے کپڑے دھونا جائز ہے۔

مسئلہ: سُورج کے طلوع و غروب کا پتہ نہ چل سکے تو گمانِ غالب کے ذریعے نماز ادا کر لی جائے۔

مسئلہ: نماز کے بعد اگر معلوم ہو جائے کہ قبلہ کی سمت غلط تھی تو بھی نماز ہو گئی۔ دوبارہ نماز پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

نماز کے فرائض

نماز کے اندر سات چیزیں فرض ہیں جن کو ارکانِ نماز کہا جاتا ہے۔ اِن میں سے اگر کوئی رکن چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی۔

نماز کے فرائض مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) تکبیر تحریمہ کہنا۔ یعنی نیت باندھتے وقت سیدھا کھڑا ہو کر "اللہ اکبر" کہنا۔ بغیر کسی شرعی عُذر کے جھک کے تکبیرِ تحریمہ کہنا کافی نہیں ہے۔

(۲) قیام کرنا۔ فرض اور واجب نمازوں اور سُنتِ فجر میں سیدھا کھڑا ہونا فرض ہے۔ البتہ کسی شرعی عُذر و مجبوری کے تحت تمام نمازیں بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ بعض علماء کے نزدیک کم از کم تین مرتبہ "سُبحان اللہ" کہنے کے وقفے کے برابر قیام کرنا فرض ہے۔

(۳) قرأت کرنا۔ قرآن مجید میں سے کوئی سُورت یا آیت پڑھنا فرض ہے۔

مسئلہ: فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب سنت و نفل نمازوں کی ہر

Marfat.com

رکعت میں کسی ایک چھوٹی یا بڑی آیت کا پڑھنا فرض ہے۔ البتہ امام کے پیچھے اگر نماز پڑھی جائے تو اُس میں قرأت جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جماعت میں امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأۃ ہے۔ یہاں تک کہ سورۂ فاتحہ بھی امام کے پیچھے پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

(۴) رکوع کرنا۔ قیام کے بعد اس قدر جھکنا کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں سُنّت طریقہ یہ ہے کہ اِس قدر جھکیں کہ سر اور کمر برابر ہو جائیں۔ دورانِ رکوع ہاتھ پسلیوں سے جُدا رہیں اور گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر رکھا جائے۔

مسئلہ: جس شخص کی کمر بیماری یا بڑھاپے کی کمزوری کے باعث اتنی جُھک جائے کہ حدِ رکوع کو پہنچ جائے اُسے چاہیئے کہ وہ رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے۔

(۵) ہر رکعت میں دو سجدے کرنا۔ یعنی زمین پر اِس طرح پیشانی جمانا کہ پیشانی اور ناک کی ہڈی سجدہ گاہ پر ٹک جائے۔ اگر کسی عذر کے باعث پیشانی کا زمین پر ٹکانا ممکن نہیں تو صرف ناک سجدہ گاہ پر ٹکا کر سجدہ کر لیا جائے لیکن اِس صُورت میں بھی صرف ناک کی نوک لگانا کافی نہیں بلکہ ناک کی ہڈی کا سجدہ گاہ پر لگنا ضرُوری ہے۔

مسئلہ: ہر رکعت میں دوبار سجدہ کرنا فرض ہے۔ اگر دوسرا سجدہ کرنا بھُول جائے تو نماز نہ ہوگی۔ سجدۂ سہو سے بھی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: کسی نرم چیز مثلاً روئی، گھاس، قالین یا گدے پر سجدہ کرنا پڑے تو پیشانی کو اتنا دبایا جائے کہ مزید نہ دبے تو سجدہ ہو گیا ورنہ نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر سجدے کی جگہ پیروں کی جگہ سے بارہ اُنگل سے زیادہ اُونچی ہو تو سجدہ نہیں ہوگا۔ اِس سے کم پر سجدہ ہو جاتا ہے گا۔

(۶) نماز کے آخر میں قعدہ میں اتنی دیر بیٹھنا فرض ہے کہ جتنی دیر میں "التحیات" عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھی جا سکے۔ نماز خواہ فرض ہو یا واجب ہو یا سُنّت و نفل ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص چار رکعات پڑھنے کے بعد بیٹھا اور پھر اس خیال

Marfat.com

سے اُٹھ کھڑا ہُوا کہ ابھی تین رکعت ہوئی ہیں۔ پھر یاد آگیا کہ چار پُوری ہو چکی ہیں اور وہ بیٹھ گیا اور سلام پھیر دیا تو اگر اُس کا دونوں بار کا بیٹھنا مل کر تشہد کی مقدار کے برابر ہو جائے تو فرض ادا ہو گیا ورنہ نہیں۔

مسئلہ: اگر پُورا قعدۂ اخیرہ سونے میں گزر جائے تو جاگنے پر تشہد کی مقدار بیٹھنا فرض ہے۔ ورنہ نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: چار رکعت والی فرض نماز میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا تو بیٹھ جائیں اور سجدۂ سہو کر کے نماز پُوری کر لیں نماز ہو جائے گی۔ اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو ایک رکعت اور ملا لیں اور سجدۂ سہو کر کے نماز پُوری کر لیں۔ اِس طرح پانچویں اور چھٹی رکعتیں نفل میں شمار ہوں گی۔ اِسی طرح فجر کی نماز میں بھُول کر تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا یا مغرب کی نماز میں چوتھی رکعت کا سجدہ کر لیا تو اِن سب صُورتوں میں مغرب کے علاوہ اور نمازوں میں ایک اور رکعت ملا کر اور سجدۂ سہو کر کے نماز پُوری کر لی جائے۔ زائد پڑھی گئی رکعات نفل شمار ہوں گی۔

(۷) قعدۂ اخیر کے بعد قصداً اسلام پھیر کر نماز سے فارغ ہونا فرض ہے۔ اگر سلام پھیرنے کے علاوہ کوئی اور کام قصداً کر لیا تو نماز نہ ہوگی۔ نئے سرے سے نماز پڑھی جائے گی۔

نماز کے واجبات

نماز میں مندرجہ ذیل باتیں واجب ہیں۔ ان کا ادا کرنا نماز میں ضروری ہے۔ اگر ان کو جان بُوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو نماز نہ ہوگی اور اگر بھُول کر چھُوٹ جائیں تو سجدۂ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے۔

(۱) تکبیرِ تحریمہ میں "اللہ اکبر" کہنا۔

(۲) سُورتِ فاتحہ پڑھنا۔

(۳) فرض نماز کی پہلی دو رکعات میں اور دوسری تمام نمازوں میں سُورۃِ فاتحہ کے

Marfat.com

بعد کوئی سُورت یا تین چھوٹی آیات کے برابر ایک بڑی آیت پڑھنا۔

(۴) سُورتِ فاتحہ کو قرآن کی کوئی دوسری چھوٹی یا بڑی سُورت یا تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت سے پہلے پڑھنا۔

(۵) سُورۃ فاتحہ اور دوسری سُورت کے درمیان اور کوئی چیز نہ پڑھنا۔

(۶) قرأت سے فارغ ہوتے ہی رکوع کرنا۔

(۷) تعدیلِ ارکان کرنا یعنی رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ وغیرہ میں کم ازکم ایک بار "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہنے کے برابر وقفہ کرنا۔

(۸) قومہ کرنا یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔

(۹) جلسہ کرنا یعنی دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔

(۱۰) قعدۂ اولیٰ کرنا یعنی دو رکعات کے بعد التحیات کے لیے بیٹھنا۔

(۱۱) دونوں قعدوں میں پُورا تشہد پڑھنا۔

(۱۲) دائیں بائیں کم ازکم لفظ "السلام" کہہ کر نماز ختم کرنا۔

(۱۳) نمازِ وتر میں قنوت کے لیے تکبیر کہنا اور دُعائے قنوت پڑھنا۔

(۱۴) دو فرضوں یا دو واجبوں یا فرض و واجب کے درمیان تین تسبیح کہنے کے برابر چُپ نہ رہنا۔ مثلاً فاتحہ کے بعد کوئی سُورت مِلاتے وقت سُورت کے انتخاب میں اتنی دیر چُپ رہا جائے کہ اُس میں تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھا جا سکے تو نماز میں حرج واقع ہو گیا اور سجدۂ سہو کرنا لازم ہو گیا۔

(۱۵) نماز کے ارکان میں ترتیب قائم رکھنا یعنی ہر رُکن کو اُس کی اپنی جگہ پر ادا کرنا۔ ارکان کو آگے پیچھے کر کے نہ پڑھا جائے۔

(۱۶) فرض، وتر اور سُنّتِ مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد کچھ نہ پڑھنا۔

(۱۷) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازوں میں چھ زائد تکبیریں پڑھنا۔

(۱۸) فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان المُبارک کے وتروں کی نماز میں امام کا بلند آواز سے قرأت کرنا تاکہ مقتدی سُن سکیں اور ظہر اور عصر کی نماز میں امام کا

کا آہستہ قرأت کرنا۔

مسئلہ: چار رکعات والے نفلوں یا غیر مؤکدہ سُنتوں کے قعدۂ اولیٰ میں بھی دُرود شریف پڑھا جائے اور تیسری رکعت کے آغاز میں ثنا، تعوّذ اور تسمیہ بھی پڑھا جائے۔ یہ مُستحب ہے۔

مسئلہ: فرض وتر اور سُنتِ مؤکدہ کے پہلے قعدہ میں صرف "عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" تک تشہد پڑھنا ہے۔ اِس کے بعد اگر اتنا کہہ لیا کہ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" یا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا"، تو اگر جان بُوجھ کر کہا تو نماز ٹوٹ گئی۔ نئے سرے سے دوبارہ پڑھی جائے۔ اور اگر بھول کر کہا تو سجدۂ سہو کر کے نماز کو دُرست کر لیا جائے۔

نماز کی سُنّتیں

نماز میں کچھ اعمال ایسے ہیں کہ جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود کیا ہے انہیں سُنّتیں کہا جاتا ہے اُن کا درجہ فرض و واجب کے بعد ہے۔ اِن کے بغیر نماز ہو تو جاتی ہے لیکن ان کو چھوڑنے والا تارکِ سُنت ہو کر مُستحقِ ملامت ہو جاتا ہے۔ وہ اعمال یہ ہیں:۔

(۱) تکبیرِ تحریمہ سے قبل دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھانا۔
(۲) دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اُن کے حال پر کھلا رکھ کر اُنہیں قبلہ رُخ رکھنا۔
(۳) تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت سر کو نہ جُھکانا۔
(۴) امام کا تکبیرِ تحریمہ اور دوسری تکبیریں اُونچی آواز سے کہنا۔
(۵) تکبیرِ تحریمہ کے لیے تکبیر کہنے سے پہلے ہاتھ اُٹھانا۔
(۶) تکبیرِ تحریمہ کے فوراً بعد ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔
(۷) نماز کے شروع میں پہلے ثنا، پھر تعوّذ (اعوذ باللہ) اور پھر تسمیہ (بسم اللہ الخ) پڑھنا۔
(۸) سُورتِ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین کہنا۔
(۹) فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سُورۃِ فاتحہ پڑھنا۔
(۱۰) ثنا، تعوّذ، تسمیہ اور آمین آہستہ کہنا۔

Marfat.com

(۱۱) قرأت سنت کے مطابق کرنا۔

(۱۲) رکوع میں جانے کے لیے "اللہ اکبر" کہنا۔

(۱۳) رکوع و سجود میں کم از کم تین بار تسبیح کہنا۔

(۱۴) رکوع میں اس قدر جھکنا کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

(۱۵) قومہ میں امام کا "سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" اور مقتدی کا "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" اور تنہا نماز پڑھنے والے کا دونوں کلمات کہنا۔

(۱۶) سجدے میں جانے کے لیے اور سجدے سے اٹھنے کے لیے "اللہ اکبر" کہنا۔

(۱۷) سجدے میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے، پھر دونوں ہاتھ، پھر ناک اور پھر پیشانی زمین پر رکھنا اور سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر ہاتھ اور پھر گھٹنے اٹھانا۔

(۱۸) سجدہ سمٹ کر کرنا۔

(۱۹) دو سجدوں کے درمیان جلسہ (بیٹھنا) کرنا۔

(۲۰) سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا۔ ہاتھوں کی انگلیاں اور انگوٹھے کانوں کی سیدھ میں رکھنا۔

(۲۱) جلسہ اور قعدہ میں اس طرح بیٹھنا کہ بایاں پاؤں بچھا ہوا ہو اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا ہوا ہو کہ انگلیوں کے سرے قبلہ کی طرف ہوں اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے ہوتے ہوں۔

(۲۲) عورتوں کے لیے جلسہ اور قعدہ میں دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا۔

(۲۳) جلسہ اور قعدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں کو ان کے حال پر چھوڑنا اور ان کے کناروں کو گھٹنوں کے پاس رکھنا۔

(۲۴) تشہد میں شہادت پر انگلی سے اشارہ کرنا۔

(۲۵) قعدۂ آخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا۔

(۲۶) درود شریف کے بعد عربی میں دعائیں پڑھنا۔

(۲۷) سلام پھیرنا۔ پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف۔

(۲۸) سلام پھیرتے ہوئے دونوں بار "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ" کہنا۔

(۲۹) ظہر، مغرب اور عشاء کے فرضوں کے بعد مختصر دعا کرنا اور اس کے بعد سُنتوں کے لیے کھڑا ہونا۔

نماز کے مستحبات

نماز میں مندرجہ ذیل باتیں مستحسن ہیں اُن کو مستحبات کہتے ہیں:۔

(۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہتھیلیاں آستینوں سے باہر نکالنا۔

(۲) تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے رکوع وسجدہ میں تین مرتبہ سے زیادہ مرتبہ مگر طاق تعداد میں تسبیح کہنا۔ یعنی پانچ، سات یا نو مرتبہ۔

(۳) نگاہ کو دُرست رکھنا یعنی حالتِ قیام میں مقامِ سجدہ پر، حالتِ رکوع میں اپنے قدموں پر، جلسہ اور قعدہ میں اپنی گود پر اور سلام پھیرتے وقت اپنے کندھوں پر نگاہ رکھنا۔

(۴) کھانسی کو حتیٰ الامکان حد تک روکنا۔

(۵) جمائی میں مُنہ بند رکھنا۔ اگر کھل ہی جائے اور قیام کی حالت ہو تو دائیں ہاتھ کی پُشت منہ پر رکھیں اور قیام کے علاوہ کوئی اور صورت ہو تو بائیں ہاتھ کی پُشت مُنہ پر رکھیں بلا ضرورت کپڑے یا سیدھے ہاتھ سے منہ ڈھانپنا مکروہ ہے۔

(۶) عورت کے لیے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے کے اندر رکھنا۔

(۷) دورانِ قیام دونوں پنجوں کے درمیان چار اُنگل کا فاصلہ رکھنا۔

مُفسداتِ نماز

کچھ باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اُن کو مُفسداتِ نماز کہتے ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

(۱) دورانِ نماز کسی قسم کی بات چیت کرنا، بھول کر یا جان بُوجھ کر، تھوڑی یا زیادہ، کسی مجبوری کے تحت یا بلا مجبوری کسی قسم کی گفتگو سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

Marfat.com

(۲) نماز کے دوران کسی کو سلام کرنے، سلام کا جواب دینے، چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنے، بُری خبر سُننے پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہنے، اللہ کا نام سُن کر جَلَّ جَلَالُہٗ کہنے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سُن کر دُرود شریف پڑھنے، شیطان کا نام سُن کر اس پر لعنت بھیجنے اور شیطانی وسوسوں پر لَاحَوْلَ پڑھنے جیسے کلام سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(۳) دورانِ نماز اپنے امام کے سوا کسی اور کو لُقمہ دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(۴) نماز کے دوران کسی قسم کے درد یا مُصیبت کی وجہ سے آہ، اوہ، اُف، تُف جیسے حروف کے نکلنے یا ایسی آواز سے رونے سے کہ جس سے حرُوف پیدا ہوں، یا اس طرح کھنکارنے سے کہ اس سے دو حروف پیدا ہو جائیں، نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ البتہ بیماری کی حالت میں اگر دورانِ نماز بے اختیار آہ، یا اوہ کے الفاظ نکل جائیں یا چھینک، کھانسی، جمائی اور ڈکار میں جتنے حرُوف بے اختیار نکل جائیں وہ معاف ہیں اُن سے نماز نہ ٹوٹے گی۔

(۵) نماز کے دوران قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے البتہ جو آیات پہلے سے زبانی یاد تھیں اُن کو دیکھ کر پڑھ لیا تو نماز نہ ٹوٹے گی۔

(۶) دورانِ نماز قرأت میں شدید غلطی کرنے پر نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(۷) نماز کے دوران ایسے کام کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے کہ جن کو دیکھ کر ایسا لگے کہ نماز نہیں پڑھی جارہی۔

(۸) دورانِ نماز کچھ کھانے پینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے چاہے کھانا پینا جان بُوجھ کر ہو یا بھول کر ہو، تھوڑا ہو یا زیادہ ہو، چاہے محض ایک تِل ہو یا ایک بُوند، نماز اس سے ٹوٹ جائے گی۔

(۹) دانتوں کے اندر رہ جانے والی کھانے کی کوئی چیز اگر چنے کے دانے کے برابر ہو تو نِگل لینے سے نماز ٹوٹ جائے گی لیکن اگر چنے کے دانے سے کم ہوئی تو نماز نہ ٹوٹے گی۔

(۱۰) دورانِ نماز دانتوں سے نکلنے والے خُون کو نِگلنے پر اگر حلق میں خُون کا ذائقہ

Marfat.com

معلوم ہو جائے تو نماز ٹوٹ جائے گی ورنہ نہیں۔

(۱۱) نماز کے دوران اگر ماں کی چھاتی بچے نے چوسی اور دودھ نکل آیا تو ماں کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

(۱۲) نماز پڑھتی ہوئی عورت کو اگر مرد نے شہوت سے ہاتھ لگایا یا اُس کا بوسہ لیا تو اُس عورت کی نماز ٹوٹ گئی۔ لیکن اگر نماز پڑھتے ہوئے مرد کے ساتھ عورت نے ایسا کیا تو جب تک مرد کو شہوت نہ آئے اُس کی نماز نہ ٹوٹے گی۔

(۱۳) نماز کے ایک ہی رُکن میں تین بار کھجلی کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن اگر ایک ہی بار ہاتھ رکھ کر کئی بار اُنگلیوں کو کھجانے کی حرکت دی تو نماز نہ ٹوٹے گی۔

(۱۴) پے در پے تین بال اُکھاڑنے یا تین جوئیں مارنے یا ایک ہی جوں کو تین مرتبہ مارنے سے نماز ٹوٹ جائے گی ورنہ نماز مکروہ ہوگی۔

(۱۵) تکبیر کہتے وقت "اَللّٰہُ" کو "آللّٰہُ" کہہ دیا یا "اَکْبَرُ" کو "اَکْبَرْ" یا "اَکْبَار" کہہ دیا تو نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر تکبیر تحریمہ میں ایسا کہا تو سرے سے نماز شروع ہی نہ ہوگی۔

(۱۶) دورانِ نماز دو صفوں کے برابر چلنے، ناپاک جگہ پر سجدہ کرنے، بقدر ایک رُکن ستر کھُلا رہنے اور امام کے آگے بڑھ جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(۱۷) نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اور اگر قہقہہ اتنا زوردار تھا کہ ساتھ والوں نے بھی سُن لیا تو نماز کے ساتھ وضو بھی ٹوٹ گیا۔

(۱۸) دورانِ نماز کسی عُذر کے بغیر جان بُوجھ کر قبلے کی سمت سے سینہ پھیر لینے پر نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن اگر بغیر ارادے کے سینہ بقدر ایک رُکن قبلہ سے پھر جائے نماز نہیں ٹوٹے گی۔

Marfat.com

نماز ٹوٹنے کے مختلف مسائل

(۱) نماز میں اللہ کا نام سُن کر جَلّ جَلالُہٗ کہنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کہنا اگر جان بُوجھ کر ہے تو نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر تعظیماً ہے تو نماز مکروہ ہو جائے گی۔ اِمام اگر بھُول کر ایسا کرلے تو سجدۂ سہو لازم ہو جائے گا۔

(۲) نماز میں بِلا ضرورت کھانسنا اور کھنکارنا مکروہِ تحریمی ہے۔

(۳) دَورانِ نماز بلغم یا ناک کی رطُوبت رومال وغیرہ سے صاف کرنا عملِ کثیر ہے اِس لیے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اگر جسم پر پہنے ہوئے کپڑے سے صاف کیا تو بِلا مجبُوری مکروہ ہے۔

(۴) نماز میں چلنے پھرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن

۱۔ تنہا نماز پڑھنے والے کو ضرورت کے تحت اگر چلنا پڑے تو اُس کے لیے اپنی سجدہ گاہ کے برابر فاصلہ طے کرنا جائز ہے۔

۲۔ مقتدی کو مجبُوری کی بنا پر ایک صف کی چوڑائی تک چلنا جائز ہے۔

۳۔ اِمام کو ضرورت پڑنے پر مسجد میں قبلہ کی طرف ایک صف کی مقدار کے برابر اور مسجد سے باہر سجدہ گاہ سے آگے قریب ترین صف تک چلنا جائز ہے۔ لیکن یاد رہے کہ مکان بدل جانے اور سمتِ قبلہ سے سینہ پھر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(۵) سجدہ گاہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے اُونچی نہ ہو۔ ایک بالشت کی حد تک جائز تو ہے مگر بِلا مجبُوری ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(۶) نماز میں خود کو چھینک آنے پر اگر بے ساختہ مُنہ سے اَلحمدُلِلّٰہ نکل گیا تو نماز نہیں ٹوٹی۔

(۷) نماز کے دَوران قرأت کی تاثیر سے یا جنّت دوزخ کے خیال سے دِل بھر آئے یا رِقّت طاری ہو جائے اور مُنہ سے آہ نکل آئے تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔

(۸) عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ دائیں پاؤں کا انگوٹھا اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن یہ بات غلط ہے۔ اِس سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن بِلا ضرورت

Marfat.com

انگوٹھا اُٹھانا اچھی بات نہیں ہے۔

(۹) کھڑے ہونے کی جگہ یعنی پاؤں کی جگہ سے سجدے کی جگہ اُونچی نہ ہو۔ مجبوری کی حالت میں ایک بالشت تک جائز ہے مگر بِلا ضرورت مکروہ ہے۔

مَرد کے ساتھ عورت کا کھڑا ہونا

اگر نماز میں مَرد کے ساتھ کوئی محرم یا غیر محرم عورت کھڑی ہو جائے تو کچھ صُورتوں میں اِس سے مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے مثلاً:۔

(۱) بالغ عورت چاہے جوان ہو یا بُوڑھی۔ ماں بہن ہو یا بیوی ہو یا کوئی ایسی نابالغ لڑکی ہو کہ جس کی طرف مرد کی رغبت ہو سکتی ہو اگر مرد کے ساتھ یا برابر نماز میں کھڑی ہو جائے چاہے وہ خود نماز پڑھ رہی ہو یا نہ پڑھ رہی ہو تو مرد کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

(۲) اِسی طرح اگر اُن کے درمیان کوئی آڑ یا پردہ حائل نہ ہو یا اُن کا درمیانی فاصلہ ایک آدمی سے کم ہو۔

(۳) اگر عورت نماز پڑھنے کے قابل ہو یعنی نہ تو وہ پاگل ہو اور نہ ہی حیض و نفاس والی ہو۔

(۴) نماز عام ہو، نمازِ جنازہ نہ ہو۔

(۵) عورت مرد کی مقتدی ہو یا دونوں ایک ہی امام کے مقتدی ہوں۔

(۶) امام نے اُس عورت کی یا کئی اور عورتوں کی امامت کرنے کی نیت کر رکھی ہو۔

(۷) عورت ایک رُکنِ نماز کی ادائیگی کی مقدار مرد کے ساتھ یا برابر کھڑی رہی ہو۔

(۸) عورت مرد کے آگے یا مرد کے برابر اِس طرح کھڑی ہو کہ اس کا قدم اور پنڈلی مرد کے جسم کے کسی حصّہ کے مقابل ہو جائے۔

(۹) اگر نماز میں عورت اور مرد کے جسم کا کوئی حصّہ ایک دوسرے کو لگے تو شہوت پیدا ہو چاہے ایسا قصداً ہو یا بغیر قصد کے ہو۔

اِن سب صُورتوں میں مرد کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

Marfat.com

مکروہاتِ نماز

بعض باتیں نماز کے دوران انتہائی ناپسندیدہ ہیں۔ انہیں مکروہاتِ نماز کہا جاتا ہے ان سے بچنا چاہیئے۔

① لباس کے بارے میں

۱. غیر ضروری طور پر کپڑے لٹکانا یا بلا ضرورت کوئی کپڑا کاندھوں پر ڈال لینا۔

۲. دورانِ نماز کپڑے کو بلا ضرورت سمیٹنا یا کپڑوں سے کھیلتے رہنا یا جسم پر بوقتِ ضرورت چادر کو اس طرح لپیٹنا کہ اس میں سے ہاتھ جلدی نہ نکل سکیں۔

۳. ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا کہ جس پر کسی جاندار کی تصویر بنی ہوئی ہو۔

۴. اپنے ٹخنوں کو شلوار اور پاجامہ وغیرہ سے ڈھانکے رکھنا۔

۵. کہنیوں کو کھلا رکھنا۔

۶. ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ جن کو پہن کر لوگوں میں جانا گوارا نہ ہو۔

② اعضائے بدن کے سلسلے میں

۱. مجبوری کے بغیر برہنہ نماز پڑھنا۔

۲. آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔

۳. دورانِ نماز انگڑائیاں لینا اور قصد وارادے سے جمائی لینا یا جمائی روکنے کی کوشش نہ کرنا۔

۴. کمر، کولہے یا کوکھ پر ہاتھ رکھنا۔

۵. انگلیاں چٹخانا۔

۶. سر پر بالوں کا جوڑا بنانا۔

Marfat.com

③ غلط حرکات کرنے کے سلسلہ میں

۱. دورانِ نماز اِدھر اُدھر دیکھنا۔
۲. مرد کا اپنی کلائیاں زمین پر بچھانا۔
۳. نماز میں رانیں کھڑی کرکے کتے کی طرح اس انداز میں بیٹھنا کہ گھٹنے سینے سے ملے ہوئے ہوں اور ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے ہوں۔
۴. نماز میں خواہ مخواہ ہلنا اور ایک پاؤں پر کھڑا ہونا۔
۵. شرعی عذر کے بغیر آلتی پالتی مار کر بیٹھنا۔
۶. ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا۔
۷. سجدے کی جگہ سے کنکریاں وغیرہ ہٹانا۔

④ امام اور مقتدی کے بارے میں

۱. اِمام کا محراب کے اندر اِس طرح کھڑا ہونا کہ قدم بھی محراب کے اندر ہو۔
۲. مقتدیوں کی نسبت اِمام کا ایک ہاتھ کے برابر اُونچی جگہ پر کھڑا ہونا۔
۳. امام کا اتنی تیزی سے نماز پڑھنا کہ مقتدی تسبیحات وغیرہ پوری نہ پڑھ سکیں۔
۴. مقتدیوں کا ایک دوسرے کے درمیان فاصلہ چھوڑ کر کھڑا ہونا۔
۵. مقتدی کا اگلی صف میں خالی جگہ ہونے کے باوجود پچھلی صف میں اکیلے کھڑا ہونا۔
۶. مقتدی کا امام سے پہلے کوئی عمل کرنا۔
۷. مقتدیوں کا دائیں یا بائیں کسی ایک طرف زیادہ ہونا۔

⑤ دیگر مکروہات

۱. ریح یا قضائے حاجت یا پیشاب روک کر نماز پڑھنا۔ ۲. نمازِ عشاء سے قبل سونا۔
۳. تسبیحات وغیرہ کو انگلیوں پر گننا۔ ۴. دورانِ نماز خلافِ سنت کوئی کام کرنا۔

قرأت کے مسائل

(۱) سُورۂ فاتحہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھنا واجب ہے۔

(۲) سُورۂ فاتحہ کے بعد قرآن مجید کی کوئی سُورت یا چند آیات یا ایک بڑی آیت فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھنا واجب ہے۔

(۳) امام ہو یا اکیلا مقیم نمازی ہو، اُس کے لیے سُورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل سُورتوں کا پڑھنا سُنّت ہے۔

۱. فجر اور ظُہر کی نماز میں سُورۃ الحجرات (پارہ ۲۶) سے لے کر سُورۃ بروج (پارہ ۳۰) تک۔

۲. عصر اور عشاء کی نماز میں سُورۃ طارق (پارہ ۳۰) سے لے کر سُورۃ بیّنہ (پارہ ۳۰) تک۔

۳. مغرب کی نماز میں آخری پارے کی سُورۃ الزلزال سے لے کر آخری سُورت والناس تک۔

یہ صرف مسنون ہے ضروری نہیں ہے۔ جو سُورت بھی یاد ہو پڑھی جا سکتی ہے مگر کوئی خاص سُورت مقرر کر لینا بھی اچھا نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی کو بھول جانے کی عادت ہو اور وہ اپنی رکعت کی تعداد کو یاد نہیں رکھ سکتا تو اُسے ہر رکعت کے لیے علیحدہ سُورت مقرر کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴. فجر کی سُنّتوں کی پہلی رکعت میں سُورۃ الکافرون (پارہ ۳۰) اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص یعنی "قُلْ ہُوَ اللّٰہ" پڑھنا سنّت ہے۔

۵. نمازِ وتر کی پہلی رکعت میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی" دوسری رکعت میں سُورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سُورۃ اخلاص کا پڑھنا سُنّت ہے۔

(۴) سُورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ ملاتے ہوئے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیے:۔

Marfat.com

۱۔ دوسری رکعت میں ملانے والی سُورت یا آیت پہلی رکعت میں پڑھی گئی سوۃ یا آیۃ سے بڑی نہ ہو بلکہ اُس سے چھُوٹی ہو یا زیادہ سے زیادہ اُس کے برابر ہو۔

۲۔ مِلانے والی سُورتوں کی ترتیب قرآن مجید کی ترتیب کے مطابق ہو۔ اُس کے اُلٹ نہ ہو۔

۳۔ بہتر ہے کہ سُورتیں یا آیات مسلسل ملائیں۔ درمیان سے دانستہ کوئی آیت چھوڑ کر ملانا مکروہ ہے۔

سجدۂ سہو کے مسائل

نماز کے اندر کے واجبات میں سے اگر کوئی ایک یا زیادہ واجب بھول سے چھوٹ جائیں تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے۔ اگر سجدۂ سہو نہ کیا جائے تو نماز دوبارہ پڑھی جائے گی۔

سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخری رکعت میں صرف التحیات یعنی "عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" تک پڑھنے کے بعد دائیں طرف سلام پھیر کر دو سجدے کیے جائیں اور پھر بیٹھ کر التحیات، دُرود شریف اور دُعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیر کر نماز ختم کی جائے۔ اگر کوئی سجدۂ سہو کرنا بھول جائے اور نماز کے آخر میں دونوں طرف سلام پھیرنے سے پہلے یاد آجائے تو اب بھی سجدۂ سہو ادا کرنے سے نماز درست ہو جائے گی۔

دورانِ نماز اگر کوئی فرض بھول کر چھوٹ جائے تو نماز ختم ہو جائے گی۔ سجدۂ سہو کرنے سے بھی نماز درست نہ ہوگی۔ نماز دوبارہ پڑھی جائے گی۔

سجدۂ سہو اِن صورتوں میں لازمی ہو جاتا ہے:۔

① فاتحہ کے متعلق

۱۔ اگر سورۃ فاتحہ پڑھنے کی جگہ بھول کر کوئی اور سورۃ پڑھ لی جائے۔

۲۔ اگر سورت پڑھنے کی جگہ فاتحہ پڑھ لی جائے۔

۳۔ اگر فاتحہ پڑھنے کے دوران بھول جائے اور فاتحہ کا زیادہ حصہ دوبارہ پڑھ لیا جائے۔

۴۔ اگر سورۃ فاتحہ کی کوئی آیت بھول کر چھوٹ جائے۔

۵۔ اگر فرض نماز کی پہلی دو رکعات میں بھول کر سورۃ فاتحہ دوبارہ پڑھ لی جائے۔

اِن سب حالات میں سجدۂ سہو کرنا لازمی ہے اگر نہ کیا جائے تو نماز دوبارہ پڑھی جائے گی۔

② فاتحہ کے بعد سُورت مِلانے سے متعلق

۱. اگر بھول کر سُورت کی جگہ فاتحہ پڑھ لی جائے۔

۲. فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اور باقی تمام نمازوں کی ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سُورۃ ملانا واجب ہے اِس لیے اگر کسی رکعت میں فاتحہ کے بعد سُورۃ ملانا بھول جائے تو سجدۂ سہو کرنا لازم ہوگا۔

۳. اگر فرض نماز کی پہلی ایک دو رکعات میں سُورت مِلانا بھول جائے تو بعد کی رکعات میں سُورۃ مِلالی جائے لیکن سجدۂ سہو ضرور کیا جائے۔ ورنہ نماز دُہرانی پڑے گی۔

۴. امام اگر فرض نماز میں بلند آواز کی جگہ آہستہ آواز میں قرأت کرلے یا آہستہ آواز کی جگہ بلند آواز سے قرأت کرلے تو سجدۂ سہو لازم ہوجاتا ہے البتہ دو تین الفاظ پڑھ لینے سے کوئی حرج نہیں ہوتا۔ اِسی طرح الحمد شریف کے بعد ضرورۃ کے مطابق تین چھوٹی یا ایک بڑی آیت پڑھنے کے بعد بھول کر رُک جائے اور رکوع میں چلا جائے یا کوئی سُورت دو بار پڑھ جائے یا متشابہ لگ جانے پر ایک آیت کے بعد قرآن مجید کی کوئی دوسری آیت پڑھ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ سجدۂ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

③ سجدے کے متعلق

دورانِ نماز اگر ایک سجدہ چھوٹ جائے تو جب یاد آجائے اُسی وقت بھولا ہُوا سجدہ کرلیا جائے اور پھر اُسی رکن سے نماز شروع کردی جائے جہاں سجدہ کیا تھا اور پھر سجدۂ سہو کر کے نماز دُرست کرلی جائے۔

Marfat.com

۴ قعدہ یعنی جلسہ کے متعلق

۱. چار رکعات والی نماز میں بھول کر پہلی یا تیسری رکعت میں بیٹھ جانے سے سجدۂ سہو لازم ہو جاتا ہے البتہ اگر بیٹھتے ہی غلطی کا احساس ہونے پر کھڑا ہو جائے تو سجدۂ سہو لازم نہیں آتا۔

۲. تین یا چار رکعات والی فرض یا واجب نماز میں پہلے قعدہ میں بیٹھنا بھول جائے تو اگر سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے ہی یاد آجائے تو بیٹھ جانا چاہیئے۔ اِس طرح سجدۂ سہو لازم نہ ہوگا اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو پھر بیٹھنے کی ضرورت نہیں نماز پُوری کرکے آخری قعدہ میں سجدۂ سہو کرلے۔ سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد دوبارہ بیٹھ کر التحیات پڑھنا گناہ کا کام ہے اور اِس سے نماز باطل ہو جائے گی۔

۳. سُنّت یا نفل نمازوں کی دوسری رکعت کے قعدہ میں بیٹھنا بھول جائے تو یاد آنے پر بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کرلے۔ اور اگر تیسری رکعت میں یاد نہیں آیا بلکہ نماز کے اخیر میں یاد آجائے تو سجدۂ سہو کرلے۔

۴. اگر فرض یا واجب نماز کی آخری رکعت میں بیٹھنا بھول جائے تو سجدہ میں جانے سے پہلے جب بھی یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کرلے۔ اگر یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کرلیا تو نماز دوبارہ پڑھی جائے گی۔ یہ نماز نفل ہو گی۔ ہاں ایک رکعت اور ملا کر چھ کرلے۔ اِس میں سجدۂ سہو کی بھی ضرورت نہ رہی۔ اگر یہی صُورتِ حال سُنّتِ مؤکدہ نماز میں پیش آجائے تو ایک رکعت اور ملا کر چھ رکعات پُوری کریں۔ چار رکعت سنّت ہوں گی اور دو رکعات نفل شمار ہوں گی۔

۵. اگر چوتھی رکعت کے قعدہ میں بیٹھ کر التحیات پڑھنے کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا تو سجدہ میں جانے سے پہلے یاد آجانے پر بیٹھ جائے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ فوراً سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرلے۔ اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ بھی ہو چکا تو

Marfat.com

ایک رکعت اور پڑھ لے تاکہ چھ رکعات ہو جائیں. چھٹی رکعت پر سجدۂ سہو بھی کرلے۔ اِس طرح چار فرض ہوئے اور دو نفل ہوں گے۔

⑤ تشہد یعنی التحیات کے متعلّق

۱. دورانِ نماز کسی بھی قعدہ میں التحیات کے بعد بیٹھے بیٹھے سُورہ فاتحہ پڑھنی شروع کر دی اور اگر اس کے تین لفظ تک پڑھ لیے تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔

۲. اِسی طرح پہلے قعدہ میں التحیات دوبارہ پڑھی تو اگر آدھی سے زیادہ پڑھ لی تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا لیکن اگر آخری قعدہ میں ایسا کیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔

⑥ دُرود شریف کے متعلّق

نفل نماز کے سوا دوسری تمام نمازوں کے پہلے قعدہ میں التحیات کے بعد اگر درود شریف پڑھ لیا جائے تو سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ نفل نمازوں میں اگر درود شریف پڑھا جائے تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

⑦ قنوت کے متعلّق

۱. نمازِ وتر میں اگر دُعائے قنوت یا وہ تکبیر بھول کر چھوٹ جائے جو دُعائے قنوت کے لیے پڑھی جاتی ہے تو لوٹ کر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آخر میں سجدۂ سہو کر لیا جائے۔

۲. دُعائے قنوت بھول کر دوبارہ پڑھنے یا بھول کر دعائے قنوت لوٹا کر پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

۳. اِسی طرح نمازِ وتر میں بھول کر دُعائے قنوت کی جگہ کچھ اور پڑھ لینے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

Marfat.com

⑧ سلام کے متعلق

تین یا چار رکعات والی نماز کے پہلے قعدہ میں التحیات کے بعد تیسری رکعت کے لیے اُٹھنا بھول جائے اور سلام پھیر کر نماز ختم کرلی تو اگر کوئی ایسی بات نہیں ہوئی کہ جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے (مثلاً قبلہ کی طرف سے سینہ پھر گیا یا کوئی بات مُنہ سے کی) تو یاد آنے پر فوراً کھڑے ہوکر باقی نماز پُوری کر کے سجدۂ سہو کرلیا جائے۔

⑨ درمیان میں تاخیر کے متعلق

دورانِ نماز کسی بھی جگہ پر کسی سوچ میں پڑ کر خاموشی اختیار کرلی اور یہ خاموشی تین بار سُبحَانَ اللہ کہنے کے وقفے کے برابر ہوگئی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

⑩ سجدۂ سہو کی بھول

۱۔ دورانِ نماز جب ایسی غلطی سرزد ہوجائے کہ جس پر سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہے تو آخری قعدہ میں التحیات پڑھنے کے بعد یاد آجائے تو سجدۂ سہو کرلیں۔ اور اگر سلام پھیر لینے کے بعد یاد آئے تو جب تک نماز توڑنے والی کوئی بات نہ ہوجائے سجدۂ سہو کرلیا جائے۔

۲۔ نماز میں اگر ایسی کئی غلطیاں سرزد ہوجائیں جن پر سجدۂ سہو لازم ہے تو سب کے لیے ایک ہی سجدۂ سہو کیا جائے گا۔

سجدۂ سہو کے دیگر متفرق مسائل

① دَوران نماز الحمد شریف پڑھنے کے بعد یہ سوچنا شروع کردیا کہ اب کون سی سُورت ملاؤں اور اِس سوچ میں اتنی دیر ہوگئی کہ جتنی دیر تین بار سُبحَانَ اللہ کہنے میں لگتی ہے تو سجدۂ سہو واجب ہوگیا۔

② نماز کی آخری رکعت میں التحیات، دُرود اور دُعا پڑھنے کے بعد شک پڑ گیا

Marfat.com

کہ میں نے چار رکعات پڑھی ہیں یا تین رکعات اور اس سوچ میں خاموشی اختیار کر لی اور اس خاموشی سے سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ گئی کہ جتنی دیر میں تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہا جا سکتا ہے اور پھر یاد آ گیا کہ میں نے چار رکعات پڑھی ہیں تو پھر بھی سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

(۳) اسی طرح اگر کسی سوچ میں ڈوب کر رکوع میں جانے میں تین بار کی تسبیح کے وقفہ کے برابر تاخیر ہو جائے تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

(۴) دورانِ نماز کسی بھی جگہ پڑھتے پڑھتے کسی سوچ کے تحت تین بار کی تسبیح کے وقفہ کے برابر رُک جانے سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً دوسری یا چوتھی رکعت میں التحیات شروع کرنے سے پہلے کسی سوچ کے تحت اتنی دیر ہو جائے یا رکوع سے اُٹھنے پر ایسا ہو جائے یا دونوں سجدوں کے درمیان ایسا ہو جائے۔ اِن سب صُورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

(۵) نفل نماز یا منت کی چار رکعات والی نماز کے پہلے قعدہ میں التحیات کے بعد دُرود شریف پڑھنا جائز ہے۔ اِس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا لیکن اگر التحیات دو دفعہ پڑھی جائے تو نفل اور منت کی نماز میں بھی سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

(۶) التحیات کی جگہ الحمد شریف یا کچھ اور پڑھنے پر سجدۂ سہو واجب ہے۔

(۷) نیت باندھ لینے کے بعد ثنا کی جگہ دُعائے قنوت پڑھنی شروع کر دی، یا فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ التحیات یا کچھ اور پڑھنا شروع کر دیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

(۸) چار رکعات والی نفل نماز کے پہلے قعدہ میں بیٹھنا یاد نہ رہے تو تیسری رکعت کے سجدے سے پہلے پہلے یاد آنے پر بیٹھ جائے۔ اگر سجدہ کر لیا تو تب بھی نماز ہو گئی لیکن سجدۂ سہو تو اِن دونوں صُورتوں میں واجب ہے۔

(۹) دورانِ نماز یہ شک ہو گیا کہ تین رکعات پڑھی ہیں یا چار تو اگر یہ شک اتفاقاً ہوا ہے اور یہ اُس کی عادت نہیں ہے تو نماز دوبارہ پڑھے اور اگر شک کرنے کی اُس کی عادت ہے تو دل میں سوچے کہ دل زیادہ کدھر جاتا ہے، اگر دل کا فیصلہ تین رکعات کے

Marfat.com

حق میں ہے تو ایک رکعت اور پڑھ لے۔ ایسی صورت میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔ اور اگر دل کا فیصلہ یہ ہو کہ پوری چار رکعات پڑھی ہیں تو مزید رکعت نہ پڑھے اور نہ ہی سجدۂ سہو کرے اور اگر دل کا فیصلہ نہ تین رکعات کے لیے بچتہ ہے اور نہ چار رکعات کے لیے تو اُسے تین رکعات ہی سمجھے اور ایک رکعت مزید پڑھے لیکن اب تیسری رکعت پر بھی التحیات کے لیے بیٹھے اور سجدۂ سہو بھی کرے۔

(۱۰) دورانِ نماز اگر یہ شک پڑ جائے کہ اب یہ پہلی رکعت ہے یا دوسری ہے تو اگر یہ شک اتفاقاً ہوا ہے تو نماز دوبارہ پڑھے اور اگر شک میں پڑنے کی اس کی عام عادت ہے تو جس طرف اُس کا گمان زیادہ جائے اُسی کو اختیار کرے اور اگر گمان دونوں طرف برابر ہے تو پہلی رکعت ہی سمجھے لیکن اِس رکعت میں بھی التحیات پڑھے کہ شاید یہ دوسری رکعت ہی ہو۔ اس کے بعد دوسری رکعت پڑھے اور اِس میں الحمد شریف کے بعد سورت بھی ملائے اور التحیات پر بھی بیٹھے۔ اِس کے بعد تیسری رکعت پڑھے اور اس میں بھی التحیات پر بیٹھے کہ شاید یہ چوتھی ہی نہ ہو۔ اور پھر چوتھی رکعت پڑھ کے سجدۂ سہو کرے۔

(۱۱) اِسی طرح اگر شک ہو جائے کہ رکعت دوسری ہے یا تیسری تو اس میں بھی یہی حکم ہے کہ اگر گمان دونوں طرف برابر کا ہو تو دوسری رکعت سمجھ کر التحیات پر بیٹھے۔ پھر تیسری رکعت پڑھے اور اِس میں بھی التحیات پر بیٹھے اور پھر چوتھی رکعت پوری کر کے سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲) اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہُوا کہ نجانے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو اِس شک کا کوئی اعتبار نہیں۔ نماز ہو گئی۔ اور اگر ٹھیک سے یاد آ گیا کہ تین رکعات پڑھی ہیں اور چوتھی رہ گئی ہے تو اگر اُس سے نماز ٹوٹنے کا کوئی عمل نہیں ہوا یعنی نہ تو اُس لے کوئی بات کی اور نہ ہی اُس کی چھاتی قبلہ کی طرف سے ہٹی ہے تو کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو کر لے۔

اِسی طرح اگر آخری قعدہ میں اُس نے التحیات کو عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک پڑھ لیا اور اس کے بعد شک ہُوا تو اب شک کی پرواہ نہ کرے۔ نماز ہو گئی۔ البتہ اگر اس کے دل

Marfat.com

میں کھٹک سی باقی رہتی ہے تو احتیاط کی خاطر دوبارہ نماز پڑھ لے تو بہتر ہے۔

(۱۳) سجدۂ سہو کر لینے کے بعد پھر کوئی بات ایسی ہو گئی کہ جس سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو اب دوبارہ سجدۂ سہو نہ کیا جاوے گا۔ پہلا سجدۂ سہو ہی کافی سمجھا جائے گا۔

(۱۴) دورانِ نماز کسی غلطی پر سجدۂ سہو واجب ہو گیا لیکن سجدۂ سہو کرنا یاد نہ رہا اور دونوں طرف سلام پھیر لیا۔ لیکن ابھی نماز کی جگہ نہیں چھوڑی اور نہ کوئی بات چیت ایسی کی کہ جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور نہ ہی چھاتی قبلہ کے رُخ سے پھری تو اُسی طرح بیٹھے بیٹھے سجدۂ سہو کر لے۔ اور اگر بیٹھے بیٹھے کوئی وِرد وظیفہ بھی شروع کر رکھا تھا تو بھی کچھ حرج نہیں۔ سجدۂ سہو کر لے تو نماز دُرست ہو جائے گی۔

(۱۵) سجدۂ سہو کرنا واجب ہو چکا تھا لیکن جان بُوجھ کر سجدۂ سہو نہ کرنے کی نیت سے دونوں طرف سلام پھیر دیا تو اگر اُس نے ابھی نماز توڑنے والی کوئی حرکت نہیں کی تو اب بھی اُسے اختیار حاصل ہے کہ سجدۂ سہو کر کے اپنی نماز دُرست کر لے۔

(۱۶) بُھول کر نمازِ وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دُعائے قنُوت پڑھ لی تو تیسری رکعت میں پھر دُعائے قنُوت پڑھے اور سجدۂ سہو کر لے۔

(۱۷) وتر کی نماز میں شبہ ہُوا کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت ہے اور گمان دونوں طرف برابر ہے تو اُسے دوسری رکعت سمجھے لیکن اس میں دُعائے قنُوت پڑھے اور پھر تیسری رکعت پڑھ کر پھر دُعائے قنُوت پڑھے اور آخر میں سجدۂ سہو کر لے۔

(۱۸) نمازِ وتر میں دُعائے قنُوت کی جگہ ثنا پڑھ لی پھر یاد آیا تو دُعائے قنُوت پڑھ لی تو کوئی حرج نہیں سجدۂ سہو واجب نہیں ہُوا۔

(۱۹) فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں بُھول کر الحمد شریف کے بعد کوئی سُورت ملالی تو کوئی حرج نہیں ہُوا اور سجدۂ سہو کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

(۲۰) فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں یا دونوں رکعات میں سُورت فاتحہ پڑھنی بُھول گئی اور رکوع کر لیا تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں ہُوا۔ نماز ہو گئی۔

(۲۱) نماز میں ثنا پڑھنا یا "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" پڑھنا یا "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى"

پڑھنا یا " سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ " پڑھنا یا بوقتِ نیت کندھوں تک ہاتھ اُٹھانا، یا آخری قعدہ میں دُرود شریف اور دُعا پڑھنا بھول گیا تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں ہوا۔ نماز ہو گئی۔

(۲۲) بھول چُوک کی وجہ سے نماز میں جن چیزوں سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے انہیں اگر جان بُوجھ کر کیا جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ سجدۂ سہو کرنے سے بھی نماز دُرست نہیں ہوتی۔

(۲۳) دورانِ نماز جو چیزیں فرض و واجب نہیں ہیں وہ اگر بھولے سے چھوٹ جائیں تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ اور نماز بھی ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

قضا نماز کا پڑھنا

(۱) کسی وجہ سے اگر کوئی نماز نہ پڑھی جا سکے تو جتنی جلدی ممکن ہو اُس کی قضا پڑھ لی جائے۔ کسی عذر کے بغیر قضا پڑھنے میں سُستی کرنا گناہ ہے۔ جس کی کوئی نماز چھوٹ گئی اور اُس نے اُس کی قضا نہ پڑھی تو اُسے دوہرا گناہ ہُوا ایک تو نماز چھوڑنے کا اور دوسرا قضا نہ پڑھنے کا۔ اللہ اس سے بچائے۔

(۲) قضا پڑھنے کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ جب بھی فرصت اور موقع ملے قضا پڑھ لے البتہ مکروہ وقت میں نہ پڑھے۔

(۳) جس کے ذمے پہلے کوئی قضا نماز نہیں ہے اگر اُس کی کوئی نماز قضا ہو جائے تو جب تک وہ قضا نماز نہیں پڑھے گا اُس کی ادا نماز نہیں ہو گی۔ اگر اُس نے ادا نماز پہلے پڑھی اور قضا نماز بعد میں پڑھی تو اُسے ادا نماز دوبارہ پڑھنی ہو گی۔ البتہ اگر اُسے قضا نماز یاد نہ رہی اور بھول کر اُس نے پہلے ادا نماز پڑھ لی تو اِس صورت میں اُس کی ادا نماز ہو جائے گی مگر اب قضا نماز کو فوراً پڑھے۔

(۴) یہ ضروری نہیں کہ فجر کی نماز قضا ہو گئی ہے تو اُس کی قضا اگلی فجر کو پڑھے یا ظہر کی نماز قضا ہو گئی تو اس کی قضا اگلے ظہر کو پڑھے بلکہ جتنی جلدی فرصت ملے اتنی جلدی پڑھ لے سوائے مکروہ وقت کے۔

(۵) یہ خطرہ ہو کہ اگر قضا نماز پڑھی تو وقتی نماز فوت ہو جائے گی تو پہلے وقتی نماز پڑھے اس کے بعد قضا پڑھے۔

(۶) جس کے ذمّے بہت سی نمازوں کی قضا پڑھنی باقی ہو اُسے چاہیئے کہ جلدی سے سب کی قضا ایک ہی وقت میں پڑھ لے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو ایک ایک دو دو چار چار قضا نمازیں پڑھ کر پُوری کر لے۔ اِس طرح کئی مہینوں اور کئی سالوں کی نمازیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ اگر قضا نمازیں بہت زیادہ ہوں تو روزانہ ہر نماز کے وقت اُسی وقت کی ایک ایک یا دو

Marfat.com

دو کر کے قضا نمازیں پڑھ لیا کرے۔

(۷) اگر کسی کی ایک یا دو یا پانچ نمازیں قضا ہو گئی ہیں تو جب تک قضا نمازیں نہ پڑھ لے گا اُس کی ادا نماز نہیں ہوگی۔ اور قضا نمازیں اُسی ترتیب سے پڑھے گا جس ترتیب سے قضا ہوئی تھیں۔ مثلاً پہلے اُس کی فجر کی نماز قضا ہوئی، پھر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں قضا ہوئیں تو پہلے اُسے فجر کی نماز، پھر ظہر کی، پھر عصر، مغرب اور عشاء کی قضا پڑھنا ہوگی۔ اگر اِس ترتیب میں قضا نہیں پڑھے گا تو اُسے دوبارہ پڑھنی پڑیں گی۔

(۸) اگر کسی کی چھ یا اس سے زیادہ نمازیں قضا ہو جائیں تو اگر اُن کی قضا پڑھنے سے پہلے ادا نماز پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔ اُس کی ادا نماز ہو جائے گی۔ ادا نماز کے بعد قضا نمازیں پڑھ لے تو بھی جائز ہے۔ پانچ سے زیادہ قضا نمازوں کے پڑھنے میں ترتیب کی بھی پابندی نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ پانچ نمازوں تک قضا ہوں تو ادا نماز سے پہلے پانچ قضا نمازوں کا ترتیب سے پڑھنا ضروری ہے اور اگر پانچ سے زیادہ نمازیں قضا ہوں تو اِن کی قضا پڑھنا نہ تو ادا نماز پڑھنے سے پہلے لازمی ہے اور نہ ہی ان کو ترتیب سے پڑھنا ضروری ہے۔

(۹) جس کی بہت سی نمازیں قضا ہو چکی تھیں اور اُس نے تھوڑی تھوڑی کر کے بہت سی نمازیں قضا پڑھ لی ہیں اور اب صرف چار پانچ قضا نمازیں بقایا ہیں تو ان کے لیے بھی وہی حکم ہے جو پانچ نمازوں سے زیادہ کا ہے یعنی نہ تو اُن کو ترتیب سے پڑھنا ضروری ہے اور نہ ہی ادا نماز سے پہلے پڑھنا ضروری ہے۔

(۱۰) وتر کی نماز قضا ہو گئی۔ اِس سے پہلے اُس کے ذمّہ کوئی قضا نماز نہیں ہے تو جب تک پہلے وتر کی قضا نہیں پڑھی جائے گی فجر کی نماز نہیں ہوگی۔ اگر وتر کی قضا نہ پڑھی اور فجر کی نماز پڑھ لی اور بعد میں وتر کی قضا پڑھی تو فجر کی نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

(۱۱) عشاء کی نماز پڑھ کے سو لیا۔ تہجد کے وقت اُٹھ کر وضو کیا، تہجد اور وتر کی نماز پڑھی۔ صبح کو یاد آیا کہ عشاء کی نماز بھول کر بے وضو پڑھی تھی تو اب صرف عشاء کی نماز قضا پڑھنی ہوگی۔ وتر کی نماز قضا نہیں پڑھنی ہوگی۔

Marfat.com

(۱۲) قضا صرف فرض اور واجب نمازوں کی پڑھی جاتی ہے سُنتوں کی نہیں ہاں مگر فجر کی نماز اگر قضا ہو جائے تو زوال سے پہلے فجر کی سُنتوں کی بھی قضا پڑھی جائے گی مگر زوال کے بعد سُنتوں کی قضا نہیں پڑھی جائے گی بلکہ صرف فرضوں کی قضا پڑھی جائے گی۔

(۱۳) کسی کے ذمے کوئی قضا نماز پڑھنی باقی ہے۔ ابھی اُس نے قضا نماز شروع نہیں کی کہ جماعت شروع ہو گئی تو اُس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے جماعت میں شامل ہو کر ادا نماز پڑھ لے اِس کے بعد قضا نماز پڑھے۔

(۱۴) وقت کی تنگی کی وجہ سے کسی نے فجر کی سُنتیں چھوڑ کر صرف فرض پڑھ لیے تو اب اُس کے لیے بہتر ہے کہ سُورج چڑھنے کے بعد زوال سے پہلے پہلے سُنتیں قضا پڑھ لے۔ زوال کے بعد نہیں۔

(۱۵) کسی نمازی نے توبہ کر لی اور آئندہ اُس نے باقاعدگی سے نماز پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ تو اُس کی توبہ سے پچھلی نمازیں نہ پڑھنے کا گُناہ تو معاف ہو گیا لیکن پچھلی قضا نمازوں کا پڑھنا اُسے معاف نہیں ہوا۔ اگر اُس نے قضا نمازیں نہ پڑھیں تو وہ گنہگار رہے۔

(۱۶) جس کے ذمے قضا نمازیں پڑھنا باقی تھیں اور وہ مرنے لگا تو اُس پر واجب ہے کہ چھوٹی ہوئی نمازوں کے لیے فدیہ دینے کی وصیت کر دے ورنہ گناہ گار ہوگا۔

(۱۷) کوئی سویا ہوا ہے یا کسی کو نماز پڑھنی یاد نہیں ہے تو جس کو معلوم ہو اُس پر واجب ہے کہ سونے والے کو نماز کے لیے جگا دے اور بھولے ہوئے کو نماز یاد دلائے۔

(۱۸) جس قسم کی نماز قضا ہوئی اُسی قسم کی قضا پڑھی جائے گی۔ مسافر کی قصر نماز قضا ہوئی ہے تو گھر پہنچ کر بھی اگر وہ قضا نماز پڑھے گا تو وہی قصر قضا پڑھے گا۔

(۱۹) قضا نماز پڑھنی یاد نہ رہی اور وقتیہ نماز پڑھ لی تو وقتیہ نماز ہو گئی۔ اب قضا پڑھ لے۔ اور اگر وقتیہ نماز پڑھتے ہوتے قضا نماز یاد آئی تو اُس کی وقتیہ نماز نہ ہو گی۔ اس وقتیہ نماز کو توڑ دے اور پہلے قضا نماز پڑھے اور اس کے بعد وقتیہ نماز پڑھے۔

(۲۰) قضا نماز کی نیّت اِس طرح کرے:۔

"میں نیّت کرتا ہوں فلاں دن کی فلاں نماز کی قضا کی۔" اور اگر قضا نمازیں

Marfat.com

بہت زیادہ ہیں تو یوں کہے "میں نیت کرتا ہوں فلاں وقت کی قضا نمازوں میں سے پہلی قضا نماز کی جو میرے ذمہ بقایا ہیں۔"

(۲۱) قضا نماز ہر جگہ ادا کی جا سکتی ہے مگر گھر میں ادا کرنا زیادہ بہتر ہے۔ دوسروں سے اپنی قضا نماز پڑھنے کا ذکر مکروہ اور ناپسندیدہ ہے کیونکہ اس سے نماز میں غفلت کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔

قضا نمازوں کا فدیہ

(۱) اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں قضا ہو گئیں اور مرتے دم تک اُسے قضا نمازیں پڑھنے کا موقع نہ مل سکا تو اُسے چاہیئے کہ وہ قضا نمازوں کے لیے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کر جائے۔ اُس کے وارثوں پر لازم ہے کہ اُس کے ترکے میں سے کفن دفن کا خرچ اور قرض ادا کرکے جتنا مال بچے اُس کے تہائی حصہ میں سے فدیہ ادا کریں۔

(۲) فدیہ صرف فرض اور واجب نمازوں کا ہے۔ یعنی ایک دن کی پانچ فرض نمازیں اور ایک وتر نماز۔ اس طرح ایک دن کی چھ نمازیں بنتی ہیں۔

(۳) ایک قضا نماز کا فدیہ آدھا صاع گندم یا اُس کا آٹا ہے یا پھر ایک صاع جَو یا اس کا آٹا ہے یعنی سوا دو سیر گندم یا ساڑھے چار سیر جَو یا اُن کا آٹا یا اِن کی قیمت۔ ایک دن کی چھ نمازوں (پانچ فرض + ایک وتر) کا کُل فدیہ ساڑھے تیرہ سیر گندم یا ستائیس سیر جَو بنتے ہیں۔

(۴) انسان جب تک زندہ رہے قضا نمازوں کا فدیہ دینا اس کے لیے ناجائز ہے۔

نماز توڑ دینے کا حکم

(۱) اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو مندرجہ ذیل حالات میں اس پر نماز توڑ دینا فرض ہو جاتا ہے:۔

۱۔ انسانی جان بچانے کے لیے نماز توڑ دینا فرض ہے۔ مثلاً کسی کو آگ لگ گئی اور اُس کے جل کر مر جانے کا اندیشہ ہے۔

۲۔ کوئی اندھا آدمی جا رہا ہے اور اُس کے راستے میں کنواں آجائے جس میں گر کر اُس کے مر جانے کا اندیشہ ہے۔

۳۔ کوئی آدمی ایسی مصیبت میں مبتلا ہو کہ اُس کی جان جانے کا خطرہ ہو اور وہ مدد کے لیے پکارے۔

تو اِن سب صورتوں میں نمازی کے لیے فرض ہے کہ وہ نماز کو توڑ کر اُس کی جان بچائے۔ اگر اُس نے ایسا نہ کیا اور کوئی مر گیا تو وہ گنہگار ہو گا۔

(۲) مندرجہ ذیل حالات میں نمازی کو نماز توڑ دینے کی اجازت ہے:

۱۔ کسی قیمتی چیز کے خراب یا ضائع ہو جانے کا خدشہ ہو۔

۲۔ نماز پڑھ رہے ہوں اور جہاز یا ریل وغیرہ چل پڑے۔

۳۔ دورانِ نماز پیشاب پاخانہ وغیرہ کا زور ہو جائے۔

۴۔ دورانِ نماز سانپ بچھو یا کسی اور قسم کے موذی جانور کی ایذا رسانی کا خطرہ ہو۔ اِسی قسم کے کئی اور واقعات ہو سکتے ہیں جن کی بدولت نماز توڑی جا سکتی ہے۔

(۳) ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی اگر کسی مصیبت یا تکلیف کے باعث پکاریں تو فرض نماز کو توڑ دینا واجب ہے۔ اگر وہ بلا ضرورت پکاریں تو فرض نماز کا توڑنا درست نہیں ہے۔ اگر انہوں نے اس وقت پکارا جب آپ نفل یا سُنّت نماز پڑھ رہے ہوں اور انہیں نہیں معلوم کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں تو نماز توڑ کر اُن کو جواب دینا آپ کے لیے واجب ہے۔ چاہے انہوں نے مصیبت کی وجہ سے پکارا یا بلا ضرورت ہی پکارا۔ اگر آپ نے اس موقع پر نماز نہ توڑی تو آپ کے ذمہ گناہ ہو گا۔

ہاں اگر انہیں آپ کے نماز پڑھنے کا علم ہے اور وہ بلا ضرورت پکاریں تو نماز نہ توڑیں لیکن اگر کسی ضرورت کے تحت پکاریں اور اُن کی تکلیف کا خدشہ ہو تو نماز توڑ دیں۔

نمازی کے سامنے سے گزرنے کے مسائل

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے :-

"تم میں سے جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے عرض معروض کر رہا ہوتا ہے۔"

گویا نماز میں غلام اپنے آقا کے حضور کھڑا ہوتا ہے اس لیے ادب و تعظیم کا تقاضا ہے کہ کوئی شخص آقا و غلام کی باہمی مجلس میں نہ تو مخل ہو اور نہ اُن کے درمیان سے گزرے کہ یہ بہت بڑی بے ادبی و گستاخی ہے۔ دورانِ نماز نمازی کے سامنے سے اگر کوئی گزر جائے تو نماز پڑھنے والے کی نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نہ تو اُس کی نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ اُس کے اجر و ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے لیکن اس کے سامنے سے بلا شرعی عذر کے گزرنے والا گنہگار ہو جاتا ہے۔ کسی نمازی کے سامنے سے گزرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے کہ :-

"اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو معلوم ہوتا کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے تو وہ نمازی کے سامنے سے گزرنے سے چالیس سال تک کھڑا رہنے کو ترجیح دیتا۔"

اِس سخت ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اِس سے نمازی کی توجہ نماز سے ہٹ جاتی ہے اور دل میں گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے جس سے حضورئ قلب ختم ہو جاتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ :-

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ۔

یعنی "حضورئ قلب کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔"

لہٰذا کسی واجب عُذر کے بغیر اس سے بچا جائے۔

Marfat.com

مسائل

① کسی تنگ جگہ پر نمازی کے سامنے کی دیوار تک کسی آڑ کے بغیر گزرنا سخت گناہ ہے۔

② کسی ناگزیر مجبوری کی بنا پر نمازی کے سامنے سے گزرنے کی اجازت ہے۔ مثلاً جماعت میں شریک ہونے کے لیے یا نمازی ایسی جگہ کھڑا ہوا ہے جس کے سوا اور کوئی راستہ گزرنے کا نہیں ہے۔

③ اگر نمازی کھلی جگہ پر نماز پڑھ رہا ہے اور اُس کے آگے سے گزرنا ضروری ہے تو اُس کی حدِ نظر چھوڑ کر گزرا جا سکتا ہے۔ اگر سجدے کے مقام پر نمازی اپنی نظر رکھے تو جہاں تک گزرنے والا نظر آ سکے وہ فاصلہ نمازی کی حدِ نگاہ کہلاتا ہے۔ علماء کے ایک قول کے مطابق کم از کم یہ فاصلہ دو صفوں کی چوڑائی جتنا ہے۔

④ جیسے نمازی کے سامنے سے گزرنا منع ہے ایسے ہی نمازی کے سامنے سے ہٹنا مکروہ ہے کیونکہ اِس سے بھی نمازی کی توجہ تبدیل ہو سکتی ہے۔

⑤ نمازی کھلے میدان میں نماز ادا کرے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے سامنے کوئی آڑ کھڑی کر دے۔

یہ آڑ ایسی لکڑی، چھڑی یا کوئی اور چیز ہو جو کم از کم ایک ہاتھ (ڈیڑھ فٹ) لمبی اور تقریباً ایک انگل (ایک انچ) موٹی ہو۔ اِسے سُترہ کہتے ہیں۔ اِمام کا سُترہ تمام مقتدیوں کا بھی سُترہ ہے۔ اِس سُترہ کی موجودگی میں نمازی کے سامنے سے گزرا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

آدابِ نماز

نماز کی ظاہری صحت کے لیے کچھ آداب مقرر کیے گئے ہیں جن کو اگر پیشِ نظر رکھا جائے تو نماز کا حسن قائم رہتا ہے اور نمازی کو یکسوئی اور لذّت بھی نصیب ہوتی ہے۔ ذیل میں ہم اُن کو ترتیب وار بیان کرتے ہیں :۔

قیام کے آداب

(۱) دورانِ نماز قیام کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے اِس طرح باندھا جائے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پُشت پر ہو۔ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا کا حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کی کلائی کو پکڑا جائے اور باقی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی کلائی کی پُشت پر پھیلی ہوئی ہوں۔

(۲) نگاہ سجدہ کے مقام پر ٹکی رہے۔

(۳) دورانِ نماز کمبل یا چادر کو اِس طرح لپیٹ کر رکھیں کہ حرکت کے لیے ہاتھ آزاد رہیں اور اُس کے پلّو زمین پر نہ لٹکیں اور نہ ہی بار بار کاندھوں سے ڈھلکیں۔ کیونکہ دورانِ نماز کمبل یا چادر کے پلّوؤں کا زمین پر لٹکنا اور کاندھوں سے بار بار ڈھلکنا مکروہ بھی ہے اور ناپسندیدہ بھی۔

(۴) دورانِ نماز پڑھے جانے والے کلام کے الفاظ زبان سے ضرور ادا کیے جائیں کیونکہ محض دل میں پڑھنے سے تلاوت نہیں ہوتی اور جن چیزوں کا نماز میں پڑھنا فرض و واجب ہے اُن کے الفاظ کا زبان سے ادا کرنا بھی فرض و واجب ہے۔

(۵) جن نمازوں میں یا جن رکعات میں بُلند آواز سے قرأت نہیں کی جاتی اُن میں قرأت اِس طرح آہستگی سے کی جائے کہ پڑھے گئے الفاظ نمازی کے اپنے کانوں تک پہنچ جائیں۔ اِس سے نماز میں یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

رکوع کے آداب

(۱) رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھے جائیں کہ گھٹنوں میں خم نہ آئے سر اور کمر ایک ہی سیدھ میں بالکل ہموار رہوں۔ کمر سے سر نہ تو اونچا ہو اور نہ ہی اس سے نیچا ہو۔

(۲) نگاہ سجدہ کی جگہ پر نہ ہو بلکہ پاؤں کی پُشت پر ہو۔ اِدھر اُدھر نہ ہو۔

(۳) بڑے اطمینان سے رکوع کیا جائے۔ اس میں پورے تفکر کے ساتھ تسبیح کی جائے اور تسبیح بھی کم از کم تین بار ہو اور رکوع کے بعد پورے ادب سے کھڑا ہو جائے۔

قومہ کے آداب

(۱) رکوع کے بعد سجدے میں جانے سے پہلے کھڑا ہونے کو قومہ کہتے ہیں۔ قومہ میں بالکل سیدھا کھڑے ہونا چاہیئے۔ کسی عذر کے بغیر کمر میں کوئی خم نہ ہو ورنہ قومہ کا حق ادا نہ ہوگا۔

(۲) قومہ میں پورے سکون و اطمینان کے ساتھ کم از کم ایک مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہنے کے برابر کھڑا رہنا ضروری ہے۔ اِسی لیے تو قومہ میں "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" اور "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" کی تسبیحات رکھی گئی ہیں تاکہ نمازی آرام سے قومہ کر سکے۔

(۳) رکوع کے بعد جلدی سے معمولی سا سر کو اُونچا کر کے فوراً سجدے میں چلے جانا قطعاً دُرست نہیں ہے۔ اِس سے بچنا چاہیئے۔

سجدہ کے آداب

(۱) صحیح طریقہ سے سجدہ کرنے کے لیے پہلے دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھیں اور پھر گھٹنوں کو خم دے کر جائے نماز پر رکھیں۔ اِس کے بعد دونوں ہاتھ اور پھر ناک اور پیشانی جائے نماز پر رکھیں۔ سجدہ کرتے ہوئے گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ جائے نماز پر رکھنا دُرست نہیں ہے۔

Marfat.com

② سجدہ میں جاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے شلوار، پاجامہ یا تہبند وغیرہ کو اُوپر کھینچنا دُرست نہیں ہے۔ کیوں کہ اس طرح "عملِ کثیر" واقع ہونے کا قوی امکان ہے جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

③ حالتِ سجدہ میں کلائی سے کہنی تک کا حصہ زمین پر نہ رکھیں۔ دونوں بازو جسم سے چپکے ہوئے نہ ہوں بلکہ علیحدہ ہوں۔ کہنیاں پیٹ اور رانوں کے درمیان دَبی ہوئی نہ ہوں انگلیاں سیدھی قبلہ رُخ ہوں اور پاؤں زمین سے اُٹھے ہوئے نہ ہوں۔

④ سجدہ پُورے اطمینان اور سکون سے ہو۔

جلسہ کے آداب

① جلسہ کرنے یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے میں اتنی دیر ضروری ہے جتنی دیر میں ایک بار "سُبحان اللہ" کہا جا سکے۔

② دورانِ جلسہ دایاں پاؤں سیدھا رکھ کر بائیں پاؤں پر آرام سے بیٹھنا چاہیئے۔ جلسہ میں دونوں پاؤں کھڑے رکھنا مکروہ ہے۔ دورانِ جلسہ نگاہ اپنی آغوش پر رکھی جائے۔

③ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ مبارک ہے کہ "سجدہ کے بعد جلسہ کے لیے اِس طرح سیدھے ہو جاؤ کہ تمہیں اطمینان ہو جائے کہ مَیں بیٹھ گیا ہوں"۔ جلسہ میں بیٹھ کر قمیض درست کرنا ناجائز ہے اور دونوں ہاتھوں سے قمیض دُرست کرنے سے نماز ہی ٹوٹ جاتی ہے۔

Marfat.com

بیمار کی نماز

اگر کوئی آدمی کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں کر سکتا تو اُسے بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی اجازت ہے۔ مندرجہ ذیل صُورتوں میں بیمار آدمی کو بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی اجازت ہے:

(۱) جب اُسمیں کھڑے ہونے کی طاقت بالکل نہ ہو۔

(۲) کھڑا ہونے سے اُسے سخت تکلیف ہوتی ہو۔

(۳) کھڑا ہونے سے اس کے مرض میں اضافے کا اندیشہ ہو۔

(۴) کھڑا ہونے سے سر میں چکر آتے ہوں جس کی وجہ سے اس کے گر پڑنے کا اندیشہ ہو۔

(۵) کھڑا ہو تو سکتا ہو مگر رکوع و سجود نہ کر سکتا ہو۔

(۶) اگر کوئی شخص تھوڑی دیر تک قیام میں کھڑا ہو سکتا ہو تو جتنی دیر تک وہ قیام کر سکتا ہے اتنی دیر تک کھڑا رہے اور پھر بیٹھ کر باقی نماز پُوری کرے۔

بیٹھ کر پڑھتے ہوئے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھے:۔

(۷) بیٹھ کر پڑھتے ہوتے رکوع کے لیے اتنا جھکے کہ ماتھا گھٹنوں کے سامنے ہو جائے۔

(۸) اگر رکوع و سجُود بھی نہ کر سکتا ہو تو اشارے سے رکوع و سجُود کرے لیکن خیال رکھے کہ سجدہ کے لیے رکوع سے زیادہ جُھکے۔

(۹) اگر کوئی شخص سہارے کے بغیر سیدھا بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو اُسے اجازت ہے کہ تکیہ یا دیوار یا کسی اور چیز سے ٹیک لگا کر نماز پڑھ لے۔ اُس کے لیے لیٹ کر نماز پڑھنا درُست نہیں ہے۔ اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو اُسے اجازت ہے کہ وہ لیٹ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجُود اشارے سے کرے۔

(۱۰) لیٹ کر نماز پڑھنے میں مریض کو چاہیئے کہ وہ بالکل چت لیٹ جائے اور

Marfat.com

پاؤں قبلہ کی طرف کرلے مگر انہیں پھیلائے نہ کہ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ اور ممنوع ہے بلکہ بہتر ہے کہ اگر طاقت ہو تو گھٹنے کھڑے کرے۔ سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کرلے تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے۔ اگر چت لیٹنا اس کے لیے محال ہو تو دائیں کروٹ پر قبلہ رُخ ہوجائے۔ اگر یوں بھی ممکن نہ ہو تو بائیں کروٹ پر قبلہ رُخ ہو جائے۔

(۱۱) اشارے سے رکوع و سجود کرنے کی صورت میں سجدہ کے لیے کوئی چیز پیشانی کے قریب رکھ کر اس پر سجدہ کرنا مکروہِ تحریمی و گناہ ہے۔ البتہ ایسا بیمار جو رکوع میں پیٹھ جھکا سکتا ہے اور کوئی سخت چیز اس کے سامنے زمین پر رکھ دی جائے تو اس پر سجدہ بھی کر سکتا ہے۔ تو اس پر فرض ہے کہ اسی طرح سجدہ کرے۔ اس کے لیے اشارے سے سجدہ کرنا جائز نہیں بشرطیکہ وہ چیز بارہ انگل سے زیادہ اونچی نہ ہو۔

(۱۲) پیشانی پر زخم کی وجہ سے سجدے میں ماتھا ٹیکنا ممکن نہ ہو تو صرف ناک ٹیک کر سجدہ کرلیا جائے اگر ایسا نہ کیا اور اشارے سے سجدہ کیا تو نماز نہ ہوئی۔

(۱۳) بیماری نے اس حالت کو پہنچا دیا کہ رکوع و سجود کی تعداد یاد نہیں رہتی تو مریض کے لیے اس وقت نماز ادا کرنی ضروری نہیں۔

(۱۴) مریض اگر خود اپنا رُخ قبلہ کی طرف نہیں کر سکتا اور دوسرا کوئی موجود نہیں جو اس کا رُخ قبلہ کی طرف کرا دے تو جس طرف رُخ ہے اسی طرف رُخ کیے ہوئے نماز پڑھ لے۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص موجود ہے اور اس کو اگر مریض رُخ موڑنے کے لیے کہے تو وہ اس کا رُخ موڑ دے گا مگر مریض نے اس سے رُخ موڑنے کو نہیں کہا اور اس نے قبلہ رُخ ہوئے بغیر نماز پڑھ لی تو اس کی نماز نہ ہوئی۔

(۱۵) اگر کوئی مریض کمزوری کی اس حالت کو پہنچ گیا کہ سر سے بھی اشارہ نہیں کر سکتا تو نماز لیٹ کر ادا کرے۔ اگر ایک دن رات یعنی چوبیس گھنٹے میں اس قدر طاقت آگئی کہ سر کے اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے تو پڑھے اور چھوڑی ہوئی نمازیں بھی اشارے سے قضا پڑھ لے اور اگر چوبیس گھنٹے سے زیادہ یہ حالت رہے کہ سر کے اشارے سے بھی نماز پڑھنے سے قاصر ہے تو نماز معاف ہوگئی اور اس پر چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا بھی واجب

Marfat.com

نہ رہی۔

(۱۶) اگر کوئی اچھا بھلا اِنسان کسی وجہ سے بے ہوش ہو جائے تو اُس کا مسئلہ بھی یہی ہے کہ اگر بے ہوشی ایک دن رات سے زیادہ ہو جائے تو اُس پر نمازیں معاف ہیں اِس لیے اُن کی قضا بھی واجب نہیں اور اگر اُس کی بے ہوشی ایک دن رات میں ختم ہو گئی تو نمازیں معاف نہیں اُسے قضا پڑھنا ہوں گی۔

(۱۷) اگر کسی نے آنکھ بنوائی اور ڈاکٹر نے ہلنے جُلنے سے منع کر دیا ہے تو اُس کے لیے لازم ہے کہ وہ لیٹے لیٹے نماز ادا کیا کرے۔

(۱۸) تندُرستی کے زمانہ میں کسی کی کوئی نمازیں قضا ہو گئیں پھر بیماری نے آلیا تو تندرستی کا انتظار نہ کرے بلکہ قوت و قدرت کے مطابق بیماری کی حالت ہی میں جس طرح ممکن ہو سکے قضا نمازیں پڑھ لے۔

(۱۹) اگر مریض روزہ رکھے تو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور اگر روزہ نہ رکھے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر پڑھ لیا کرے۔

(۲۰) اگر بیماری کی وجہ سے رکوع و سجدہ کی قوت نہ تھی اِس لیے سر کے اشارے سے مریض نے رکوع و سجدہ کیا۔ کچھ نماز پڑھنے کے بعد اُس میں اِتنی قوت آگئی کہ رکوع و سجدہ کر سکتا ہے تو نماز کو توڑ دے اور نئے سرے سے نماز پڑھے۔ اُس نماز کو پُورا نہ کرے۔

معذُور کی نماز

(۱) معذور اُس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی کوشش کے باوجود وضو قائم نہ رکھ سکے۔ مثلاً جسم کے کسی حصّہ سے جریانِ خون شروع ہوگیا اور بند ہونے میں آتا ہی نہیں۔ تھوڑا یا زیادہ بہتا ہی رہتا ہے۔ بیماری کی وجہ سے پیشاب قطرہ قطرہ بلا اِرادہ ہر وقت نکلتا رہتا ہے۔ پیٹ سے ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ یہ سب صُورتیں ایسی ہیں کہ اِن میں وضو قائم نہیں رہ سکتا۔ اِس لیے معذُور کے لیے رعایت رکھ دی گئی ہے کہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرے۔ جس وقت کی نماز کے لیے تازہ وضو کیا جائے گا اُس کے تمام وقت تک اُس کا وضو قائم سمجھا جائے گا۔ البتہ جس عذر سے وہ معذور ہے اُس کے علاوہ کوئی اور بات ایسی ہو جائے کہ جس سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے تو اُسے دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔ مثلاً پہلے پیشاب کی بیماری کے باعث معذور تھا، اُس نے ظہر کی نماز کے لیے وضو کیا لیکن عصر کی نماز کے وقت سے پہلے ہی اُس کے جسم کے کسی حصّہ سے خون بہہ نکلا تو اُس کا وضو ٹوٹ گیا۔ اب اُسے نیا وضو کرنا پڑے گا۔

معذُور کا وضو صرف ایک نماز کے وقت تک قائم سمجھا جائے گا۔ اُس وقت میں اُسی وضو سے وہ فرض، سُنّت، واجب اور نفل جو چاہے پڑھ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اُسی وضو سے قرآن مجید کو چھو سکتا ہے، اُس کی تلاوت کر سکتا ہے۔

(۲) اگر خُون یا کوئی اور نجاست معذُور کے کپڑوں کو ناپاک کرتی ہے تو دیکھا جائے گا کہ اگر ایک نماز کے دوران کپڑے ناپاک نہیں ہوتے تو کپڑوں کا دھوکر پاک کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر بار بار کپڑے ناپاک ہوتے رہتے ہیں اور کسی بھی نماز کے پُورے وقت میں کپڑے پاک نہیں رہ سکتے تو اُن کا دھونا واجب نہیں۔

(۳) معذور کی کسی نماز کا پُورا وقت ہی اگر عذر کے بغیر گزر جائے تو اُسے معذُور نہیں سمجھا جائے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ دوبارہ کسی عذر سے معذور ہو جائے۔

Marfat.com

(۴) کوئی گونگا ہے یا کوئی ایسا ہے کہ کچھ پڑھ نہیں سکتا تو اُس کے لیے زبان ہلانا واجب نہیں ہے۔ وہ صرف قرأت کی نیت کر لے تو اُس کی نماز ہو جاتی ہے۔

(۵) اگر کوئی ہکلا ہے یا توتلا ہے اور وہ صحیح حروف ادا نہیں کر سکتا تو وہ معذور ہے۔

(۶) جو شخص نہ تو ہکلا ہے اور نہ ہی توتلا ہے مگر اُس کی زبان ایسی ہے کہ وہ صحیح طور پر حروف ادا نہیں کر سکتا تو وہ مستقل معذور نہیں ہے۔ اُسے چاہیئے کہ کوشش جاری رکھے یہاں تک کہ وہ صحیح حروف ادا کرنے لگے۔

(۷) اگر کوئی شخص کمر جھک جانے سے اِس قدر کبڑا ہو گیا کہ اُس کی شکل رکوع والے کی سی ہو گئی تو اُس کے لیے لازم ہے کہ رکوع کے لیے اپنے سر کو مزید جھکائے۔ اِس کے بغیر نماز نہ ہوگی۔

(۸) لنگڑے معذور کو اجازت ہے کہ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز ادا کرے۔ مگر عام آدمی کے لیے ایک پاؤں پر قیام کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔

(۹) نابینا آدمی کو اگر سمتِ قبلہ بتلانے والا میسّر نہ ہو تو اپنے اندازے سے قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر کوئی شخص اُسے قبلہ رُخ بتلانے والا موجود ہو تو اُس سے پُوچھے بغیر اندازے سے نماز نہ پڑھے کہ اس طرح اس کی نماز نہ ہوگی۔

(۱۰) اگر کسی کو ستر چھپانے کے لیے کپڑا میسّر نہ ہو سکے تو وہ تنہا بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجُود اشارے سے کرے۔

(۱۱) فالج زدہ آدمی ہو یا ایسا بیمار آدمی ہو جو پانی سے استنجا نہ کر سکتا ہو وہ ڈھیلے یا کپڑے یا کاغذ سے استنجا کرلے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو بغیر استنجے کے نماز پڑھ لے۔ کسی اور سے استنجا نہ کروائے۔ البتہ میاں بیوی ایک دوسرے کو صاف کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

مسافر کی نماز

کسی مرد یا عورت کا اپنی بستی یا شہر سے باہر دُور کہیں کسی دینی یا دُنیوی کام کے لیے جانا ہماری روزمرّہ کی بول چال میں سفر کہلاتا ہے۔ لیکن شریعت میں کسی مرد یا عورت کا اپنی بستی یا شہر سے باہر دُور تین منزل تک جانا سفر کہلاتا ہے۔ ایک تندرست آدمی اوسط رفتار سے پیدل چل کر صبح سے لے کر زوال تک جتنا فاصلہ طے کرتا ہے اُسے ایک منزل کہا جاتا ہے شریعت میں ایک منزل کا فاصلہ ۱۹ میل اور ایک فرلانگ ہے۔ اس حساب سے سفر کا کل فاصلہ ۵۷ میل اور تین فرلانگ یعنی ½۹۲ کلومیٹر ہے۔ سفر میں طے کردہ فاصلہ معتبر ہے وقت نہیں ہے۔ یعنی سفر ½۹۲ کلومیٹر فاصلہ ہے۔ یہ فاصلہ چاہے جتنے ہی وقت میں طے ہو جائے سفر ہی کہلائے گا۔ خواہ اُسے کوئی کسی بھی سواری سے یا پیدل کتنی ہی دیر میں طے کرے۔

جو شخص سفر پر جانے کا ارادہ کرکے اپنے گھر سے نکلے اور اپنی بستی یا شہر کی آبادی سے باہر ہو جائے وُہ شریعت کی رُو سے مسافر ہے۔ جب تک وہ بستی یا شہر کی حدود کے اندر ہے مسافر نہیں ہے۔ سٹیشن یا اڈہ اگر بستی یا شہر کے اندر ہے تو وہاں تک مسافر نہیں ہے اور اگر بستی یا شہر کی حدود سے باہر ہے تو مُسافر ہے۔

مسافر کی نماز کو قصر نماز کہا جاتا ہے۔ نمازِ قصر کے مسائل اِس طرح ہیں :۔

(۱) سفر میں مسافر کے لیے ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں فرض چار کی بجائے دو رکعات ہیں۔ اِن اوقات میں تنہا نماز پڑھتے ہوئے وہ فرض صرف دو رکعات پڑھے اگر چار رکعات پڑھے گا تو گنہگار ہوگا۔ فجر اور مغرب کے فرض اور عشاء کے وتروں میں کوئی کمی بیشی نہیں ہے۔

(۲) دورانِ سفر اگر جلدی نہ ہو تو سُنتیں اور نفل بھی پُورے پڑھے۔ ان میں قصر نہیں ہے اور اگر کوئی جلدی درپیش ہو تو فجر کی سُنتوں کے علاوہ دوسری سُنتیں اور نفل چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فجر کی سُنتیں سفر میں بھی نہ چھوڑے۔

Marfat.com

(۳) مسافر چاہے مرد ہو یا عورت دورانِ سفر بھول کر اگر چار رکعات پڑھ لے تو سجدۂ سہو کر لے۔ اِس طرح اگر اُس نے دوسری رکعت کے بعد التحیات پڑھی ہے تو اُس کے دو فرض اور دو نفل ہو جائیں گے اور اگر اُس نے دوسری رکعت میں التحیات نہیں پڑھی تو اُس کے چاروں نفل ہو گئے۔ اِس لیے وہ دوبارہ قصر نماز کے فرض پڑھے۔

(۴) اگر کوئی مسافر راستہ میں کہیں ٹھہر گیا تو اگر اس کے ٹھہرنے کی نیت پندرہ دن سے کم کی ہے تو وہ برابر مسافر ہے۔ اُس کے لیے نماز قصر ہے۔ اور اگر وہاں اُس کے ٹھہرنے کی نیت پندرہ دن یا اس سے زیادہ دنوں کی ہے تو اب وہ مسافر نہیں رہا۔ وہ پُوری نماز پڑھے۔ اور اگر دوبارہ اس کی نیت بدل کر سفر کی ہو جائے اور وہاں سے پندرہ دن سے پہلے جانے کا ارادہ ہو جائے تو تب بھی وہ مسافر نہیں ہو گا۔ اور جب وہاں سے سفر کا ارادہ کر کے آگے چل دے اور اگلا سفر تین منزل کا ہے تو وہ مسافر ہے اور اُس کے لیے نماز بھی قصر ہے اور اگلا سفر تین منزل سے کم ہے تو نہ وہ مسافر ہے اور نہ ہی اُس کے لیے نماز قصر ہے۔

(۵) اگر کوئی شخص تین منزل تک جانے کے ارادہ سے گھر سے نکلا اور گھر ہی سے اُس کی نیت یہ بھی تھی کہ راستے میں فلاں مقام پر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہروں گا تو وہ مسافر نہیں ہے نہ ہی اُس کے لیے نمازِ قصر ہے۔ وہ پُوری نمازیں پڑھے۔ اِس کے بعد اگر وہ اُس مقام پر پہنچ کر پندرہ دن سے کم بھی رہے تو تب بھی وہ مسافر نہیں۔

(۶) تین منزل تک جانے کا ارادہ ہے لیکن راستے میں اپنا گھر پڑتا ہے تو وہ مسافر نہیں ہو گا۔

(۷) دورانِ نماز ہی اگر کسی مقام پر پندرہ دن تک ٹھہرنے کی نیت بن گئی تو مسافر نہ رہا۔ اب یہ نماز بھی پُوری پڑھے۔

(۸) مسافر کو اگر کسی کام سے راستے میں دو چار دن رُکنا پڑتا ہے اور حالات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ کام لمبا ہوتا جاتا ہے اور روزانہ یہ نیت ہوتی رہتی ہے کہ کل

Marfat.com

یا برسوں چلا جاؤں گا لیکن جانا نصیب نہیں ہو رہا ہے تو اِس طرح اُسے جتنا لمبا عرصہ بھی گزرتا جائے لیکن اُس نے کبھی بھی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں کی تو وہ بدستور مسافر رہے گا چاہے اُسے کتنے مہینے ہی کیوں نہ لگ جائیں۔

(۹) تین منزل تک جانے کے ارادے سے کوئی گھر سے چل دیا لیکن راستے میں اُس کا ارادہ بدل گیا اور وہ گھر کو لوٹ آیا تو جب سے اُس کا ارادہ تبدیل ہوا تب سے وہ مسافر نہیں۔

(۱۰) اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے ساتھ ہمسفر ہے اور اُس کا سفر اُس کے خاوند کی مرضی پر منحصر ہے تو اُس کے سفر میں اُس کے خاوند کی نیت معتبر ہے۔ وہ خاوند کی نیت کے مطابق ہی مسافر یا مقیمی ہوگی۔ یہی حکم کسی کے ماتحت سفر کرنے کے بارے میں ہے۔

(۱۱) اگر کوئی تین منزل چل کے کہیں پہنچا تو اگر وہ اُس کا گھر ہے تو وہ مُسافر نہیں رہا چاہے وہاں وہ کم رہے یا زیادہ۔ ہر حال میں وہ مسافر نہیں رہا۔ اگر وہ اُس کا گھر نہیں ہے تو اگر اُس نے وہاں پندرہ دن تک قیام کرنے کا ارادہ کر لیا ہے تو بھی مسافر نہیں رہا۔ اور اگر نہ وہ اپنا گھر ہے اور نہ ہی وہاں پندرہ دن رہنے کا اس کا ارادہ ہے تو وہ بدستور مسافر ہے۔ وہاں رہ کر بھی قصر نماز پڑھے۔

(۱۲) اگر مُسافر کا راستہ میں کئی مقامات پر ٹھہرنے کا ارادہ ہے اور ہر مقام پر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہے تو وہ مُسافر ہے۔ وہ قصر نماز ہی پڑھے۔

(۱۳) اگر کوئی شخص اپنا شہر چھوڑ کر کسی دوسرے شہر میں اپنا گھر بنا لیتا ہے اور وہیں مُستقل رہنا سہنا شروع کر دیتا ہے تو اب پہلے شہر سے اُس کا کوئی واسطہ نہیں ہے اب وہ اپنے نئے ٹھکانے کی نسبت سے مسافر یا مقیمی ہوگا۔ اِس لیے پہلے شہر میں بھی اگر اس کا پندرہ دن سے کم رہنے کا ارادہ ہو گا تو وہ وہاں مسافر ہوگا۔

(۱۴) اگر کوئی حائضہ عورت سفر کی نیت سے گھر سے چلی اور پہلی دو منزلیں حالتِ حیض میں گزر گئیں اور بقایا سفر تین منزل سے کم ہے تو وہ مُسافر نہیں ہے۔ وہ حیض سے

Marfat.com

پاک ہو کر پوری نمازیں پڑھے۔ اور اگر بقایا سفر تین منزل ہے تو وہ مسافر ہے۔ اسی طرح اگر گھر سے چلتے وقت وہ پاک تھی اور راستہ میں اُسے حیض آگیا تو وہ مسافر ہے۔ جب بھی وہ حیض سے پاک ہو گی مسافر کی نمازِ قصر پڑھے گی۔

(۱۵) جس کی نمازیں سفر میں قضا ہو جائیں تو وہ گھر پہنچ کر بھی سفر والی قضا نمازیں قصر ہی پڑھے اور اگر سفر کے آغاز سے پہلے اس کی جو نمازیں پوری قضا ہوئی تھیں وہ انہیں حالتِ سفر میں بھی پوری قضا پڑھے۔

(۱۶) شادی ہو جانے کے بعد عورت کو اگر مستقل طور پر اپنے سسرال میں رہنا ہو تو اُس کا اصلی گھر سسرال ہو گا۔ اب اگر وہ تین منزل یا اس سے زیادہ فاصلے سے اپنے میکے پندرہ دن سے کم رہنے کی نیت سے آئے گی تو میکے میں بھی قصر نماز ہی پڑھے گی اور اگر شادی کے بعد بھی اُس کی نیت مستقل طور پر سسرال میں رہنے کی نہیں تو اُس کا پہلا وطن ہی اُس کا اصلی وطن قرار پائے گا۔

(۱۷) کشتی یا ریل کے سفر میں اگر نماز پڑھنی ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور کھڑا ہونا مشکل ہو یا کھڑے ہونے سے سر چکراتا ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے۔ اگر دورانِ نماز کشتی یا ریل کے گھوم جانے سے قبلہ کا رُخ تبدیل ہو جائے تو نمازی گھوم کر قبلہ رُخ ہو جائے۔

(۱۸) عورت کے لیے محرم مرد کے بغیر اکیلا سفر کرنا ممنوع ہے۔ مگر اُس محرم کے ساتھ سفر کرنا بھی ممنوع ہے جو شریعت کی پابندی نہ کرنے والا اور خوفِ خدا سے عاری ہو۔ حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:-

لَا یَحِلُّ لِامْرَأَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِیْرَۃَ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ لَیْسَ مَعَھَا حُرْمَۃٌ۔"

(صحیح بخاری)

ترجمہ "جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اُسے جائز نہیں کہ ایک دن رات کی مسافت کا سفر اِس حال میں کرے کہ اُس کے ساتھ کوئی محرم مرد نہ ہو۔

Marfat.com

امام مقیم اور مقتدی مُسافر

(۱۹) جب کسی مسافر کو مقیم امام کے پیچھے باجماعت نماز پڑھنی ہو تو اُس پر امام کی اقتدا لازم ہے یعنی وہ مقیم امام کے پیچھے پُوری چار رکعات پڑھے گا چاہے وہ ابتدا ہی سے نماز میں شامل ہوا ہو یا بعد میں کسی رکعت میں شامل ہوا ہو۔ اُسے ہر حال میں مقیم امام کے پیچھے چار رکعات نماز پڑھنی ہوگی ورنہ اس کی نماز نہ ہوگی۔

امام مُسافر اور مقتدی مقیم

(۲۰) اگر کوئی مسافر نماز کی امامت کرے تو اُسے چاہیئے کہ نماز سے پہلے اپنے مسافر ہونے کا اعلان کر دے۔ دوسری رکعت کے بعد التحیات میں مقیم مقتدی حضرات "عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" تک پڑھ کر خاموش ہو جائیں۔ اور جب امام دو رکعات پُوری کر کے دائیں جانب سلام پھیرے تو مقیم مقتدی حضرات سلام نہ پھیریں بلکہ اُٹھ کر اپنی بقایا دو رکعات علیحدہ علیحدہ پُوری کر لیں۔ ایسی صُورت میں سجدۂ سہو بھی نہیں ہے۔

Marfat.com

عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کا طریقہ

عورتیں نماز کی نیت کر کے "اَللّٰہُ اَکبر" کہیں اور "اَللّٰہُ اَکبر" کہتے وقت دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھائیں لیکن ہاتھوں کو دوپٹے سے باہر نہ نکالیں۔ پھر سینے پر ہاتھ اِس طرح باندھیں کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پُشت پر رکھیں پھر مندرجہ بالا طریقے سے مَردوں کی طرح ثنا، تعوّذ، سُورۃ فاتحہ آمین تک اور پھر کوئی سُورت یا چند قرآنی آیات پڑھکر "اَللّٰہُ اَکبر" کہتے ہوئے رکوع کریں۔ رکوع میں ہاتھوں کی اُنگلیاں ملاکر گھٹنوں پر رکھیں۔ بازو پہلوؤں سے ملا کر رکھیں اور پیروں کے بیچوں میں چار اُنگل کا فاصلہ رکھیں یا پھر ٹخنے ملا کر رکھیں۔ رکوع کے بعد "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ ط رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کہتے ہُوئے سیدھی کھڑی ہوجائیں اور پھر "اَللّٰہُ اَکبر" کہہ کر پہلے سجدے میں چلی جائیں اور سجدہ اِس طرح کریں کہ ہاتھوں کی اُنگلیاں آپس میں اچھی طرح ملاکر کانوں کے برابر زمین پر رکھیں۔ زمین پر ماتھا دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھیں اور دورانِ سجدہ ماتھا اور ناک دونوں زمین پر لگے ہوئے ہوں۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں مگر پاؤں کھڑے نہ ہوں بلکہ دائیں طرف کو نکال دیں اور اچھی طرح سمٹ کر اور دب کر اِس طرح سجدہ کریں کہ پیٹ رانوں سے لگا ہوا ہو اور بانہیں پہلوؤں سے ملی ہوئی اور زمین پر رکھی ہُوئی ہوں۔ سجدہ میں کم از کم تین بار تسبیح پڑھ کر "اَللّٰہُ اَکبر" کہتے ہوئے اُٹھ کر سیدھی بیٹھ جائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد "اَللّٰہُ اَکبر" کہتے ہوئے دوسرے سجدہ میں چلی جائیں۔ پھر پہلے سجدہ کی طرح تسبیح کر کے "اَللّٰہُ اَکبر" کہتے ہُوئے اُٹھ کھڑی ہوں۔ اِس طرح پہلی رکعت پُوری ہوگئی۔ پھر دوسری رکعت سُورۃ فاتحہ سے شروع کر کے پہلے کی طرح رکوع و سجود کریں اور پھر بائیں سرین پر بیٹھ کر دونوں پاؤں داہنی طرف نکال لیں اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لیں۔ پھر التحیات پڑھیں۔ دو رکعات کی نماز ہو تو مندرجہ بالا طریقے سے التحیات کے بعد درود شریف اور دُعا پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ اگر زیادہ رکعات کی نماز ہو تو التحیات "عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" تک پڑھ کر

Marfat.com

اُٹھ جائیں اور پھر بقیہ رکعات پڑھ کر سلام پھیریں۔

عورتوں کی نماز کے مسائل

(۱) ایسا باریک کپڑا کہ جس سے بدن جھلکے یا سر کے بال نظر آتے ہوں پہن کر نماز نہیں ہوتی۔

(۲) سر کے بال کھلے چھوڑ کر یا بانہیں کھلی چھوڑ کر نماز نہیں ہوتی۔

(۳) عام حالات میں چہرہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر بوقتِ ضرورت بُرقعہ اوڑھ کر یا چہرہ ڈھانپ کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴) مردوں کی نسبت عورتوں کو فجر کی نماز منہ اندھیرے پڑھنا مستحب ہے۔

عورتوں کی جماعت

(۱) باجماعت نماز ادا کرنا عورتوں پر واجب نہیں ہے۔

(۲) عورت کے لیے اذان اور اقامت کہنا ناجائز ہے۔

(۳) عورتوں کے لیے اپنی جماعت کرنا مکروہ ہے۔ اگر وہ جماعت کریں بھی تو امام عورت اگلی صف میں دوسری عورتوں کے درمیان کھڑی ہو۔

(۴) تکبیر اور قراءت میں آواز پست رکھیں۔

مرد اِمام کے پیچھے عورتوں کی نماز

(۱) کسی تنہا مرد اِمام کے پیچھے عورتوں کا نماز پڑھنا مکروہ ہے چاہے درمیان میں پردہ بھی حائل ہو۔

(۲) اگر مرد اِمام کے پیچھے کوئی اور مرد بھی نماز پڑھنے والا ہو یا مقتدی عورتوں میں اِمام کی کوئی محرم عورت موجود ہو تو غیر محرم عورت اس مرد اِمام کے پیچھے فاصلہ رکھ کر پردے میں نماز پڑھ سکتی ہے۔

(۳) مرد امام کے پیچھے اگر اُس کی کوئی محرم عورت یا کوئی نابالغ لڑکی نماز پڑھے تو وہ اِمام کے پیچھے ایک صف کے فاصلے پر کھڑی ہو۔

(۴) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اچھے دَور میں صحابی عورتیں باجماعت نماز ادا کیا کرتی تھیں مگر آج کل کے مُفسد دور میں مختلف اندیشوں کے باعث علماء نے عورتوں کے جماعت میں شامل ہونے کو ناپسند فرمایا ہے۔

(۵) اُس نامحرم مَرد کے پیچھے کہ جس کے پیچھے کوئی محرم عورت نماز نہ پڑھ رہی ہو کسی تنہا عورت کا نماز پڑھنا درست نہیں ہے چاہے وہ فاصلہ رکھ کر پردہ ہی میں نماز ادا کر رہی ہو۔

خانہ بدوش کی نماز

وہ خانہ بدوش لوگ جو کسی ایک جگہ مقیم ہو کر نہیں رہتے بلکہ آج یہاں اور کل وہاں، چند روز ایک جگہ پر اور چند روز دوسری جگہ پر خیمے وغیرہ لگا کر رہ لیتے ہیں۔ اور پھر آگے چل دیتے ہیں۔ اُن کے لیے حکم ہے کہ وہ مسافر نہیں ہیں اِس لیے وہ قصر نہیں پڑھیں گے بلکہ پُوری نماز پڑھیں گے۔ لیکن اگر وہ ایک جگہ سے تین منزل یعنی ½ ۵۷ میل یا ½ ۹۲ کلومیٹر یا اِس سے زیادہ مسافت پر جانے کی نیّت سے چل پڑیں تو اب وہ مسافر شمار ہوں گے اور وہ دَورانِ سفر قصر نماز پڑھیں گے۔ اور اگر دورانِ سفر منزل مقصود پر پہنچ کر پندرہ دن یا اِس سے زیادہ دنوں تک ٹھہرنے کی نیت کر لیں تو وہ مقیم شمار ہوں گے چاہے وہ کسی جنگل ہی میں کیوں نہ ہوں لیکن اِس میں ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ اُن کے پاس اِتنے دنوں کے لیے خوراک موجود ہو۔ اگر اِتنے دنوں کی خوراک اُن کے پاس نہ ہو تو محض قیام کی نیت معتبر نہ ہوگی اور وہ مقیم شمار نہ ہوں گے۔

Marfat.com

بچوں کی نماز

بچے جب سات سال کی عمر کے ہو جائیں تو اُنہیں نماز پڑھائی جائے۔ اور جب بچے دس سال کی عمر کے ہو جائیں تو سختی کر کے اُنہیں نماز پڑھائی جائے۔ اُن کے بستر علیحدہ کر کے تنہا سُلایا جائے۔

(۱) جماعت میں بڑوں کی صف میں بچوں کا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اُنہیں دوسری صف میں کھڑا کیا جائے۔ بعد میں نمازیوں کے آجانے کے باعث اگر بچے درمیان میں آجائیں تو کوئی حرج نہیں۔

(۲) دورانِ نماز بچے اگر کھلکھلا کر ہنس پڑیں تو اُن کی نماز ٹوٹ جائے گی لیکن وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(۳) جب بچے بالغ ہو جائیں تو اُن پر تمام احکاماتِ شریعت لاگو ہو جاتے ہیں یعنی اُن پر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ فرض ہو جاتے ہیں۔

(۴) بالغ ہونے کی علامات یہ ہیں:۔

۱۔ احتلام کا ہونا یا شہوت کے ساتھ منی کا نکلنا۔

۲۔ پندرہ برس کی عمر کا ہو جانا۔

۳۔ لڑکی کو حیض آنا یا حاملہ ہو جانا۔

Marfat.com

سوار کی نماز

① اگر کوئی مسافر ریل گاڑی یا کشتی و بحری جہاز یا ہوائی جہاز میں سفر کر رہا ہو۔ اور منزلِ مقصود پر پہنچنے سے پہلے ہی کسی نماز کا وقت نکل جانے کا خطرہ ہو یا ریل گاڑی سٹیشن پر اتنی دیر نہیں رُکتی کہ اُتر کر نماز پڑھ لے تو ایسی صُورتوں میں چلتی گاڑی یا کشتی یا جہاز میں ہی نماز ادا کر لے۔

② مندرجہ بالا حالات میں نماز کھڑے ہو کر اور قبلہ رُخ ہو کر پڑھ لے لیکن اگر سر چکراتا ہو یا گر پڑنے کا اندیشہ ہو یا جگہ تنگ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے۔

③ چلتی بیل گاڑی یا تانگہ یا بس یا کار وغیرہ میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

④ گھوڑا سوار اِس صُورت میں گھوڑے پر بیٹھ کر ہی نماز ادا کر سکتا ہے کہ جب گھوڑا تھامنے والا دوسرا کوئی شخص موجود نہ ہو اور نہ ہی گھوڑے کو باندھنے کی کوئی چیز موجود ہو اور گھوڑے کے بھاگ جانے کا قوی اندیشہ ہو۔

⑤ قافلہ سے بچھڑ جانے کے خوف سے اور دوسری کسی مجبُوری کی حالت میں اُونٹ کے کجاوے میں بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

⑥ اگر حالتِ جنگ میں باقاعدہ نماز ادا نہ کی جا سکتی ہو تو اپنی سواری پر قبلہ رُخ ہو کر نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

کاروباری حضرات کی نماز

(۱) کاشت کار، دوکاندار اور تاجر حضرات کے لیے ضروری ہے کہ نماز کے وقت اپنے کاروبار بند کر دیا کریں اور پوری دلجمعی سے باجماعت نماز ادا کیا کریں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک مرتبہ نماز کے وقت پر بازار کے لوگوں کو اپنی اپنی دوکانیں بند کر کے نماز کے لیے جاتے دیکھا تو فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت انہی لوگوں کی شان میں وارد ہوئی ہے کہ:-

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

(پ۱۸ النور)

یعنی "اُن جوانمردوں کو یادِ الٰہی سے نہ تو سوداگری روک سکتی ہے اور نہ خرید و فروخت۔"

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ:-

"ایسے لوگ قیامت کے روز حساب کتاب کے بغیر جنّت میں داخل کیے جائیں گے۔"

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت ہے کہ:-

"صحابہ کرامؓ جونہی اذان کی آواز سُنتے اپنے کاروبار معطّل کر کے اور سب کچھ چھوڑ کر نماز کے لیے مسجد میں چلے جاتے۔"

(۴) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے کہ:-

"جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں باجماعت نماز ادا نہ ہوتی ہو تو اُن پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے اس لیے جماعت کو لازم جانو کہ بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے اور انسان کا بھیڑیا شیطان ہے۔" (سُنن نسائی)

Marfat.com

جنگل اور باغ کے اندر نماز

(۱) اگر کسی جنگل میں نماز کا وقت ہو جائے تو نمازی کو چاہیئے کہ پہلے اذان کہے۔ اِس کے بعد کچھ دیر ٹھہر کر تکبیر کہے اور پھر اِمام کی طرح بُلند آواز سے نماز پڑھے۔ اُسے نماز با جماعت کا ثواب ہو گا چاہے وہ اکیلا ہی نماز پڑھے۔

(۲) آبادی سے دُور تنہا آدمی کے لیے اذان و تکبیر کے بغیر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(۳) کسی جنگل میں اگر ایک سے زیادہ نمازی ہوں تو پہلے اذان کہیں کہ یہ مُستحب ہے اور پھر اقامت یعنی تکبیر کہیں یہ سُنتِ مؤکدہ ہے۔

(۴) حضُور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کا ارشاد ہے کہ :-

"جنگل میں اذان دینے والے کی آواز جہاں تک پہنچے گی، وہاں تک جو جن و انسان اور شجر و حجر اُس کی آواز سُنے گا قیامت کے روز اُس کے ایمان کی گواہی دیں گے۔"

(صیح بخاری)

(۵) ایک اور حدیث میں یُوں بھی آیا ہے کہ :-

"اُس کے ساتھ فرشتوں کے اتنے لشکر شاملِ نماز ہوں گے کہ اُن کا کنارہ نظر نہ آئے گا۔" (مسند عبد الرزاق)

(۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام باغوں کے اندر نماز پڑھنے کو پسند فرماتے تھے۔" (ترمذی)

(۷) حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا فرمان ہے کہ :-

"جب کوئی چرواہا کسی پہاڑ کے دامن میں اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے بے حد خوش ہوتا ہے اور اُس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔" (مشکوٰۃ)

بَیتُ اللہ کے اندر اور اُس کے اِرد گرد کی نماز

(۱) بیتُ اللہ کے اندر جس طرف جی چاہے رُخ کر کے نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ وہاں ہر طرف قبلہ ہی کی دیوار سامنے رہتی ہے اور نماز میں قبلہ کی طرف رُخ کرنے کی شرط ہے نہ کہ مشرق و مغرب یا جنوب و شمال کی۔

(۲) بیتُ اللہ کے اِرد گرد مطاف میں یا صحنِ حرم میں بھی کسی خاص سمت میں رُخ کرنے کی شرط نہیں ہے۔ بلکہ وہاں بھی جس طرف جی چاہے اپنا رُخ کر لیا جائے۔ اور یہ شرط بھی نہیں کہ اِمام اور تمام مقتدیوں کا منہ ایک ہی سمت میں ہو۔ بلکہ بیتُ اللہ کی طرف مُنہ کرنا شرط ہے اِس لیے بیتُ اللہ کی طرف مُنہ کر کے اِمام کے پیچھے اور دائیں بائیں اور سامنے ہر طرف صفیں قائم کر کے نماز ادا کی جاتی ہے۔ البتہ جس طرف اِمام ہو اُس طرف اِمام کے آگے کوئی مقتدی خانہ کعبہ کے نزدیک نہ ہو لیکن باقی اطراف میں اگر مقتدی اِمام کی نسبت بیت اللہ کے زیادہ نزدیک ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ اِمام کے پیچھے مُتصوّر ہوں گے۔

مُلازمینِ جہاز کی نماز

(۱) بحری جہاز کے مُلازمین کا سفر اور راستہ میں اُن کے قیام کا انحصار جہاز کے افسرِ مجاز یا مالکانِ جہاز کی مرضی پر ہوتا ہے۔ اِس لیے جہاز کی روانگی کے وقت سفر کا تعین تین منزل یعنی ½ ۵۷ میل یا ½ ۹۲ کلومیٹر یا اس سے زیادہ کا ہو تو مُلازمین جہاز قصر نماز پڑھیں گے۔ اور اگر سفر کا تعین تین منزل سے کم ہو تو مقیم کی طرح پُوری نماز پڑھیں گے۔

(۲) دورانِ سفر راستہ میں اگر قیام کرنا پڑے اور پندرہ دن سے کم قیام کی نیت ہو تو قصر نماز پڑھیں گے۔ اور اگر قیام کا فیصلہ پندرہ دن سے زیادہ کا ہو تو دورانِ قیام پُوری نماز پڑھیں گے۔

(۳) ہوائی جہاز کے سفر کے دوران اگر نماز کا وقت ہو جائے اور نماز کا وقت ختم ہونے سے قبل زمین پر اُترنے کا اِمکان نہ ہو تو کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیں۔ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ناممکن ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لیں لیکن علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ ہوائی جہاز کے مسافر جب زمین پر اُتر جائیں تو جہاز کے اندر پڑھی ہوئی نماز دوبارہ پڑھ لیں۔

(۴) ہوائی جہاز کا پائلٹ اپنے مددگار کو ڈیوٹی سونپ کر نماز پڑھ لے۔ اگر مددگار پائلٹ نہ ہو اور زمین پر اُترنے کے وقت تک نماز کا وقت ختم ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اپنی ڈیوٹی کی جگہ پر بیٹھے بیٹھے نماز کی نیّت کر لے اور جیسے بھی ممکن ہو نماز کے فرائض و واجبات ادا کر لے چاہے اِشاروں سے ہی کرنا پڑے۔

اگر کوئی ضروری پیغامات لینے دینے کی وجہ سے نماز کا تسلسل ٹوٹ جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ معذور ہے۔ اِس لیے پیغامات لینے دینے سے فارغ ہونے کے بعد نماز مکمّل کر لے۔

(۵) برّی، بحری اور ہوائی سفر کے لیے نمازِ قصر کے احکامات ایک جیسے ہیں۔

مجبور قیدی کی نماز

اگر کوئی مسلمان کفار کی قید میں ہو اور وہ اُسے نماز روزہ نہ کرنے دیں تو اُس صورت میں ایسے مجبور مسلمان قیدی کے لیے احکام یہ ہیں :۔

(۱) اگر اُسے وضو کی اجازت نہ ہو یا وضو کی سہولت اُسے میسّر نہ ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔ اگر اُسے تیمم کرنے کی بھی اجازت نہ ہو تو تیمم کے بغیر ہی نماز پڑھ لے۔

(۲) اگر کفار اُسے نماز بھی نہ پڑھنے دیں تو ممکن حد تک اشاروں سے نماز پڑھے لیکن آزادی کے بعد ایسی نمازوں کو لوٹائے۔

(۳) ماہِ رمضان میں اگر باقاعدہ طور پر سحری اور افطار کے ساتھ روزہ رکھنے کی سہولت نہ ہو تو روزہ کی نیت کر لے۔ اگر دن میں اُسے روزہ توڑنے پر مجبور کر دیا جائے تو روزہ توڑنے کے بعد بھی کھانے پینے سے گریز کرے۔ اور روزہ دار کی صورت بنا رہے آزادی کے بعد ٹوٹے ہوئے روزہ کی قضا کرے۔

نمازِ جمعہ

پنج گانہ نماز کے علاوہ بھی چند ایسی نمازیں ہیں جو صرف اجتماعی طور پر ادا کی جا سکتی ہیں۔ انہیں فرداً فرداً ادا نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ہیں نمازِ جمعہ، نمازِ عید الفطر اور نمازِ عید الاضحیٰ۔ اِن میں سے نمازِ جمعہ کا وقت ظہر مقرر کیا گیا ہے اور اس میں دو رکعاتِ فرض پڑھی جاتی ہیں۔ اصولی طور پر نمازِ جمعہ شہر کی مرکزی جامع مسجد میں پڑھائی جانی چاہیے۔ کیونکہ اسلام کے ابتدائی متبرک دَور میں نمازِ جمعہ شہر بھر کی ایک ہی بڑی جامع مسجد میں پڑھی جاتی تھی۔ قرآن مجید میں فرمانِ الٰہی ہے:۔

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِن يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (پ ۲۸۔ الجمعۃ ۹)

ترجمہ "اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر (نمازِ جمعہ) کے لیے جلدی کرو اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تمہیں اس کی سمجھ ہو"

اِس فرمانِ الٰہی سے واضح ہوتا ہے کہ نمازِ جمعہ کتنی اہم نماز ہے؟ اس آیتِ مبارکہ میں جس اذان کے سُنتے ہی نمازِ جمعہ کے لیے تیاری کا حکم ہے وہ جُمعہ کی پہلی اذان ہے اور اس اذان کے سُنتے ہی کاروبار معطّل کر کے نماز کے لیے جلدی کی جائے یعنی وہ تمام مشاغلِ دُنیا ترک کر دیے جائیں جو ذکرِ الٰہی سے رکاوٹ کا باعث بنتے ہوں اور جتنا جلدی ہو سکے تیاری کر کے مسجد میں نمازِ جمعہ کے لیے پہنچا جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانِ مُبارک ہے کہ :۔

• جمعہ کا دن افضل ترین دنوں میں سے ہے۔ جمعہ کے دن ہی

آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا گیا۔ جمعہ کے دن ہی صُورِ قیامت پھُونکا جائے گا اور جمعہ کے دن ہی ساری مخلوق فنا کر دی جائے گی۔۔۔۔ لہٰذا تم لوگ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا دُرود مجھ پر پیش ہوتا ہے اور پیش ہوتا رہے گا۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کی: یا رسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ، ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش ہو گا جب کہ آپ کا جسم قبر میں ریزہ ریزہ ہو چکا ہو گا؟ آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے جسموں کو زمین پر حرام فرما دیا ہے۔" یعنی وفات کے بعد قبروں میں اُن کے جسم ٹوٹ پھُوٹ سے محفوظ رہتے ہیں۔

(نسائی، ابنِ ماجہ، سنن ابُوداوٗد)

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضُور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ:۔

اِنَّ فِی الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ یَسْئَلُ اللہَ فِیْهَا خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ ۔

(صحیح بخاری و مسلم)

ترجمہ "جمعہ کے دن میں ایک وقت ایسا بھی ہے کہ اگر اُس وقت کسی مسلمان کو حُسنِ اتفاق سے اللہ تعالیٰ سے خیر و برکت مانگنے کی توفیق مل جائے تو اللہ تعالیٰ اُسے عطا فرما دیتا ہے"۔

طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضُور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ:۔

"جمعہ کی نماز ہر مسلمان پر فرض ہے۔ البتہ اس سے چار قسم کے لوگ مستثنیٰ ہیں۔ ① بے چارہ غلام جو کسی کی ملکیت ہو۔ ②

عورتیں ۳ نابالغ بچے ۴ بیمار اور معذور افراد۔

(سنن ابی داؤد)

ابُو الجعد ضمری ؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

مَنْ تَرَكَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ۔

(جامع ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ "جو شخص محض کاہلی و سُستی کی بدولت تین جمعے قضا کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے دل پر مہر لگا دے گا۔"

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:۔

"جو شخص بِلا عذر جمعہ کی نماز چھوڑے گا اُسے دفترِ الٰہی میں منافق لکھا جائے گا۔" (مسندِ شافعی)

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ:۔

"جمعہ کی نماز ترک کرنے والے لوگ اپنی اِس حرکت سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر مُہر لگا دے گا اور وہ غفلت شعاروں میں سے ہو جائیں گے۔"

(صحیح مسلم)

نمازِ جمعہ کی شرائط

جمعہ کی نماز ادا کرنا ہر عاقل و بالغ اور تندرُست مُسلمان مرد پر فرض ہے لیکن غلاموں، عورتوں نابالغ بچوں، دیوانوں، مسافروں، بیماروں اور معذوروں پر فرض نہیں ہے لیکن اگر وہ نمازِ جمعہ میں حاضر ہو جائیں تو اُن کی نماز ہو جائے گی۔

نمازِ جمعہ کی چند شرائط ہیں۔ اُن میں سے اگر ایک بھی شرط پُوری نہ ہو تو نمازِ جمعہ

Marfat.com

نہ ہوگی۔ وہ شرائط یہ ہیں :۔

(۱) شہر یا قصبہ یا شہر کی قسم کا بڑا گاؤں جس میں گلی کوچے اور بازار ہوں اور شہر کے مضافات کہ جن سے شہر کی ضروریات وابستہ ہوں مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں، سٹیشن وغیرہ میں جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہے لیکن چھوٹے گاؤں وقصبات میں جمعہ کی نماز پڑھنی جائز نہیں۔ اگر دیہات میں جمعہ پڑھیں گے تو گنہگار ہوں گے اور ظہر کی نماز ان کے ذمہ بقایا ہوگی۔ فتاوٰے رضویہ میں ہے کہ اگر جاہل عوام دیہات میں نمازِ جمعہ پڑھتے ہوں تو انہیں منع کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ عوام جس طرح بھی اللہ و رسُول کا نام لیں غنیمت ہے اُنہیں روکنے کا نتیجہ یہ بھی نکل سکتا ہے کہ وہ جو تھوڑا بہت اللہ و رسُول کا نام لیتے ہیں اُسے بھی چھوڑ بیٹھیں۔

(۲) وہ شہر یا قصبہ سلطانِ اسلام یا اُس کے نائب کی ریاست میں شامل ہو۔

(۳) نمازِ جمعہ ظہر کے وقت میں پڑھی جائے۔

(۴) نمازِ جمعہ سے پہلے جمعہ کا خطبہ عربی زبان میں پڑھا جائے۔

(۵) نمازِ جمعہ جماعت سے پڑھی جائے اور جماعت میں امام کے علاوہ کم از کم تین مرد ہوں چاہے وہ مسافر یا بیمار یا گونگے یا اَن پڑھ ہی کیوں نہ ہوں۔

(۶) نمازِ جمعہ پڑھنے کا اذنِ عام ہو یعنی نمازِ جمعہ پڑھنے کی جگہ پر آنے والوں پر کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ ہر مسلمان بے خوف و خطر وہاں آ سکتا ہو۔ البتہ عورتوں کو روک دینا اذنِ عام کے خلاف نہیں ہے کہ اُن کے آنے سے فتنہ کا اندیشہ ہے۔

نمازِ جمعہ واجب ہونے کے لیے گیارہ شرائط ہیں۔ جن میں سے اگر ایک شرط بھی پُوری نہ ہو تو نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے :۔

(۱) نمازی شہر میں مقیم ہو۔

(۲) نمازی صحت مند ہو کیونکہ مریض پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے۔

(۳) نمازی کسی کا غلام نہ ہو کہ غلام پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے۔

(۴) نمازی مرد ہو۔

Marfat.com

⑤ نمازی عاقل ہو۔ مجنون و دیوانہ نہ ہو۔

⑥ نمازی بالغ ہو۔

⑦ وہ نابینا جو خود کسی راہنمائی کے بغیر مسجد تک نہ جا سکتا ہو اس پر نمازِ جمعہ فرض نہیں لیکن وہ نابینا جو بلا تکلف گلیوں بازاروں میں کسی مدد کے بغیر چل پھر سکتے ہوں اور مسجد تک خود بلا تکلف جا سکتے ہوں اُن پر نمازِ جمعہ فرض ہے۔

⑧ جو شخص کسی جسمانی معذوری کے سبب چلنے پھرنے سے معذور ہو جیسے کہ ایک اپاہج کہ اس پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے لیکن وہ لنگڑا یا فالج زدہ شخص جو مسجد تک جا سکتا ہے اُس پر نمازِ جمعہ پڑھنا فرض ہے۔

⑨ نمازی قیدی نہ ہو کیونکہ قیدی پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے۔

⑩ نمازی کسی حکمران یا چور یا کسی ظالم سے خوف زدہ نہ ہو۔ کیونکہ اِس قسم کے خوفزدہ آدمی پر نمازِ جمعہ فرض نہیں۔ اِسی طرح مفلس قرضدار کو اگر اپنی گرفتاری اور بے عزتی کا کوئی خوف ہو تو اُس پر بھی نمازِ جمعہ فرض نہیں۔

⑪ زبردست بارش و آندھی و اولے یا اِنتہائی سردی کہ جس سے نقصان و ضرر کا خوف ہو تو نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے۔

مسائلِ نمازِ جمعہ

① مریض، مسافر، قیدی یا کوئی اور شخص کہ جس پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے۔ یہ تمام لوگ جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز باجماعت ادا نہیں کر سکتے۔ نہ نمازِ جمعہ سے پہلے اور نہ ہی نمازِ جمعہ کے بعد۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو گنہگار ہوں گے کہ شہر میں جمعہ کے دن ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔ لہٰذا جن لوگوں پر نمازِ جمعہ فرض نہیں یا وہ لوگ جو نمازِ جمعہ کسی وجہ سے نہ پڑھ سکے ہوں تو اُن کے لیے حکم ہے کہ وہ اقامت و اذان کے بغیر اکیلے اکیلے ظہر کی نماز پڑھیں۔ اُن کے لیے جماعت سے نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ جن مسجدوں میں نمازِ جمعہ نہیں ہوتی انہیں ظہر کے وقت بند رکھا جاتے۔

Marfat.com

(۲) مؤذن خطبہ کی اذان امام کے سامنے کھڑا ہو کر کہے۔ امام نمازیوں کی طرف منہ کر کے خطبہ دے اور دوسرے خطبہ سے پہلے منبر پر تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جائے۔

(۳) امام کے خطبہ کیلیے کھڑے ہونے سے لے کر نمازِ جمعہ کے اختتام تک کسی قسم کی نماز پڑھنا یا ذکر کرنا یا کسی قسم کی بات چیت کرنا حرام و ممنوع ہے۔ البتہ صاحب ترتیب قضا نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور اگر کوئی پہلے سے سُنّت پڑھ رہا ہے تو وہ پُوری کر لے۔

(۴) جس طرح نماز میں کھانا پینا اور سلام و جواب وغیرہ حرام ہے، خطبہ میں بھی حرام ہے۔ لٰہذا دورانِ خطبہ تمام حاضرین پر خاموش ہو کر خطبہ سُننا فرض ہے۔ چاہے حاضرین امام سے کافی دُور ہوں اور امام کی آواز اُن تک نہیں پہنچتی تو پھر بھی اُن پر چُپ رہنا واجب ہے۔ کسی ناگوار بات پر ہاتھ یا اشارے سے منع کیا جا سکتا ہے لیکن زبان سے منع کرنا جائز نہیں۔

(۵) دورانِ خطبہ چھوٹے بچوں کو شرارتوں پر ڈانٹنا اور جھڑکنا منع ہے۔ ڈانٹنے والا خود گنہگار ہوتا ہے کیونکہ اُس پر خاموشی سے خطبہ سُننا فرض ہے۔

(۶) دُورانِ خطبہ اگر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا نام مبارک آجائے تو زبان سے دُرود شریف پڑھنا دُرست نہیں۔ البتہ دل میں پڑھا جا سکتا ہے۔ اِسی طرح کسی صحابی کے نام پر "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہنا بھی منع ہے۔

(۷) اِسی طرح خطبہ چاہے جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا نکاح کا ہو دورانِ خطبہ زبان سے کسی بھی طرح کے الفاظ بولنے منع ہیں۔ کیونکہ دورانِ خطبہ چُپ رہنا فرض ہے۔

(۸) جمعہ کا خطبہ عربی زبان میں پڑھا جائے۔ عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا سُنّت کے خلاف اور مکرُوہ ہے۔ اِسی طرح خطبہ میں عربی کے ساتھ کسی اور زبان کو ملانا بھی دُرست نہیں۔

(۹) نمازِ جمعہ سے پہلے چار رکعات سُنّتِ مؤکدہ ہیں اور نمازِ جمعہ کے بعد بھی پہلے چار رکعات سنّتِ مؤکدہ ہیں اور پھر دو رکعات سُنّتِ مؤکدہ ہیں۔

(۱۰) اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب امام خطبہ کے آخری الفاظ ادا کر رہا ہوتا ہے لوگ

Marfat.com

اُٹھنا شروع کر دیتے ہیں۔ خُوب یاد رکھیئے کہ ایسا کرنا حرام ہے۔ جب تک اِمام تمام خطبہ ختم نہ کرلے نماز کے لیے لوگوں کا اُٹھنا جائز نہیں۔

نمازِ جمعہ کے لیے تیاری

(۱) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک جمعہ کے خطاب میں رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا :۔

"مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کو عید بنایا ہے اِس لیے جُمعہ کے دن غسل کیا کرو۔ جس کے پاس خوشبُو ہو وہ لگا لیا کرے اور اُس دن مسواک ضُرور کیا کرو۔"

(مؤطا امام مالک، سنن ابنِ ماجہ)

(۲) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا :۔

"تمہارے لیے اِس میں کوئی حرج نہیں کہ اگر استطاعت ہو تو روزمرّہ استعمال کے کپڑوں کے علاوہ ایک جوڑا کپڑوں کا جمعہ کے دن کے لیے خاص بنا کر رکھ لو۔"

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ :۔

"حضُور علیہ الصلوٰۃُ والسلام جمعہ کے دن کپڑوں کا ایک خاص جوڑا پہنتے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر جب گھر لوٹتے تو ہم اس جوڑے کو تہہ کر کے رکھ لیتے تھے اور پھر وہ جوڑا اگلے جمعہ کو ہی نکلتا تھا۔" (طبرانی)

(۴) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا :۔

"جو آدمی جمعہ کے لیے غسل کرے، ممکن حد تک پاکیزگی وصفائی

Marfat.com

کا اہتمام کرے، مُیسّر ہو تو تیل و خوشبو لگا کر گھر سے نماز کے لیے نکلے، مسجد میں پہنچ کر احتیاط کرے کہ ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے دو آدمیوں کے درمیان گھُس کر نہ بیٹھے، پھر اپنے مقدر کی نماز پڑھے اور جب اِمام خُطبہ پڑھے تو اُسے خاموشی اور توجّہ سے سُنے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اُس جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیانی عرصہ کی اُس کی ساری خطائیں معاف کر دی جائیں گی۔" (صحیح بخاری)

۵ حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

"رسُولُ اللہ صَلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جمعہ کے دن نماز کے لیے جانے سے پہلے اپنے ناخن اور لبیں تراشا کرتے تھے۔"

(مسند بزاز، معجم اوسط طبرانی)

۶ حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

"جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پہلے آنے والوں کے نام ترتیب وار لکھتے جاتے ہیں۔ جو شخص جمعہ کے دن جنابت کے غسل کی مانند غسل کرے اور صاف سُتھرا ہو کر پہلی ساعت میں نمازِ جمعہ کے لیے مسجد میں جائے تو گویا اُس نے اُونٹ کی قربانی کی۔ اور جو دوسری ساعت میں گیا اُس نے گویا گائے کی قربانی کی جو تیسری ساعت میں گیا اُس نے گویا مینڈھے کی قربانی کی۔ جو چوتھی ساعت میں گیا اُس نے گویا راہِ خُدا میں مُرغی پیش کی۔ اور جو پانچویں ساعت میں گیا اُس نے گویا راہِ خدا میں انڈا پیش کیا۔ اور پھر جب امام نے خطبہ پڑھنا شروع کیا تو ملائکہ اپنا دفتر

Marfat.com

سمیٹ کر خطبہ سُننے میں محو ہو جاتے ہیں۔ اِس لیے بعد میں آنے
والے اُس ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں۔"

(صحیح بخاری و مسلم)

(۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :۔
"رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا معمول تھا کہ زیادہ سردی
کے موسم میں نمازِ جمعہ اوّل وقت میں ادا فرماتے اور زیادہ
گرم موسم میں گرمی کی شدت کم ہونے پر ٹھنڈے وقت پر
نمازِ جمعہ ادا فرماتے تھے۔"

(صحیح بخاری)

Marfat.com

خطبۂ جمعہ (اوّل)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی الذَّاتِ عَظِیْمِ الصِّفَاتِ سَمِیِّ السِّمَاتِ کَبِیْرِ الشَّانِ ۝ جَلِیْلِ الْقَدْرِ رَفِیْعِ الذِّکْرِ مُطَاعِ الْاَمْرِ جَلِیِّ الْبُرْهَانِ ۝ فَخِیْمِ الْاِسْمِ عَزِیْزِ الْعِلْمِ وَسِیْعِ الْحِلْمِ کَثِیْرِ الْغُفْرَانِ ۝ جَمِیْلِ الثَّنَاۤءِ جَزِیْلِ الْعَطَاۤءِ مُجِیْبِ الدُّعَاۤءِ عَمِیْمِ الْاِحْسَانِ ۝ سَرِیْعِ الْحِسَابِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ اَلِیْمِ الْعَذَابِ عَزِیْزِ السُّلْطَانِ ۝ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ فِی الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ ۝ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ الْمَبْعُوْثُ اِلَی الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ ۝ اَلْمَنْعُوْتُ بِشَرْحِ الصَّدْرِ وَرَفْعِ الذِّکْرِ ۝ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰۤی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاۤءِ خَیْرِ خَلَاۤئِقَ بَعْدَ الْاَنْبِیَاۤءِ ؕ

اَمَّا بَعْدُ فَیَاۤ اَیُّهَا النَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰہَ فَاِنَّ التَّوْحِیْدَ رَاْسُ الطَّاعَاتِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ فَاِنَّ التَّقْوٰی مِلَاکُ الْحَسَنَاتِ ؕ وَعَلَیْکُمْ بِالسُّنَّةِ ۚ فَاِنَّ السُّنَّةَ تَهْدِیْ اِلَی الْاِطَاعَةِ وَمَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰی ؕ وَاِیَّاکُمْ وَالْبِدْعَةَ ۚ فَاِنَّ الْبِدْعَةَ تَهْدِیْ اِلَی الْمَعْصِیَةِ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰی وَعَلَیْکُمْ بِالصِّدْقِ ۚ فَاِنَّ الصِّدْقَ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُهْلِکُ ؕ وَعَلَیْکُمْ بِالْاِحْسَانِ ۚ فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ ۚ فَاِنَّہٗ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ وَلَا تُحِبُّوا الدُّنْیَا فَتَکُوْنُوْا مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ اَلَا وَاِنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَکْمِلَ رِزْقَهَا ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ

Marfat.com

وَتَوَكَّلُوْا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ وَادْعُوْهُ فَاِنَّ رَبَّكُمْ مُجِيْبُ الدَّاعِيْنَ ۝ وَاسْتَغْفِرُوْهُ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَآئِرِ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَغْفِرُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؕ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ ؕ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْبَكْرٍ ؕ وَاَشَدُّهُمْ فِيْٓ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ ؕ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَآءً عُثْمَانُ ؕ وَاَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ ؕ وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ؕ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ؕ وَحَمْزَةُ اَسَدُ اللّٰهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ ؕ

Marfat.com

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِہٖ مَغْفِرَۃً ظَاھِرَۃً
وَّبَاطِنَۃً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا ط اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ مِنْ
بَعْدِیْ غَرَضًا ج فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ
فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ ط وَخَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ
الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ج اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی
الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ج یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ
تَذَکَّرُوْنَ ○ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ○

Marfat.com

عیدین کی نماز

اِجتماعی نمازوں میں نمازِ جُمعہ کے علاوہ عیدین کی نماز خصُوصی اہمیت کی حامل ہے یعنی عید الفطر کی نماز اور عید الاضحیٰ کی نماز۔ اِن دونوں عیدوں کی نماز ایک جیسی ہی پڑھی جاتی ہے۔ اِس میں دو رکعات واجب مع چھ زائد تکبیروں کے پڑھی جاتی ہیں۔ جن کا طریقہ اِس طرح ہے :۔

(۱) پہلے نیّت کی جائے۔ یعنی کہا جائے کہ "مَیں نے نیّت کی دو رکعات نماز واجب عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی ساتھ چھ زائد تکبیروں کے۔ نماز واسطے اللہ تعالیٰ کے، مُنہ طرف خانہ کعبہ شریف، پیچھے اِس امام کے۔"

(۲) پھر دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر ہتھیلیوں کا رُخ خانہ کعبہ کی طرف کر لیا جائے اور پھر امام کی اِقتدا کرتے ہوئے "اللہ اکبر" کہہ کر ہاتھ ناف پر باندھ لیے جائیں۔ پھر ثنا پڑھی جائے اور ثنا پڑھنے کے بعد جب تکبیریں پڑھنے کے لیے اِمام "اللہ اکبر" کہے تو اِمام کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے دونوں ہاتھ چھوڑ دیے جائیں پھر دوسری بار امام کے ساتھ اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک لے جا کر چھوڑ دیے جائیں اور پھر تیسری بار امام کے ساتھ دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہتے ہوئے ناف پر باندھ لیے جائیں۔

(۳) اب اِمام تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھ کر بُلند آواز کے ساتھ الحمد شریف اور کوئی سُورت پڑھے۔ مقتدی خاموش کھڑے رہیں۔ جب اِمام قرأت سے فارغ ہو کر رکوع و سجود کرے تو مقتدی بھی اِمام کے ساتھ رکوع و سجُود کریں۔

(۴) اِمام جب پہلی رکعت ختم کر کے دوسری رکعت کے لیے اُٹھے تو مقتدی بھی اُس کے ساتھ کھڑے ہو جائیں۔ اِمام جب دوسری رکعت کی قرأت سے فارغ ہو کر کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر تکبیریں پڑھے تو مقتدی بھی اُس کے ساتھ پہلی تکبیر کہہ کر ہاتھ کھُلے چھوڑ دیں۔ پھر دوسری تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں۔ پھر تیسری تکبیر کہہ کر ہاتھ کھُلے چھوڑ دیں۔ اور پھر چوتھی تکبیر ہاتھ اُٹھائے بغیر کہہ کر جب رکوع میں امام جائے تو مقتدی بھی ایسا ہی

Marfat.com

کریں۔ اور پھر امام کے ساتھ بقیہ سجود و التحیات و درود و دُعا پڑھ کر سلام پھیریں لیکن اُسی جگہ پر وقار و اطمینان کے ساتھ بیٹھے رہیں کیونکہ امام اب دو خطبے پڑھے گا اور مقتدی نمازِ جمعہ کے خطبہ کی طرح عید کے دونوں خطبے پُوری توجہ اور سکون سے سُنیں، کیونکہ خُطباتِ عیدین سُننا واجب ہے۔ خطبہ کے بعد دُعا مانگیں اور پھر مقتدی ایک دُوسرے سے عید ملیں۔

۵ اگر کوئی آدمی نمازِ عید کی پہلی رکعت میں تین تکبیریں کہنے کے بعد آکر شامل ہو تو وہ نیت کے بعد ہاتھ اُٹھا کر تین تکبیریں پڑھ لے اور اگر رکوع کی حالت میں شامل ہوا تو گمان کرے کہ اگر تین تکبیر کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائے گا تو پہلے تین تکبیریں کہہ لے اور پھر رکوع میں شامل ہو ورنہ تکبیریں نہ کہے اور رکوع میں شامل ہو جائے اور حالتِ رکوع میں تسبیح پڑھنے کی بجائے تین تکبیریں کہہ لے۔

۶ اگر کوئی شخص نمازِ عید کی دوسری رکعت میں شامل ہو تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر پہلی چھوٹی ہوئی رکعت اِس طرح پُوری کرے کہ پہلے قرأت کرے اور پھر نمازِ عید کی دوسری رکعت کی طرح تین زائد تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائے۔

۷ اگر کوئی شخص نمازِ عید کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد شامل ہوا تو امام کے سلام پھیر لے کے بعد کھڑا ہو کر اپنی پُوری نمازِ عید معمول کے مطابق پڑھ کر سلام پھیرے۔

نمازِ عید کے مسائل

۱ نمازِ عید پڑھنا ہر اُس شخص پر واجب ہے جس پر نمازِ جمعہ پڑھنا واجب ہے۔

۲ نمازِ عید کی شرائط بھی وہی ہیں جو نمازِ جمعہ کے لیے ہیں لیکن نمازِ جمعہ میں خطبہ شرط ہے جب کہ عیدین کی نماز میں خطبہ شرط نہیں بلکہ سُنّت ہے۔

۳ نمازِ جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے جب کہ عید کا خطبہ نمازِ عید کے بعد پڑھا جاتا ہے۔

۴ عیدین کی نماز میں نہ اذان ہے اور نہ ہی اقامت ہے۔

Marfat.com

(۵) بغیر کسی شرعی عذر کے عید کی نماز کو چھوڑ دینا گمراہی ہے اور چھوٹے گاؤں میں نمازِ عید پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔

(۶) نمازِ عید سے پہلے کسی قسم کی نفل نماز پڑھنا مطلق مکروہ ہے چاہے عیدگاہ میں ہو یا گھر پر ہو۔ چاہے عید کی نماز پڑھنے والے پر واجب ہو یا نہ ہو۔ اگر کوئی عورت گھر پر چاشت کی نماز پڑھنا چاہے تو وہ بھی نمازِ عید کی ادائیگی کے بعد پڑھے۔

(۷) نمازِ عید کے بعد عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ گھر پر پڑھے جا سکتے ہیں۔

(۸) عوام الناس میں سے اگر کوئی شخص نمازِ عید سے پہلے یا بعد میں عیدگاہ میں نماز پڑھتا ہے تو اُسے روکا بھی نہ جائے۔

(۹) عید کے دن مندرجہ ذیل کام مستحب ہیں :۔

حجامت بنوانا۔ ناخن ترشوانا۔ غسل کرنا۔ مسواک کرنا۔ اچھے کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا۔ نمازِ عید سے پہلے پہلے فطرانہ (صدقۂ فطر) ادا کر دینا۔ عیدگاہ کی طرف پہلے چلا جانا۔ عیدگاہ کی طرف پیدل جانا۔ ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا۔ نماز کو جانے سے پہلے چند طاق عدد کھجوریں کھانا یا کوئی اور میٹھی چیز کھانا۔ خوشی کا اظہار کرنا۔ عید کے دن کثرت سے صدقہ دینا۔ عیدگاہ کی طرف وقار و اطمینان سے جانا۔ راستے میں نگاہ نیچی رکھنا۔ آپس میں مُبارک باد کہنا۔ نمازِ عید کے بعد ایک دوسرے سے ملنا۔

(۱۰) عید الاضحیٰ کے دن نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا جائے چاہے کوئی قربانی کرے یا نہ کرے اور اگر کھا بھی لیا جائے تو کراہت نہیں ہے۔

(۱۱) عید الفطر کے لیے راستے میں تکبیر پست آواز سے کہی جائے جبکہ عید الاضحیٰ میں بلند آواز سے تکبیر کہی جائے۔

(۱۲) کسی عُذر کے باعث اگر نمازِ عید نہ ہو سکے مثلاً سخت بارش کی وجہ سے نماز نہ ہو سکی یا موسم اَبر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا اور چاند ہونے کی گواہی ایسے

Marfat.com

وقت میں ملی کہ اُس وقت نمازِ عید نہیں ہو سکتی تو دوسرے دن نمازِ عید پڑھی جائے۔ اور اگر دوسرے دن بھی نہ ہو سکی تو عید الفطر کی نماز تیسرے دن نہیں ہو سکتی۔

(۱۳) عید الاضحیٰ کی نماز کسی عذر کے سبب تیسرے دن بھی بِلا کراہت ہو سکتی ہے۔

(۱۴) اگر کسی نے عید الفطر کی نماز جان بُوجھ کر پہلے دن نہیں پڑھی تو دوسرے دن نہیں ہو سکتی۔

(۱۵) عید الاضحیٰ کی نماز بغیر کسی عُذر کے دسویں کے بعد پڑھنا مکرُوہ ہے۔

(۱۶) عید کے دونوں خطبوں کے درمیان اِمام کا بیٹھنا سُنّت ہے۔

(۱۷) عید الفطر کی نماز حضُور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس وقت پڑھایا کرتے تھے جب کہ سُورج طلوع ہونے کے بعد بقدرِ دو نیزہ بلند ہوتا تھا اور عید الاضحیٰ کی نماز سُورج کے بقدر ایک نیزہ پر آنے کے وقت پر پڑھایا کرتے تھے۔

(۱۸) حضرت اُبو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عیدین کی نماز کے لیے آبادی سے باہر عید گاہ میں تشریف لے جاتے۔ پہلے آپ نماز پڑھاتے اور پھر لوگوں کی طرف رُخ فرما کر خطبہ کے لیے کھڑے ہو جاتے اور حاضرِینْ اسی طرح صفوں میں بیٹھے رہتے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے، وصیّت فرماتے اور احکام سُناتے۔ اگر کسی طرف لشکر یا دستہ تیار کر کے بھیجنے کا ارادہ ہوتا تو اُسے روانہ کر دیتے اور بوقتِ ضرُورت کوئی خاص حکم بھی جاری فرما دیتے اور پھر میدانِ عید سے لَوٹ آتے۔" (صحیح بخاری و مسلم)

(۱۹) حضرت اُبو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

"رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بارش کے باعث نمازِ عید

Marfat.com

مسجد میں ادا فرمائی " (ابنِ ماجہ، سننِ ابُوداؤد)

(۲۰) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ :-

"رسُولُ اللہ صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا معمُول تھا کہ عید الفطر کی نماز کے لیے کچھ کھا کے تشریف لے جاتے تھے اور عید الاضحیٰ کے دن نمازِ عید پڑھ لینے تک کچھ نہیں کھاتے تھے "

(جامع ترمذی)

(۲۱) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولُ اللہ صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک مرتبہ عید کے دن ہمیں خطبہ دیا اور اُس میں فرمایا کہ :-

"آج کے دن ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ ہم نمازِ عید ادا کریں اور پھر یہاں سے واپس جا کر قربانی کریں۔ پس جس نے اس طرح عمل کیا اُس نے ہماری سُنّت کو پالیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کرلی اُس کی قربانی نہ ہوئی۔ اُس نے گویا اپنے گھر والوں کے لیے بکری ذبح کی ہے "

(صحیح بخاری و مسلم)

(۲۲) حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ :-

"ایک مرتبہ میں عید الاضحیٰ کے دن رسولُ اللہ صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھا۔ جُونہی آپ نمازِ عید سے فارغ ہوئے تو آپ کی نگاہ قربانیوں کے گوشت پر پڑی۔ (یہ قُربانیاں نمازِ عید سے پہلے ہی ذبح کی جا چکی تھیں) تو آپ نے فرمایا جن لوگوں نے نماز سے پہلے قربانی کردی ہے وہ اس کی جگہ دوبارہ قربانی کریں " (صحیح بخاری و مسلم)

(۲۳) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دس سال تک، مدینہ منورہ

Marfat.com

میں قیام فرمایا اور ہر سال آپ نے قربانی دی۔"

(جامع ترمذی)

(۲۴) حضرت حنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :-

"میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے دیکھ کر اُن سے پوچھا کہ "یہ کیا ہو رہا ہے؟" تو اُنہوں نے جواب میں فرمایا کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے وصیّت فرمائی تھی کہ مَیں اُن کی طرف سے بھی ایک قربانی کیا کروں۔ اِس لیے مَیں ایک قربانی اُن کی طرف سے کیا کرتا ہوں۔" (جامع ترمذی)

(۲۵) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :-

" ایک مرتبہ کچھ صحابہ نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کی کہ اِن قربانیوں کی حقیقت کیا ہے؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ یہ تمہارے دادا ابراہیم علیہ السّلام کی سنّت ہے۔ اُنہوں نے عرض کی، یا رسولَ اللہ صلّی اللہ علیک وسلّم اِن قربانیوں میں ہمارے لیے کیا کچھ رکھا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہر ہر بال کے عوض ایک نیکی۔ اُنہوں نے عرض کی! کیا اُون کا بھی یہی حساب ہے؟ تو آپ نے فرمایا! اُون والے جانور کی قربانی کے ہر بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔"

(مسند احمد، سنن ابنِ ماجہ)

تکبیراتِ تشریق

(۲۶) ۹، ذوالحجہ کے دن فجر کی نماز سے لے کر ۱۳، ذوالحجہ کے دن کی نمازِ عصر تک ہر فرض نماز کے بعد بُلند آواز سے یہ الفاظ کہنا واجب ہے :-

Marfat.com

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ"

اسے تکبیرِ تشریق کہا جاتا ہے۔ اگر امام کو تکبیرِ تشریق کہنا یاد نہ رہے تو مقتدی تکبیر کہنا شروع کر دیں۔ عورتیں یہ تکبیر آہستہ آہستہ پڑھیں۔ تکبیرِ تشریق تین بار کہی جائے۔

فطرانہ یعنی صدقۂ فطر

(۱) نمازِ عید الفطر کی ادائیگی سے پہلے فطرانہ ادا کرنا ہر اُس صاحبِ حیثیت مسلمان پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے لیکن یاد رہے کہ زکوٰۃ کے لیے ایک سال تک صاحبِ نصاب رہنا ضروری ہے لیکن فطرانہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اُسے صاحبِ نصاب ہوئے ایک سال گزر گیا ہو بلکہ اگر وہ اُسی روز ہی صاحبِ نصاب ہو گیا ہو تو اُس پر فطرانہ ادا کرنا واجب ہے۔

(۲) فطرانہ گھر کے تمام افراد کی طرف سے ادا کرنا فرض ہے۔ یعنی اپنی طرف سے، اپنے بیوی بچوں، اپنے ملازمین اور اپنے مہمان کی طرف سے ادا کرنا ہے یعنی اُن سب افراد کی طرف سے ادا کرنا ہے جن کا نان نفقہ اُس کے ذمّہ ہو۔

(۳) فطرانہ ہر مسلمان مرد و عورت پر چاہے وہ آزاد ہو یا غلام ہو، چھوٹا ہو یا بڑا ہو، عاقل ہو یا مجنون ہو۔ خُرما یا جَو میں سے ایک صاع یا گیہوں میں سے نصف صاع مقرر ہے جب تک فطرانہ ادا نہ کر دیا جائے اُس وقت تک روزہ دار کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلّق رہتا ہے۔ فطرانہ کسی صورت میں بھی ساقط نہیں ہوتا۔ یہ ہر وقت ادا کیا جا سکتا ہے۔ یعنی اگر کبھی ادا نہیں کر سکا تو اب ادا کر دے۔ اگرچہ نمازِ عید سے پہلے ادا کرنا سُنّت طریقہ ہے۔

(۴) فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط کے مطابق ایک صاع کا وزن تین سو اکیاون (۳۵۱) تولے یعنی ۴۸۰۴ گرام یا چار کلو ۸۰۴ گرام ہے۔

(۵) فطرانہ افراد پر مقرّر ہے مال پر نہیں۔ اگر کوئی ادا کیے بغیر مر گیا تو اُس کے مال

سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اُس کے وارث بطورِ احسان اپنی طرف سے ادا کر دیں تو ہو جائے گا یا اگر مرنے سے پہلے اُس نے وصیت کر دی ہو تو اُس کے ترکہ کے تہائی حصّہ میں سے ادا کیا جائے گا چاہے اُس کے ورثاء مانیں یا نہ مانیں۔

(۶) فطرانہ عید الفطر کے دن صبحِ صادق طلوع ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے اِس لیے اگر کوئی غیر مسلم صبحِ صادق ہونے کے بعد مسلمان ہو گیا یا کوئی بچہ پیدا ہو گیا یا کوئی شخص پہلے نادار تھا اب غنی ہو گیا تو اِن سب صُورتوں میں فطرانہ واجب ہو گیا۔

(۷) فطرانہ بھی اُن مستحق افراد کو دیا جا سکتا ہے جن کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اُنہیں فطرانہ دینا بھی جائز نہیں۔

Marfat.com

خطبۂ عید الفطر (اوّل)

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُنْعِمِ الْمُحْسِنِ الدَّیَّانِ۔ ذِی الْفَضْلِ وَالْجُوْدِ وَالْاِحْسَانِ۔ ذِی الْکَرَمِ وَالْمَغْفِرَۃِ وَالْاِمْتِنَانِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الَّذِیْ اَرْسَلَ حِیْنَ شَاعَ الْکُفْرُ فِی الْبُلْدَانِ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مَا لَمَعَ الْقَمَرَانِ وَتَعَاقَبَ الْمَلَوَانِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاعْلَمُوْا اَنَّ یَوْمَکُمْ ھٰذَا یَوْمُ عِیْدٍ لِلّٰہِ عَلَیْکُمْ فِیْہِ عَوَائِدُ الْاِحْسَانِ۔ وَرَجَآءُ نَیْلِ الدَّرَجَاتِ وَالْعَفْوِ وَالْغُفْرَانِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَّھٰذَا عِیْدُنَا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِھِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ فِطْرِھِمْ بَاھٰی بِھِمْ مَلٰٓئِکَتَہٗ فَقَالَ یَا مَلٰٓئِکَتِیْ مَا جَزَآءُ اَجِیْرٍ وَّفّٰی عَمَلَہٗ۔ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَآؤُہٗ اَنْ یُّوَفّٰی اَجْرُہٗ۔ قَالَ مَلٰٓئِکَتِیْ عَبِیْدِیْ وَاِمَائِیْ قَضَوْا فَرِیْضَتِیْ عَلَیْھِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا یَعُجُّوْنَ اِلَی الدُّعَآءِ۔ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَکَرَمِیْ وَعُلُوِّیْ وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَاُجِیْبَنَّھُمْ۔ فَیَقُوْلُ ارْجِعُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ وَبَدَّلْتُ سَیِّاٰتِکُمْ حَسَنَاتٍ۔ وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی۔

عید الفطر کے خطبۂ ثانیہ کے طور پر جمعہ کا خطبۂ ثانیہ پڑھ لیا جائے۔

Marfat.com

خُطبۂ عیدُ الاضحیٰ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ مَنْسَکًا لِیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلٰی مَا رَزَقَہُمْ مِّنْ بَہِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ ط وَعَلَّمَ التَّوْحِیْدَ وَاَمَرَ بِالْاِسْلَامِ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط وَنَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ ط قَالَ فَیَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّہُمْ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامِ الدَّھْرِ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکَبِّرُ بَیْنَ اَضْعَافِ الْخُطْبَۃِ وَیُکْثِرُ التَّکْبِیْرَ فِی الْخُطْبَۃِ الْعِیْدَیْنِ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ۙ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ قَامُوْا بِاِقَامَۃِ الْاَحْکَامِ ط وَبَذَلُوْا اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَا لَہُمْ مِّنْ کِرَامٍ ط وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ۙ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاعْلَمُوْا اَنَّ یَوْمَکُمْ ھٰذَا یَوْمُ عِیْدٍ شَرَعَ لَکُمْ مَا فِیْہِ مَعَ اَعْمَالٍ اُخَرَ ۙ وَبَیَّنَ نَبِیُّہٗ وَصَفِیُّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وُجُوْبَہَا وَفَضَائِلَہَا وَدَوَّنَ عُلَمَاءُ اُمَّتِہٖ مِنْ سُنَنِہٖ فِیْ کُتُبِ الْفِقْہِ

Marfat.com

مَسَآئِلِهَا۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ فَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَّوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَيَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ وَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ وَّجَدَ سَعَةً لِاَنْ يُّضَحِّيَ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَحْضُرْ مُصَلَّانَا۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: اَلْاَضَاحِيُّ يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْاَضْحٰى۔ وَعَنْ عَلِيٍّ مِّثْلُهٗ وَهٰذَا بَعْضٌ مِّنَ الْفَضَآئِلِ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

خطبۂ ثانیہ

یہاں جمعہ کا خطبۂ ثانیہ پڑھ لیا جائے۔

Marfat.com

نمازِ تراویح

(۱) ماہِ رمضان میں نمازِ تراویح کا پڑھنا ہر دو مرد و عورت کے لیے سُنّتِ مؤکدہ ہے اور اس کو باجماعت ادا کرنا سنّتِ کفایہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر محلّہ کی مسجد میں اہلِ محلّہ باجماعت نمازِ تراویح ادا کریں اور کوئی شخص اپنے گھر میں نمازِ تراویح پڑھے تو وہ گنہگار نہ ہوگا لیکن اگر تمام اہلِ محلّہ باجماعت نمازِ تراویح نہ پڑھیں تو تمام اہلِ محلّہ گنہگار ہوں گے۔

(۲) نمازِ عشاء کے بعد سے فجر تک نمازِ تراویح پڑھنے کا وقت ہے۔

(۳) نمازِ تراویح کی بیس رکعات ہیں۔ انہیں دو دو رکعات سے پڑھنا مسنون ہے۔

(۴) ہر چار رکعات کے بعد تھوڑی دیر آرام کرلینا مُستحب ہے۔ اس وقفہ میں بہتر ہے کہ ذکر اللہ کرلیا جائے۔ خاص کر یہ تسبیح پڑھی جائے :۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ط سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ ط سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ ط سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ ط اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ ط يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ ط

(۵) دو رکعات کی نیّت سے نمازِ تراویح میں دوسری رکعت میں التحیات کے لیے بیٹھنا بھُول جائے اور تیسری رکعت میں یاد آجائے تو بیٹھ جائیں اور آخر میں سجدۂ سہو کرلیں۔ اگر تیسری رکعت میں سجدہ کرلینے کے بعد یاد آئے تو چار رکعات پُوری کرلیں۔ آخر میں سجدۂ سہو کرلیں۔ اس طرح دو رکعات تراویح ہوجائیں گی اور دو رکعات نفل۔

(۶) اگر نیّت دو رکعات نمازِ تراویح پڑھنے کی تھی اور دوسری رکعت میں التحیات پڑھ کر بھُولے سے کھڑے ہوگئے تو اب یاد آنے پر بیٹھنے کی ضرورت نہیں اب چار رکعات پُوری کرلیں۔ یہ چار تراویح ہوگئیں۔ سجدۂ سہو کی بھی ضرورت نہیں۔

(۷) اگر کوئی شخص نمازِ تراویح میں دیر سے شامل ہوا اور اُس کی کچھ رکعات رہ گئیں اور وتر کی جماعت شروع ہوگئی تو اُسے چاہیئے کہ وتر کی جماعت میں شامل ہوجائے اور وتر کے بعد بقیہ تراویح پڑھ لے۔

(۸) اگر کوئی شخص دیر سے آیا اور تراویح کی جماعت ہو رہی ہے تو اُس کے لیے حکم ہے کہ وہ پہلے اپنی فرض و سُنّت نماز تنہا پڑھ لے اور پھر تراویح کی جماعت میں شامل ہوجائے اور جو تراویح چھوٹ جائیں وہ وتر کی جماعت کے بعد پڑھ لے۔

(۹) نمازِ تراویح کھڑے ہو کر پڑھیں کیوں کہ طاقت ہوتے ہوئے بیٹھ کر تراویح پڑھنا مکرُوہ ہے۔

(۱۰) کئی حضرات محض سُستی اور سہل پسندی کی بدولت اِمام کے رکوُع میں جانے کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں اور جب اِمام رکوع میں جاتا ہے تو جھٹ سے جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ ایسا کرنا مکرُوہ ہے۔ شروع ہی سے جماعت میں شامل ہو جانا چاہیئے۔

(۱۱) تراویح میں اگر قرآن پڑھا جارہا ہو تو کسی ایک سُورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بُلند آواز سے پڑھ لیا جائے کیونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی قرآن مجید کی ایک آیۃ ہے گو کہ یہ کسی سُورت کا جُزو نہیں ہے لیکن ہر نئی سُورت کے آغاز پر جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن مجید میں لکھا ہُوا ہے اُسے دِل میں پڑھا جائے بُلند آواز سے نہیں بلکہ تمام تراویح میں فقط ایک مرتبہ پڑھ لینا ضرُوری ہے۔

(۱۲) حفاظِ کرام کو چاہیئے کہ تراویح میں قرآن مجید ایسی رفتار سے پڑھیں کہ سُننے والے کو ہر لفظ سمجھ میں آجائے اور غلطی پر سامع لُقمہ دے سکے۔

(۱۳) نمازِ تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سُنّت ہے۔

(۱۴) نمازِ تراویح میں قرآن مجید پڑھنے کے دوران اگر اُس کا کوئی حصّہ غلطی سے چھوٹ جائے اور بعد میں یاد آجائے تو بہتر صُورت یہ ہے کہ چھوٹے ہوئے حصّہ کو پڑھ کر اُس سے آگے کے پڑھے ہوئے حصّہ کو دوبارہ پڑھ لے تاکہ تسلسل قائم رہے لیکن اگر

آگے کا پڑھا ہُوا حصّہ بہت زیادہ ہے اور اُس کا دُہرانا گراں گزرتا ہے تو اجازت ہے کہ صرف چھُوٹے ہوئے حصّہ کو پڑھ کر آگے سے پڑھنا شروع کر دے۔

Marfat.com

نمازِ خوف

مومن کے لیے نماز کی رُخصت کسی حالت میں بھی نہیں رکھی گئی۔ حتیٰ کہ حالتِ جنگ میں بھی مومن کے لیے نماز پڑھنا ضروری رکھا گیا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔

فَاِنۡ خِفۡتُمۡ فَرِجَالًا اَوۡ رُكۡبَانًا ۚ فَاِذَاۤ اَمِنۡتُمۡ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ○ (پ۲ البقرہ ۲۳۹)

ترجمہ "پھر اگر تم کو اندیشہ ہو تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے پڑھ لیا کرو۔ پھر جب تم کو اطمینان ہو جاوے تو تم خدا تعالیٰ کی یاد اِس طریق سے کرو کہ جو تم کو سکھلایا ہے جس کو تم نہ جانتے تھے۔

مزید فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

وَاِذَا كُنۡتَ فِيۡهِمۡ فَاَقَمۡتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلۡتَقُمۡ طَآئِفَةٌ مِّنۡهُمۡ مَّعَكَ وَلۡيَاۡخُذُوۡۤا اَسۡلِحَتَهُمۡ فَاِذَا سَجَدُوۡا فَلۡيَكُوۡنُوۡا مِنۡ وَّرَآئِكُمۡ وَلۡتَاۡتِ طَآئِفَةٌ اُخۡرٰى لَمۡ يُصَلُّوۡا فَلۡيُصَلُّوۡا مَعَكَ وَلۡيَاۡخُذُوۡا حِذۡرَهُمۡ وَاَسۡلِحَتَهُمۡ ۚ وَدَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡ تَغۡفُلُوۡنَ عَنۡ اَسۡلِحَتِكُمۡ وَاَمۡتِعَتِكُمۡ فَيَمِيۡلُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ مَّيۡلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِنۡ كَانَ بِكُمۡ اَذًى مِّنۡ مَّطَرٍ اَوۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَنۡ تَضَعُوۡۤا اَسۡلِحَتَكُمۡ ۚ وَخُذُوۡا حِذۡرَكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ○

(پ۵ النساء ۱۰۲)

ترجمہ "اور اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) جب آپ اِن مجاہدوں کے درمیان ہوں اور دورانِ جہاد اُنہیں نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوں تو چاہیے کہ اُن کا ایک گروہ آپ

Marfat.com

کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور اپنے ساتھ اسلحہ لیے رہے
پھر جب وہ سجدہ کر چکے تو پیچھے ہٹ جائے اور دوسرا گروہ
جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے آکر آپ کے ساتھ نماز
پڑھے اور وہ ہوشیار رہے اور اپنا اسلحہ اپنے ساتھ
لیے رہے۔ کافروں کی تو خواہش ہی یہ ہے کہ آپ اپنے
ہتھیاروں اور اپنے سامان سے ذرا غافل ہو جائیں تو
آپ پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں۔ اور تمہارے لیے اِس
میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ اگر تمہیں بارش سے تکلیف ہو
رہی ہو تو اپنے ہتھیار اُتار رکھو لیکن اپنے بچاؤ کا سامان
لیے رہو بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے رُسواکُن
عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

مندرجہ بالا کلامِ الٰہی میں مسلمانوں کو میدانِ جنگ میں اُس وقت نماز پڑھنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔ جبکہ دُشمنانِ اسلام کے حملہ آور ہونے کا خطرہ موجود ہو۔ اُسے شریعت کی اِصطلاح میں "نمازِ خوف" کہا گیا ہے۔ نمازِ خوف ادا کرنے کا مختصر طریقہ یہ ہے، کہ جب دشمن سامنے ہو اور خطرہ ہو کہ اگر سب مسلمان ایک ساتھ نماز پڑھیں تو دشمن حملہ کر دے گا تو امام کو چاہیئے کہ مجاہدینِ اسلام کے دو حصّے کر دے۔ اُن میں سے اگر ایک گروہ اِس بات پر راضی ہو جائے کہ ہم بعد میں نماز پڑھ لیں گے تو اُسے دشمن کے مقابل نگران کھڑا کر دے اور دوسرے گروہ کے ساتھ پُوری نماز پڑھ لے۔ اِس کے بعد وہ گروہ کہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی، اُس میں سے کوئی امام ہو جائے اور یہ گروہ باجماعت نماز پڑھ لے اور پہلا گروہ نگہبانی کے فرائض سرانجام دے۔ اگر دونوں گروہوں میں سے کوئی گروہ بھی بعد میں نماز پڑھنے پر راضی نہ ہو تو امام ایک گروہ کو دشمن کے مقابل نگران کھڑا کر دے اور دوسرا گروہ امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ جب امام اِس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکے تو امام کے دوسرے سجدے سے سر اُٹھاتے ہی

Marfat.com

مقتدی سلام پھیرے بغیر امام کے پیچھے سے ہٹ کر نگہبانی کے لیے دشمن کے مقابل چلے جائیں اور پہلے سے نگہبانی کرنے والے گروہ کے لوگ امام کے پیچھے آکر نماز پڑھیں جب امام اِن کے ساتھ رکعت پُوری کر کے سلام پھیرے تو مقتدی سلام نہ پھیریں بلکہ ہٹ کر نگہبانی کے لیے دشمن کے مقابل چلے جائیں یا یہیں اپنی بقایا ایک رکعت پُوری کر کے جائیں لیکن یہ لوگ اپنی بقایا رکعت قرآت کے ساتھ پڑھیں گے۔ اِس کے بعد وہ گروہ کہ جس نے امام کی اقتداء میں پہلی رکعت پڑھی تھی وہ آجائے اور اپنی دوسری رکعت بغیر قرآت کے پُوری کر کے سلام پھیر دے۔

یہ طریقہ دو رکعات والی نماز کا ہے چاہے یہ نماز قصر ہو یا دوسری دو رکعات والی نماز ہو۔ لیکن چار رکعات والی نماز ہو تو ہر گروہ کے ساتھ امام دو دو رکعات پڑھے مغرب کی تین رکعات والی نماز میں امام پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعات پڑھے۔ اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ اگر پہلے کے ساتھ ایک رکعت اور دوسرے کے ساتھ دو رکعات پڑھیں تو نماز نہ ہوگی۔

نمازِ خوف کے مسائل

(۱) مندرجہ بالا احکام اس صورت میں ہیں کہ جب امام و مقتدی سب مقیم ہوں یا سب مسافر ہوں۔ یا امام تو مقیم ہو اور مقتدی مسافر ہوں اور اگر امام مسافر ہو اور مقتدی مقیم ہوں تو امام ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور دوسرے کے ساتھ دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے۔ پھر پہلا گروہ آئے اور تین رکعتیں قرآت کے بغیر پڑھ کر نماز مکمل کرے۔

اِس کے بعد دوسرا گروہ آئے اور تین رکعات پڑھے۔ لیکن پہلی رکعت میں فاتحہ اور سُورت پڑھے اور اگر امام مُسافر ہے اور مقتدیوں میں بعض مقیم ہیں اور بعض مسافر ہیں تو مقیم مقیم کے طریقے پر عمل کریں اور مسافر مسافر کے طریقے پر عمل کریں۔

(۲) ایک رکعت امام کے پیچھے پڑھ لینے کے بعد دشمن کے مقابل جانے سے

Marfat.com

مراد پیدل جانا ہے۔ سواری پر جائیں گے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

(۳) اگر دشمن کا خوف بہت زیادہ ہو اور اس خوف کے باعث سواری سے نہ اُتر سکیں تو سواری پر تنہا تنہا اشارہ سے جس طرف بھی مُنہ کر سکیں اُسی طرف کر کے نماز پڑھ لیں۔ سواری پر جماعت سے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ البتہ ایک گھوڑے پر دو سوار ہوں تو پچھلا سوار اگلے سوار کی اقتداء کر سکتا ہے۔ لیکن سواری پر فرض نماز صرف اُس وقت جائز ہو گی جب کہ دشمن اُن کا تعاقب کر رہے ہوں۔ اگر یہ دشمن کے تعاقب میں ہوں تو سواری پر نماز نہیں ہوگی۔

(۴) نمازِ خوف میں صرف دشمن کے مقابل چل کر جانا اور وہاں سے اِمام کے پاس صف میں لوٹ کر آنا یا وضو ٹوٹنے کی صُورت میں وضو کے لیے جانا معاف ہے۔ اِس کے علاوہ چلنے پھرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ اگر دشمن نے اُسے دَوڑایا یا اُس نے دشمن کو بھگایا تو اُس کی نماز ٹوٹ گئی۔ ہاں اگر یہ سواری پر تھا اور دشمن نے اُسے دَوڑایا تو نماز نہیں ٹوٹی۔

(۵) اگر یہ سواری پر نہیں تھا لیکن دَورانِ نماز سوار ہو گیا خواہ کسی وجہ سے بھی سوار ہوا تو نماز ٹوٹ گئی۔ اِسی طریقے سے لڑنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ البتہ ایک تیر پھینکنے یا بندوق کا ایک فائر کرنے کی اجازت ہے۔

(۶) دریا میں تیرتے ہوئے اگر کچھ دیر کے لیے اپنے اعضاء کو ساکن کر سکے تو اشارے سے نماز پڑھ لے اور اگر اعضاء کو ساکن نہیں رکھ سکتا تو نماز نہ ہو گی۔

(۷) دورانِ جنگ تلوار چلا رہا ہے اور نماز کا وقت ختم ہونے پر آ گیا ہے تو تلوار کو مَت روکے اور نماز میں تاخیر کر لے اور لڑائی سے فارغ ہو کر نماز پڑھ لے۔

(۸) باغیوں اور اُس شخص کے لیے کہ جس کا سفر کسی گناہ اور نافرمانی کے لیے ہو نمازِ خوف پڑھنا جائز نہیں۔

(۹) نمازِ خوف کے دَوران خوف جاتا رہا تو باقی نماز اَمن کی سی پڑھی جائے۔ اب خوف کی نماز پڑھنا جائز نہیں رہا۔

Marfat.com

(۱۰) دُشمنوں کے چلے جانے کے بعد کسی نے قبلہ کی طرف سے سینہ پھیر دیا تو اُس کی نماز جاتی رہی۔

(۱۱) نمازِ خوف میں ہتھیار لیے رہنا مُستحب ہے۔

(۱۲) جس طرح دشمن کے خوف کے وقت نمازِ خوف پڑھنا جائز ہے اِسی طرح کسی درندے یا اژدہے کے حملے کا خوف ہو تو اُس وقت بھی نمازِ خوف پڑھنا جائز ہے۔

Marfat.com

موت کا بیان

(۱) جب کسی پر موت کا وقت آتا ہے تو اُس کی سانس اُکھڑنے لگتی ہے، ناک ٹیڑھی ہو جاتی ہے، چہرے کی جلد اکڑ جاتی ہے اور دونوں کنپٹیاں بیٹھ جاتی ہیں۔ ایسے وقت میں اُسے داہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ رُخ کر دیا جائے۔ اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو اُسے چت لٹا کر اس کے پاؤں قبلہ کی طرف کر دیں لیکن اُس کے سر کو پاؤں کی نسبت اونچا کر دیں تاکہ اُس کا منہ اور اُس کی چھاتی قبلہ کی طرف ہو جائے اور اگر تکلیف کے باعث یہ بھی ممکن نہ ہو تو وہ جس حالت میں ہو اُسی حالت میں رہنے دیا جائے۔ اور اُس کے پاس بیٹھ کر اُونچی آواز سے کلمۂ طیّب اور کلمۂ شہادت پڑھنا شروع کر دیں تاکہ اُسے بھی کلمۂ شریف پڑھنا یاد آ جائے اور اُس کی زبان پر آخری کلام کلمہ شریف کا وِرد ہو جائے۔ خیال رہے کہ اُسے کلمہ شریف پڑھنے کو نہ کہا جائے کیونکہ ہو سکتا ہے موت کی سختی کی وجہ سے اُس کی زبان سے کوئی غلط و نازیبا الفاظ نکل جائیں اور وہ آخری وقت میں ایمان کی پونجی ہار بیٹھے۔ بہتر ہے کہ اس وقت اُس کے قریب بیٹھ کر سُورتِ یٰسین پڑھی جائے۔

(۲) موت کے وقت مرنے والے کے پاس حیض و نفاس والی عورتوں کا آنا منع نہیں ہے تاہم جس کا حیض و نفاس تو ختم ہو چکا ہو لیکن ابھی غسل نہیں کیا تو وہ اور جُنبی مرنے والے کے پاس مت آئیں۔

(۳) نزع کے وقت پاس کھڑے ہوئے لوگ مرنے والے کے لیے دُعائے خیر کرتے رہیں۔

(۴)

جب فوت ہو جائے تو پاک و صاف کپڑے کی ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے گزار کر سر پہ لے جا کر گرہ لگا دیں تاکہ میت کا منہ کھلا نہ رہے۔ اس کی آنکھیں

Marfat.com

بند کر دی جائیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں۔ اور یہ کام اُس کے گھر والوں میں سے وہ آدمی کرے جو زیادہ نرمی سے کر سکتا ہو۔ بہتر ہے کہ اُس کا باپ یا بیٹا کرے۔

(۵) پھر میّت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے ڈھانپ دیں۔

(۶) جب میّت کا سارا بدن کسی کپڑے میں چھپا ہوا ہو تو اُس کے قریب تلاوتِ قرآن اور ذکر اذکار کرنا جائز ہے۔

(۷) اُس کی موت کا اعلان کر دیا جائے تاکہ اُس کی نمازِ جنازہ میں لوگ کثرت سے شامل ہو سکیں۔

(۸) میّت کے پاس زمین پر بیٹھنا افضل ہے لیکن چارپائی یا تخت یا کرسی پر پر بیٹھنا ممنوع بھی نہیں

میّت کو غسل دینا

(۱) میّت کو غسل دینا فرضِ کفایہ ہے اِس لیے اگر کچھ لوگوں نے میّت کو غسل دے دیا تو سب کی طرف سے دے دیا گیا۔

(۲) میّت کو غسل اِس طرح دیا جائے کہ پہلے اُس تخت یا تختہ کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ خوشبو کی دھونی دیں جس پر میّت کو غسل دینے کا ارادہ ہو اور پھر اُس پر میّت کو لٹا کر ناف سے لے کر گھٹنوں تک کپڑا ڈال دیں۔ پھر غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کی طرح کا اِس طرح وضو کرائے کہ پہلے میّت کا منہ دھوئے، پھر کہنیوں تک ہاتھ دھوئے، پھر میّت کے سر کا مسح کرے اور پھر دونوں پاؤں دھوئے۔ یاد رہے کہ میّت کے وضو میں پہلے کلائیوں تک ہاتھ دھونا پھر کُلّی کرانا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے۔ البتہ کسی کپڑے کی پاک دھجی یا تھوڑی سی روئی پانی میں بھگو کر میّت کے دانتوں، مسوڑھوں، ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دے۔ اگر میّت کے سر پر بال ہوں یا اُس کی داڑھی ہو تو گُلِ خیرو یا صابن یا شیمپو وغیرہ یا پھر خالی پانی سے دھوئے

Marfat.com

پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے لے کر پاؤں تک بیری کا پانی بہاتے یعنی وہ پانی جس میں بیری کے پتوں کو جوش دیا گیا ہو۔ یہ پانی اتنا بہائے کہ نیچے تختہ تک پہنچ جائے۔ اگر بیری کا پانی میسر نہ ہو تو خالی سادہ پانی نیم گرم ہی استعمال کرلے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر بیری کا پانی بہائے۔ اِس کے بعد میت کو ٹیک کے ساتھ بٹھائے اور اُس کے پیٹ پر نرمی سے نیچے کو ہاتھ پھیرے۔ اگر میت کے وجُود سے کچھ چیز خارج ہو تو اُسے دھو ڈالے۔ اِس کے بعد دوبارہ وضو کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور آخر میں کافور ملا پانی میت کے سر سے لے کر پاؤں تک بہاتے اور پھر کسی کپڑے یا تولیے سے اُس کا بدن پونچھ ڈالے۔

(۳) میت کے غسل میں سارے بدن پر ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ پانی بہانا سُنت ہے۔

(۴) میت کو غسل دیتے وقت اُس کے اِرد گرد پردہ کر دیا جائے تاکہ غسل دینے والوں کے علاوہ اُسے اور کوئی نہ دیکھے۔

(۵) غسل دینے والے کے علاوہ بھی اگر کوئی غسال وہاں موجود ہو تو غسل دینے والا غسل دینے کی اُجرت لے سکتا ہے لیکن اگر نہ لے تو افضل ہے اور اگر کوئی دوسرا غسال وہاں موجود نہ ہو تو غسل دینے والا غسل کی اُجرت نہیں لے سکتا۔

(۶) غسل دینے والا طہارت سے ہو۔ اگر کسی جنب یا حائضہ عورت نے غسل دیا تو غسل تو ہو جائے گا لیکن مکرُوہ ہے۔ اگر کسی بے وضو نے غسل دیا تو کوئی مضائقہ نہیں، بلا کراہت غسل ہو جائے گا۔

(۷) غسل دینے والا میت کا قریبی رشتہ دار ہونا چاہیئے۔ اگر وہ نہ ہو یا اُسے غسل دینا نہیں آتا تو کوئی امانت دار اور پرہیزگار آدمی غسل دے۔

(۸) غسل دینے والا با اعتماد آدمی ہونا چاہیئے تاکہ وہ اچھی طرح غسل دے اور اگر میت میں کوئی عیب دیکھے تو پردہ پوشی کرے اور اگر کوئی خوبی دیکھے تو اُسے بیان کرے۔

(۹) عورت کی میت کو اُس کا شوہر نہ تو ہاتھ لگا سکتا ہے اور نہ ہی اُسے

Marfat.com

غسل دے سکتا ہے۔ البتہ اُس کا منہ دیکھ سکتا ہے، اُس کے جنازے کو کندھا دے سکتا ہے اور اُس کو قبر میں بھی اُتار سکتا ہے۔

(۱۰) کسی جنب یا حیض و نفاس والی عورت کی میت کیلئے ایک ہی غسل واجب ہے۔

(۱۱) میت کا بدن اگر اِتنا گل گیا کہ ہاتھ لگانے سے کھال اُدھڑتی ہے تو اُسے ہاتھ لگائے بغیر اُس پر پانی بہا دیا جائے۔

(۱۲) غسل دینے کے بعد میت کے کان، منہ یا ناک میں روئی رکھنے میں حرج تو نہیں مگر نہ رکھی جائے تو بہتر ہے۔

(۱۳) میت کے ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال کاٹنا یا اُکھیڑنا یا بالوں میں کنگھی کرنا مکروہِ تحریمی اور گناہ ہے۔

(۱۴) میت کے دونوں ہاتھ لمبے کر کے کروٹوں کے ساتھ رکھیں۔ کسی اور طرح سے رکھنا درست نہیں۔

(۱۵) عورت کی میت کو غسل دینے کے لیے کوئی عورت موجود نہیں تو میت کا تیمم کرایا جائے۔ تیمم کرانے والا محرم ہے تو ہاتھ سے تیمم کرائے اور اگر غیر محرم ہے تو اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔ تیمم کرانے والا اگر اُس کا شوہر نہیں بلکہ اجنبی ہو تو وہ میت کی کلائیوں کو مت دیکھے۔

(۱۶) اِسی طرح اگر مرد کی میت کو غسل دینے کے لیے کوئی مرد موجود نہ ہو اور نہ ہی اُس کی بیوی ہو تو کوئی بھی عورت اُسے تیمم کرا دے۔ محرم عورت ہاتھوں سے تیمم کرائے اور اجنبی عورت ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔

(۱۷) میت کو غسل دینے کے بعد غسل دینے والا خود بھی غسل کرے۔

میّت کو کفن دینا

(۱) میت کو کفن دینا فرضِ کفایہ ہے۔

Marfat.com

(۲) کفن کے تین درجے ہیں :۔

(۱) ضرورت (۲) کفایت (۳) سُنّت

(۳) مَردوں کے کفن کے لیے سُنّت تین کپڑے ہیں :۔

(۱) لفافہ (۲) ازار (۳) قمیص

اگر گھر والے اِس پر قادر نہ ہوں تو کفنِ کفایت دے دیں یعنی لفافہ اور ازار۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کفنِ ضرورت دیا جائے یعنی صرف ایک کپڑا کہ جس سے میت کا سارا بدن ڈھک جائے چاہے یہ کپڑا پُرانا ہی ہو۔

(۴) عورتوں کے لیے کفن کے پانچ کپڑے ہیں :۔

(۱) کُرتہ (۲) ازار (۳) سربند (۴) چادر اور (۵) سینہ بند۔

اگر اتنا کفن دینے پر گھر والے قادر نہ ہو سکیں تو کفنِ کفایت دیں جس میں تین کپڑے ہوتے ہیں۔ (۱) ازار (۲) چادر اور (۳) سربند۔ اتنا کفن کافی ہے اِس سے کم دینا مکروہ بھی ہے اور بُرا بھی لیکن اگر مجبوری ولاچاری ہو تو صرف ایک ایسا کپڑا ہو جس سے میت کا سارا بدن ڈھک جائے۔ یہ کفنِ ضرورت ہے۔

کفن کے بارے میں حضورِ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ :۔

اِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهٗ۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ "تم میں سے جب کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :۔

"تم سفید کپڑے پہنا کرو کہ یہ تمہارے لیے اچھے ہیں اور اِنہی میں اپنے مرنے والوں کو کفنایا کرو" (جامع ترمذی)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا :۔

" زیادہ قیمتی کفن استعمال نہ کیا کرو کیونکہ وہ بہت جلد ختم ہو جاتا ہے۔" (سنن ابی داؤد)

(۵) لفافہ یعنی چادر میت کے قد سے اتنی لمبی ہو کہ دونوں سروں سے باندھی جا سکے۔ اور ازار بند میت کے سر سے لے کر پاؤں تک کی لمبائی کا ہو۔ اور قمیص یا کفنی کی لمبائی گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک ہو اور آگے پیچھے دونوں طرف برابر ہو ایسا نہ کہ آگے یا پیچھے سے ایک طرف کم ہو۔ اور کفنی یا قمیص میں چاک اور آستین نہ ہوں۔ مرد کی کفنی مونڈھوں سے چیریں اور عورت کی کفنی سینے سے۔ اوڑھنی تین ہاتھ یعنی ڈیڑھ گز ہو۔ سینہ بند پستانوں سے رانوں تک بہتر ہے۔ اگر ناف تک بھی ہو تو درست ہے۔

(۶) کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشمی کفن مرد کے لیے ممنوع ہے لیکن عورت کے لیے جائز ہے۔

(۷) میت کو کفناتے وقت پہلے کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات مرتبہ خوشبو کی دھونی دے لیں اس سے زیادہ دھونی مت دیں۔ اس کے بعد کفن کو اس طرح بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر، پھر تہ بند اور پھر کفنی ہو۔ پھر اس پر میت کو لٹا دیں اور کفنی پہنا دیں پھر داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو لگائیں اور ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے اور قدم پر کافور لگائیں۔ پھر ازار یعنی تہ بند لپیٹ دیں۔ پہلے بائیں جانب سے، پھر دائیں جانب سے۔ پھر لفافہ لپیٹ دیں پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے تاکہ داہنا حصہ اوپر رہے اور پھر سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیں تاکہ ہوا سے اُڑنے کا اندیشہ نہ رہے۔ عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بالوں کے دو حصے کر دیں۔ اور پھر کفنی کے اُوپر سینہ پر ڈال دیں۔ اس کے بعد اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لائیں اور نقاب کی طرح منہ پر ڈال دیں کہ سینہ پر رہے اوڑھنی کی لمبائی نصف پشت سے سینہ تک ہو اور اُس کی چوڑائی ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک ہو۔

(۸) میت کو نہلانے اور غسل دینے کے بعد جنازہ گاہ میں لے جایا جائے تاکہ اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی جا سکے۔

Marfat.com

جنازہ لے چلنے کے مسائل

(۱) جنازے کو کندھا دینا عبادت ہے لہٰذا چاہیئے کہ اِس عبادت کو ادا کیا جائے۔ خود رسُولُ اللہ صلیَّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے کو کندھا دیا۔

(۲) جنازہ اُٹھانے کا سُنّت طریقہ یہ ہے کہ چار آدمی جنازہ اُٹھائیں۔ ہر آدمی ایک ایک پایہ اپنے کندھے پر اُٹھائے۔ اگر جگہ کی تنگی کی وجہ سے مجبُوری ہو تو صرف دو آدمی بھی جنازہ اُٹھا سکتے ہیں ایک سرہانے کی طرف سے اور دوسرا پائنتی کی طرف سے لیکن بلا مجبُوری ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(۳) سُنّت یہ ہے کہ کندھا دینے والا آدمی یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر پائے کے ساتھ دس دس قدم چلے اِس طرح کہ پہلے سرہانے کے دائیں پائے کو کندھا دے پھر دائیں پائنتی کو کندھا دے پھر سرہانے کے بائیں پائے کو اور آخر میں پائنتی کے بائیں پائے کو کندھا دے اور ہر پائے کو کندھا دے کر دس دس قدم چلے۔ اِس طرح کُل چالیس قدم چلے۔ کیونکہ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا فرمان ہے:۔

"جو شخص جنازہ اُٹھا کر چالیس قدم چلے گا اُس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔"

مزید فرمایا:۔

"جو شخص جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے گا، اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرمائے گا۔"

(۴) جنازہ اِس طرح اُٹھائیں کہ چار پائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھیں جنازے کو سامان کی طرح گردن یا پیٹھ پر یا چوپائے جانور پر یا گڈے وٹرالی پر لادنا مکروہ ہے۔

Marfat.com

(۵) چھوٹا شیر خوار بچّہ یا جس بچّے نے ابھی ابھی دودھ چھوڑا ہو یا اس سے کچھ بڑا ہو اُس کی میت کو اگر ایک آدمی ہاتھ پر اُٹھا کر چلے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۶) جنازہ میانہ روی سے لے چلیں اور جنازے کو جھٹکے نہ لگنے دیں۔ جنازہ کے ساتھ چلنے والے جنازہ کے آگے یا دائیں بائیں نہ چلیں بلکہ جنازہ کے پیچھے چلیں۔

(۷) عورتوں کا جنازہ کے ساتھ چلنا ممنوع و ناجائز ہے۔

(۸) جنازہ لے کر چلیں تو سرہانہ آگے کی طرف ہو۔

(۹) جنازہ جب تک رکھ نہ دیا جائے بیٹھنا مکروہ ہے اور جنازہ رکھنے کے بعد بِلا ضرورت کھڑا رہنا درست نہیں۔

(۱۰) کسی جگہ لوگ بیٹھے ہوں اور وہاں سے جنازہ گزرے تو اُس کے لیے کھڑا ہونا ضروری نہیں۔

(۱۱) جنازہ اُٹھا لے جانے پر اُجرت لینا دینا جائز ہے مگر اُس وقت جب اور اُٹھانے والے بھی موجود ہوں لیکن اُجرت لینے والا ثواب سے محروم رہے گا۔

(۱۲) پڑوسی یا رشتہ دار یا کسی نیک شخص کے جنازے کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

(۱۳) جنازہ کے ساتھ جانے والا نمازِ جنازہ پڑھے بغیر واپس نہ آتے بلکہ نمازِ جنازہ کے بعد بھی میت کے ورثاء کی اجازت کے بغیر واپس نہ آتے۔ اور دفنانے کے بعد میّت کے ورثاء سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

نمازِ جنازہ

(۱) نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے اگر ایک نے بھی نمازِ جنازہ پڑھ لی تو یہ فرض سب سے ساقط ہو گیا اور اگر کسی نے نہ پڑھی تو سب گنہگار ہوتے۔ نمازِ جنازہ کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔

(۲) نمازِ جنازہ کے لیے جماعت شرط نہیں۔ کوئی ایک بھی جنازہ پڑھ لے تو

Marfat.com

تو فرض اَدا ہو گیا۔

(۳) نمازِ جنازہ کے وجوب کی وہی شرائط ہیں جو دوسری نمازوں کی ہیں یعنی ۱۔ نماز پڑھنے پر قادر ہونا۔ ۲۔ بالغ ہونا۔ ۳۔ عاقل ہونا۔ ۴۔ مسلمان ہونا۔ ۵۔ موت کی خبر ہونا۔

(۴) نمازِ جنازہ کی دو شرطیں ہیں :۔

۱۔ مصلیٰ کے لحاظ سے یعنی مصلیٰ کا نجاستِ حکمیہ اور حقیقیہ سے پاک ہونا۔ کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا، ستر کا ڈھکا ہوا ہونا، قبلہ رُخ ہونا اور

۲۔ نیت کرنا۔ نمازِ جنازہ میں نہ وقت شرط ہے نہ تکبیرِ تحریمہ شرط ہے کیونکہ تکبیرِ تحریمہ نمازِ جنازہ کا رُکن ہے شرط نہیں۔

(۵) ہر مسلمان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے خواہ وہ کیسا ہی گنہگار، بدچلن اور کبیرہ گناہوں کا مُرتکب کیوں نہ رہا ہو۔

(۶) کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی :۔

۱۔ باغی جو امامِ برحق کے خلاف ناحق بغاوت کرتے ہوئے مارا جائے۔

۲۔ ڈاکو کہ جو ڈاکہ ڈالتے ہوئے مارا گیا اُس کو نہ غسل دیا جائے، نہ اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے البتہ حکومتِ اسلام نے اگر اُس ڈاکو پر قابو پا کر اُس کو قتل کر دیا ہو تو اُس کو غسل بھی دیا جائے اور اُس کی نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے اور اگر کسی ڈاکو نے ڈاکہ ڈالا اور نہ وہ پکڑا گیا اور نہ ہی وہ مارا گیا اور اُس کے بعد ویسے ہی مر گیا تو اُس کو غسل بھی دیا جائے اور اُس کی نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے۔

۳۔ جو لوگ بلا وجہ ناحق لڑتے ہوئے مر جائیں تو اُن کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے اور جو لوگ اُن کی لڑائی کا تماشا دیکھ رہے ہوں اور اُن کی لڑائی کے کسی لتّے کے لگنے سے موقع پر مر جائیں تو اُن کی بھی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے۔ ہاں مگر لڑائی کے بعد وہ متفرق ہو جائیں اور اُس کے بعد مریں تو اُن کی نمازِ جناہ پڑھی جائے گی۔

Marfat.com

۴۔ جس نے کئی لوگوں کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اُس کی بھی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے۔

۵۔ شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کرنے والے ڈاکو ہیں اگر وہ اِس حالت میں مارے جائیں تو اُن کی بھی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے۔

۶۔ جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا اُس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے۔

۷۔ جو شخص کسی کا مال چھینتے ہوئے مارا گیا اُس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے۔

۸۔ جو بچہ مُردہ پیدا ہوا اُس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

(۷) خود کشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اِسی طرح جس شخص کو رجم کیا گیا یا جو شخص قصاص میں مارا گیا اُسے غسل بھی دیا جائے اور اُس کی نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے۔

(۸) میّت کا بدن اور کفن پاک ہو۔ بدن کے پاک ہونے کا مطلب ہے کہ اُسے غسل دیا گیا ہو یا غسل ممکن نہ ہونے کی صورت میں تیمم کرایا گیا ہو۔ اور کفن پہنانے سے پہلے اُس کے بدن سے اگر نجاست نکلی ہو تو دھو ڈالی گئی ہو اور اگر کفن پہنانے کے بعد نجاست خارج ہوئی ہو تو دھونے کی ضرورت نہیں۔ اور کفن پاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پاک کفن پہنایا گیا ہو اور بعد میں اگر نجاست خارج ہونے سے کفن آلودہ ہو گیا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۹) میّت کو غسل دیئے بغیر اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی ہو تو نماز نہیں ہوئی۔ میّت کو غسل دے کر دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھیں اور اگر قبر میں رکھ چکے اور ابھی مٹی نہیں ڈالی تو قبر سے نکال کر غسل دیں اور پھر نمازِ جنازہ پڑھیں اور اگر قبر میں رکھ کر مٹی بھی دے چکے تو اب میّت کو باہر نہ نکالیں بلکہ اب اُس کی نمازِ جنازہ اُس کی قبر پر پڑھیں۔ کیونکہ بغیر غسل کے پہلی نماز نہیں ہوئی تھی۔ اور چونکہ اب غسل ناممکن ہو گیا لہٰذا قبر پر پڑھی گئی نماز جنازہ ہو جائے گی۔

(۱۰) نمازِ جنازہ کے وقت میّت کا موجود ہونا ضروری ہے یعنی یا تو ساری میّت موجود ہو یا میّت کا اکثر حصّہ موجود ہو یا میّت کا نصف حصّہ سر سمیت موجود ہو تو نمازِ جنازہ

Marfat.com

پڑھی جائے ورنہ غائبانہ نمازِ جنازہ حنفی مسلک میں ناجائز ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نجاشی شاہِ حبشہ کی نمازِ جنازہ غائبانہ طور پر پڑھی تھی لیکن یہ صرف انہی کی خصوصیت ہے۔

(۱۱) جنازہ زمین پر رکھا جائے تو نمازِ جنازہ ہو گی۔ کسی جانور پر لدی ہوئی میت کی نمازِ جنازہ نہیں ہو گی۔

(۱۲) جنازہ مصلّی کے آگے قبلہ کی طرف رکھا جائے۔

(۱۳) نمازِ جنازہ کے دو فرض ہیں :-

۱۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا۔ ۲۔ چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔

نمازِ جنازہ میں سلام پھیرنا واجب ہے۔

نمازِ جنازہ کی چار سُنّتِ مؤکدہ ہیں :-

۱۔ امام کا میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہونا۔ ۲۔ ثنا پڑھنا۔

۳۔ دُرود شریف پڑھنا۔ ۴۔ جنازے کی دُعا پڑھنا۔

نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ

(۱۴) جنازہ صف کے درمیان امام کے آگے رکھ دیا جائے یعنی امام میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو جائے۔ مقتدی امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو جائیں۔ صفوں کی تعداد طاق ہو مثلاً ایک یا تین یا پانچ یا سات وغیرہ ہوں۔ صفیں سیدھی ہوں اور صفوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ ہو۔ لیکن مقتدیوں کے درمیان جگہ خالی نہ ہو۔ نمازِ جنازہ کی نیت اس طرح کریں "میں نمازِ جنازہ کی نیت کرتا ہوں جس میں ثنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے درود رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لیے ہے اور دُعا اس میت کے لیے ہے میرا منہ خانہ کعبہ کی طرف ہے اور اقتدا اس امام کی ہے" نیت کرنے کے بعد دونوں ہاتھ اُٹھا کر کانوں تک لے جائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ناف کے نیچے باندھ لیں اور ثنا پڑھیں۔ ثنا کے بعد امام کے ساتھ اُسی طرح ہاتھ باندھے ہوئے دوسری تکبیر اللہ اکبر پڑھیں اور تکبیر کے بعد اُسی طرح ہاتھ باندھے ہوئے درود شریف پڑھیں

Marfat.com

پھر جب اِمام تیسری تکبیر پڑھے تو آپ بھی اُسی طرح ہاتھ باندھے ہوئے تیسری تکبیر پڑھ کر میت کے لیے دعا پڑھیں۔ اور چوتھی تکبیر کے بعد اِمام کے ساتھ دونوں طرف سلام پھیر دیں۔

ثنا

سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِكَ وَتَبَارَكَ اسۡمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاۤؤُكَ وَلَاۤ اِلٰهَ غَيۡرُكَ ط

دُرود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيۡتَ وَسَلَّمۡتَ عَلٰۤى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰۤى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ ۝ط اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكۡتَ عَلٰۤى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰۤى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ ۝ط

دُعا بالغ (مرد و عورت) کے لیے

اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيۡرِنَا وَكَبِيۡرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنۡثَانَا ط اَللّٰهُمَّ مَنۡ اَحۡيَيۡتَهٗ مِنَّا فَاَحۡيِهٖ عَلَى الۡاِسۡلَامِ ط وَمَنۡ تَوَفَّيۡتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الۡاِيۡمَانِ ط۔

دُعا نابالغ بچّہ کے لیے

اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجۡعَلۡهُ لَنَاۤ اَجۡرًا وَّذُخۡرًا وَّاجۡعَلۡهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔

Marfat.com

دُعا نابالغ بچّی کے لیے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً ؕ

(۱۵) جس میت کو کسی مجبوری کے تحت نمازِ جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا ہو اُس کی قبر پر تین دن تک یا جب تک اُس کی لاش پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔

(۱۶) جو شخص دیر سے پہنچے اور نمازِ جنازہ سے رہ جانے کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے نمازِ جنازہ میں شریک ہو جائے۔

(۱۷) جو شخص نمازِ جنازہ میں درمیان میں شامل ہو تو وہ اِمام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز پُوری کر کے سلام پھیرے۔

(۱۸) متعدد میّتوں کی نمازِ جنازہ اکٹھی ہو سکتی ہے۔

(۱۹) مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنا مطلقًا مکروہِ تحریمی ہے چاہے میت مسجد کے اندر ہو یا باہر، سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض ہوں ہر صُورت میں نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھانا ناجائز ہے۔

(۲۰) پچھلی صف میں کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے۔

(۲۱) اگر نمازِ جنازہ کی ثنا اور دُرود شریف کے خاص الفاظ یاد نہ ہوں تو نماز میں پڑھی جانے والی ثنا اور دُرود شریف پڑھ لیں۔ اِسی طرح اگر نمازِ جنازہ والی دُعا یاد نہیں تو کوئی سی دُعا پڑھ لیں۔ یا کم از کم اِمام کے پیچھے کھڑے ہو کر چار مرتبہ اللّٰہ اکبر کہہ لیں۔

میّت کو قبر میں دفن کرنا

(۱) میت کو قبر میں دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے۔ اور میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں۔ اور میت کو قبر میں اُتارتے ہوئے پڑھیں :-

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

ترجمہ "اللہ کے نام پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر۔"

(۲) قبر کی لمبائی میت کے قد کے برابر اور چوڑائی نصف قد کے برابر اور گہرائی قد کے برابر یا کم از کم نصف قد کے برابر ہو۔

(۳) میت کو قبر میں لحد کھود کر یا اُس میں لکڑی کے صندوق میں رکھا جائے۔

(۴) جنازہ کو قبر کے سامنے قبلہ کی طرف رکھا جائے تاکہ جب میت قبر میں اُتاری جائے تو قبلہ کی طرف سے اُتاری جائے۔

(۵) قبر کے اندر پکی ہوئی اینٹیں لگانا جائز نہیں۔ البتہ قبر کے باہر سے پکی اینٹ لگائی جاسکتی ہے۔

(۶) میت کو قبر میں رکھنے کے لیے اُس میں اُترنے والے لوگ توانا و تندرست اور نیک اور امین ہوں۔

(۷) بہتر ہے کہ عورت کی میت کو قبر میں اُس کے محرم افراد ہی اُتاریں۔

(۸) میت کو لحد میں قبلہ رُخ کر کے رکھنے کے بعد کچی اینٹوں سے یا تختے لگا کر بند کر دیں اور پھر سرہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔ پہلی بار مٹی ڈالتے وقت یہ الفاظ کہیں "مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ" یعنی (اِس سے ہم نے تم کو پیدا کیا) دوسری بار یہ الفاظ کہتے ہوئے مٹی ڈالیں "وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ" یعنی (اور اُسی میں تم کو لوٹائیں گے) اور تیسری بار یہ الفاظ کہتے ہوئے مٹی ڈالیں "وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى" (اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے)۔

(۹) قبر میں عہد نامہ یا پیر و مرشد کا شجرہ یا کوئی اور دُعا رکھنا جائز ہے اور اور اُس کی بہتر صورت یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اُس میں رکھ دیں۔ "در مختار" میں ہے کہ کفن پر عہد نامہ لکھنا جائز ہے کہ اُس سے میت کی مغفرت کی اُمید ہے۔ میت کے سینہ پر اور اُس کی پیشانی پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور کلمۂ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھنا جائز ہے اور بہتر ہے کہ

غسل کے بعد کفن پہنانے سے پہلے شہادت کی انگلی سے میت کی پیشانی پر یا چھاتی پر لکھا جائے۔ کافور یا روشنائی سے نہ لکھیں۔ اِسی طرح کفن میں یا میت کی چھاتی پر تبرک کے طور پر غلافِ کعبہ کا ٹکڑا یا پیرو مرشد کا رومال وغیرہ رکھنا جائز ہے۔

(۱۰) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ میت کو لحد میں اُتار کر سر کی جانب کھڑے ہو کر سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات "ھُمُ الْمُفْلِحُوْن" تک پڑھیں اور پھر پاؤں کی طرف کھڑے ہو کر سورۃِ بقرہ کی آخری آیات "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" سے لے کر سورۃ کے آخر تک پڑھیں۔

(۱۱) قبر چوکور نہ بنائیں بلکہ اُونٹ کی کوہان کی طرح ڈھال والی بنائیں۔ اُس پر پانی کا چھڑکاؤ کرنا اور اُس پر پھول ڈالنا جائز ہے۔

(۱۲) قبر مکمل ہونے پر جب لوگ جانے لگیں تو کوئی آدمی قبر میں میت کو اِس طرح تلقین کرے کہ قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے "اے فلاں بن فلاں" تو قبر میں میت سُنے گی۔ پھر دوبارہ کہے "اے فلاں بن فلاں" تو قبر کا مُردہ کہے گا "ارشاد کر" پھر کہے:۔

اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا۔

ترجمہ: "تو اُسے یاد کر کہ جس پر تو دنیا سے نکلا یعنی یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور یہ کہ تو اِس بات پر راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے، ہمارا دین اسلام ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ تعالیٰ

کے نبی ہیں اور قرآن ہمارا امام ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اِس پر نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو ہم اس کے پاس بیٹھیں کہ جسے لوگ حجت سکھا چکے ہیں۔"

ائمۂ تابعین فرماتے ہیں کہ جب قبر پر مٹی دُرست کر چکو اور لوگ واپس چل دیں تو مُستحب ہے کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا جائے "یا فلاں بن فلاں! قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (تین بار) قُلْ رَبِّیَ اللّٰهُ وَدِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔"

شامی میں ہے کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر اذان بُلند آواز سے پڑھی جائے تاکہ قبر میں مُردہ سُن کر نکیرین کے سوالوں کا جواب دے سکے۔

(۱۳) قبر پر سے سبز گھاس نہ اُکھیڑیں کیونکہ سبز گھاس یا پودے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں جس سے قبر پر رحمت اُترتی رہتی ہے اِس لیے اہلِ قبر کو اُس سے اُنس ہوتا ہے۔ لہٰذا سبز گھاس و پودے وغیرہ قبر پر سے اُکھیڑنے سے میت کا حق مارا جاتا ہے۔

(۱۴) سمندر میں بحری جہاز پر دورانِ سفر کسی کا انتقال ہو جائے اور کنارے پر پہنچنا ممکن نہ ہو تو غسل و کفن دے کر نمازِ جنازہ پڑھیں اور پھر میت کو سُمندر میں ڈبو دیں۔

زیارتِ قبور

(۱) حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا :۔

"مَیں نے تمہیں پہلے منع کیا تھا لیکن اب زیارتِ قبور کر لیا کرو کہ اِس سے دُنیا کی بے رغبتی اور آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے۔" (سنن ابنِ ماجہ)

Marfat.com

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی قبور کے پاس سے گزرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ :۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ (ترمذی)

ترجمہ "اے اہلِ قبور، تم پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ تم ہم سے پہلے گئے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں"

(۳) صحیح مسلم میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ جب تم قبرستان میں جایا کرو تو اہلِ قبور سے کہا کرو :۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ "سلام ہو تم پر اے ان گھروں میں رہنے والے مومنو اور مسلمانو! انشاء اللہ تعالیٰ ہم تم سے آ ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کی دعا کرتے ہیں"

(۴) قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے۔ ہر ہفتہ میں ایک دن زیارتِ قبور کر لینی چاہیئے۔ اِس کے لیے سب سے افضل وقت جمعہ کے روز صبح کا وقت ہے۔ اولیاءِ کرام کے مزارات پر زیارت کے لیے جانا درست ہے کیونکہ وہ زائرین کو نفع پہنچاتے ہیں۔

(۵) قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا اور پیشاب وغیرہ کرنا حرام ہے۔

(۶) قبرستان میں جائیں تو کم از کم بسم اللہ شریف، درود شریف اور الحمد شریف، تین مرتبہ قل ہو اللہ شریف اور پھر درود شریف پڑھ کر قبرستان کے مومنین کو اس کا ثواب پہنچائیں۔

Marfat.com

تعزیت کرنا

(۱) اپنے مسلمان بھائی کی مُصیبت پر تعزیت کرنا سُنّتِ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے۔ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ :۔

"اپنے مسلمان بھائی کی مُصیبت پر تعزیت کرنے والے کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کرامت کا جوڑا پہنائے گا"

(ابنِ ماجہ)

(۲) حضرت ابنِ مسعُود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا :۔

"جس نے مُصیبت زدہ کی تعزیت کی اُس کے لیے مصیبت زدہ جتنا اجر و ثواب ہے"

(جامع ترمذی، سُنن ابنِ ماجہ)

(۳) حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا :۔

"میّت کے اہلِ خانہ کے لیے کھانے کا انتظام کیا جائے کیونکہ وہ اُس حال میں کھانے کی طرف توجّہ نہ دے سکیں گے"

(جامع ترمذی)

(۴) تعزیت کرنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ میّت کے تمام رشتہ داروں سے تعزیت کی جائے۔ البتہ عورتوں سے تعزیت صرف اُن کے محرم ہی کریں۔ اور تعزیت اِن الفاظ میں کی جائے :۔

"اللہ تعالیٰ مرنے والے کی مغفرت کرے، اُسے اپنی رحمت سے ڈھانپے۔ آپ لوگوں کو صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مُصیبت پر ثواب عطا فرمائے"

Marfat.com

حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کے بیٹے کی وفات پر ایک تعزیت نامہ یُوں تحریر فرمایا :۔

"اللہ کے رسُول محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی طرف سے معاذ بن جبل کے نام!

السّلام علیکم! پہلے میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اِس کے بعد میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اِس صدمہ پر اجر عطا فرمائے، تمہیں صبر عطا کرے اور ہمیں اور تمہیں شکر کرنے کی توفیق بخشے۔ درحقیقت ہماری جان، ہمارے مال اور ہمارے اہل وعیال سب اللہ تعالیٰ کے مُبارک عطیات اور اُس کی سپُرد کی ہوئی امانتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا تمہیں خوشی اور عیش کے ساتھ اس سے نفع اٹھانے اور جی بہلانے کا موقع دیا اور جب اُس کی مرضی ہوئی اپنی امانت کو تم سے واپس لے لیا اللہ تعالیٰ تمہیں خاص نوازش اور رحمت و ہدایت کی صُورت میں بڑا اجر دینے والا ہے۔ پس اے معاذ! صبر کرو ایسا نہ ہو کہ گریہ وزاری تمہارے قیمتی اجر کو ضائع کر دے اور پھر تُمہیں پچھتانا پڑے۔ یقین رکھو رونے دھونے سے کوئی مرنے والا واپس نہیں آتا اور نہ ہی اس سے رنج وغم دُور ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم اُترتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے بلکہ ہو چکا ہے۔ وَالسّلام

(معجم کبیر، معجم اوسط، طبرانی)

سوگ اور نوحہ

(۱) میّت پہ نوحہ کرنا، یعنی مرنے والے کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بُلند آواز

Marfat.com

سے بیان کرنا جس کو عام زبان میں بَین کرنا کہتے ہیں بالکل حرام ہے۔ واویلا کرنا، چیخنا، چلّانا، گریبان چاک کرنا، مُنہ نوچنا، بال کھولنا، سر پہ خاک ڈالنا، سینہ کوبی کرنا، رانوں پر زور زور سے ہاتھ مارنا، ایڑیاں رگڑنا اور اسی قسم کی حرکتیں کرنا سخت حرام ہیں۔

(۲) آواز نکال کر رونا منع ہے لیکن دِل میں رونا اور آنسو بہانا منع نہیں ہے۔

(۳) تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے۔ البتہ عورت شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ منائے۔

(۴) شوہر کی موت پر طلاقِ بائن کی صُورت میں عورت پر جو سوگ واجب ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ عورت زینت اور بناؤ سنگھار کرنا چھوڑ دے۔

(۵) حضرت ابو مُوسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا :۔

"جو شخص کسی کی موت پر سر مُنڈائے یا چلّاتے اور کپڑے پھاڑے مَیں اُس سے بَری اور بے تعلق ہوں"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۶) حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا فرمان ہے :۔

"اے اللہ کے بندو! اپنے مُردے کو تکلیف نہ دو کیونکہ جب تم روتے ہو تو وہ بھی رونے لگتا ہے"

(نقل از بہارِ شریعت)

(۷) حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

"اے ابنِ آدم! اگر تُو صدمہ کے وقت صبر کرے اور ثواب چاہے تو تیرے لیے جنّت کے سوائیں کسی چیز پر راضی نہیں"

(ابن ماجہ)

ہم نماز کے عملی بیان کو یہیں پر ختم کرتے ہیں کیونکہ نماز کے اہم موضُوعات زیرِ بحث آ چکے ہیں۔ حالانکہ نمازیں اور بھی ہیں مثلاً تہجد کی نماز، اشراق و چاشت کی نماز،

Marfat.com

اوابین کی نماز، کسوف کی نماز، بارش کے لیے نماز، استغفار کی نماز، صلوٰۃ الحاجت، صلوٰۃ التسبیح اور استخارہ کی نماز۔ اِن تمام نمازوں کی تفصیل فقہ و فضائل کی کتابوں میں موجود ہے۔ لہٰذا جو حضرات اِن نمازوں سے بھی استفادہ حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ اُن کتابوں سے رجوع کریں۔

Marfat.com

روزہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان میں اپنے قرب و وصال کی صلاحیت کی نمود و تکمیل کے لیے جو فرائض مقرر فرمائے ہیں، روزہ انہی فرائض میں سے ایک ایسا فرض ہے جس میں صفاتِ بندگی عروج پذیر نظر آتی ہے۔ اِس کو فرض قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۚ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ (پ۲ البقرہ ۱۸۳ تا ۱۸۵)

ترجمہ "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تمہیں پرہیزگاری نصیب ہو۔ یہ روزے گنے ہوئے دنوں کے لیے ہیں تو تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو، وہ اتنے روزے اور دنوں میں رکھ کر گنتی پوری کر لے اور جنہیں روزہ رکھنے کی بالکل طاقت ہی نہ ہو تو وہ

ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں اور
جو اپنی طرف سے زیادہ نیکی کرے تو یہ اُس کے لیے زیادہ
بہتر ہے۔ اور روزہ رکھ لینا تمہارے لیے بہتر ہے اگر
تم سمجھ سکو تو۔ رمضان کا مہینہ کہ اس میں قرآن نازل ہوا
جس میں لوگوں کے لیے ہدایت، راہنمائی اور فیصلہ کُن روشن
دلیلیں ہیں۔ تو تم میں سے جو کوئی یہ مہینہ پائے، ضرور اُس
کے روزے رکھے، اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے
روزے اور دنوں میں رکھ کر پورے کرلے۔"

ماہِ رمضان کے روزے دینِ اسلام کا نہایت ہی اہم رُکن ہیں۔ روزے کو صیام کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ صیام کے معنی ہیں "رُک جانا، ترک کر دینا" اور اصطلاحِ شریعت میں "نفس کی رضا و خوشنودی" کو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی پر قربان کر دینے کا نام روزہ ہے۔ نفس کی خواہش و چاہت کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ترک کر دینے کا نام روزہ ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اُس کی ناپسندیدہ اور نافرمودہ باتوں سے رُک جانے کا نام روزہ ہے، شہوات و خواہشات سے صبر کرنے کا نام روزہ ہے۔ اسی لیے حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گُنا تک
دیتا ہوں لیکن روزہ ایسی نیکی ہے جو خاص میرے لیے
ہے اس لیے روزہ کی جزا میں خود ہی دیتا ہوں۔"

یعنی اس نیکی کا اجر بلاحد و حساب ہے۔ چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:۔

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝
(پ ۲۳ الزمر۔۱۰)

ترجمہ "صبر میں استقلال سے کام لینے والوں کو صبر کا صلہ
بے شمار ہی ملے گا۔"

Marfat.com

یعنی اُن لوگوں کے اجر و ثواب کا کوئی حساب و شمار نہیں ہو سکتا جو شہوات و خواہشات سے صبر کرتے ہیں۔

روزہ کی فضیلت کا اندازہ کون کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اسے اپنی ذات سے منسوب فرمایا ہے اور وضاحت سے فرمادیا کہ:۔

"روزہ میرے لیے ہے اور اُس کی جزا بھی میں خود ہی دُوں گا"

اگرچہ ہر عبادت خُدا ہی کے لیے ہے لیکن روزہ کی تخصیص فرمادی جس طرح کہ کعبہ کو اپنا گھر کہہ دیا۔ حالانکہ ساری کائنات اور ہر چیز اُسی کی ہے۔ اِس کی وجہ شاید یہ ہے کہ روزے کی حقیقت "ترکِ خواہشِ نفس" ہے جو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہونے کے باعث بالکل بے ریا باطنی وصف ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن شیطان مردُود کا لشکر شہوات ہیں اور روزہ شیطان کے اُس لشکر کو شکست دیتا ہے کیونکہ روزے کی حقیقت ہی "ترکِ شہوات" ہے۔ اِسی لیے تو حضُور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ:۔

"شیطان آدمی کے اندر اِس طرح رواں دواں رہتا ہے،
جس طرح کہ خُون اُس کے اندر رواں دواں رہتا ہے۔ پس
چاہیئے کہ بھُوک کے ذریعے اُس کا راستہ تنگ کر دیا جائے"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

"بہشت کا دروازہ کھٹکھٹانے میں تامّل نہ کرو۔ پُوچھا گیا!
کس چیز سے کھٹکھٹایا کریں؟ فرمایا: بھُوک سے"

اور حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ "عبادت کا دروازہ روزہ ہی ہے"

وہ اِس لیے کہ عبادت میں حائل ہونے والی چیز شہوات ہیں اور بھرا ہُوا پیٹ شہوات کو جنم دیتا ہے اور بھُوک شہوات کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔

حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا:۔

"روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُوئے مُشک سے خُوش تر ہے"

حدیثِ قُدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے کہ :-

"میرے بندے نے کھانے پینے کی خواہش اور خواہشِ جماع کو میرے لیے ترک کیا ہے تو اُس کا صلہ بھی میں ہی دے سکتا ہوں"

حضُور علیہ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام کا فرمان ہے کہ :-

"روزہ دار کی نیند عبادت ہے، اُس کی سانس تسبیح ہے اور اُس کی دُعا مستجاب ہے"

نیز فرمایا کہ :-

"جب ماہِ رمضان آتا ہے تو بہشت کے دروازے کھُل جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں شیاطین کو بند کر دیا جاتا ہے اور منادی کرنے والا آواز دیتا ہے کہ "اے طالبِ خیر و برکت آ کہ یہ وقت تیرا ہے اور اے طالبِ شر رُک جا کہ تیرے لیے کوئی جگہ نہیں ہے"

حضُور علیہ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام نے فرمایا ہے :-

لَوْ يَعْلَمُ الْعِبَادُ مَا فِيْ رَمَضَانَ لَتَمَنَّتْ اُمَّتِيْ اَنْ تَكُوْنَ السَّنَةُ كُلُّهَا رَمَضَانَ۔ (بیہقی)

ترجمہ "اگر اللہ کے بندے رمضان کی فضیلت جان لیں تو میری امت تمام سال روزہ سے رہنے کی متمنّی ہو جائے"

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلَّم نے ہمیں شعبان کے آخری دن خطبہ دے کر فرمایا :-

"اے لوگو! ایک بہت بڑا مہینہ تم پر سایہ فگن ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے اِس کے روزوں کو تم پر فرض اور رات کے قیام کو
نفل قرار دیا ہے۔ جو شخص کسی نیکی کے ذریعے قربِ الٰہی کا
طالب ہو، اُس کو اِتنا ثواب ہوتا ہے گویا اُس نے فرض
ادا کیا۔ جس نے رمضان میں فرض ادا کیا تو اُس کا ثواب اتنا
ہے گویا اُس نے دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کیے
رمضان صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ
مواسات (درگزر، غم خواری) کا مہینہ ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے
کہ اِس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص اِس ماہ
میں روزہ دار کو افطار کرائے تو اُس کے گُناہ معاف کر
دیئے جاتے ہیں اور اُس کی گردن آگ سے آزاد کر دی
جاتی ہے۔ اور اُس کو بھی اُتنا ثواب ملتا ہے۔ اِس سے
روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ نہیں گھٹایا جاتا۔ ہم نے
عرض کی کہ یارسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیکَ وَسَلَّم ہم میں سے ہر آدمی
کو افطار کرانے کی طاقت نہیں تو آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ
اُس شخص کو بھی یہ ثواب عطا فرماتا ہے جو ایک گھونٹ دودھ
یا ایک عدد کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے کسی کا روزہ افطار
کرادے۔ اور جو شخص کسی روزہ دار آدمی کو سیر ہو کر کھانا
کھلاتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کو میرے حوض سے اِس
طرح پلائے گا کہ وہ جنت میں داخل ہونے تک کبھی پیاسا
نہ ہوگا۔ یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا اوّل رحمت ہے،
اِس کے درمیان میں بخشش ہے اور اُس کے آخر میں
آگ سے نجات ہے۔ جو شخص اِس میں اپنے غلام کا
بوجھ ہلکا کر دے، اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دیتا ہے اور آگ

Marfat.com

سے آزاد کر دیتا ہے۔" (بیہقی)

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کے قریب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرُ بَرَكَةٍ يَغْشَاكُمُ اللّٰهُ فِيْهِ فَيُنْزِلُ الرَّحْمَةَ وَيَحُطُّ الْخَطَايَا وَيَسْتَجِيْبُ فِيْهِ الدُّعَاءَ يَنْظُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلٰى تَنَافُسِكُمْ فِيْهِ وَيُبَاهِيْ بِكُمْ مَلٰٓئِكَتَهٗ فَأَرُوا اللّٰهَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ خَيْرًا فَإِنَّ الشَّقِيَّ مَنْ حُرِمَ فِيْهِ رَحْمَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (طبرانی)

ترجمہ "تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آگیا ہے جو بڑی برکت والا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہے، خطاؤں کو معاف فرماتا ہے، دعاؤں کو قبول فرماتا ہے، تمہارے تنافس (باہمی رغبت) کو دیکھتا ہے اور فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی نیکیاں پیش کرو۔ بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:۔

"اولادِ آدم کے ہر نیک عمل میں اضافہ کیا جاتا ہے اس طرح کہ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں سے لے کر سات سو نیکیوں تک، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے، میں خود ہی اس کی جزا دوں گا کیونکہ روزہ دار اپنی خواہش نفس اور کھانے پینے کو میرے لیے ترک کرتا ہے۔

Marfat.com

روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں، ایک فرحت افطار کے وقت کی اور دوسری اپنے رب سے مُلاقات کے وقت کی روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک کی خوشبُو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزہ ڈھال ہے (گناہوں سے بچنے کی) پس جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو اُس میں بدکلامی اور دنگا فساد نہ کرے، اگر کوئی اُسے بُرا بھلا کہے یا لڑنا چاہے تو اُس سے کہہ دے کہ مَیں تو روزے سے ہوں۔" (صحیح بخاری)

حضرت ابُو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا :-

"رمضان کے ہر شب و روز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جہنّم کے قیدی رہا کیے جاتے ہیں اور ہر شب و روز میں ہر مسلمان کی ایک دُعا قبول کی جاتی ہے۔" (بزار)

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ :-

"تین آدمیوں کی دُعا رد نہیں کی جاتی۔ ایک روزہ دار کی دُعا افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی اور تیسرے مظلُوم کی کہ اُس کی دُعا کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اُوپر اٹھالیتا ہے اور اُس پر آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ مَیں تیری مدد ضرور کروں گا گو اِس میں کچھ دیر ہو جائے۔" (جامع ترمذی)

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ :-

Marfat.com

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۔ (مسلم)

ترجمہ "جس نے رمضان کے روزے ایمان و احتساب کی خاطر رکھے اُس کے گذشتہ گناہ معاف ہو گئے، جس نے ایمان و احتساب کے لیے رمضان کی راتوں میں قیام کیا، اُس کے گذشتہ گناہ معاف ہو گئے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ:-

"میری اُمت کو رمضان میں پانچ ایسے انعامات عطا کیے گئے ہیں جو اس سے پہلے کسی امت کو عطا نہیں ہوئے (۱) اُن کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کو مُشک سے زیادہ پسند ہے (۲) اُن کے لیے دریا کی مچھلیاں افطار کے وقت تک دُعا کرتی رہتی ہیں۔ (۳) ہر روز جنت کو اُن کے لیے آراستہ کر کے کہا جاتا ہے کہ عنقریب میرے صالح بندے مشقتیں اُٹھانے کے بعد تیری طرف آئیں گے۔ (۴) اِس مہینے میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں اِس لیے وہ رمضان میں اُن بُرائیوں تک نہیں پہنچ سکتے جن تک وہ دوسرے مہینوں میں پہنچتے ہیں۔ (۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ عرض کیا گیا یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا آخری رات لیلۃ القدر ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ مزدور کو کام ختم ہونے پر مزدوری دی جاتی ہے۔" (بیہقی)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

"منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم منبر کے نزدیک ہو گئے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منبر پر چڑھتے ہوئے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا "آمین" پھر دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا "آمین" پھر تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا "آمین!"۔ خطبے سے فارغ ہو کر جب آپ منبر سے اُترے تو ہم نے پوچھا۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سُنی جو اِس سے قبل کبھی نہیں سُنی گئی۔ فرمایا کہ اُس وقت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا مگر اُس کی مغفرت نہ ہو سکی۔ مَیں نے کہا "آمین" جب مَیں دوسرے درجہ پر پہنچا تو اُنہوں نے کہا "ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور اُس نے آپ پر درود شریف نہ پڑھا" مَیں نے کہا "آمین!" اور جب مَیں نے تیسرے درجے پر قدم رکھا تو اُنہوں نے کہا "ہلاک ہو وہ شخص جس نے اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا اور اُنہوں نے اُسے جنت میں داخل نہ کرایا" مَیں نے کہا "آمین"۔

(صحیح بخاری)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا۔ (مسلم)

Marfat.com

ترجمہ "جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ نے اُس کے چہرے کو ستر سال کی مسافت تک دوزخ کی آگ سے دُور کر دیا۔"

حضرت ابُو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:-

مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ النَّارِ خَنْدَقًا کَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ (ترمذی)

ترجمہ "جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے ایک روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اُس کے اور آگ کے درمیان ایسی خندق بنا دیتا ہے جس طرح کہ زمین اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔"

روزے کا باطن

طہارت و نماز کی طرح روزے کا بھی ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے جس کے متعلق سیّدنا غوثِ صمدانی، محبوبِ سُبحانی محیُ الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

"روزہ دو قسم کا ہے، ایک شریعت کا روزہ ہے اور دوسرا طریقت کا روزہ ہے۔ شریعت کا روزہ یہ ہے کہ دن میں کھانے پینے اور جماع کرنے سے پرہیز کیا جائے، جب کہ طریقت کا روزہ یہ ہے کہ اِنسان ظاہری اور باطنی طور پر رات دن اپنے اعضاء کو شریعت میں حرام اور ممنوعہ باتوں اور دیگر تمام بُرائیوں سے باز رکھے۔ اگر وہ بُرے افعال میں سے کسی ایک کا بھی مرتکب ہوگا تو اُس کا روزۂ طریقت باطل ہو

جائے گا۔ شریعت کے روزے کا صبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک ایک وقت مقرر ہے لیکن روزۂ طریقت دائم تمام عمر کے لیے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ مبارک ہے کہ "بہت سے روزے دار ایسے ہیں کہ جن کو روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا"، اس لیے کہا گیا ہے کہ "کتنے ہی روزے دار ہیں جو افطار کرنے والے ہیں اور کتنے ہی افطار کرنے والے ہیں جو روزے سے رہتے ہیں" یعنی کتنے ہی روزیدار ہیں جو کھانے پینے سے پرہیز رکھتے ہیں لیکن برائیوں سے باز نہیں آتے۔ اُن کے روزوں کا ثواب نہیں۔ حقیقت میں روزے دار وہی ہیں جو بُرے کاموں سے بچتے ہیں اور کسی کو اذیت نہیں دیتے۔ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "روزہ میری خاطر ہے اور میں ہی اُس کی جزا دوں گا۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ مبارک ہے کہ "روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت کی خوشی اور دوسری رؤیت کی خوشی۔" اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمارے نصیب کرے۔ اہلِ شریعت فرماتے ہیں کہ افطار سے مراد غروبِ آفتاب کے وقت کھانا پینا ہے اور رؤیت سے مراد عید کا چاند دیکھنا ہے۔ لیکن اہلِ طریقت نے فرمایا ہے کہ افطار سے مراد "جنت میں داخل ہو کر اُس کی نعمتوں سے روزۂ طریقت افطار کرنا ہے۔" اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور آپ کو بھی اِن نعمتوں سے سیراب فرمائے اور رؤیت سے مراد "قیامت کے دن سر کی آنکھوں سے

Marfat.com

جمالِ الٰہی کا نظارہ کرنا ہے۔" اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اور آپ کو اپنے دیدار سے مشرّف فرمائے۔

اور "روزۂ حقیقت" سے مراد "دل کا ماسویٰ اللہ کو ترک کر دینا اور سِرّ کا غیر اللہ کے مشاہدہ کی محبت سے پاک ہو جانا ہے"

حدیثِ قدسی میں فرمانِ الٰہی ہے:۔

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ۔

ترجمہ "انسان میرا راز ہے اور میں اُس کا راز ہوں"

پس جو راز اللہ تعالیٰ کے نُور سے ہے اُس کا میلان کسی غیر اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا۔ اُس کے لیے دُنیا و آخرت میں ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا کوئی محبوب، کوئی مرغوب اور کوئی مطلوب نہیں ہے۔ اگر وہ غیر اللہ کی محبت میں مبتلا ہو جائے تو روزۂ حقیقت فاسد ہو جاتا ہے۔ روزۂ حقیقت کی قضا یہ ہے کہ غیر اللہ کی محبت ترک کر کے دُنیا و آخرت میں پھر اُسی ذاتِ باری تعالیٰ کی محبت اور شوق کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرے" (نقل از سِرّ الاسرار)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ:۔

روزے کے تین درجے ہیں۔ (۱) عوام کا روزہ، (۲) خواص کا روزہ، (۳) خواص الخاص کا روزہ — عوام کے روزہ کو بعد میں بیان کیا جائے گا۔ پہلے خواص الخاص کے روزے کو بیان کیا جاتا ہے۔ خواص الخاص کا روزہ اعلیٰ ترین درجے کا روزہ ہے، وہ یوں کہ خدائے حق تعالیٰ کے سوا دل کو تمام اندیشوں سے پاک و صاف کر کے اپنے آپ کو پوری طرح اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے سوا

ظاہر و باطن کی ہر چیز سے روزہ رکھا جائے۔ یعنی غیر اللہ کو مکمل طور پر ترک کر دیا جائے۔ ایسا روزہ رکھنے والا ذکر اللہ یا ذکرُ اللہ سے متعلق کسی چیز کے علاوہ اور کوئی بات زبان پر نہیں لاتا۔ اور اگر لاتا ہے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر کسی دُنیاوی غرض کے بارے میں غور و فکر کرے تو اُس کا روزہ باقی نہیں رہتا، اگرچہ روزۂ عوام میں یہ مباح ہے اور اِس سے عوام کا روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن خواص الخاص کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ اگر وہ دُنیاوی فکر راہِ دین میں مددگار ہو تو روزہ برقرار رہتا ہے کیونکہ اُسے دُنیاوی فکر کہا ہی نہیں جاسکتا۔ ورنہ ایسا روزہ دار اگر دن کے وقت یہ تدبیر کرنے لگے کہ روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہیئے تو اِس تدبیر کو اُس کے گناہوں میں لکھ دیا جاتا ہے کیونکہ یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جس رزق کو پہنچانے کا اُس سے وعدہ کر رکھا ہے اُسے اُس پر پختہ یقین ہی نہیں ہے۔ اِس قسم کے روزہ دار کا درجہ انبیاء اور صدیقوں کا ہے، ہر کوئی اِس درجہ پر نہیں پہنچ سکتا۔

خواص کا روزہ یہ ہے کہ اپنے اعضاء کو نہ صرف کھانے پینے اور جماع سے بچائے بلکہ اِس کے علاوہ بھی تمام بُری باتوں سے محفوظ رکھے۔ خواص کا روزہ چھ باتوں سے مکمل ہوتا ہے:۔

(۱) — غیر اللہ کی طرف رغبت دلانے والی ہر چیز سے آنکھ کو بچانا، خاص طور پر شہوت انگیز چیز سے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و السّلام نے فرمایا ہے "آنکھ شیطانوں کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے اور خوفِ الٰہی کے باعث اس سے دُور

رہنے والے کو خلعتِ ایمانی سے نوازا جاتا ہے جس کی حلاوت اُس کا دِل ہی محسوس کر سکتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزیں روزہ کو توڑ دیتی ہیں۔ ۱۔ جھوٹ۔ ۲۔ چغلی۔ ۳۔ نکتہ چینی۔ ۴۔ جھوٹی قسم اور۔ ۵۔ شہوت بھری آنکھ۔

(۲) — زبان کو بیہودہ باتوں سے محفوظ رکھنا اور ایسی باتوں میں دل لگائے رکھنا جو اُسے بیہودہ بکواس سے بچائے رکھیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ذکر اللہ اور تلاوت میں مشغول رہا جائے ورنہ یاوہ گوئی سے تو خاموشی بہتر ہے اور مناظروں میں اُلجھنا یا بحث و تکرار میں پڑنا بجائے خود نقصان دہ قسم کی بے ہودہ گوئی میں شامل ہے اور غیبت اور جھوٹ سے تو بعض علماء کے نزدیک عوام کا روزہ بھی باطل ہو جاتا ہے۔

(۳) — کانوں کو ایسی باتیں سننے سے بچایا جائے جن کا سُننا جائز نہیں کیونکہ جن باتوں کا کہنا جائز نہیں اُن کا سننا بھی جائز نہیں۔ اور سننے والا کہنے والے کے برابر کا شریک ہوتا ہے اور غیبت و جھوٹ کے گناہ میں اُس کا حصہ دار ہوتا ہے۔

(۴) — تمام اعضاء کو ناشائستہ حرکات سے بچانا۔ کیونکہ جو کوئی روزہ کی حالت میں بھی حرکاتِ بد سے باز نہیں آتا، اُس کی مثال ایسے بیمار کی سی ہے جو میوہ کھانے سے تو پرہیز کرتا ہے لیکن زہر کھا لیتا ہے۔ کیونکہ گناہ زہر کی مانند ہے اور طعام غذا ہے جس کا بہت زیادہ کھانا اگرچہ نقصاندہ ہے تاہم اپنی اصل میں تو وہ زہر نہیں ہے۔

(۵) — افطار کے وقت حرام اور مشتبہ اشیاء نہ کھائے

ورنہ روزے کا اصل مقصد حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ روزے کا اصل مقصد تو شہوات کو کمزور کرنا ہے۔ اور جب دونوں وقت خوب جی بھر کر طرح طرح کی غذائیں کھائی جائیں تو شہوت کمزور ہونے کی بجائے بڑھے گی۔ حالانکہ جب معدہ خالی نہ ہوگا تو دل کیوں کر صاف ہوگا؟ بلکہ سُنّت یہ ہے کہ روزہ دار دن کو زیادہ دیر تک نہ سوتا رہے تاکہ ضعف اور بھُوک کو اپنے آپ میں محسوس کر سکے۔ اور رات کو جب تک تھوڑا کھا کر جلدی نہ سو جائے تو نمازِ شب کیسے ادا کرے گا؟ اِسی لیے حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشاد مبارک ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کا دشمن بھرے ہوئے پیٹ سے زیادہ اور کوئی نہیں۔"

(۶) — اِفطار کے بعد اِس خوف اور اُمید میں نہ گھُلنا کہ نہ معلوم روزہ قبول بھی ہوا ہے یا نہیں؟

پس اِن تمام باتوں سے تجھے یہ معلوم ہو گیا کہ جو شخص روزہ رکھنے سے فقط یہ مراد لیتا ہے کہ بس کھانا پینا ترک کر دینا ہی اس ضمن میں کافی ہے تو اُس کا روزہ ایک بے جان جسم کی مانند ہے۔ کیونکہ جو شخص نمازِ مغرب کے بعد ہی آئندہ کے کھانے کی تدبیر کرنے لگے اور اپنی شہوت کو وہ کچھ بہم پہنچانے میں لگا رہے جس کا وہ تقاضا کرتی ہے تو اُس کی شہوت مضبوط تر ہوگی نہ کہ ضعیف تر۔ ایسی حالت میں اُس بندۂ شہوت کو رُوحِ روزہ کیوں کر حاصل ہوگی؟"

(نقل از کیمیائے سعادت)

عوام کے روزہ کے متعلق ذرا تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے تاکہ وہ عام آدمی

Marfat.com

جسے صرف روزے کے ظاہر سے واقفیت ہے اور وہ بے چارہ پیار سے روزہ رکھتا ہے تو وہ اپنے روزہ کے حسن کو قائم رکھ سکے۔

روزہ کے فرائض

ماہِ رمضان کے روزہ میں چھ فرض ہیں :۔

(۱) ماہِ رمضان کے چاند کو تلاش کرنا۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ چاند پورا تیس[۳۰] کا ہے یا اُنتیس[۲۹] کا ہے۔

(۲) روزہ رکھنے کی نیت کرنا۔ دل میں روزہ رکھنے کے مضبوط ارادہ کو نیت کہتے ہیں۔ نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے۔ نیت کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر زوال سے پہلے دوپہر تک ہے۔

(۳) باہر سے کوئی چیز ارادۃً روزہ دار کے اندر نہ جائے۔ اندر سے مراد وہ جگہ ہے جو کسی چیز کی قرار گاہ ہو۔ مثلاً دماغ، پیٹ، معدہ اور مثانہ وغیرہ۔ اگر بلا ارادہ کوئی چیز اُس کے اندر پہنچ جائے مثلاً اُڑتی ہوئی مکھی یا غبار یا کُلّی کا پانی جو تالُو تک پہنچ جائے تو کوئی نقصان نہیں۔

(۴) اپنی بیوی سے مُباشرت نہ کرنا۔

(۵) کسی طریق سے بھی ایسا قصد نہ کرنا کہ جس سے مَنی خارج ہو سکتی ہو۔

(۶) ارادۃً قے نہ کرنا۔

روزہ کی سُنّتیں

روزہ کی سُنتیں پانچ ہیں :۔

(۱) سحری دیر سے کھانا۔

(۲) افطار میں جلدی کرنا۔

(۳) سخاوت کرنا، صدقہ دینا اور کھانا تقسیم کرنا۔

Marfat.com

④ قرآن مجید کی بہت زیادہ تلاوت کرنا۔

⑤ مسجد میں اعتکاف کرنا خاص طور پر آخری دس راتوں کے دوران۔

روزہ کے مسائل

① رات کے آغاز سے لے کر طلوعِ فجر تک روزے کی نیت کرتے وقت اِن الفاظ کا ادا کرنا مستحب ہے:۔

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔

یعنی "مَیں نے کل ماہِ رمضان کا روزہ رکھنے کی نیت کی"۔

② اگر پہلے روزہ رکھنے کی نیت نہ تھی یا پہلے رمضان کے آغاز کا شک تھا کہ ہو گا بھی یا نہیں اور بعد میں دن چڑھے روزہ ہونے کا یقین ہو گیا، یا ویسے ہی دن چڑھے روزہ رکھنے کا ارادہ بن گیا تو اِن سب صورتوں میں اگر ابھی تک کھایا پیا کچھ نہیں تو زوال سے پہلے پہلے روزہ رکھ لینے کی نیت کر لینے سے روزہ ہو جاتا ہے۔ اِس صورت میں روزہ رکھنے کی نیت کرتے وقت اِن الفاظ کا ادا کرنا مستحب ہے:۔

نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ هٰذَا الْيَوْمَ لِلّٰهِ تَعَالٰى۔

یعنی "مَیں نے اللہ تعالیٰ کے لیے آج کے دن کا روزہ رکھنے کی نیت کی"۔

لیکن یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ "مَیں صبحِ صادق سے روزہ دار ہوں" ورنہ روزہ نہ ہو گا۔

③ رات کو طلوعِ فجر سے پہلے پہلے کسی وقت یا سحری کھاتے وقت روزہ رکھنے کی نیت کرنا مستحب ہے۔ سحری کھانا بذاتِ خود روزہ رکھنے کی نیت ہے چاہے رمضان کے روزے کی سحری ہو یا غیرِ رمضان کے روزے کی ہو۔ لیکن اگر سحری کھاتے وقت روزہ رکھنے کا ارادہ نہ ہو تو سحری کھانے سے روزے کی نیت نہ ہو گی۔

④ رمضان کے تمام روزوں کے لیے اکٹھی ایک ہی دن نیت کر لینا درست

Marfat.com

نہیں بلکہ ہر دن کے روزے کے لیے الگ نیت کرنا لازمی ہے۔

⑤ یہ ضروری نہیں کہ رمضان کے ادا روزوں میں "فرض" کہہ کر نیت کی جائے صرف روزے کی نیت کا ہونا ضروری ہے۔ البتہ مریض کے بارے میں ہے کہ اگر وہ رمضان کا روزہ رکھنا چاہے تو نیت کرتے وقت "فرض" کا تعین کرے۔ یہ اس لیے کہ مریض پر رمضان کا روزہ رکھنا فرض نہیں ہے۔ وہ اگر فرض کا تعین کیے بغیر ویسے ہی روزے کی نیت کرے یا نفلی روزہ رکھنے کی نیت کرے تو اُس کا روزہ رمضان کا روزہ نہ ہوگا۔ اسی طرح رمضان کے قضا روزے رکھتے وقت "فرض" کی نیت کرنا لازمی ہے۔

⑥ کسی مسافر یا مریض نے رمضان شریف میں اگر کسی واجب یا نفل روزے کی نیت کی تو اُس کا روزہ وہی ہوگا جس کی اُس نے نیت کی ہوگی۔ رمضان کا روزہ نہیں ہوگا۔ لیکن اگر اُس نے نفل یا واجب یا کسی اور قسم کے روزے کی تخصیص نہیں کی بلکہ ویسے ہی روزہ رکھنے کی نیت کی تو اُس کا روزہ رمضان کا روزہ ہوگا۔

⑦ یہ تینوں روزے یعنی رمضان کا فرض روزہ، نفل روزہ اور نذر کا معین روزہ خالی روزے کی مطلق نیت سے ہی ہو جاتے ہیں، خاص اُنہی کی نیت ضروری نہیں اسی طرح اگر کوئی شخص نہ تو مریض ہے اور نہ ہی مسافر، اور وہ رمضان میں کسی اور واجب روزے کی نیت کر لے تو اُس کا وہ روزہ رمضان ہی کا فرض روزہ ہوگا۔

⑧ رمضان کے مہینے میں اگر کوئی فرض روزے کی بجائے کسی اور نفلی یا واجب روزے کی نیت کر کے روزہ رکھتا ہے تو اُس کا وہ روزہ رمضان کا فرض روزہ ہی ہوگا کوئی اور روزہ نہ ہوگا کیوں کہ رمضان میں صرف رمضان کا فرض روزہ ہی صحیح ہے اور کوئی روزہ صحیح نہیں۔

⑨ نفلی روزہ نیت کر کے رکھ لینے سے واجب ہو جاتا ہے اگر کوئی رکھ کر اُسے توڑ دیتا ہے تو اُس روزے کی قضا اُس پر واجب ہو جائے گی۔

⑩ اگر کوئی رات کو روزہ رکھنے کی نیت کر لیتا ہے لیکن طلوعِ فجر سے پہلے

Marfat.com

پہلے روزے کی نیت توڑ دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اُس پر قضا واجب نہیں۔

(۱۱) روزہ طلوعِ فجر سے شروع ہوتا ہے اِس لیے طلوعِ فجر سے پہلے پہلے وہ تمام کام کرنے جائز ہیں جنہیں روزے کی حالت میں کرنا منع ہے۔

مسائل چاند دیکھنے کے متعلق

(۱) شعبان کی ۲۹ تاریخ کو اگر رمضان کا چاند نظر آجائے تو صبح کو رمضان کا روزہ رکھا جائے۔ اگر اِس تاریخ کو چاند نہ نکلے یا آسمان پر بادل چھائے ہوتے ہوں اور چاند نظر نہ آیا ہو تو جب تک یہ شبہ رہے کہ رمضان شروع ہوا ہے یا نہیں تو صبح کو روزہ نہ رکھا جائے۔ بلکہ شعبان کے تیس دن پُورے کر کے رمضان کے روزے شروع کیے جائیں۔

(۲) مطلع اَبر آلُود ہونے کی وجہ سے ۲۹ رشعبان کو رمضان کا چاند اگر نظر نہ آسکا تو صبح کو نفلی روزہ مت رکھو۔ لیکن اگر کسی نے ہر ہفتہ میں کسی دن کو مخصوص کر کے اُس دن روزہ رکھنے کا معمول بنا رکھا ہو اور اِتفاق سے صبح وہی دن آتا ہو تو وہ نفل روزہ رکھ لے۔ اور اگر رمضان ہونے کی خبر کہیں سے آگئی تو اُس کا نفل روزہ رمضان کا ادا روزہ شمار ہو گا۔ نفل نہ رہے گا۔

(۳) مطلع اَبر آلُود ہونے کی وجہ سے ۲۹ رشعبان کو رمضان کا چاند نظر نہ آسکے تو صبح کو زوال کے وقت تک کچھ نہ کھایا پیا جائے تاکہ اگر کہیں سے چاند نظر آجانے کی خبر آجائے تو نیت کر کے روزہ رکھ لیا جائے اور خبر نہ آنے کی صُورت میں زوال کے بعد کھانا پینا شروع کر دیا جائے۔

(۴) ۲۹ رشعبان کو چاند نظر نہ آئے تو صبح کو قضا کا یا نذر کا یا کفارہ کا روزہ بھی نہ رکھا جائے کہ یہ مکرُوہ ہے۔ اور اگر کسی نے قضا یا نذر یا کفارہ کا روزہ رکھ لیا اور کہیں سے چاند دیکھ لینے کی خبر آگئی تو اُس کا یہ رکھا ہوا روزہ رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور اُسے قضا یا نذر وغیرہ کا روزہ پھر سے رکھنا ہو گا۔ ہاں اگر کوئی خبر نہیں آئی تو اُس کا وہی روزہ ہو گا جس کی اُس نے نیت کی تھی۔

(۵) مطلع گرد آلود ہے یا ابر آلود ہے اور اُس کی وجہ سے چاند دکھائی نہیں دیا لیکن کوئی دیندار و پرہیز گار مرد یا عورت اگر چاند دیکھ لینے کی گواہی دے دے تو رمضان کا چاند دیکھنے کی یہ گواہی مکمل ثبوت ہے اور رمضان کا روزہ اُس گواہی پر رکھا جائے۔

(۶) اگر عید کا چاند ابر آلود یا گرد آلود موسم کی وجہ سے نظر نہ آیا تو ایک شخص کی گواہی معتبر نہیں چاہے وہ کتنا ہی پرہیز گار و دیندار کیوں نہ ہو۔ البتہ اگر دو پرہیز گار و دیندار مرد عید کے چاند کو دیکھ لینے کی گواہی دے دیں تو اعتبار کر لیا جائے۔ اِسی طرح عید کے چاند کے لیے ایک پارسا مرد اور دو پارسا عورتوں کی گواہی معتبر مانی جائے۔ اکیلی عورتوں کی گواہی معتبر نہیں چاہے وہ تعداد میں چار ہی کیوں نہ ہوں اور وہ کتنی ہی پاکباز کیوں نہ ہوں۔

(۷) جو آدمی نہ نماز پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے، نہ جھوٹ بولنے اور گناہ کرنے سے پرہیز کرتا ہے اور نہ ہی کسی اور معاملے میں شریعت کی پابندی کرتا ہے، اُس کی گواہی کا اعتبار نہ کیا جائے چاہے وہ جتنی قسمیں بھی کھا ڈالے۔ ایسے تین چار آدمی اگر مل کر بھی گواہی دیں تو اُن کا اعتبار نہ کیا جائے۔

(۸) عوام میں مشہور ہے کہ جس دن رجب کی چار تاریخ ہوتی ہے اُس دن رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔ شریعت میں ایسے ڈھکوسلے کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا رمضان کا چاند دکھائی نہ دے تو روزہ مت رکھیں۔

(۹) مطلع بالکل صاف و شفاف ہو تو فقط دو چار آدمیوں کی گواہی سے چاند کا دیکھ لیا جانا نہ مانا جائے۔ بلکہ جب تک لوگوں کی اکثریت چاند کا دیکھ لیا جانا بیان نہ کرے رمضان یا عید کا چاند تسلیم نہ کیا جائے۔

(۱۰) کہنے کو ہر کوئی کہہ رہا ہو کہ چاند دیکھا جا چکا ہے لیکن یہ گواہی کوئی نہیں دیتا کہ مَیں نے خود چاند دیکھا ہے تو چاند کا دیکھ لیا جانا تسلیم نہ کیا جائے۔

(۱۱) اگر کوئی رمضان کا چاند اکیلا دیکھتا ہے اور کوئی دوسرا دیکھنے والا موجود نہیں اور وہ آدمی شریعت کی رُو سے معتبر بھی نہیں تو اُس کی گواہی سے شہر والے روزہ نہ رکھیں لیکن وہ خود روزہ رکھے۔ اِس صورت میں اگر اُس نے تیس روزے پورے کر لیے لیکن عید کا چاند

Marfat.com

دکھائی نہیں دیا تو وہ اکتیسواں روزہ بھی رکھے اور اگلے دن دوسرے لوگوں کے ساتھ عید کرے۔

(۱۲) عید کا چاند اکیلا دیکھنے والا شخص چونکہ شریعت میں معتبر نہیں اِس لیے عید کا چاند دیکھ لینے کے باوجود عید نہ منائے اور اپنے چاند دیکھنے کا اعتبار نہ کرے بلکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ روزہ رکھے۔

روزہ کب ٹوٹتا ہے اور کب نہیں ٹوٹتا

(۱) بھول چوک کر کھاپی لینے یا مُباشرت کر لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کھانا پینا ایک مرتبہ ہو یا کئی مرتبہ، تھوڑا ہو یا زیادہ اگر بھول چوک کر ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۲) کوئی بھول چوک کر کھاپی رہا ہو تو دیکھنے والے کو چاہیئے کہ روزہ دار اگر ناتواں کمزور ہے اور وہ روزہ سے تکلیف اٹھاتا ہے تو اُسے روزہ یاد نہ دلائے بلکہ اُسے کھانے پینے دے اور اگر روزہ دار تندرست و توانا ہے اور روزے کی تکلیف برداشت کرنے کی اُس میں ہمت ہے تو اُسے روزہ یاد دلانا واجب ہے۔

(۳) سوتے ہوئے خواب میں مباشرت کرنے یا احتلام ہونے کی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۴) تیل لگانے، سُرمہ لگانے اور خوشبو سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور نہ روزہ مکروہ ہوتا ہے۔

(۵) مرد عورت کا روزے کی حالت میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانا، پیار کرنا، اکٹھے لیٹنا درُست ہے لیکن اگر اِس سے جذبات مشتعل ہو کر مباشرت کرنے پر اکسائیں تو مکرُوہ ہے۔

(۶) خوشبو کی دُھونی کو ارادۃً سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے البتہ ایسی خوشبو کہ جس میں دھواں نہ ہو اُسے سونگھنا منع نہیں ہے۔

(۷) دانتوں میں کھائی ہوئی خوراک کا کوئی ذرہ پھنسا ہوا تھا اور روزہ دار اُسے خلال سے نکال کر مُنہ سے باہر نکالے بغیر کھا گیا تو اُس کے لیے حکم ہے کہ اگر وہ ذرہ چنے کے

Marfat.com

دانے سے چھوٹا تھا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر چنے کے دانے کے برابر یا اُس سے بڑا تھا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اور اگر خلال کر کے ایک دفعہ منہ سے باہر لے آیا اور پھر اُسے کھا لیا تو چاہے وہ ذرہ مقدار میں چھوٹا تھا یا بڑا، ہر دو صورتوں میں روزہ اُس سے ٹوٹ گیا۔

(۸) تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۹) رات کو غسل کرنا واجب ہو گیا لیکن غسل نہ کیا اور دن کو کسی وقت غسل کیا تو روزہ نہیں ٹوٹا، بلکہ اگر دن بھر بھی غسل نہ کیا تو روزہ نہیں ٹوٹا البتہ غسل نہ کرنے کا گناہ اس کے ذمہ ہے۔

(۱۰) ناک کے ریشے یا بلغم یا منہ کی رال نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۱) سوتے وقت منہ میں پان دبا ہوا رہ گیا اور طلوعِ فجر کے بعد آنکھ کھلی تو پان منہ میں تھا تو روزہ نہیں ہوا۔ قضا رکھنا لازم ہے۔

(۱۲) روزہ یاد ہونے کے باوجود کلی کرتے وقت پانی حلق سے نیچے چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اُس کی قضا واجب ہے۔

(۱۳) ارادے کے بغیر قے ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا چاہے قے زیادہ ہو یا تھوڑی۔ مگر ارادۃً قے کی تو اگر قے مُنہ بھر ہو تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر منہ بھر سے تھوڑی ہے تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

(۱۴) تھوڑی سی قے آئی اور بلا ارادہ خُود ہی حلق میں لَوٹ گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ لیکن اگر جان بُوجھ کر اپنے ارادہ سے حلق میں لَوٹا لی تو روزہ ٹوٹ گیا۔

(۱۵) اگر کوئی شخص پتھر یا کسی دھات کا ٹکڑا نِگل گیا حالانکہ وہ چیز نہ تو کھانے کی تھی اور نہ ہی بطور دوا استعمال میں آتی تھی تو اُس کا روزہ ٹوٹ گیا لیکن اُس پر کفارہ واجب نہیں۔ اور اگر اُس نے ایسی چیز نگل لی جو یا تو کھانے کے طور پر استعمال ہوتی ہو یا صرف دوا کے طور پر استعمال کی جا سکتی ہو تو اُس کا روزہ ٹوٹ گیا اور اُس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

(۱۶) اگر روزہ دار مرد و عورت نے مباشرت کی یا ابھی مرد کی سپاری عورت کے اندر گئی لیکن انزال نہیں ہوا کہ اس فعل کو ختم کر دیا تو دونوں حالتوں میں روزہ بھی ٹوٹ گیا

Marfat.com

اور قضا اور کفارہ دونوں واجب ہو گئے۔ اسی طرح اگر مرد نے عورت کے پاخانے کی جگہ سپاری کا سرا اندر کر دیا تو عورت و مرد دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا اور اُن پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہو گئے۔

(۱۷) روزہ توڑ ڈالنے پر کفارہ صرف اُس صورت میں واجب ہوتا ہے جب کہ روزہ رمضان شریف میں ہو۔ رمضان شریف کے روزے کے علاوہ اور کسی روزے کو توڑ دینے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا چاہے وہ روزہ رمضان شریف کے روزے کی قضا ہی کیوں نہ ہو اور وہ جس طرح بھی توڑا گیا ہو۔

(۱۸) ناس لینے، کان میں تیل ڈالنے یا جلاب میں عمل لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جس کے لیے صرف قضا واجب ہے۔ کفارہ نہیں ہے۔ کان میں پانی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۹) روزے کی حالت میں پیشاب کی جگہ کوئی دوا رکھنا یا تیل ڈالنا منع ہے اِس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا واجب ہو جاتی ہے۔

(۲۰) دائی نے کسی ضرورت کے تحت عورت کی پیشاب کی جگہ کے اندر انگلی ڈالی یا اُس نے خود اپنی انگلی ڈالی، پھر ساری انگلی یا تھوڑی سی انگلی باہر نکال کر پھر اندر کر دی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اگر پہلی دفعہ نکالنے کے بعد دوبارہ اندر نہیں کی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ لیکن اگر پہلی مرتبہ اندر کرتے وقت انگلی پانی سے یا کسی اور چیز سے بھیگی ہوئی تھی تو پہلی ہی دفعہ انگلی اندر کرنے سے روزہ ٹوٹ گیا۔

(۲۱) مُنہ سے نکلنے والے خُون کو تھوک کے ساتھ نگل جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن اگر خون کی مقدار تھوک سے کم ہے اور خُون کا ذائقہ حلق میں معلوم نہیں ہوتا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۲۲) زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا مکرُوہ ہے۔ کسی بدمزاج شوہر کی بیوی شوہر کے خوف کی وجہ سے سالن کا نمک پانی درُست رکھنے کے لیے سالن چکھ سکتی ہے۔ اُس کے لیے مکروہ بھی نہیں۔

Marfat.com

(۲۳) اگر کوئی روزہ دار کسی بچے کو کوئی چیز اپنے منہ میں چبا کر کھلاتا ہے تو مکروہ ہے لیکن کسی مجبوری اور لاچاری کی بنا پر ایسا کرنے میں کراہت نہیں۔

(۲۴) منجن سے دانت مانجھنا یا کوئلہ چبا کر دانت مانجھنا مکروہ ہے۔ اس دوران اگر کچھ حلق میں اتر جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ البتہ مسواک سے دانت صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں چاہے مسواک کسی بھی طرح کا ہو۔

(۲۵) بے ہوش پڑی ہوئی عورت یا غافل سوئی ہوئی عورت سے کسی مرد نے جماع کرلیا تو اُس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ اُس پر صرف قضا واجب ہے لیکن مرد پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

(۲۶) کوئی بھول کر کوئی چیز کھالے تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ اِس طرح میرا روزہ ٹوٹ چکا ہے اور اِس وجہ سے پھر وہ قصداً کھا پی لے تو اب اُس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اُس پر اُس کی قضا واجب ہوگی۔ کفارہ نہیں۔

(۲۷) اگر کوئی قے آنے پر یہ سمجھ بیٹھے کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے اور اِس وجہ سے وہ کھانا پینا شروع کردے تو روزہ ٹوٹ گیا اور اُس پر صرف قضا واجب ہے۔

(۲۸) سُرمہ لگالے، تیل ڈالنے یا فصد کھلوانے پر یہ سمجھ لینا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے اور اِس وجہ سے پھر وہ قصداً کھا پی لے تو اُس کا روزہ ٹوٹ گیا اور اُس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوگئے۔

(۲۹) ماہِ رمضان میں اگر اتفاقاً کسی کا روزہ ٹوٹ جائے تو وہ بقیہ سارے دن میں کچھ نہ کھائے پیئے۔ اُس پر سارا دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔

قضا روزے کے مسائل

(۱) کسی وجہ سے ماہِ رمضان کا ایک روزہ یا کئی روزے ٹوٹ گئے یا چھوٹ گئے ہوں تو رمضان کے بعد جتنی جلدی ممکن ہو اُن کی قضا رکھ لے۔ بلا وجہ قضا رکھنے میں دیر کرنا گناہ ہے۔

Marfat.com

(۲) روزے کی قضا رکھتے وقت یہ ضروری نہیں کہ روزے کے دن یا تاریخ کا نام لے کر نیت کی جائے بلکہ فقط اتنا ہی ارادہ کافی ہے کہ فلاں رمضان کے روزوں کی قضا رکھنی ہے۔

(۳) قضا روزے کی نیت رات ہی کو کر لینا ضروری ہے۔ اگر طلوعِ فجر کے بعد نیت کی تو قضا غلط ہو گئی اور وہ روزہ نفل ہو گیا۔ قضا کا روزہ دوبارہ رکھے۔

(۴) کفارے کے روزے کا یہی حکم ہے کہ اُس کی نیت رات ہی کو طلوعِ فجر سے پہلے پہلے ہی کر لی جائے ورنہ کفارے کا روزہ نہ ہو گا۔

(۵) قضا شُدہ روزے یکے بعد دیگرے اکٹھے بھی رکھے جا سکتے ہیں اور تھوڑے تھوڑے کر کے مختلف دنوں میں بھی رکھے جا سکتے ہیں۔

(۶) ایک رمضان کے قضا روزے ابھی نہیں رکھے تھے کہ اگلا رمضان آگیا تو اب نئے رمضان کے ادا روزے رکھے جائیں اور عید کے بعد پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا ادا کرے۔

(۷) رمضان کے مہینے میں اگر کوئی روزہ دار بے ہوش ہو جائے اور ایک دن سے زیادہ بے ہوشی رہے تو بے ہوشی کے پہلے دن کو چھوڑ کر دوسرے دنوں کی قضا اُس کے ذمہ ہو گی۔ بے ہوشی کے پہلے دن کی واجب نہیں کیونکہ اُس دن کا روزہ اُس کی نیت کی بدولت درست ہو گیا وہ بھی اِس صورت میں کہ اگر اُس کے حلق سے کوئی دوا یا خوراک وغیرہ نہ اُتاری گئی ہو۔ بصُورتِ دیگر اُس دن کی قضا بھی واجب ہو جائے گی۔

(۸) رات کو بے ہوش ہو جانے والے روزہ دار کا بھی وہی حکم ہے کہ جس رات بے ہوشی واقع ہوئی اُس دن کی قضا واجب نہیں۔ لیکن بے ہوشی میں گزرنے والے باقی تمام دنوں کی قضا واجب ہو گی۔ البتہ اگر اُس رات اُس کی نیت صبح کا روزہ رکھنے کی نہیں تھی یا صبح کو کوئی دوا یا کوئی اور چیز اُس کے حلق سے نیچے اُتاری گئی تو اُس دن کا روزہ بھی اُسے قضا رکھنا پڑے گا۔

(۹) سارے رمضان شریف میں بے ہوش رہنے والے پر بھی قضا رکھنا لازم ہے البتہ اگر کوئی بالکل ہی حواس کھو بیٹھے اور مجنون و دیوانہ ہو جائے تو اُس رمضان کے کسی

Marfat.com

بھی روزے کی قضا اُس کے ذمّہ نہیں ہے۔ لیکن اگر رمضان میں کسی دن اُس کا جنون ختم ہوجائے اور اُس کے ہوش ٹھکانے آجائیں تو اَب روزے رکھنا شروع کردے اور جتنے دن جنون میں گزرے اُن کی قضا بھی رکھے۔

نذر کا روزہ

(۱) جب کوئی شخص اِس قسم کی نذر مانتا ہے کہ "یا اللہ! اگر میرا فلاں کام ہوجائے تو مَیں فلاں دن کا روزہ رکھوں گا" تو اِس صُورت میں اگر اُس کا وہ کام ہوجائے تو اُس پر نذر مانے ہوئے روزہ کا رکھنا واجب ہوجائے گا اور روزہ نہ رکھنے پر گنہگار ہوگا۔ ایسا روزہ رکھتے وقت رات سے نیت کرنا بھی دُرست ہے اور اگر رات کو نیت نہیں کی تو پھر صبح زوال سے ایک گھنٹہ پہلے بھی نیت کرلے تو دُرست ہے اور نذر ادا ہوجائے گی۔

(۲) اگر کسی نے اِس طرح منت مانی کہ "یا اللہ! اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو مَیں ایک یا دو یا پانچ روزے رکھوں گا" یا کام کی شرط لگائے بغیر ایسا کہہ دیا کہ مَیں اتنے روزے رکھوں گا تو ایسی نذر کے روزے رکھتے وقت رات کو نیت کرنا شرط ہے۔ اگر رات کو نیت نہ کی اور صبح ہوجانے کے بعد نیت کی تو یہ روزہ نفل شمار ہوگا۔ نذر کا روزہ نہ ہوگا۔

(۳) کسی مخصوص دن کا روزہ رکھنے کی نذر مانی اور جب وہ دن آیا تو فقط اِتنی نیت کرلی کہ آج میرا روزہ ہے۔ یہ نہیں کہا کہ آج میرا فلاں نذر کا روزہ ہے۔ یا یہ کہ اُس دن نفل روزے کی نیت کرلی تو تب بھی اُس کا وہ روزہ نذر کا روزہ ہوگا۔ لیکن اگر اُس مخصوص دن کو اُس نے قضا روزہ رکھ لیا اور نذر کا روزہ رکھنا بھول گیا یا نذر کا روزہ اُسے یاد تو تھا مگر جان بُوجھ کر اُس نے قضا کا روزہ رکھ لیا تو اُس کا وہ قضا روزہ ہی ہوگا، نذر کا روزہ نہ ہوگا۔ اُسے نذر کا روزہ پھر سے رکھنا پڑے گا۔

Marfat.com

نفل روزہ

(۱) نفل روزے کی نیت کرتے وقت اگر یُوں کہہ دیا جائے کہ میں نفل روزہ رکھتا ہوں یا فقط اتنا کہہ دے کہ مَیں روزہ رکھتا ہوں تو دونوں صُورتوں میں نیت درُست ہے۔

(۲) نفل روزے کی نیت دن کے دَوران وقتِ زوال سے ایک گھنٹہ پہلے تک کی جا سکتی ہے بشرطیکہ ابھی تک کچھ کھایا پیا بھی نہ ہو۔

(۳) نفل روزہ رمضان شریف میں نہیں رکھا جا سکتا۔ رمضان کے سوا جب جی چاہے نفل روزے رکھے جا سکتے ہیں۔ البتہ سال بھر میں پانچ دنوں میں روزے رکھنا حرام ہے۔ وہ پانچ دن یہ ہیں :۔

عید الفطر کا دن اور عید قربانی کی دسویں تاریخ سے لے کر تیرہویں تاریخ تک۔
ان دنوں میں کسی بھی قسم کا روزہ حرام ہے۔ چاہے نذر کا روزہ ہو یا قضا و کفارے کا روزہ ہو۔

(۴) نفل کا روزہ نیت کر لینے کے بعد واجب ہو جاتا ہے بشرطیکہ دن میں دوپہر سے پہلے پہلے نیت کی ہو۔ اگر رات کو نیت کی گئی ہو واجب نہیں ہوتا۔ طلوعِ فجر سے پہلے پہلے نیت توڑی جا سکتی ہے۔ نفل روزہ توڑنے پر اُس کی قضا واجب ہو جاتی ہے۔

(۵) عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھے۔ اگر اُس نے بغیر اجازت نفل روزہ رکھ لیا اور شوہر تڑوانا چاہے تو توڑ دے اور پھر اُس کی اجازت ہی سے اُس کی قضا رکھے۔

(۶) محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا مُستحب ہے۔ حضُور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کا فرمان ہے کہ :۔

"جو کوئی یہ روزہ رکھے گا اُس کے گذشتہ سال کے گُناہ معاف ہو جائیں گے"

لیکن یاد رہے کہ صرف دسویں محرم کو روزہ رکھنا مکرُوہ ہے اِس کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا بھی روزہ رکھے کہ یہ مستحب ہے۔

Marfat.com

⑦ عید الاضحیٰ کے شروع چاند سے نویں تک برابر روزے رکھنا بے حد ثواب کا کام ہے خاص کر نویں تاریخ کے روزے کی بڑی فضیلت ہے کہ نویں کا روزہ رکھنے سے ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

⑧ ہر ماہ کی تیرہویں چودہویں اور پندرہویں تاریخ کو روزے رکھنا گویا سال بھر برابر روزے رکھنا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ روزے رکھا کرتے تھے۔ اِس کے علاوہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر دو شنبہ (اتوار) اور جمعرات کو روزے رکھتے تھے۔

مسائلِ سحری

① روزہ رکھنے کی خاطر رات کو طلوعِ فجر سے پہلے پہلے جو کچھ کھایا جاتا ہے اسے "سحری" کہا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی سحری کھایا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اِس کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

② حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمان ہے کہ:۔

"سحری کھایا کرو کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔" (ترمذی)

③ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد مُبارک ہے کہ:۔

"جماعت، ثرید اور سحری اِن تینوں میں برکت ہے۔" (طبرانی)

④ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ:۔

"ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔"

(ابُو داؤد، ترمذی)

⑤ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضُور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:۔

Marfat.com

"سحری کھا کر دن کے روزے پر استعانت کرو اور قیلولہ کر کے رات کے قیام پر استعانت کرو۔" (بیہقی)

(۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

"سحری تمام کی تمام برکت ہے، اِسے نہ چھوڑنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لیا کرو، کیونکہ سحری کھانے والوں پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔"

(۷) حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"تین شخصوں کے کھانے پر انشاء اللہ حساب نہیں ہوگا۔ ۱۔ رزقِ حلال سے روزہ رکھنے والا۔ ۲۔ سحری کھانے والا اور۔ ۳۔ سرحد پر گھوڑا تیار رکھنے والا۔" (طبرانی کبیر)

مندرجہ بالا احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے کہ سحری کھانا سُنّت ہے۔ اگر بھوک نہ ہونے کی وجہ سے کچھ کھانے کو جی نہ کرتا ہو تو کم از کم ایک دو چھوہارے ہی کھا لیے جائیں یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھا لی جائے۔ اور کچھ نہ سہی تو کم از کم سحری کی نیت سے ایک دو گھونٹ پانی ہی پی لیا جائے۔ اِس طرح سنّت پر بھی عمل ہو جائے گا اور اہلِ کتاب کی مخالفت بھی۔

(۸) سحری دیر سے کھانا مستحب ہے لیکن اِس میں وقت کے اختتام کا خطرہ نہ ہو۔ اِس لیے بہتر ہے کہ سحری کا وقت ختم ہونے سے دس پندرہ منٹ پہلے ختم کر لی جائے۔

(۹) اگر سحری کے وقت آنکھ نہ کھل سکی اور طلوعِ فجر کے بعد جاگ آئی تو کچھ کھائے پیے بغیر ہی روزہ رکھ لیا جائے۔

(۱۰) اگر غسل کرنا واجب ہے اور وقت اِتنا ہے کہ اُس میں یا تو غسل کیا جا سکتا ہے یا سحری کھائی جا سکتی ہے تو نماز کی طرح وضو کر کے سحری کھا لی جائے اور اِس کے بعد غسل کر لیا جائے۔

Marfat.com

(۱۱) نیند سے دیر میں بیدار ہونے پر گمان ہوا کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے اور اِس خیال سے سحری کھالی اور بعد میں معلوم ہوا کہ صبح ہو جانے کے بعد سحری کھائی ہے تو روزہ نہیں ہوا لیکن بہتر ہے کہ سارا دن روزے داروں کی طرح رہے۔ اِس روزے کی صرف قضا واجب ہے۔

(۱۲) سُورج کے ڈوب جانے کے گمان سے روزہ کھول لیا لیکن درحقیقت سُورج نہیں ڈوبا تھا تو اِس روزہ کی صرف قضا واجب ہے۔ یہ احتیاط کرے کہ بقیہ وقت میں روزہ داروں کی طرح رہے۔

(۱۳) دیر ہوگئی اور صبح ہو جانے کا اندیشہ پڑ گیا تو شُبہ میں کھانا پینا مکرُوہ ہے اگر ایسے وقت میں کھا پی لیا اور پھر معلوم ہو گیا کہ صبح ہونے کے بعد کھایا پیا گیا ہے تو اُس روزہ کی قضا رکھی جائے۔ اور کچھ معلوم نہ ہو سکا، صرف شُبہ ہی شُبہ رہا تو قضا واجب نہیں۔ وہی روزہ ہو گیا۔ ہاں اگر احتیاطاً قضا رکھ لی جائے تو اور بات ہے۔

(۱۴) سُورج غروب ہو جانے پر فوراً روزہ افطار کرنا مستحب ہے۔ دیر سے افطار کرنا مکرُوہ ہے۔

(۱۵) مطلع اَبر آلُود ہونے کی صُورت میں روزہ قدرے دیر سے کھولا جائے۔ گھڑی وغیرہ پر بھی اعتماد نہ کیا جائے۔ جب تک سُورج غرُوب ہونے کی دل نہ گواہی دے روزہ کھولنا درست نہیں۔ جب سُورج غروب ہونے میں شُبہ رہے، روزہ افطار کرنا جائز نہیں۔

Marfat.com

افطاری کے مسائل

(۱) سارا دن روزہ سے رہنے کے بعد غروبِ آفتاب پر دن بھر کے ترک شدہ امُور کو دوبارہ کرنے یعنی کھانا پینا وغیرہ اختیار کرنے کا نام افطاری ہے۔

(۲) حضرت عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:۔

"جب رات اِس طرف سے آنی شروع ہو جائے، دن اُس طرف سے پلٹنا شروع کر دے اور سُورج غروب ہو جائے تو روزہ کھولنے کا وقت ہو گیا"

(۳) حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"اپنے بندوں میں سے مجھے سب سے زیادہ پسند وہ شخص ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے"

(۴) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمان ہے:۔

"دین اُس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود ونصاریٰ روزہ افطار کرنے میں دیر کیا کرتے تھے" (ابنِ ماجہ)

(۵) حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا فرمان ہے:۔

"جب تک لوگ افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے، وہ بھلائی پر رہیں گے" (بخاری شریف)

(۶) ویسے تو رزقِ حلال میں سے جو چیز بھی مُیسر آجائے اُس سے روزہ افطار کر لیا جائے مگر حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تازہ کھجُور سے روزہ افطار فرماتے۔ اگر تازہ کھجُور دستیاب نہ ہوتی تو چھُوہاروں سے افطار فرما لیتے۔ اور اگر وہ بھی نہ ہوتے تو پانی کے ایک

Marfat.com

دو گھونٹ پی کر روزہ افطار فرما لیتے تھے۔

(۷) یُوں بھی روایت ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نماز سے قبل تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو خُشک کھجوریں استعمال فرما لیتے تھے اور اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلّو پانی سے افطار فرما لیا کرتے تھے۔

(۸) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ :۔

"جب تُم میں سے کوئی شخص افطار کرے تو اُسے چاہیئے کہ کھجور سے افطار کرے کیونکہ اُس میں برکت ہے اور اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کیونکہ پانی پاک ہے۔"

(۹) حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام روزہ افطار فرماتے وقت یہ الفاظ ادا فرماتے تھے :۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔ (ابُو داؤد)

ترجمہ "اے اللہ! مَیں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔"

(۱۰) حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا :۔

"جس نے حلال و پاکیزہ کھانے یا پانی سے کسی کا روزہ افطار کرایا تو فرشتے ماہِ رمضان کے وقتوں میں اُس کے لیے بخشش کی دُعا مانگتے رہتے ہیں۔ اور جبریل علیہ السّلام لیلۃ القدر میں اسکی بخشش کی دُعا مانگتے ہیں۔" (طبرانی)

(۱۱) حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشاد مُبارک ہے :۔

"جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کراتا ہے یا کسی غازی کو سامانِ جہاد مہیا کرتا ہے تو اُسے بھی اِتنا اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔" (نسائی)

Marfat.com

(۱۲) افطار کا صحیح وقت ہو جانے پر روزہ جلدی افطار کر لینا چاہیئے۔ افطاری میں اتنی دیر نہ کی جائے کہ ستارے نظر آنے لگیں کیونکہ اس قدر دیر کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔

کفارہ کے مسائل

(۱) اگر کوئی روزہ دار ماہِ رمضان کا روزہ جان بوجھ کر توڑ دیتا ہے تو اُس پر کفارہ لازم آجاتا ہے۔ کفارہ ادا کرنے کے تین طریقے ہیں:۔

۱۔ غلام یا لونڈی آزاد کرنا۔ آج کل اس طرح کفارہ ادا نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آج کل غلام یا لونڈی رکھنے کا رواج نہیں ہے۔

۲۔ لگاتار ساٹھ روزے رکھنا۔

۳۔ اگر ساٹھ روزے نہ رکھے جا سکیں تو پھر ساٹھ مسکینوں کو صبح شام دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا۔

(۲) روزوں کی صورت میں کفارہ اِس طریقے سے ادا کیا جا سکتا ہے کہ لگاتار یکے بعد دیگرے ساٹھ روزے رکھے جائیں۔ اگر درمیان میں ایک روزہ کا بھی ناغہ ہو جاتے تو نئے سرے سے دوبارہ ساٹھ روزے رکھے جائیں۔ البتہ عورت کے حیض کے دنوں میں جتنے روزے چھوٹ جائیں اُن سے کوئی حرج نہیں ہوتا۔ حیض کے فوراً بعد پھر روزے شروع کر کے ساٹھ روزے پورے کر لیے جائیں تو کفارہ ادا ہو جاتے گا۔ یعنی حیض سے پہلے اور بعد والے روزے ملا کر کل ساٹھ روزے پورے ہو جائیں تو کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔

(۳) اگر کفارہ کے روزے رکھنے کے دوران نفاس کا زمانہ آجائے تو کفارے کا تسلسل ٹوٹ جائے گا اور پھر نئے سرے سے پورے ساٹھ روزے رکھنے واجب ہوں گے۔

(۴) اِسی طرح اگر کفارے کے روزوں کے درمیان ماہِ رمضان آجائے تو

Marfat.com

کفارے کے روزے چھوڑ کر رمضان کے روزے رکھے جائیں اور رمضان کے بعد نئے سرے سے پورے ساٹھ روزے لگاتار رکھ کر کفارہ پورا کیا جائے۔

(۵) ایک ہی رمضان میں اگر ایک سے زیادہ روزے فاسد ہو گئے ہوں تو سب کے لیے ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہو گا۔

(۶) اگر کسی پر ایک کفارہ واجب ہوا اور وہ ابھی ادا نہیں کر پایا تھا کہ دوسرا کفارہ واجب ہو گیا تو ایسی صورت میں دونوں کے لیے ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہو گا۔ چاہے یہ دونوں کفارے دو رمضان کے ہوں۔ بشرطیکہ روزہ فاسد ہونے کی وجہ جنسی فعل نہ ہو۔ کیونکہ مباشرت اور جماع کے باعث جتنے روزے فاسد ہوں اُن میں سے ہر ایک کا کفارہ الگ الگ ادا کرنا ہو گا۔

(۷) اگر ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلا کر کفارہ ادا کرنا ہو تو یہ خیال رکھا جائے کہ مساکین پوری عمر کے ہوں۔ اگر چھوٹی عمر کے بچوں کو کھلایا تو اُن کے بدلے پوری عمر کے مساکین کو کھلایا جائے۔

(۸) محتاجوں کو کھلایا جانے والا کھانا اپنے گھر کے عام معیار کا ہو اِس معیار سے کم کا کھانا نہ دیا جائے۔

(۹) یہ ضروری نہیں کہ مسکینوں کو کھانا کھلانے میں تسلسل رکھا جائے اِس میں یہ اختیار ہے کہ ایک ہی وقت میں ساٹھ مسکینوں کو کھلا دیا جائے یا متفرق طور پہ کھلا دیا جائے۔

(۱۰) اگر ایک وقت میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا اور دوسرے وقت میں اُن کے سوا دوسرے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہو گا بلکہ ضروری ہے کہ پہلے یا پچھلے مسکینوں کو پھر ایک وقت کا کھانا کھلایا جائے۔

(۱۱) اگر ایک ہی محتاج کو ساٹھ دن تک صبح شام کھانا کھلا دیا تو اِس طرح بھی کفارہ ادا ہو جائے گا لیکن بہتر ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو بیک وقت کھانا کھلایا جائے۔

(۱۲) اِس طرح بھی کفارہ ادا کیا جا سکتا ہے کہ ہر مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر سوا دو سیر

Marfat.com

گندم یا اُس کی قیمت دے دی جائے اور یُوں بھی ہو سکتا ہے کہ صبح کو کھانا کھلا دے اور شام کے لیے قیمت دے دے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تیس مساکین کو دو دن صبح شام کھانا کھلا دے۔ مطلب یہ ہے کہ ساٹھ کی تعداد جس طرح چاہے پُوری کر دے۔

روزہ توڑ دینے کے جواز

اتفاقی حالات کے تحت مندرجہ ذیل صُورتوں میں روزہ توڑ دینا جائز ہے :-

① اچانک کوئی شدید قسم کا دَورہ پڑ گیا یا ایسا عارضہ ہو گیا کہ جس میں جان چلے جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا یا کوئی حادثہ ہو گیا اور موت کا خطرہ پیدا ہو گیا تو ایسی تمام صُورتوں میں روزہ توڑ دیا جائے تو جائز ہے۔

② اچانک کسی ایسی بیماری کا حملہ ہو گیا جس میں جان جانے کا تو کوئی خطرہ نہ ہو لیکن یہ اندیشہ ہو کہ اگر روزہ توڑ کر اُس کا علاج نہ کیا گیا تو بیماری خطرناک صُورت اختیار کر لے گی تو اِس صُورت میں بھی روزے کا توڑ دینا جائز ہے۔

③ اگر کسی کو بھوک پیاس کی شدّت سے ہلاک ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو جائے تو روزہ توڑ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

④ کسی حادثہ کی وجہ سے حاملہ عورت یا اُس کے پیٹ کے بچے کی جان کا خطرہ پیدا ہو جائے تو روزہ توڑا جا سکتا ہے۔

⑤ کسی کو سانپ وغیرہ ڈس لے اور اُس کی جان چلے جانے کا خطرہ ہو تو روزہ توڑ دیا جائے۔

⑥ جسم میں کمزوری تھی لیکن رمضان کا روزہ چھوڑنا گوارا نہ کیا اور روزہ رکھ لیا لیکن دن میں جان پر بن آئی یا مرض شدت اختیار کر گیا تو روزہ توڑ دیا جائے۔

Marfat.com

روزہ نہ رکھنے کے جواز

مندرجہ ذیل حالات میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے لیکن اُن کی قضا ضروری ہوتی ہے :-

(۱) اگر روزہ رکھنے سے بیمار کو اپنی بیماری میں اضافے کا، یا صحت میں تاخیر ہو جانے کا یا صحت مند کو بیمار ہو جانے کا یا کسی خادمہ کو ناقابلِ برداشت کمزوری کا غالب گمان ہو تو اِن سب کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھیں۔ بعد میں کسی موافق صورتِ حال میں قضا رکھ لیں۔ یاد رہے کہ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں :-

۱۔ ظاہری نشان ۲۔ ذاتی تجربہ اور ۳۔ کسی دیندار مسلمان ماہر معالج کی رائے۔

اِن تین صورتوں کے علاوہ کسی کافر یا بدکار و ناقابلِ اعتماد معالج یا ڈاکٹر کے کہنے سے یا اپنے ناقص وہم و گمان سے روزہ نہ رکھنا گناہ کا کام ہے۔ اور اگر روزہ رکھ کر اِن غیر معتبر وجوہات کی بنا پر توڑ دیا تو کفارہ لازم آیا۔

(۲) حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزے سے شدید نقصان کا صحیح اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔

(۳) عورت کو حیض نفاس آجائے تو اُس کا روزہ خود بخود ٹوٹ گیا۔

(۴) کسی عورت کا پُورے دس دن رات کے بعد حیض ختم ہوا تو اگلے دن کا روزہ رکھے۔ اگر دس دن رات سے کم وقت میں حیض ختم ہُوا اور طلوعِ فجر ہونے میں اِتنا وقت باقی ہے کہ نہلانے کے بعد تھوڑا سا وقت بچ رہے گا تو چاہے اُس نے غسل کیا یا نہ کیا، وہ روزہ رکھے اور اگر وقت تنگ ہو اور غسل کے بعد طلوعِ فجر ہو چکے تو روزہ نہ رکھے۔

(۵) بھوک و پیاس کی شدت سے ہلاکت کا صحیح اندیشہ ہو یا نقصانِ عقل کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔

Marfat.com

روزے کا فدیہ

(۱) جن لوگوں کو کمزوری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو انہیں اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھیں لیکن فی روزے کے بدلے میں فدیہ ادا کریں۔ فدیہ یہ ہے کہ ہر روزے کے بدلے ایک محتاج یا مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلادیں یا صدقۂ فطر کے برابر غلہ یا اُس کی قیمت دے دیں۔

(۲) فدیہ دینے کے بعد اگر فدیہ دینے والے میں اتنی قوت و طاقت آگئی کہ اب روزے رکھ سکتا ہے تو وہ روزوں کی قضا رکھے۔ اُس کا دیا ہوا فدیہ نفل صدقہ ہوگیا۔

(۳) بعض کمزور حضرات ایسے بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ ماہِ رمضان کے لگاتار روزے تو نہیں رکھ سکتے مگر بیچ میں ایک دو دن ناغہ کر کے رکھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر اتنے روزے رکھنا فرض ہے جتنے وہ رکھ سکتے ہوں اور بقایا روزے اپنے موافق موسم میں رکھ لیں۔

(۴) جو معمر خواتین و حضرات گرمیوں میں تو روزے نہیں رکھ سکتے مگر سردیوں میں رکھ سکتے ہیں تو اُن پر سردیوں میں روزے رکھنا فرض ہے۔

(۵) اگر کوئی شخص مرتے وقت اپنے ذمہ قضا روزوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کر جائے تو دیکھا جائے گا کہ اگر اُس کے ترکہ میں سے ⅓ حصہ سے فدیہ ادا ہو سکتا ہے تو فدیہ ادا کرنا واجب ہے اور اگر فدیہ کی رقم ترکہ کے ایک تہائی مال کی قیمت سے زیادہ بنتی ہے تو فدیہ ادا کرنا صرف اُسی صورت میں جائز ہے کہ جب مرنے والے کے وارث برضا و رغبت اِس کی اجازت دے دیں۔ لیکن اِس صورت میں بھی نابالغ بچوں کی اجازت معتبر نہیں۔

(۶) اگر مرنے والے نے وصیت نہ کی ہو لیکن اُس کے وارث اپنی طرف سے اُس کے چھوڑے ہوئے روزوں اور نماز کا فدیہ ادا کر دیں تو اچھی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و بخشش سے کام لے کر قبول فرمالے تو کچھ بعید نہیں کہ وہ غفور رحیم ہے۔

Marfat.com

اعتکاف

ایک مقررہ مدت کے لیے دُنیا کے بکھیڑوں سے علیحدگی اختیار کر کے قربِ الٰہی کی تلاش میں اللہ تعالیٰ کی یاد دِل میں بسا کر کسی آباد مسجد میں بیٹھ رہنے کو شریعتِ مُطہرہ کی اصطلاح میں اعتکاف کہا جاتا ہے۔ یہ ایک خالص عبادت ہے جو یُوں تو ہر وقت ادا کی جا سکتی ہے لیکن عام طور پر یہ ماہِ رمضان کے آخری عشرے میں ادا کی جاتی ہے اور اِس مدت میں یہ سُنّتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ یعنی اگر کسی بستی یا محلّے میں اگر ایک آدمی بھی اعتکاف کرلے تو تمام اہلِ محلّہ کی طرف سے یہ سُنّت ادا ہو گئی اور اگر کوئی ایک شخص بھی اعتکاف میں نہ بیٹھا تو سارے محلّے یا بستی والے گنہگار ہوئے۔ اگر کسی محلّے کی مسجد میں کسی باہر کے آدمی نے بھی آکر اعتکاف کیا تو پھر بھی اہلِ محلّہ کی طرف سے یہ سُنّت ادا ہو گئی۔

ارکانِ اعتکاف

اعتکاف کے چار رُکن ہیں جن کے نہ ہونے سے اعتکاف نہیں ہوتا۔

① نیّت: نیّت کیے بغیر اعتکاف نہ ہوگا۔ بعض ائمہ کے نزدیک نیّت اعتکاف کا رکن نہیں بلکہ شرط ہے۔ لیکن اگر شرط بھی ہو تد ہے ضرُوری۔

② معتکِف کا موجُود ہونا کہ معتکِف کے بغیر اعتکاف کیسا؟

③ اعتکاف مسجد میں کرنا: مسجد کے بغیر کسی اور جگہ اعتکاف نہیں ہو سکتا۔

④ معتکِف کا مسجد کے اندر رہنا: دورانِ اعتکاف اگر مُعتکِف مسجد کے اندر نہ رہے تو اعتکاف ختم ہو گا۔

اعتکاف کی شرائط

اعتکاف کی شرائط یہ ہیں:-

Marfat.com

① معتکِف مسلمان ہو۔ غیر مُسلم اعتکاف نہیں کر سکتا۔

② اعتکاف کرنے والے کا عاقل ہونا۔ دیوانہ اور ہوش و حواس سے عاری بے عقل اعتکاف نہیں کر سکتا۔

③ واجب اور سُنّت اعتکاف میں روزے سے ہونا۔ روزہ رکھے بغیر نہ تو واجب اعتکاف ہو سکتا ہے اور نہ ہی سُنّت اعتکاف ہو سکتا ہے۔

④ عورت مسجد میں اعتکاف نہیں کر سکتی۔ وہ اپنے گھر میں اعتکاف کرے۔

⑤ عورت اگر اعتکاف کرے تو حیض و نفاس سے پاک ہونا اُس کے لیے شرط ہے۔

⑥ معتکِف کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں۔ سمجھ دار نابالغ بچہ بھی اعتکاف کر سکتا ہے۔

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف تین قسم کا ہوتا ہے۔ یعنی واجب، سُنّت اور نفل یا مستحب۔

① واجب اعتکاف

یہ وہ اعتکاف ہے جو منّت ماننے سے واجب ہوتا ہے یا سُنّت اعتکاف ٹُوٹ جانے سے واجب ہوتا ہے۔ کیونکہ ٹوٹ جانے والے سُنّت اعتکاف کی قضا واجب ہوتی ہے۔

② سُنّت اعتکاف

یہ وہ اعتکاف ہے جو ہر رمضان شریف میں ۲۱ ویں رات کے آغاز سے لے کر عید کا چاند نظر آنے تک کیا جاتا ہے۔ یہ اعتکاف اِس لیے سُنّت کہلاتا ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہر سال ماہِ رمضان کے آخری عشرے میں یہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

③ نفل اعتکاف

یہ اعتکاف ہر وقت کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

اعتکاف کی اِن تینوں قسموں کے مسائل علیحدہ علیحدہ بیان کیے جاتے ہیں :-

واجب اعتکاف

اگر کوئی شخص دل سے اِرادہ کرتے ہوتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی زبان سے عرض کرتا ہے کہ "یا اللہ! اگر میری فلاں حاجت پُوری ہو جائے تو میں فلاں دن کا یا اِتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا" تو اُس پر اعتکاف کرنا واجب ہوگیا۔ اِس طرح کی مَنّت میں اگر دنوں یا تاریخوں کی تخصیص کی گئی تو انہی مقرر شُدہ دنوں یا تاریخوں میں اعتکاف کرنا واجب ہوگا۔ اگر نہ کرے گا تو قضا لازم آئے گی۔ اور اگر مَنّت مانتے وقت دنوں یا تاریخوں کی تخصیص کیے بغیر فقط یہ کہا گیا کہ اِتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا تو اِس قسم کا اعتکاف جب چاہے کر سکتا ہے۔

اگر مَنّت مانتے وقت اِس طرح کہا کہ "انشاء اللہ فلاں دن کا اعتکاف کروں گا" تو اِس طرح منّت کا اعتکاف واجب نہیں ہوگا کیوں کہ اِس طرح مَنّت ماننا ہی دُرست نہیں۔

واجب اعتکاف کے مسائل

(۱) روزہ رکھے بغیر واجب اعتکاف قطعاً نہیں ہوتا۔

(۲) منّت مانتے وقت اگر نیّت صرف دن کے اعتکاف کی تھی تو طلوعِ فجر سے پہلے پہلے مسجد میں جا کر معتکف ہو جائے اور غروبِ آفتاب پر اعتکاف ختم کر دے اور اگر دل میں نیّت چوبیس گھنٹے کے اعتکاف کی تھی یا ایسی تخصیص کے بغیر فقط ایک دن کی نیّت تھی تو دونوں صورتوں میں غروبِ آفتاب سے پہلے مسجد میں جا کر اعتکاف میں بیٹھ جائے۔ اور دوسرے غروبِ آفتاب پر اعتکاف ختم کر دے۔

(۳) فقط رات کے اعتکاف کی منّت ہوتی ہی نہیں کیوں کہ منّت کے اعتکاف میں روزہ رکھنا شرط ہے اور رات کا روزہ ہوتا ہی نہیں۔

Marfat.com

④ دو یا دو سے زیادہ دنوں کی منّت میں راتیں خود بخود شامل ہوں گی۔

⑤ اگر منّت دو یا دو سے زیادہ دنوں کی تھی مگر نیت صرف دن میں اعتکاف کرنے کی تھی، تو صرف دن کا اعتکاف کرے۔

⑥ دو یا دو سے زیادہ دنوں کے اعتکاف کی نذر کی صورت میں ہر روز یکے بعد دیگرے بلا ناغہ اعتکاف کرنا واجب ہے۔ درمیان میں اگر ناغہ ہو گیا تو نئے سرے سے دوبارہ اعتکاف کرنا ہوگا۔ ہاں اگر نیّت ہی لگاتار دِنوں کی نہ ہو بلکہ متفرق دنوں میں اعتکاف کرنے کی ہو تو پھر وقفے کے ساتھ اعتکاف کیا جا سکتا ہے۔

⑦ واجب اعتکاف اگر پُورا نہ کیا جا سکے تو اُس کا فدیہ دے دیا جائے جو واجب اعتکاف کے ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلانا یا اُس کی قیمت ادا کرنا ہے۔ اگر نذر ماننے والا واجب اعتکاف کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو ورثاء اُس کا فدیہ ادا کریں۔

سُنّت اعتکاف

یہ اعتکاف رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سنّت کے طور پر ماہِ رمضان کے آخری عشرے میں کیا جاتا ہے کیونکہ روزوں کی فرضیت کے وقت سے لے کر آخری دَم تک حضورؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے یہ اعتکاف پُورے اہتمام سے فرمایا ہے۔ یُوں تو یہ اعتکاف رمضان کے کسی بھی عشرے میں کیا جا سکتا ہے لیکن سُنّتِ صحیح یہ ہے کہ آخری عشرے میں کیا جائے۔ بیسویں روزے کے دن غروبِ آفتاب سے پہلے مسجد میں جا کر اعتکاف کی نیت کر لی جائے۔ اُس دن کا روزہ مسجد ہی میں افطار کیا جائے۔ اور پھر عید کا چاند دکھائی دے جانے پر اعتکاف ختم کیا جائے۔

مسائل

① یہ اعتکاف اُس مسجد میں کیا جائے جس میں پنجگانہ نماز اور نمازِ تراویح باجماعت

Marfat.com

ہوتی ہو اور بہتر وہ مسجد ہے جس میں جمعہ کی نماز بھی ادا کی جاتی ہو۔

(۲) اعتکاف کے دوران معتکِف مسجد کی حدود میں رہے۔ بغیر شرعی ضروریات کے مسجد کی حدُود سے باہر ہوجانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ اِس لیے اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے حدُودِ مسجد معلوم کرلینی چاہئیں۔ مسجد کا کمرہ، اُس کا برآمدہ اور اُس کا صحن سب مسجد میں شامل ہوتا ہے۔ مسجد کے ساتھ کچھ حصّہ ایسا بھی ہوتا ہے جو مسجد کی ضروریات کے لیے مختص ہوتا ہوتا ہے لیکن شرعی طور پر مسجد میں شمار نہیں ہوتا، جیسے وضو کرنے کی جگہ، غسل خانہ، استنجا کرنے کی جگہ، مسجد کی سیڑھیاں، اِمام کا حجرہ، مسجد کی محراب، مسجد کا مینارہ وغیرہ۔ اِن جگہوں پر مسجد کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اِس لیے شرعی عذر کے بغیر اِن جگہوں پر جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

(۳) وُضو کرنے کی جگہ مسجد کی حدُود میں شامل نہیں ہوتی چاہے وہ مسجد سے بالکل ملحق ٹونٹیوں کی صوُرت میں ہو یا مسجد کے صحن میں دہ دردہ تالاب یا حوض کی صوُرت میں ہو۔ اور بعض مساجد میں وُضو کرنے کی وہ جگہ کہ جہاں وُضو کرتے وقت بیٹھا جاتا ہے، حدُودِ مسجد میں شامل ہوتی ہے، اِس لیے اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے یہ سب معلوُمات حاصل کرلینی چاہئیں۔

(۴) بعض مساجد میں بچّوں کی پڑھائی کے لیے علیحدہ جگہ بنی ہوتی ہے یا مسجد کی صفیں، دریاں اور دیگر سامان رکھنے کی جگہ بنی ہوتی ہے تو اگر بنانے والوں نے اِسے مسجد کی حدُود میں شامل کیا ہوا ہو تو وہاں جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(۵) معتکِف رفعِ حاجت کے لیے، وضو و غسل کے لیے، بوقتِ مجبُوری کھانا لانے کے لیے، یا اپنی مسجد میں نمازِ جمعہ نہ ہونے کی وجہ سے کسی دوسری مسجد میں نمازِ جمعہ کے لیے حدودِ مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ لیکن عذر ختم ہونے پر فورًا مسجد میں واپس آجائے۔

(۶) اگر مسجد کے ساتھ لیٹرین وغیرہ نہ ہو تو کہیں باہر یا اپنے گھر کی لیٹرین تک رفعِ حاجت کے لیے جاسکتا ہے۔ یا اگر مسجد کے ساتھ لیٹرین تو ہو لیکن اتنی غلیظ ہو کہ ادھر

Marfat.com

رُخ بھی نہ کیا جا سکتا ہو یا جس میں کپڑوں کے ناپاک ہونے کا قوی امکان ہو گھر کی لیٹرین میں جا سکتا ہے اور اگر اُس کے گھر بھی ایک سے زیادہ ہوں تو قریب ترین گھر تک جائے۔ اور راستہ میں نہ اپنی مرضی سے ٹھہرے اور نہ کسی کے ٹھہرانے سے ٹھہرے اور نہ کسی سے حال احوال پُوچھے۔ البتہ راستے میں کسی کو سلام کر سکتا ہے اور سلام کا جواب بھی دے سکتا ہے۔ اِس کے علاوہ راستہ میں اگر کوئی اُسے روکنا چاہے تو کہہ دے کہ میں اعتکاف میں ہوں اور پھر چل دے۔

(۷) گھر میں رفعِ حاجت سے فارغ ہونے کے بعد وضو کر سکتا ہے۔

(۸) اعتکاف میں شوقیہ غسل کی اجازت نہیں کہ جب جی چاہا نہا لیا اِس طرح کا نہانا اعتکاف میں جائز نہیں۔ البتہ اگر احتلام ہو جائے یا گرمی کی شدت کے باعث وجود میں تلخی اور بے چینی و گھبراہٹ پیدا ہو جائے یا جسم سے مَیل کچیل کی بدبُو آنے لگے تو اِس صورت میں غسل کرنا جائز ہے اور اِس کے لیے مسجد کی حدود سے باہر بھی جا سکتا ہے، مگر مسجد سے ملحقہ غسلخانے میں غسل کرنا چاہیے اور اگر مسجد سے ملحقہ غسل خانہ نہ ہو تو نزدیک ترین حمام یا اپنے گھر تک غُسل کے لیے جا سکتا ہے۔

(۹) سردیوں کے اعتکاف میں اگر احتلام ہو جائے اور ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے سے شدید تکلیف ہونے کا خطرہ ہو تو معتکِف کو چاہیے کہ مسجد کی دیوار یا صحن سے تیمّم کر کے مسجد میں رہے اور اپنے گھر سے گرم پانی منگوا کر مسجد کے غسل خانے میں غسل کرے یا گھر پر جا کر غسل کرے۔ لیکن گھر پر غسل کرنے میں یہ احتیاط برتے کہ جب غُسل کے لیے گھر پہنچے تو غسل خانے میں پہلے سے گرم پانی موجود ہو۔ اور اگر مسجد کے قریب کوئی گرم حمام ہو تو وہاں جا کر غسل کرے۔ اِن تمام صُورتوں میں غُسل کرنے کے بعد فوراً مسجد میں واپس آجائے۔

(۱۰) اعتکاف میں جمعہ کے غُسل کے لیے مسجد سے باہر جانا درست نہیں۔ کیوں کہ حضُور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر سال اعتکاف فرمایا لیکن اِس دوران آپ نے جمعہ کا غُسل کبھی بھی نہ فرمایا اور نہ جمعہ کے غسل کے لیے کبھی مسجد سے باہر تشریف لے گئے۔ البتہ مسجد میں رہ کر کسی کونے میں بیٹھ کر پانی کے ٹب میں غسل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ غسل کے پانی کے چھینٹے

Marfat.com

مسجد کی حدود میں نہ گریں۔

(۱۱) صوفیائے کرام کے نزدیک اعتکاف میں غسلِ جنابت کے علاوہ اور کوئی غسل جائز ہی نہیں کیونکہ اعتکاف میں بندہ ہر وقت اللہ کی بارگاہ میں حضوری کی حالت میں ہوتا ہے اور حضوری میں ننگا ہونا آداب کے خلاف ہے۔

(۱۲) جن مسجدوں میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہو کہ جہاں معتکف خود تو مسجد کے اندر رہے مگر وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لیے مسجد سے باہر جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ اگر وضو کی جگہ حدودِ مسجد سے دور ہو تو کسی غیر معتکف سے لوٹے میں پانی منگوا کر مسجد کے کنارے بیٹھ کر اس طرح وضو کرے کہ خود تو مسجد میں رہے لیکن وضو کا پانی باہر گرے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو سکے تو بامرِ مجبوری باہر بھی جا سکتا ہے۔

(۱۳) جس مسجد میں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو اس مسجد کا معتکف نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لیے کسی قریبی جامع مسجد میں جا سکتا ہے لیکن احتیاط کرے کہ خطبہ سے صرف اتنا پہلے جائے کہ وہاں پہنچ کر چھ یا چار رکعات پڑھ سکے۔ اور نمازِ جمعہ کے فرض پڑھنے کے بعد معتکف وہاں سنتیں پڑھ سکتا ہے مگر چاہیئے کہ وہاں ضرورت سے زیادہ نہ ٹھہرے اور اگر کوئی معتکف ٹھہر بھی جائے تو اعتکاف نہ ٹوٹے گا۔ کیونکہ آخر وہ مسجد ہی میں ٹھہرا ہے۔

(۱۴) اگر کوئی معتکف نمازِ جمعہ پڑھنے کے لیے اپنی مسجد سے کسی دوسری جامع مسجد میں چلا جائے اور وہاں جا کر باقی ماندہ اعتکاف اسی مسجد میں پورا کرنے کے لیے ٹھہر جاتے تو اس کا اعتکاف تو پورا ہو جائے گا مگر یہ فعل مکروہ ہے۔

(۱۵) چاہیئے کہ جس مسجد میں اعتکاف شروع کیا ہے اسی میں پورا کرے اور اگر کسی شدید مجبوری کی وجہ سے وہاں اعتکاف پورا کرنا ممکن نہ رہے تو چاہیئے کہ کسی دوسری مسجد میں منتقل ہو کر اعتکاف پورا کر لیا جائے۔ بشرطیکہ راستے میں کہیں نہ ٹھہرے۔ ایسی مجبوری کی کئی قسمیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ مسجد منہدم ہو جائے یا معتکف کو زبردستی وہاں سے نکال دیا جائے یا اسے جان و مال کے جانے کا شدید خطرہ پیدا ہو جائے وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

مُفسداتِ اعتکاف

مندرجہ ذیل اُمور سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے :۔

① اعتکاف کے دَوران مباشرت کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے :۔

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ

(پ۲ البقرہ ۱۸۷)

ترجمہ :" اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں ہُوا کرو تو اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو "

② معتکف اگر دورانِ اعتکاف مُرتد ہو جائے تو اُس کا اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ اُس کے دوبارہ اِسلام لانے پر اعتکاف کی قضا اس کے ذمّہ ہو گی۔

③ دورانِ اعتکاف نشہ آور چیز استعمال کرنے پر اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

④ کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے چاہے روزہ نہ بھی ٹوٹے کچھ علماء کے نزدیک جھوٹ و غیبت جیسے کبائر سے اعتکاف تو فاسد نہیں ہوتا تاہم تقویٰ کے خلاف ہے۔

⑤ جنون و بے ہوشی کے مسلسل دَورے سے اعتکاف ٹُوٹ جاتا ہے۔

⑥ حیض و نفاس کے آنے سے اعتکاف ختم ہو جاتا ہے۔

⑦ غیر شرعی ضرُوریات کے لیے مسجد سے باہر نکلنے پر اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

⑧ شرعی ضرورت سے باہر نکل کر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنے پر اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

⑨ کسی بھی وجہ سے اگر روزہ ٹوٹ جائے تو اعتکاف بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

⑩ اگر بھول کر بھی معتکف حدودِ مسجد سمجھ کر ایسی جگہ چلا گیا جو دراصل مسجد کی حد میں نہیں تھی تو پھر بھی اعتکاف ٹوٹ گیا۔

⑪ اگر معتکف اذان دینے کی خاطر مسجد کے مینار پر چڑھ جائے تو اعتکاف نہیں

Marfat.com

ٹوٹے گا بشرطیکہ مینار پر چڑھنے کا راستہ مسجد کے اندر سے ہو۔ لیکن اگر مینار پر چڑھنے کا راستہ مسجد سے باہر ہو اور معتکف اُسی باہر والے راستے سے مینار پر چڑھا تو اعتکاف ٹوٹ گیا۔

(۱۲) ایسے حجرے کہ جو حدودِ مسجد میں شامل نہ ہوں، اُن میں چلے جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ مسجد سے متصل ایسے حجرے کہ جن میں نمازی عام طور پر پنجگانہ نماز پڑھتے رہتے ہیں، اُن میں چلے جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔ بعض مساجد کے ساتھ کھیلنے کے وسیع دالان ہوتے ہیں جن میں نماز پنجگانہ تو ادا نہیں کی جاتی مگر عیدین کی نماز ادا کی جاتی ہے تو وہاں جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

اعتکاف کی قضا

(۱) مسنون اعتکاف جس وجہ سے بھی ٹوٹ جائے، اُس کے لیے حکم ہے کہ جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے، صرف اُسی دن کی قضا واجب ہوگی، پورے عشرے کی نہیں۔ اور قضا کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اُسی رمضان میں وقت باقی ہو تو باقی کے کسی دن غروبِ آفتاب سے اگلے غروبِ آفتاب تک قضا کی نیت کر کے اعتکاف کر لیا جائے۔ اگر اُسی رمضان میں قضا اعتکاف کا وقت نہ ہو تو عید الفطر کے بعد کسی دن بھی روزہ رکھ کر ایک دن کا اعتکاف کر لیا جائے۔ یہ قضا اگلے رمضان میں بھی کی جاسکتی ہے لیکن خواہ مخواہ اتنی دیر کرنا سُودمند نہیں۔

(۲) اگر کسی وجہ سے مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے تو معتکف کو اختیار ہے کہ مسجد سے اُٹھ کر باہر چلا جائے لیکن بہتر یہ ہے کہ بقایا دنوں کے لیے نفل اعتکاف کی نیت کر کے بیٹھا رہے اور اگر ایک مرتبہ مسجد سے باہر نکل جائے اور پھر نفل اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں آجائے تو یہ بھی بہتر ہے۔

(۳) اگر اعتکاف تھا ہی ایک دن کا اور وہ بھی ٹوٹ گیا تو اُس کی قضا اِس طرح ہے کہ اگر دن کو ٹوٹا تو صبح صادق ہونے سے پہلے اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں آکر روزہ رکھے اور سارا دن مسجد میں اعتکاف سے رہے اور غروبِ آفتاب پر اعتکاف ختم کر دے۔ اور اگر

Marfat.com

رات کو ٹوٹا تو شام کو غرُوبِ آفتاب سے پہلے مسجد میں آ کر قضا اعتکاف شروع کر دے رات بھر مسجد میں رہے، دن کا روزہ رکھے اور اگلے دن غرُوبِ آفتاب پر اعتکاف ختم کر دے۔

اعتکاف توڑ دینے کی اجازت

مندرجہ ذیل حالات میں اعتکاف توڑ دینے کی اجازت ہے:۔

(۱) دورانِ اعتکاف ایسی شدید بیماری کا حملہ ہو جائے کہ جس کا علاج ہسپتال لے جائے بغیر ممکن نہیں تو اعتکاف توڑا جا سکتا ہے۔ معمولی قسم کی بیماری کے بہانے اعتکاف نہ توڑا جائے۔

(۲) ماں باپ بیوی بچوں میں سے کوئی جان لیوا قسم کی صُورتِ حال سے دوچار ہو جائے اور گھر میں ایسا کوئی مرد موجُود نہیں جو اُس کی خبر گیری اور علاج معالجہ کا بندوبست کر سکے تو معتکِف کو اعتکاف توڑ کر اُس کی تیمارداری کرنے کی اجازت ہے۔

(۳) ماں باپ بیوی بچے بہن بھائی میں سے اگر کوئی اچانک فوت ہو جائے تو اُس کی تجہیز و تکفین کے لیے اعتکاف توڑ دینا جائز ہے۔ اِسی طرح مُرشد کی اچانک وفات پر بھی اعتکاف توڑا جا سکتا ہے۔

(۴) اگر کسی معتکِف کو کوئی زبردستی مسجد سے نکال دے یا پولیس گرفتار کر کے لے جائے تو اعتکاف تو ٹوٹ جائے گا مگر معتکِف گنہگار نہ ہوگا۔

نفل اعتکاف

(۱) نفل اعتکاف کے لیے نہ تو کوئی وقت مقرر ہے اور نہ ہی کوئی مدت۔ تھوڑے سے وقت کے لیے بھی کیا جا سکتا ہے۔ اِسی لیے بزرگوں کا فرمان ہے کہ جب مسجد میں داخل ہُوا کرو تو بسم اللہ شریف پڑھتے ہوئے اِن الفاظ سے اعتکاف کر لیا کرو۔

"نَوَيْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِكَافِ۔ یعنی مَیں نے سُنّتِ اعتکاف کی نیت کی۔"

Marfat.com

اِس طرح جب تک آپ مسجد میں رہیں گے، آپ اعتکاف سے رہیں گے۔

یہ خیال رکھیں کہ مسجد میں داخلہ کے وقت پہلے دایاں پاؤں مسجد میں رکھتے ہی اعتکاف کی نیّت کرلیں۔ اِس طرح جب تک آپ مسجد میں رہیں گے آپ پر مسجد کے اندر کھانا پینا اور سونا جائز رہے گا۔

(۲) رمضان شریف کے آخری عشرے میں اگر دس دنوں سے کم اعتکاف کی نیّت ہوگی تو یہ اعتکاف نفلی ہوگا۔

(۳) نفل اعتکاف صرف اُس وقت تک ہوتا ہے جب تک بندہ مسجد میں رہتا ہے۔ مسجد سے نکلتے ہی اُس کا اعتکاف ختم ہوجاتا ہے۔

(۴) نفل اعتکاف میں بھی اگر کسی نے مقررہ دنوں یا وقت کی نیّت کی تو اُسے چاہیئے کہ نیّت کردہ وقت یا دنوں تک اعتکاف میں رہے لیکن اگر اُس سے پہلے بھی اعتکاف ختم کرکے مسجد سے باہر نکل آئے تو اِس کا کوئی حرج نہیں۔ اُسے صرف اُسی قدر اعتکاف کا ثواب ہوگا جتنی دیر کے لیے وہ مسجد میں رہے گا۔

(۵) اگر کوئی چند دن کے نفل اعتکاف کی نیّت سے مسجد میں داخل ہوا اور کچھ وقت کے بعد اُس سے کوئی ایسا کام ہوگیا کہ جس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے تو اُس کا اعتکاف پورا ہوگیا اس پر کوئی قضا بھی واجب نہیں۔ جتنی دیر تک مسجد میں رہا اُس کا اعتکاف قائم رہا۔ اُس وقت تک اُسے اجر ملے گا۔

خواتین کا اعتکاف

(۱) خواتین کے لیے بھی اعتکاف میں بیٹھنا بڑی سعادت کا کام ہے لیکن خواتین مسجد میں اعتکاف نہیں کرسکتیں۔ اُن کے لیے حکم ہے کہ وہ اپنے گھروں میں اعتکاف کیا کریں اور اُس کا طریقہ یہ ہے کہ گھر میں وہ کوئی جگہ منتخب کرلیں جہاں بیٹھ کر وہ آسانی سے اعتکاف کرسکیں۔ منتخب جگہ کو عبادت گاہ کے علاوہ سونے کے لیے بھی استعمال کرسکتی ہیں۔

Marfat.com

(۲) وہ خاتون اعتکاف میں بیٹھے جو گھر کے کام کاج سے فارغ ہو۔ یعنی گھر میں اور خواتین موجود ہوں جو گھریلو کام کاج سنبھالے رہیں۔

(۳) خاتون کو اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف میں نہ بیٹھنا چاہیئے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اُس کا خاوند وظیفۂ زوجیت کے بغیر چند دن نہ گزار سکتا ہو اور اعتکاف کی پابندی کے باعث بیوی کے پاس نہ جانے کی صورت میں بُرائی میں مبتلا ہو جائے اور جب خاوند بیوی کو اعتکاف میں بیٹھنے کی اجازت دے بیٹھے تو پھر اجازت کو منسوخ کرنے کا وہ حق نہیں رکھتا۔

(۴) دورانِ اعتکاف اگر عورت کو حیض یا نفاس شروع ہو جائے تو اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ اگر اعتکاف واجب تھا تو پاک ہو جانے پر بقایا دنوں کا اعتکاف پُورا کرلے اور اگر اعتکاف سُنّت تھا تو قضا پُوری کرنا ضرُوری نہیں۔

(۵) رفعِ حاجت اور وضو کے لیے معتکِفہ اعتکاف کی جگہ سے نکل سکتی ہے۔ اِسی طرح شدید گرمی کی وجہ سے بھی گھر والوں کے سو جانے پر اُس جگہ پر جاکر محوِ عبادت ہو سکتی ہے جہاں اُسے گرمی سے سکون ملے۔

(۶) معتکِفہ کو دورانِ اعتکاف اپنے مرد سے بوس و کنار کرنا وغیرہ منع ہے۔

Marfat.com

لیلۃُ القدر

ماہِ رمضان میں ایک رات ایسی بھی ہے کہ جسے تمام رمضان پر فضیلت حاصل ہے اور اُس کی شان میں فرمانِ الٰہی ہے :۔

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا
لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ خَيْرٌ مِّنْ
أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ
فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم ۚ مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝
سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (پ ۳۰)

ترجمہ "بے شک ہم نے اِسے (قرآن کو) شبِ قدر میں اُتارا اور تجھے کیا معلوم کہ شبِ قدر کیا ہے؟ شبِ قدر (ایسی رات ہے جو) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اِس (رات) میں اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور ارواحِ قدسیہ سارے عالمِ امر سے اُترتے ہیں۔ (اِس طرح) ساری رات میں طلوعِ فجر تک سلامتی ہی سلامتی چھائی رہتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان کے مطابق شبِ قدر وہ بابرکت و بزرگ رات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو رحمتیں، برکتیں اور قربتیں انسان کو ایک ہزار عام راتوں کے قیام میں نصیب ہوسکتی ہیں، اُن سے بدرجہا بہتر اور وافر رحمتیں، برکتیں اور قربتیں اِس اکیلی رات کے قیام سے حاصل ہوتی ہیں بشرطیکہ بندے کو قیام کرنا آتا ہو۔ کیوں کہ اِس رات کو جاگنے والے تو کروڑوں کی تعداد میں ہوتے ہیں لیکن اِس سے صحیح طور پر فیضیاب ہونے والے قلیل ہوتے ہیں۔ بقول سلطانُ العارفین حضرت سلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ۔

ہک جاگن، ہک جاگ نہ جانن، ہک جاگدیاں ہی سُتے ہُو
ہک سُتیاں جا واصل ہوئے ہک جاگدیاں ہی مُٹھے ہُو

Marfat.com

کیا ہویا جے گھگھو جا گے جیہڑا لیندا ہے ساہ اُٹھے ہُو
مَیں قربان تنہاں توں یا حضرت باہُوؒ جنہاں کھوہ پریم دے جُتّے ہُو

دُوسرے اِس رات میں اللہ تعالیٰ کے نیک و پاکباز بندوں کی حوصلہ افزائی کے لیے خطاء معصیت سے پاک نُوری فرشتے اور ارواحِ قُدسیہ عالم اُمر کی نُورانیت سے مزیّن ہو کر زمین پر اُترتے ہیں اور ذکر اللہ میں مشغول عابدین سے مصافحہ کرتے ہیں۔ تیسرے اِس رات میں نُورانیت کا اہلِ زمین پر اتنا غلبہ نازل ہوتا ہے کہ اُس کی بدولت ساری رات سلامتی ہی سلامتی چھائی رہتی ہے۔ اور تمام رات طلوعِ فجر تک فرشتے اور اُرواحِ قُدسیہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور عبادت گذار بندوں کو سلام کرتے رہتے ہیں لیکن نُوری مخلوق کے پیش کردہ سلاموں سے لُطف اندوز وہی لوگ ہوتے ہیں جو ماہِ رمضان سے صحیح فیض حاصل کر کے اپنے باطن کو روشن کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

شبِ قدر کے بارے میں کثرت سے احادیثِ مُبارکہ وارد ہیں جن میں سے چند ایک کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

① رسُولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا ارشادِ مبارک ہے کہ:۔

"شبِ قدر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اُترتے ہیں اور اُس بندے کے حق میں دُعاگو ہوتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر ذکر اللہ میں مشغول ہوتا ہے۔ عید کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر سے فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اُس مزدور کا صِلہ کیا ہے جو اپنا کام پُورا کر چکا ہو؟ فرشتے عرض گزار ہوتے ہیں کہ ہمارے پروردگار اُس کا صِلہ یہ ہے کہ اُس کی پُوری مزدوری ادا کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور بندیوں نے میری طرف سے عائد کردہ فرض ادا کر دیا ہے اور اب وہ دُعا کے لیے اپنے گھروں سے نکل کر میری طرف آئے ہیں۔ مجھے اپنی عزت

Marfat.com

وعظمت، اپنی سخاوت، اپنی شان اور اپنے مقام کی سربلندی کی قسم، تم گواہ رہو کہ مَیں ضرور اُن کی دُعا قبول کروں گا۔ اِس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو اور بندیو! جاؤ اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ کہ مَیں نے تمہیں بخش دیا ہے اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ پھر لوگ اِس حالت میں لَوٹ کر آتے ہیں کہ وہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں"

(ماخوذ از سُنّی فضائلِ اعمال)

(۲) حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :۔

"شبِ قدر میں اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السّلام سے فرماتا ہے کہ اے جبرائیل ملائکہ کا ایک گروہ ساتھ لے کر زمین پر جاؤ۔ اس پر جبرائیل علیہ السلام ایک سبز جھنڈا لے کر ملائکہ کی جماعت کے ساتھ اُترتے ہیں اور کعبہ کی چھت پر اُس جھنڈے کو گاڑھ دیتے ہیں۔ پھر فرشتے زمین پر پھیل جاتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السّلام کے چھ سو بازو ہیں جن میں سے دو کبھی نہیں کھُلتے مگر شبِ قدر میں یہ دونوں بازو کھُل کر مغرب و مشرق سے تجاوز کر جاتے ہیں اور وہ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ ہر کھڑے بیٹھے نمازی یا ذاکر سے سلام و مصافحہ کرو اور جب وہ دُعا مانگیں تو تم اُس پر آمین کہو۔ اِس پر فرشتے ہر اُس مسلمان کو سلام پیش کرتے ہیں جو جاگتا ہو، کھڑا ہو، بیٹھا ہو، نماز پڑھتا ہو یا ذکر اللہ میں محو ہو۔ صبح ہونے پر جبرائیل علیہ السّلام فرشتوں کو پُکار کر کہتے ہیں کہ اے فرشتو! اب چلو۔ وُہ

Marfat.com

پُوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امتِ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مومن بندوں کی حاجات کے بارے کیا حکم فرمایا ہے؟ وہ جواب میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر رحمت کی اور اُن سب کے گناہ بخش دیئے مگر چار قسم کے آدمیوں کے گناہ نہیں بخشے ۱۔ ہمیشہ شراب پینے والا۔ ۲۔ اپنے والدین کا نافرمان۔ ۳۔ رشتہ منقطع کرنے والا۔ ۴۔ ناحق قتل کرنے والا۔"

(ماخوذ از سُنّی فضائلِ اعمال)

(۳) حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رمضان کے آنے پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَ اِلَّا مَحْرُوْمٌ۔

(ابنِ ماجہ)

ترجمہ "تم پر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو (فضیلت میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اِس رات (میں فیضیاب ہونے) سے محرُوم رہ گیا، وہ گویا تمام بھلائیوں سے محرُوم رہ گیا اور اُس (رات) کی برکتوں سے وُہی شخص محرُوم رہتا ہے جو حقیقتاً محرُوم ہی ہو۔"

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِى الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔ (بخاری شریف)

ترجمہ "لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق

Marfat.com

راتوں میں تلاش کرو۔"

⑤ حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ (بخاری شریف)

ترجمہ "جو شخص ایمان و احتساب کی خاطر لیلۃُ القدر میں قیام کرتا ہے اُس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

بزرگانِ دین کی اکثریت نے رمضانُ المبارک کی ستائیسویں رات کو لیلۃُ القدر کی رات قرار دیا ہے۔ تاہم اِس کی تلاش اول تو تمام ماہِ رمضان میں کی جائے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو آخری عشرے میں اُسے تلاش کیا جائے خاص کر طاق راتوں میں۔

واللہ اعلم بالصواب

اِس بابرکت رات کو محض گپ شپ یا ایک مسجد سے دوسری مسجد تک پھرتے پھرانے یا یُونہی بے دلی سے مختلف قسم کے ذکر اذکار میں نہ گزار دیا جائے بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی دائمی حضُوری کے حصُول کی خاطر پُوری دل جمعی سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجائیں کر کے گزارنا چاہیئے۔ اور خاص کر یہ دُعا وردِ زبان و دل رہے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

ترجمہ "اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا میں بھی حسنہ (اپنا قرب و وصال) عطا فرما، اور آخرت میں بھی اپنے قُرب و وصال میں رکھ اور ہمیں (ہجر و فراق کی) آگ کے عذاب سے بچا۔"

اور اِس کے ساتھ ساتھ اپنے گناہوں کی معافی اِن الفاظ میں مانگنی چاہیئے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ۔

Marfat.com

ترجمہ: اے اللہ! بے شک تو معاف فرمانے والا ہے اور معاف کردینے کو پسند فرماتا ہے پس میری خطاؤں کو بھی معاف فرما دے اے معاف فرما دینے والے! اے معاف فرما دینے والے! اے معاف فرما دینے والے!

زکوٰۃ

زکوٰۃ بھی دینِ اسلام میں نماز و روزہ کی طرح کا ایک لازمی رُکن ہے۔ شریعت کی اِصطلاح میں زکوٰۃ مومنوں کے مال کا وہ حصّہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے غریب، مسکین اور نادار مومنوں کے لیے مقرّر فرمادیا ہے جب سال گزرنے پر مقررشُدہ نصاب کے تحت اُس کے حق داروں کو دیا جاتا ہے

قرآن مجید میں عموماً جہاں نماز کا حکم ہے وہاں زکوٰۃ کا حکم بھی اُس کے ساتھ ساتھ ہے۔ اس کی فرضیت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (پ۱۸ النور ۵۶)

ترجمہ" اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رسُول (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زکوٰۃ اتنا اہم فریضہ ہے کہ قرآن مجید میں جابجا مختلف ترغیبات کے ذریعے اِس کا حکم فرمایا۔ کبھی اسے مؤمنین کے لیے ہدایت کی خوشخبری قرار دیا، کبھی زکوٰۃ دینے والوں کو فلاح کا مژدہ سُنایا، کبھی اُنہیں رحمتِ خداوندی کا حقدار ٹھہرایا، کبھی اِسے مومنوں کے مال میں اضافے کا ذریعہ بتایا، کبھی زکوٰۃ دینے والوں کو بے خوف و بے غم ہونے کی اطلاع دی، کبھی اُنہیں اجرِ عظیم کا مُستحق ٹھہرایا، کبھی اُنہیں جنّتُ الفردوس کا وارث قرار دیا، اور کبھی اُنہیں نصرتِ خداوندی کا پیغام دیا۔ غرض مومنوں کو ہر طریقے سے زکوٰۃ کی ادائیگی پر مائل کیا۔ مثلاً

(۱) هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ (پ۱۹ النمل ۲،۳)

Marfat.com

ترجمہ " ہدایت و خوشخبری ہے اُن مومنوں کے لیے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔"

(۲) اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ؕ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (پ۲۱ لقمان ۴، ۵)

ترجمہ " جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وُہی فلاح پانے والے ہیں۔"

(۳) وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَکْتُبُھَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ○ (پ۹ الاعراف ۱۵۶)

ترجمہ " اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ پس میں اُسے اُن لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو تقوے اختیار کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔"

(۴) وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ○ (پ۲۱ الروم ۳۹)

ترجمہ " اور جو زکوٰۃ تم اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال کی خاطر دیتے ہو تو وہی لوگ اپنا مال بڑھانے والے ہیں۔"

(۵) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

(پ۳ البقرہ ۲۷۷)

Marfat.com

ترجمہ "بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ اختیار کیے اور نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دیتے رہے، اُن کے لیے اُن کے رب کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔ اور اُن کے لیے نہ کچھ خوف ہے اور نہ ہی کوئی غم۔"

(۶) وَالْمُقِيمِينَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ اَجْرًا عَظِيمًا ۝ (پ ۶ النساء ۱۶۲)

ترجمہ "اور نمازیں پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تو وہی ہیں جن کو عنقریب بہت بڑا اجر دیا جائے گا۔"

(۷) وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُونَ ۝ ... اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝ (پ ۱۸ المومنون ۴، ۱۰، ۱۱)

ترجمہ "اور وہ لوگ جو زکوٰۃ دیتے ہیں... وہی لوگ اُن وارثوں میں سے ہوں گے جو جنت الفردوس کے وارث ہیں اور ہمیشہ اُس میں رہیں گے۔"

(۸) وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ اَلَّذِينَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ (پ ۱۷ الحج ۴۰، ۴۱)

ترجمہ "اللہ تعالیٰ اُس کی مدد ضرور کرے گا جو اُس کے دین کی مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب قوت والا ہے اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں حکومت عطا کر دیں تو

Marfat.com

وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، اور معرفتِ حق تعالیٰ کی تلقین کریں گے اور بُرائی سے روکیں گے۔"

ایک طرف زکوٰۃ دینا اور زکوٰۃ دینے والوں کو سراہا گیا ہے تو دوسری طرف بُخل کرنے والوں اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کی مذمّت بھی کی گئی ہے اور انہیں طرح طرح سے ڈرایا دھمکایا بھی گیا ہے۔ مثلاً

(۱) وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ (پ۴ آل عمران ۱۸۰)

ترجمہ "اور جو بُخل کرتے ہیں اُس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہے، اُسے ہرگز اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ اُن کے لیے بُرا ہے۔ عنقریب وہ مال کہ جس میں انہوں نے بُخل کیا تھا (اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کیا تھا) قیامت کے دن اُن کے گلے کا طوق ہوگا۔"

(۲) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ (پ۵ النساء ۳۷)

ترجمہ "بے شک اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی اِترانے والا اور بڑائی مارنے والا جو خود بھی بُخل کرے اور دوسروں کو بھی بُخل کا سبق دے۔ اور اللہ نے جو اُسے اپنے فضل سے دیا ہے اُسے چھپائے اور کافروں کے لیے ہم نے ذلّت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (تک)

(۳) وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا

Marfat.com

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ یَّوْمَ
یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ
وَظُھُوْرُھُمْ ؕ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ
فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ

(پ۱۰ التوبہ ۳۴، ۳۵)

ترجمہ " اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، اُنہیں خوشخبری سُنا دو دردناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں، پھر اُس سے داغیں گے اُن کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں۔ یہ ہے وہ جسے تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا۔ اب مزا چکھو اپنے اِس جوڑے ہوئے خزانے کا "

جس طرح کلام اللہ میں زکوٰۃ دینے والوں کو بشارتیں اور نہ دینے والوں کو وعیدیں سُنائی گئی ہیں، اُسی طرح احادیثِ مُبارکہ میں بھی یہ دونوں مضامین بیان فرمائے گئے ہیں مثلاً :۔

① حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے فرمایا :۔

" تم اہلِ کتاب میں سے ایک قوم کے پاس جا رہے ہو۔ تم اُنہیں اِس بات کی گواہی کی طرف بُلانا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ کے رسُول ہیں۔ اگر وہ اِس بات کو تسلیم کرلیں تو اُنہیں خبر دینا کہ تحقیق اللہ نے اُن پر رات اور دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اسے بھی تسلیم کرلیں تو اُنہیں خبردار کرنا کہ اللہ نے اُن پر زکوٰۃ فرض کی ہے، اُن کے مالداروں سے لی جائے اور اُن کے فقیروں

میں بانٹی جائے۔ اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو اُن کے اچھے مال سے بچنا اور مظلوم کی پکار سے ڈرنا کہ اُس کے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان پردہ نہیں ہوتا۔" (بخاری شریف)

② رسُولُ اللہ صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمان ہے:۔

"زکوٰۃ دے کر اپنے مال کو مضبوط قلعے میں محفوظ کرلو، اپنے بیماروں کا علاج صدقہ کے ذریعہ کیا کرو اور مُصیبت کے نزُول پر دُعا و عاجزی سے مدد مانگو۔" (ابُو داوٗد)

③ حضُور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کا فرمان ہے:۔

"جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو اللہ تعالیٰ نے یقیناً اُس سے شر کو دُور ہٹا دیا۔" (مستدرک، حاکم)

④ حضرت عمارہ ابنِ حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے اِسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں، جو شخص اِن میں سے تین ادا کرے گا وہ اُسے کچھ کام نہ دیں گی جب تک کہ پُوری چار ادا نہ کرے۔ اور وہ چار چیزیں یہ ہیں۔ نماز، زکوٰۃ، ماہِ رمضان کا روزہ اور بیتُ اللہ کا حج۔"

(مسندِ احمد)

⑤ حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

"جو شخص پانچ وقت کی نمازوں کو پابندی سے ادا کرے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، زکوٰۃ ادا کیا کرے اور کبیرہ گناہوں سے خود کو بچائے رکھے، اُس کے لیے جنّت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ سلامتی

Marfat.com

کے ساتھ جنّت میں داخل ہو جاؤ۔" (نسائی)

⑥ حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

"جو شخص اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول کو مانتا ہے اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ دے۔" (طبرانی)

⑦ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ:۔

"تمہارے ایمان کی تکمیل اِس بات سے ہے کہ تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔" (بزاز)

⑧ حضرت عبداللہ بن مسعُود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

"ہمارے لیے یہ حکم ہے کہ ہم نمازیں پڑھیں اور زکوٰۃ دیں زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی۔" (طبرانی)

⑨ حضرت ابودردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

"زکوٰۃ اِسلام کا پُل ہے۔" (طبرانی)

⑩ حضرت اُبوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمان ہے:۔

"جو شخص مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے، مَیں اُسے جنّت کی ضمانت دیتا ہوں۔" مَیں نے عرض کی کہ یا رسُولَ اللہ صلّی اللہ عَلَیکَ وَسَلَّم وہ کون سی چھ چیزیں ہیں؟ تو فرمایا: "نماز، زکوٰۃ، دیانت داری، شرمگاہ، پیٹ اور زبان۔"

(طبرانی)

Marfat.com

(۱۱) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا :۔

"جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اُس کے مال کو قیامت کے دن سانپ بنا کر اُس کی گردن میں ڈال دے گا۔" (ترمذی)

زکوٰۃ کی حقیقت

سیدنا غوث الاعظم شیخ محمد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ :۔

"زکوٰۃ دو طرح کی ہے، زکوٰۃِ شریعت اور زکوٰۃِ طریقت۔ زکوٰۃِ شریعت سے مراد یہ ہے کہ انسان دُنیا میں جو کمائی کرے، وہ جب حدِ نصاب کو پہنچ جائے تو اُس میں سے ہر سال وقتِ مُعیّنہ پر جو مال از رُوئے شرحِ نصاب جمع ہو، اُس کو احکامِ شریعت کے مطابق حقداروں میں تقسیم کرے۔

اور زکوٰۃِ طریقت یہ ہے کہ آخرت کی کمائی (آخرت کے لیے کیے گئے اعمالِ صالحہ) سے فقرائے دین اور وہ مساکین کہ جن کے پاس آخرت کے لیے زادِ عمل نہیں، اُن میں تقسیم کرے۔ قرآن مجید میں اِس زکوٰۃ کو صدقہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ۔

ترجمہ "صدقات تو فقراء کے لیے ہی ہیں۔"

کیونکہ وہ فقیر کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور اِس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اِن کو قبولیّت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہ زکوٰۃ

دائمی ہے اور اس سے مراد "ایصالِ ثواب کرنا" ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر گنہگاروں کو آخرت کی کمائی کا ثواب بخش دیا جاتا ہے تو اُن کے گناہ اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے اور اُس کی اپنی نیکیوں میں سے اُس کی اپنی ذات کے لیے کوئی ثواب باقی نہیں رہتا چنانچہ وہ خود بالکل مفلس ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ سخاوت اور افلاس کو پسند فرماتا ہے اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الدَّارَیْنِ۔

ترجمہ "مفلس دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کی امان میں رہتا ہے۔"

اسی لیے حضرت رابعہ عدوی رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا۔ "الٰہی دُنیا میں میرا جو حصّہ ہے وہ تُو کافروں کو عطا کر دے اور عُقبیٰ سے جو میرا حصّہ ہے وہ مومنوں کو عطا فرما دے، مَیں دُنیا سے تیرے ذکر کے سوا کچھ نہیں چاہتی اور عقبیٰ میں صرف تیرے دیدار کی طالب ہوں۔"

پس جب بندے کی جان و مال اپنے مولا کے لیے وقف ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کو ایک نیکی کے بدلے دس ویسی نیکیوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔

ترجمہ "جو ایک نیکی لائے، اُس کے لیے اُس جیسی دس ہیں۔"

زکوٰۃِ طریقت کے یہ معنی بھی ہیں کہ قلب کو نفسانی صفات سے پاک کیا جائے۔ جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ

لَہٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً۔

ترجمہ "ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے تاکہ اللہ اُس کے لیے بہت زیادہ بڑھا دے۔"

نیز فرمایا:-

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا۔

ترجمہ "وہ یقیناً مراد پا گیا جس نے اُس کو پاک کر لیا۔" یعنی (نفس کو برائیوں سے پاک کر لیا۔)

اِس دائرہ میں قرض سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں اُس کی رضا جوئی کے لیے احسان جتلائے بغیر اعمالِ صالحہ کی دولت سے اُس کی مخلوق میں خیرات کرنا ہے۔ چنانچہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی۔

ترجمہ "اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور دُکھ دے کر باطل نہ کر لیا کرو۔"

یعنی اپنے صدقات کے عوض دُنیا طلب نہ کرو ورنہ تمہارے صدقات ضائع ہو جائیں گے۔ پس اِس قسم کا انفاق (ریاکاری اور مطلب براری کی آرزو کے بغیر اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال) ہی درحقیقت اللہ کی راہ کا خرچ ہے اور اسی کے لیے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔

ترجمہ "تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی محبوب و مرغوب چیز کو خرچ نہیں کرو گے۔"

(نقل از سر الاسرار)

Marfat.com

حضرت امام غزالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :۔

" واضح ہو کہ نماز کی طرح زکوٰۃ کی بھی ایک صورت ہے اور ایک رُوح ہے۔ جو شخص زکوٰۃ کی روح اور حقیقت سے بے خبر ہے، اُس کی زکوٰۃ بھی ایک بے روح صورت ہو گی۔ زکوٰۃ کے اسرار تین ہیں :۔

اول یہ کہ خلق کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر مامور کیا گیا ہے۔ اور کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اِس بات کا مدعی نہ ہو کہ اُسے اللہ تعالیٰ سے محبت ہے لیکن اِس کا اصل مطلب یہ ہے کہ مومن کو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی شئے عزیز نہ ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَ اَبْنَآؤُکُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ ٍۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝　(پ۱۰ التوبہ ۲۴)

ترجمہ :۔ محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ فرما دیں کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا قبیلہ، تمہارا کمایا ہوا مال و اسباب اور تجارت جس میں نقصان کا تمہیں اندیشہ ہو اور تمہارے پسندیدہ مکانات، تم کو اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور اُس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا (سزا و عذاب کا) حکم بھیج دے۔ اور اللہ تعالیٰ

Marfat.com

حکم عدولی کرنے والے فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اور کوئی مومن ایسا نہیں ہے جو یہ دعوے نہ کرتا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ واقعی وہ اِس پر عمل پیرا بھی ہے۔ لہٰذا اُن کے اِس دعویٰ کے ثبوت کی ضرورت پیش آجاتی ہے تاکہ ہر کوئی اپنے بیجا صل دعوے پر مغرور و نازاں نہ ہو بیٹھے۔ اور مال و دولت چونکہ آدمی کے محبوبوں میں سے ایک محبوب ہے۔ لہٰذا آدمی کو اِس کے ذریعے آزمایا گیا ہے اور کہہ دیا گیا ہے کہ "اگر تُو اپنے دعوئ محبت میں سچا ہے تو آ! اور اللہ کی دوستی کی راہ میں اِس ایک محبوب ہی کو ذرا قربان کر کے تو دکھا" پس جو لوگ اِس راز سے آگاہ ہو گئے وہ تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔

ایک گروہ صدیقوں کا ہے کہ جو کچھ پاس تھا قربان کر دیا۔ اور کہا کہ نصاب کے مطابق دو سو درہم میں سے صرف پانچ درہم دینا تو بخیلوں کا کام ہے، ہم پر تو یہی واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی پر وہ سب کچھ نثار کر دیں جو ہمارے پاس ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کہ سارا مال و اسباب اُٹھا لائے اور جب رسولُ اللہ صلیَ اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پُوچھا کہ اپنے بیوی بچّوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ تو کہا کہ "خدا اور اُس کا رسُول"

اور ایک گروہ وہ تھا کہ جنہوں نے آدھا مال دیا، جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آدھا مال لائے اور جب اُن سے پُوچھا گیا کہ بیوی بچّوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ تو کہا کہ اتنا ہی جتنا کہ یہاں لایا ہوں۔ اِس پر رسولُ اللہ صلیَ اللہ علیہ وآلہ وسلّم

Marfat.com

نے فرمایا: "تم دونوں کے درجوں میں بھی وہی فرق ہے جو تمہارے کلمات میں ہے۔" اِس دوسرے گروہ میں وہ لوگ آتے ہیں جو بیک وقت سب کچھ خرچ نہیں کرتے اور نہ اِس کی طاقت اُن میں ہوتی ہے لیکن وہ ہمیشہ خیال رکھتے ہیں اور فقیروں کی حاجت روائی کے منتظر رہتے ہیں اور کسی نہ کسی وجہ سے خیرات کرتے رہتے ہیں اور اپنے آپ کو درویشوں کے برابر تصور کرتے ہیں اور صرف زکوٰۃ دینے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ جو درویش بھی اُن کے ہاں چلا آئے، اُسے اپنے بال بچوں کے برابر سمجھتے ہیں۔

اور ایک گروہ اُن لوگوں کا ہے جن میں اِس سے زیادہ استطاعت نہیں ہوتی کہ نصاب کے مطابق اپنے مال میں سے مقررشدہ زکوٰۃ دے دیں۔ وہ صرف زکوٰۃ کے فریضہ کی ادائیگی پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور زکوٰۃ کے حکم کو خوشی خوشی بِلا تاخیر بجالاتے ہیں اور درویشوں پر کسی طرح کا احسان نہیں دھرتے۔ اگرچہ زکوٰۃ دینے والوں کا یہ آخری (یعنی کمترین) درجہ ہے۔

اور وہ شخص کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے صاحبِ نصاب بنایا ہے لیکن اُس کا دل دوسو درہم میں سے صرف پانچ درہم بھی راہِ خدا میں دینے کی اجازت نہیں دیتا، اللہ تعالیٰ کی دوستی و محبت میں اُس کا کوئی حصہ نہیں ہے، وہ محبتِ الٰہی سے بالکل محروم ہے۔

ویسے جو شخص نصاب کے مطابق زکوٰۃ دینے سے زیادہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرسکتا تو دوستی اُس کی بھی بہت ضعیف ہے اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے وہ سب سے بخیل دوست ہے۔

Marfat.com

زکوٰۃ کے اسرار میں سے دوسرا بھید، دل کو بُخل کی نجاست سے پاک کرنا، ہے کیونکہ دل میں بُخل کا ہونا ایک نجاست ہے جو اُسے قُربِ حق تعالیٰ کے لائق نہیں رہنے دیتی۔ دِل اُس وقت تک بُخل کی نجاست سے پاک نہیں ہو سکتا جب تک کہ مال راہِ خدا میں خرچ نہ کیا جائے۔ چنانچہ زکوٰۃ بُخل کی نجاست کو ایسے ہی دُور کر دیتی ہے جیسے کہ پانی ظاہری نجاست کو دھو ڈالتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زکوٰۃ اور صدقہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور آپ کے اہلِ بیت پر حرام ہے کیونکہ اُن کے مراتب کو لوگوں کے مال کی مَیل سے محفوظ رکھنا لازمی ہے۔

زکوٰۃ کا تیسرا بھید یہ ہے کہ اِس سے شُکرِ نعمت بجالانا سیکھا جائے۔ چونکہ مال بھی ایک نعمت ہے جو مسلمان کے حق میں دُنیا و آخرت کی راحت کا باعث ہے اِس لیے جس طرح نماز، روزہ اور حج کی ادائیگی گویا جسم کی نعمت کا شُکر ادا کرنا ہے اِسی طرح زکوٰۃ وہ شکر ہے جو نعمتِ مال پر ادا کیا جاتا ہے تاکہ جب کوئی مومن اِس نعمت کی وجہ سے اپنے آپ کو بے نیاز پائے اور اپنے جیسے کسی دوسرے مومن کو خستہ حالت میں دیکھے تو چاہیئے کہ اپنے آپ سے یہ کہے کہ "وہ بھی میری ہی طرح اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے، پس شکر ہے اُس پاک ذات کا جس نے مجھے بے نیاز کر دیا اور اُس کو میرا محتاج بنا دیا، کیوں نہ مَیں اُس سے نیک سلوک کروں کہ ممکن ہے کہ یہ میری آزمائش ہی ہو، اور اگر مَیں اِس میں پُورا نہ اُتروں تو تو ہو سکتا ہے کہ مجھے اُس جیسا بنا دیا جائے اور اُسے میری طرح بنا دیا جائے۔

پس ہر کسی پر لازم ہے کہ زکوٰۃ کے اِن اسرار کو پہچانے تاکہ اُس کی عبادت صُورتِ بے معنی بن کے نہ رہ جائے۔"

زکوٰۃ دینے کے آداب

"اگر کوئی چاہتا ہو کہ اُس کی عبادت بے روح عبادت کی بجائے زندہ عبادت ہو تو اُسے چاہیئے کہ وہ سات آداب کو ملحوظ رکھے۔

① پہلا ادب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے میں جلدی کرے اور بیشتر اِس کے کہ وہ لازماً اُس پر واجب ہو جائے، خود ہی ادا کر دیا کرے اور سال کے دوران ہی ادا کر دیا کرے کہ اِس سے تین فائدے حاصل ہوں گے۔

① عبادت سے رغبت کا اثر اُس پر ظاہر ہو جائے گا یعنی واجب ہو جانے کے بعد دینا تو بجائے خود ضرورت کے تحت ہو گا۔ کیونکہ اگر اُس وقت بھی نہ دے تو قابلِ سزا و عتاب ٹھہرے گا، لہٰذا اُس وقت دینا تو خوف کی بنا پر ہو گا نہ کہ دوستی کی بنا پر، اور بُرا بندہ وہی تو ہوتا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے خوف کی وجہ سے کرتا ہے جس میں محبت یا دوستی کو دخل نہیں ہوتا۔

② دوسرے یہ کہ درویشوں کے دل کو جلد تر خوش کرنے کا موجب ہو گا اور ناگہانی خوشی کے باعث وہ اور بھی زیادہ اخلاص کے ساتھ اُس کے حق میں دُعا کریں گے اور کون نہیں جانتا؟ کہ درویشوں کی دعا تمام مصائب و آفات سے محفوظ رکھنے کے لیئے ایک حصار کا کام دیتی ہے۔

Marfat.com

③ تیسرے یہ کہ زمانے کے حادثات و اتفاقات سے بچ جائے گا کیونکہ زمانے میں آفات و خرابیوں کے سوا دھرا ہی کیا ہے؛ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ اُس پر کوئی اُفتاد آ پڑے اور وہ اُس نیکی سے محروم ہی رہ جائے۔ پس جب دل میں نیکی کی رغبت ظہور پذیر ہو تو اُسے رحمتِ خُداوندی سمجھے اور جلدی کرے کہ ایسی رغبت کے فوراً بعد ہی شیطان بھی حملہ آور ہو جاتا ہے۔

② دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر زکوٰۃ بیک وقت دینے کا خیال ہو تو محرم کے مہینے میں دے کہ یہ حُرمت کا مہینہ ہے۔ اور سال کی اِبتدا بھی اِسی مہینے سے ہوتی ہے۔ یا پھر ماہِ رمضان میں دے کیونکہ وقت جس قدر شریف تر ہو گا، اُسی قدر ثواب بھی کئی گنا زیادہ ہو گا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ماہِ رمضان میں کوئی بھی چیز اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور تمام کا تمام مال راہِ خدا میں خرچ فرما دیا کرتے تھے۔

③ تیسرا ادب یہ ہے کہ زکوٰۃ پوشیدہ طور پر دے اور اعلانیہ نہ دے تاکہ ریا سے دُور اور اخلاص سے قریب رہے۔ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا فرمان ہے کہ "پوشیدہ طور پر دیئے جانے والے صدقہ کو باطنی اعمال میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور ظاہری طور پر دیئے گئے صدقہ کو ظاہری اعمال میں لکھا جاتا ہے اور اگر کوئی زبان سے بھی یہ کہہ دے کہ مَیں نے فلاں چیز خیرات میں دی تو اُس کے ظاہری و باطنی دونوں اعمال سے کاٹ کر اُسے ریاکاری کے دفتر میں لکھ دیا جاتا ہے"؛ لہٰذا اگر کچھ برملا دیا جائے تو ریا کا جذبہ دل میں

Marfat.com

پیدا ہونے لگتا ہے، اور اِس طرح اگر بُخل ٹوٹ بھی جائے تو بُخل سے کہیں زیادہ بدتر چیز "ریا" پرورش پانے لگتی ہے اور یہ ہلاکت میں ڈالنے والی بات ہے۔

۴ چوتھا ادب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ریا سے یکسر مامون و محفوظ ہو جائے اور اپنے دل سے ریا کو بالکل ہی دُور کر چکا ہو اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اُس کے اعلانیہ صدقہ دینے سے دوسرے لوگ اُس کی پیروی کریں گے اور صدقہ دینے کے سلسلہ میں اُن کی رغبت بڑھے گی تو ایسے شخص کا اعلانیہ و بَرملا صدقہ دینا ہی افضل ہے کیونکہ یہ اُن لوگوں میں سے ہوتا ہے جن کے نزدیک تعریف و مذمّت دونوں برابر ہوتے ہیں۔

۵ پانچواں اَدب یہ ہے کہ صدقہ دوسروں کو سُنا کر نہ دے تاکہ احسان جتلا کر دینے سے وہ ضائع نہ ہو جائے کیوں کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

"اے ایمان والو! تم احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو"

یہاں ایذا پہنچانے سے مراد "درویش کا دل دُکھانا" ہے۔ مثلاً اِس طریق سے کہ اُس سے تُرش رُوئی سے پیش آئے یا پیشانی پر بل ڈالے یا بہت اکڑ کر بات کرے اور اُسے درویش ہونے اور سوال کرنے کے باعث ذلیل سمجھے اور اُسے حقارت کی نظر سے دیکھے۔ ناں! ناں! وہ یہ حماقت نہ کرے کہ خود کو امیر سمجھ کر یہ خیال کرے کہ اُسے درویش پر فضیلت حاصل ہے۔ اُسے جاننا چاہیئے کہ درویش مالدار سے پانچ سو سال پہلے جنّت میں داخل کیا جائے گا۔

Marfat.com

ایسی صورت میں افضل درویش ہے یا وہ ہے؟ خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرف وفضیلت کا ثبوت یہ دلیل ہے کہ اِس دنیا میں امیر کو دنیا کے مال ودولت کی خاطر رنج ومحنت میں مشغول کر دیا اور اِس سردردی کے باوجود اُس کا حصہ فقط اتنا ہے کہ جو کچھ وہ کھا پی لیتا ہے یا پہن لیتا ہے۔ لیکن اُس پر واجب کر دیا ہے کہ وہ درویش کی ضروریات کا خیال رکھے اور اُسے اُس کی ضرورت کے مطابق دیا کرے گویا امیر کو اِس دنیا میں درویش کا ماتحت مزدور مقرر کیا گیا ہے تاکہ اُس کی خاطر کمایا کرے۔

(۶) چھٹا ادب یہ ہے کہ زکوٰۃ دے کر درویش پر اپنے صدقہ کا احسان نہ دھرے کیوں کہ احسان جتانا دراصل جہالت ہے۔ وہ یوں کہ احسان جتانا دل کی وہ صفت ہے کہ جس کے تحت احسان جتانے والا یہ تصور کرنے لگتا ہے کہ اُس نے درویش کے ساتھ گویا بہت بڑی نیکی کی ہے۔ چنانچہ وہ صدقہ دیتا ہی اِس خیال سے ہے کہ درویش اُس کا احسان مند ہو جائے اور اُس کا فرمانبردار بن جائے۔ اُس کا یوں خیال کرنا اِس بات کی دلیل ہے کہ وہ یہ توقع رکھتا ہے کہ درویش اُس کی بہت زیادہ خدمت کرنے لگے اور اُس کے احکام کی تعمیل پر کمر بستہ رہے اور اُسے سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کیا کرے اور ہر حال میں اُس کا بے حد احترام کرے۔ چنانچہ اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کبھی درویش سے اِن متوقع امور میں کوئی کسر باقی رہ جائے تو یہ امیر بے حد متعجب ہوتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ دیکھو اِس فقیر کو میں نے اتنا دیا لیکن یہ مجھ سے گستاخانہ پیش

Marfat.com

آرہا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر جہالت ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ نیکی امیر نے نہیں کی تھی بلکہ درویش نے امیر کے ساتھ نیکی کی تھی کہ اُس کا دیا ہوا صدقہ اُس نے قبول کر کے اُسے دوزخ کی آگ سے بچا لیا تھا اور اُس کے دل کو بخل کی نجاست سے پاک کر دیا تھا، ورنہ جو بُخل اُس کے باطن میں تھا اور جو مال اُس کے ہاتھ میں تھا وہ اُس کی ہلاکت اور پلیدی کا موجب تھا، درویش نے لے کر اُسے اُن دونوں خرابیوں سے بچا لیا۔ پھر احسان کس کا؟ یقیناً درویش کا کہ جس نے امیر کو دو آفتوں سے نجات دلائی۔ پس امیر کو درویش کا احسان مند ہونا چاہیئے نہ کہ اُلٹا احسان جتانے لگے۔

علاوہ ازیں رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

"صدقہ پہلے اللہ تعالیٰ کے دستِ کرم میں جاتا ہے اور اُس کے بعد درویش کے ہاتھ میں جاتا ہے۔"

پس جب دینے والا اللہ تعالیٰ کو دیتا ہے تو احسان کیسا؟ درویش کی حیثیت تو محض اللہ تعالیٰ کے نائب کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے لیتا ہے۔

(۷) ساتواں ادب یہ ہے کہ زکوٰۃ میں وہ مال دے جو اُس کے تمام مال میں سے بہترین اور حلال تر ہو کیونکہ جس شئے میں ذرا سا شبہ بھی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ قرب کے لائق نہیں ہوتی۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ ۚ (پ۳ البقرہ ۲۶۷)

ترجمہ: "اور ناکارہ ردی چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو کہ

(اللہ کی راہ میں) دو تو اُس میں سے دو، حالانکہ اگر (وہ ناکارہ چیز) تمہیں لینی پڑے تو کبھی قبول نہ کرو، یہ الگ بات ہے کہ تم چشم پوشی کر جاؤ۔"

یعنی جس چیز کو لیتے ہوئے تمہیں کراہت آتی ہو اُسے اللہ کی خاطر کیوں دیتے ہو؟ اگر عام معاملات میں گھر کی بدتر چیز کو مہمان کے آگے رکھنا مہمان کی توہین کے مترادف ہے تو بدترین چیز کو اللہ کے نام پر دینا کیوں کر روا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ بدترین چیز تو اللہ کے نام پر دے دی جائے اور بہترین چیز اُس کے پیدا کیے ہوئے بندوں کے لیے سنبھال کر رکھی جائے ایسا صدقہ دینا گویا کراہت سے دینا ہے، خوشی سے نہیں اور اگر صدقہ میں دل کی خوشی شامل نہ ہو تو اُس کے قبول نہ ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا فرمان ہے کہ "ایک درہم (کے برابر اچھی چیز) صدقہ میں دینا ہزار درہم سے افضل ہے۔ پس لازم ہے کہ بہتر چیز صدقہ میں دی جائے اور دل کی خوشی سے دی جائے۔"

(اخذ و نقل از کیمیائے سعادت)

زکوٰۃ کی ظاہری صورت

زکوٰۃ کی ظاہری صورت "نصابِ زکوٰۃ، مصارفِ زکوٰۃ، عشر اور مسائل زکوٰۃ" کے عنوانات سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

لہٰذا سب سے پہلے نصابِ زکوٰۃ کو بیان کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

نِصابِ زکوٰۃ

مال و دولت کی وہ خاص معینہ حد اور مقدار جس پر کہ زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے اُسے اصطلاحِ شریعت میں "نصابِ زکوٰۃ" کہا جاتا ہے اور جس شخص کے پاس نصاب کے مطابق مال و دولت موجود ہو اُسے "صاحبِ نصاب" کہا جاتا ہے۔ جب تک مال بقدرِ نصاب نہ ہوگا، زکوٰۃ فرض نہ ہوگی کیوں کہ نصاب سے کم مال و دولت پر زکوٰۃ فرض نہیں کی گئی۔ مختلف نوع کے مال کا نصاب بھی مختلف ہے۔ مثلاً

(۱)— سونے کا نصابِ زکوٰۃ

ساڑھے سات (۷½) تولے یعنی ۸۷.۴۸ (سو استاسی) گرام

(۲)— چاندی کا نصابِ زکوٰۃ

ساڑھے باون (۵۲½) تولے یعنی ۶۱۱ (چھ سو گیارہ گرام

(۳)— مالِ تجارت کا نصابِ زکوٰۃ

اتنا مال کہ جس کی قیمت چاندی کے نصاب کی قیمت کے برابر ہو۔

(۴)— اُونٹ کا نصابِ زکوٰۃ

پانچ عدد سائمہ اُونٹ

(۵)— گائے بھینس کا نصابِ زکوٰۃ

تیس (۳۰) عدد سائمہ گائے یا بھینس

(۶)— بھیڑ بکری کا نصابِ زکوٰۃ

چالیس (۴۰) عدد سائمہ بھیڑیں یا بکریاں

جانوروں کو جنگل میں چرنے کے لیے چھوڑ دینے کو اسامت کہتے ہیں اور سائمہ اُن جانوروں کو کہتے ہیں جن کو اس غرض سے جنگل میں چھوڑا گیا ہو کہ وُہ خوب موٹے تازے ہوں۔ اُن کی نسل بڑھے اور اُن کے دودھ میں اضافہ ہو۔ اِن جانوروں سے مراد بھیڑ بکریاں گائے بھینس اور اُونٹ ہیں۔ گھر میں رکھ کر کھلانے پلانے سے جانور سائمہ نہیں ہوتا۔ اگر

Marfat.com

چھ ماہ جنگل میں چرایا اور چھ ماہ گھر میں پالا تو جانور سائمہ نہ ہوگا۔ سال کا اکثر حصہ جنگل میں چرایا تو سائمہ ہوگا۔ اسامت کرتے وقت یہ نیت کرنا شرط ہے کہ یہ جانور محض اسامت ہیں یا تجارت کا مال ہیں۔ کیونکہ اسامت اور مالِ تجارت کا نصاب علیحدہ علیحدہ ہے۔

سونے چاندی کی زکوٰۃ

سونا چاندی خواہ زیوروں کی شکل میں ہوں، برتنوں کی شکل میں ہوں، اینٹوں کی شکل میں ہوں یا کسی اور شکل میں ہوں، اُن پر زکوٰۃ فرض ہے۔ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دو عورتیں حاضر ہوئیں جن کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ انہوں نے جواب دیا، نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"کیا تمہیں پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہناتے؟
انہوں نے کہا، نہیں! تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پھر
اِن کی زکوٰۃ دیا کرو" (ترمذی)

جیسا کہ اُوپر بیان ہو چکا ہے کہ چاندی کا نصاب ۵۲½ تولے یعنی ۶۱۱ گرام ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی پر زکوٰۃ نہیں۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اِس لیے دو سو درہم چاندی برابر ہے ۵۲½ تولے کے۔ اور یہ برابر ہے ۶۱۱ گرام کے۔ جس کسی کے پاس اتنی چاندی ہو وہ اُس کا چالیسواں حصہ یعنی ۲½ فیصد زکوٰۃ میں دے یا اُس کی قیمت دے دے۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"میں نے سواری کے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف
کر دی ہے۔ اِس لیے تم چاندی کی زکوٰۃ ادا کرو۔ چالیس درہم
میں سے ایک درہم لیکن ۱۹۹ پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ ہاں، جب
دو سو درہم پُورے ہو جائیں تو اُن پر پانچ درہم زکوٰۃ ہے۔" (ترمذی)

سونے کا نصاب ۲۰ مثقال یعنی ۸۷.۴۸ گرام ہے اِس لیے زکوٰۃ میں یا تو اِس کا ½ ۲ فی صد (چالیسواں حصّہ) سونا وزن کر کے دے دیں یا اُس کی قیمت دے دیں۔

اگر کسی کے پاس سونا اور چاندی علیحدہ علیحدہ نصاب سے کم موجود ہو تو قیمت لگا کر دونوں کو ملا کر دیکھیں اور سونے یا چاندی جس کا بھی نصاب پُورا ہوتا ہو اُسی کے حساب سے زکوٰۃ دے دیں۔

اگر سونا یا چاندی نصاب سے زیادہ ہو تو اُس کی زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے کہ نصاب کی زکوٰۃ نکال لیں پھر نصاب سے زیادہ اگر نصاب کا پانچواں حصّہ بنتا ہو تو اس کا چالیسواں حصّہ بھی زکوٰۃ کے لیے نکال لیں۔ اگر زائد مال نصاب کے پانچویں حصّے سے کم ہو تو نصاب سے اُوپر والے مال پر زکوٰۃ نہ نکالیں۔ اِسی طرح پر ہر پانچویں حصّۂ زائد پر زکوٰۃ نکالتے جائیں۔ مثال کے طور پر:۔

۲۰۰ درہم چاندی پر زکوٰۃ = ۵ درہم چاندی

۲۳۹ " " " " = ۵ درہم چاندی

(۲۰۰ درہم نصاب ہے اور اُس سے اُوپر ۳۹ درہم پر زکوٰۃ نہیں)

۲۴۰ درہم چاندی پر زکوٰۃ = ۵ + ۱ = ۶ درہم چاندی

(۲۰۰ درہم نصاب سے اُوپر پُورے چالیس درہم ہونے پر ایک درہم زکوٰۃ ہے)

۲۷۹ درہم چاندی پر زکوٰۃ = ۶ درہم چاندی

۲۸۰ " " " " = ۶ + ۱ = ۷ درہم چاندی

۳۱۹ " " " " = ۷ درہم چاندی

۳۲۰ " " " " = ۷ + ۱ = ۸ درہم چاندی

یعنی ۲۰۰ درہم نصاب چاندی سے اُوپر پُورے چالیس درہم چاندی پر ایک درہم چاندی زکوٰۃ بڑھتی جائے گی چالیس سے کم پر نہیں۔

کھوٹ ملے سونے چاندی کا کھوٹ اگر کل کا نصف سے کم ہے تو کُل پر

Marfat.com

سونے چاندی کا اطلاق ہو گا۔ اور اگر کھوٹ نکال لیا جائے تو پھر خالص سونے یا چاندی کا اپنا نصاب ہے۔ زیورات میں موتی و جواہرات پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ نہ ہی دوسری دھاتوں کے زیورات پر زکوٰۃ ہے۔

مالِ تجارت کی زکوٰۃ

تجارت یا فروخت کے ہر قسم کے مال پر زکوٰۃ فرض ہے، چاہے مالِ تجارت جانوروں کی صُورت میں ہو یا برتنوں یا فرنیچر کی صُورت میں ہو یا آلات و مشینری کی صُورت میں یا ادویات کی صُورت میں ہو یا کپڑے کی صُورت میں ہو، خواہ کسی بھی قسم اور نوعیّت کا مال ہو، اگر وہ برائے فروخت رکھا ہوا ہے تو سال گزرنے پر اُس کی زکوٰۃ دینی فرض ہے، چاہے مال کی صُورت میں زکوٰۃ ادا کر دی جائے یا قیمت کے حساب سے ادا کر دی جائے اگر قیمت کے لحاظ سے زکوٰۃ دی جائے گی تو زکوٰۃ فرض ہونے کے وقت مقامی بازار کی قیمت کے حساب سے ہو گی۔ جانوروں کی صُورت میں ہر قسم کے جانور مراد ہیں بشرطیکہ وہ برائے فروخت ہوں۔

اگر مالِ تجارت نصابِ زکوٰۃ سے کم ہے لیکن نقد روپیہ یا سونا چاندی موجود ہے تو سب کو ملا کر دیکھا جائے کہ اگر مجموعہ نصاب کے مطابق ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کرنی فرض ہے۔

خرید و فروخت میں استعمال ہونے والے معاون و مددگار سامان پر زکوٰۃ نہیں ہے مثلاً الماریاں، شوکیس، فرنیچر، پنکھے، ہیٹر، ایئر کنڈیشنر یا دوکان کے سامانِ سجاوٹ پر زکوٰۃ نہیں۔ زکوٰۃ تو صرف فروخت کیے جانے والے سامان پر ہے۔

کرایہ پر دی جانے والی ہر چیز مثلاً مکانات و دکانات و کراکری، دریاں، تمبو وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں۔ لیکن اُن سے حاصل ہونے والی کرایہ کی آمدنی پر زکوٰۃ ہے بشرطیکہ وہ آمدنی سال بھر پاس رہے۔

اُونٹوں کی زکوٰۃ

پانچ سائمہ اُونٹوں پر زکوٰۃ = پُورے ایک سال یا زیادہ عمر کی ایک بکری یا بکرا

۹ ″ ″ ″ = ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″

۱۰ ″ ″ ″ = ″ ″ ″ ″ ″ دو بکریاں یا بکرے

۱۴ ″ ″ ″ = ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″

۱۵ ″ ″ ″ = ″ ″ ″ ″ ″ ۳ بکریاں یا بکرے

۲۵ اُونٹوں تک ہر پانچ اُونٹوں پر ایک بکری یا بکرا بڑھاتے جائیں اور جب پُورے ۲۵ اُونٹ ہو جائیں تو پھر بکری یا بکرا نہیں دیا جائے گا بلکہ "بنت مخاض" زکوٰۃ میں دی جائے گی۔ بنتِ مخاض اُونٹ کی اُس بچّی کو کہتے ہیں جو عمر میں پُورے ایک سال کی ہو کر دوسرے سال میں لگی ہو۔ ۳۵ اُونٹوں تک بنتِ مخاض زکوٰۃ میں دی جائے گی۔

اگر اُونٹ ۳۶ عدد سے لے کر ۴۵ عدد تک ہوں تو اُن کی زکوٰۃ میں "بنتِ لبُون" دی جائے گی۔ بنتِ لبُون اُونٹ کی اُس بچّی کو کہتے ہیں جو اپنی عمر کے دو سال پُورے کر کے تیسرے سال میں لگی ہو۔

۴۶ سے ۶۰ اُونٹوں تک کی زکوٰۃ ایک "حقہ" ہے۔ حقہ اُس اُونٹنی کو کہتے ہیں جو اپنی عمر کے تین سال پُورے کر کے چوتھے سال میں لگی ہو۔

۶۱ سے ۷۵ اُونٹوں تک کی زکوٰۃ ایک "جذعہ" ہے۔ جذعہ وہ اُونٹنی ہے جس کی عمر پُورے چار سال ہو کر پانچویں سال میں لگ چکی ہو۔

۷۶ سے لیکر ۹۰ اونٹوں تک کی زکوٰۃ دو عدد "بنت لبُون" ہیں۔

۹۱ سے لیکر ۱۲۰ اُونٹوں تک کی زکوٰۃ دو عدد "حقہ" ہیں۔

اگر اُونٹوں کی تعداد مزید بڑھ جائے تو زکوٰۃ کا ابتدائی حساب پھر سے شروع کر کے ساتھ ملاتے جائیں۔ یعنی ۱۲۵ اُونٹوں پر زکوٰۃ دو عدد حقہ اور ایک بکری یا بکرا ہوگا۔

۱۳۰ پر دو حقہ اور دو بکریاں

۱۳۵ پر دو حقہ اور تین بکریاں

۱۴۰ پر دو حقہ اور چار بکریاں

۱۴۵ پر دو حقہ اور ایک بنتِ لبون

۱۵۰ پر تین حقہ زکوٰۃ ہوگی۔

اگر اُونٹوں میں مزید اضافہ ہو جائے تو پھر اَز سرِ نو زکوٰۃ کا اِبتدائی حساب ساتھ ملاتے جائیں۔

گائے بھینس کی زکوٰۃ

زکوٰۃ کے معاملے میں گائے اور بھینس ایک ہی حکم میں آتی ہیں۔ اِن دونوں کا نصاب اور شرح ایک ہی ہے۔ گائے اور بھینس اگر ملی جُلی ہوں تو زکوٰۃ اُس جانور سے ادا کی جائے گی جو تعداد میں زیادہ ہوں گے۔ مثلاً اگر گائیں، بھینسوں سے زیادہ ہوں گی تو زکوٰۃ میں گائے دی جائے گی اور اگر بھینسیں زیادہ ہوں گی تو زکوٰۃ بھینسوں سے دی جائے گی اور اگر گائیں اور بھینسیں تعداد میں برابر ہوں تو اختیار ہے کہ چاہے گائے دے دے، چاہے بھینس دے دے۔

۳۰ عدد سے کم گائے بھینس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ پُوری ۳۰ عدد گائے بھینس پر اُن کا ایک بچّہ جو عمر میں پُورے ایک سال کا ہو چکا ہو زکوٰۃ میں دینا فرض ہے۔

۳۰ سے ۳۹ عدد گائے بھینس پر زکوٰۃ اُن کا ایک سالہ بچّہ ہے۔

۴۰ سے لیکر ۵۹ عدد گائے بھینس پر زکوٰۃ اُن کا دو سالہ بچّہ ہے۔

۶۰ عدد گائے بھینسوں پر زکوٰۃ اُن کے ایک ایک سال کے دو بچّے ہیں۔

۶۰ سے اُوپر ہر ۳۰ پر ایک سالہ بچّے کا اضافہ ہوگا اور ہر چالیس پر دو سالہ بچّے کا اضافہ ہوگا۔

مثال کے طور پر ۷۰ عدد گائیوں پر دو نصاب ہوں گے ایک تیس عدد کا،

Marfat.com

دوسرا ۴۰ عدد کا۔ اِس لیے ۷۰ گایوں کی زکوٰۃ دو بچے زکوٰۃ میں دینے ہوں گے ایک بچہ ایک سالہ اور ایک بچہ دو سالہ۔

۸۰ عدد گایوں پر ۴۰، ۴۰ کے دو نصاب لاگو ہوں گے۔ یعنی ۸۰ گایوں کی زکوٰۃ دو عدد دو سالہ بچے ہوں گے۔

اِسی طرح ۹۰ عدد گایوں پر ۳۰، ۳۰ کے تین نصاب لاگو ہوں گے یعنی ۹۰ گایوں پر تین عدد ایک سالہ بچے زکوٰۃ میں دینے ہوں گے۔

بکریوں کی زکوٰۃ

بھیڑ، بکری، دُنبہ، بکرا ایک ہی حکم میں ہیں لہٰذا جہاں بکری کا لفظ آئے گا، وہاں یہ سب مراد ہوں گے۔ ۴۰ عدد سائمہ بکریوں پر زکوٰۃ فرض ہے، ۴۰ عدد سے کم بکریوں پر زکوٰۃ نہیں ہے اگر ۴۰ عدد سائمہ بکریاں کسی شخص کے پاس ایک سال تک رہ جائیں تو اُس پر ایک بکری زکوٰۃ میں دینا فرض ہے۔

۴۰ عدد سے ۱۲۰ عدد بکریوں پر صرف ایک بکری زکوٰۃ ہے۔

۱۲۱ عدد سے ۲۰۰ عدد بکریوں پر دو بکریاں زکوٰۃ ہے۔

۲۰۱ عدد سے ۳۰۰ عدد بکریوں پر تین بکریاں زکوٰۃ ہے۔

۳۰۱ عدد سے ۴۰۰ عدد بکریوں پر چار بکریاں زکوٰۃ ہے۔

پھر اس کے بعد ہر ۱۰۰ پر ایک بکری زکوٰۃ اضافہ کرتے جائیں۔

زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جانور کم از کم سال بھر عمر کے ہوں۔ اگر سب کے سب ایک سال کی عمر سے کم عمر کے ہوتے تو اُن پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔ البتہ اگر اُن میں سے صرف ایک بھی پُورے سال کی عمر کا ہو تو پھر سب کو سال بھر کا تصور کیا جائے گا۔ اِس لیے اُن پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

عُشر

لغوی طور پر عشر کے معنی "دسواں حصّہ" ہے لیکن شریعت کی اِصطلاح میں عشر اُس زکوٰۃ کو کہا جاتا ہے جو زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار پر فرض کی گئی ہے. جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :-

وَهُوَ الَّذِیٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْاؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ○

(پ الانعام ۱۴۲)

ترجمہ "اور وہی اللہ ہے جس نے پیدا کیے باغ کہ کچھ تو زمین پر بچھے ہوئے ہیں اور کچھ بچھے ہوتے نہیں ہیں۔ اور پیدا کیے کھجور اور کھیتی جس میں رنگ برنگے کھانے ہیں اور پیدا کیے زیتون اور انار جو کسی معاملے میں تو ایک دوسرے سے مِلتے جُلتے ہیں اور کسی معاملے میں ایک دوسرے سے الگ الگ. تو جب وہ پھل لے آئیں تو اُن کے پھل کھاؤ اور جس دن کٹائی ہو، اُس کا حق (زکوٰۃ) ادا کرو۔ اور اسراف نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا"

اتفاقِ رائے سے مفسرینِ کرام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت مُبارکہ عشر کی فرضیت سے متعلق ہے. حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام نے فرمایا :-

Marfat.com

"جس زمین کو آسمان نے یا چشموں نے سیراب کیا یا جسے نہر کے
پانی سے بلا معاوضہ سیراب کیا جاتا ہو، اس پر عُشر ہے اور
جس زمین کو جانور پر لاد کر پانی دیا جاتا ہو، اُس میں نصف
عُشر ہے۔"

ائمۂ فقہ کا فرمان ہے کہ بارش سے سیراب ہونے والی زمین یا چشموں، پہاڑی ندی نالوں اور کسی نہر سے بلا معاوضہ سیراب ہونے والی زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ کُل پیداوار کا دسواں حصّہ ہے۔ لیکن کنوئیں کے ڈول یا چرخی سے سیراب ہونے والی زمین، خریدے ہوئے پانی سے سیراب ہونے والی زمین، بار برداری کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین، ٹیوب ویل کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین یا حکومت کے آبیانہ والی نہروں سے سیراب ہونے والی زمین کی پیداوار پر کل پیداوار کا بیسواں حصّہ زکوٰۃ فرض ہے۔

عشر کی فرضیت کے لیے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں بلکہ مجنون و نابالغ کی زمین کی پیداوار پر بھی عشر فرض ہے۔ اور عشر ہر فصل پر فرض ہے چاہے سال میں جتنے فصل بھی ہوں اور پیداوار کی مقدار جتنی بھی ہو، اُس پر عشر فرض ہے۔ پیداوار زیادہ ہو یا کم ہر حال میں اُس کی زکوٰۃ ادا کرنی ہے۔ عشر زمین کی کل پیداوار کا دینا فرض ہے۔ پیداوار میں سے کسی قسم کے مصارف نہیں کاٹے جائیں گے۔ ہر قسم کی پیداوار پر عشر ہے، چاہے پیداوار اناج میں سے ہو یا پھلوں اور پھولوں میں سے ہو یا میوہ جات و سبزیات میں سے ہو بلکہ عشری زمین کے شہد پر بھی عشر فرض ہے۔

عشر زمین کو کاشت کرنے والے کے ذمے ہے۔ کاشت کار خواہ مالک ہو یا مزارع ہو یا ٹھیکیدار ہو۔

پھلوں اور میووں کی زکوٰۃ اُن کے پکنے پر ہی لی جا سکتی ہے۔ پھل و میوے اگر پکنے سے پہلے ضائع ہو جائیں تو اُن پر کوئی زکوٰۃ لاگو نہیں ہوگی۔

زمین کے درخت یا درختوں سے نکلنے والی گوند پر عشر فرض نہیں ہے۔ زمین کی ایسی پیداوار کہ جس سے فائدہ حاصل نہیں کیا جاتا مثلاً گھاس، نرکل جھاؤ وغیرہ پر بھی

عشر فرض نہیں۔ اور اگر اُن سے منافع حاصل کیا جاتا ہو تو اُن پر بھی عشر فرض ہے۔ گھر کے صحن وغیرہ میں کاشت کی جانے والی چیزوں پر عشر فرض نہیں ہے۔

زکوٰۃ کے مصارف

اللہ تعالیٰ نے صدقہ و زکوٰۃ کے مال کی تقسیم کے متعلق ایک حکم نامہ جاری کرتے ہوئے فرمایا :-

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ (پ التوبہ ۶۰)

ترجمہ "بے شک صدقات (اموالِ زکوٰۃ) فقراء اور مساکین کے لیے ہیں اور عاملینِ زکوٰۃ (زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر حضرات) کے لیے ہیں اور اسلام کی طرف مائل افراد کی تالیفِ قلب کے لیے ہیں اور غلاموں کی گردنیں آزاد کرانے کے لیے ہیں اور قرضداروں کے لیے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے ہیں اور مسافر کے لیے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

اس حکم نامے میں اللہ تعالیٰ نے آٹھ قسم کے لوگوں کو زکوٰۃ لینے کا مستحق قرار دیا ہے :-

(۱) پہلی قسم میں فقراء آتے ہیں۔ فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور نہ وہ کوئی کسب کر سکتا ہو۔ جس کے پاس پورے دن کی خوراک موجود ہو اور اُس کے جسم پر کپڑے بھی پورے ہوں وہ فقیر نہیں ہے۔ اور اگر اُس کے پاس نصف دن کی خوراک سے زیادہ خوراک

Marfat.com

نہیں اور نہ ہی اُس کے تن کے کپڑے پُورے ہیں تو وہ فقیر ہے۔ اگر وہ کسی ہتھیار یا آلے سے کسب کرنا جانتا ہو مگر اُس کے پاس آلہ و ہتھیار نہیں ہے تو وہ تب بھی فقیر ہے۔ اِسی طرح اگر کوئی طالب علم ہے اور وہ روزی کمانے کا ہنر بھی جانتا ہے مگر روزی کمانے سے اُس کی تعلیم کا حرج ہوتا ہے تو وہ طالب علم بھی فقیر ہے۔ اِس قسم کا اصلی فقیر اگر نہ مل سکے تو کسی عیال دار درویش کو تلاش کیا جائے اور اُس کے بچوں کو فقیر تسلیم کر کے اُس کو مالِ زکوٰۃ کا حصّہ ادا کیا جائے۔

(۲) دوسری قسم مساکین کی ہے۔ اور مسکین وہ ہے کہ جس کی آمدنی اُس کے اخراجات سے کم ہو، خواہ اُس کے پاس مکان و کپڑے اور گھریلو سامان موجود ہو۔ لیکن اگر ایک سال کا خرچ اُس کے پاس نہ ہو اور اُس کا ذریعۂ معاش اُس کی کفالت کو پُورا نہ کر رہا ہو تو اُس کو مالِ زکوٰۃ میں سے اِتنا دینا روا ہے کہ جس سے اُس کی سال بھر کی کفالت ہو جائے اور اگر اُس کے گھر میں اُس کی ضرورت سے زیادہ چیزیں موجود ہوں تو وہ مسکین نہیں ہے اُنہیں بیچ کر اپنا گزارہ کرے۔

(۳) تیسری قسم عاملینِ زکوٰۃ ہے یعنی وہ افراد جن کے ذمّے زکوٰۃ کی تحصیل و تقسیم ہو وہ بھی اپنی مزدوری (تنخواہ) مالِ زکوٰۃ میں سے لے سکتے ہیں، لیکن ہاشمی سیّد کو تنخواہ مالِ زکوٰۃ میں سے نہ دی جائے کہ مالِ زکوٰۃ ہاشمی سیّد پر حرام ہے وہ اِس لیے کہ مالِ زکوٰۃ مومنوں کے مال کی میل کچیل ہے۔ لہٰذا ہاشمی سادات کے شرف کو اِس میل کچیل سے محفوظ رکھا جائے۔ اِسی طرح کافروں کو بھی زکوٰۃ کا مال قطعاً نہ دیا جائے کہ وہ تو اِس قابل بھی نہیں کہ اُنہیں مومنوں کی مَیل ہی عطا کی جائے۔ عاملِ زکوٰۃ اگر غنی بھی ہو تو اُسے مالِ زکوٰۃ میں سے تنخواہ لینا جائز ہے۔

(۴) چوتھی قسم مؤلفۃِ قلوب کی ہے۔ یہ وہ باحشمت لوگ ہوتے ہیں جو نئے نئے اِسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ اُن کی دل جوئی کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اُن کا حصّہ رکھ دیا ہے۔ اِس طرح وہ اِسلام کے ضابطۂ حیات کو اپنانے میں کئی پریشانیوں سے بچ جاتے ہیں علاوہ ازیں اُن کو اسلام میں خوشحال دیکھ کر دوسرے غیر مسلم اِسلام کی طرف راغب

Marfat.com

ہوتے ہیں۔

۵ پانچویں قسم اُن غلاموں اور لونڈیوں کی ہے جو اپنے مالک سے خود کو خرید کر قسط وار آزاد کرا رہے ہوتے ہیں۔ اُن کو مالِ زکوٰۃ میں سے حصّہ دے کر آزاد کرایا جا سکتا ہے۔

۶ چھٹی قسم اُن قرضداروں کی ہے جو کسی نیک یا اصلاحی مقاصد کے لیے خرچ کرتے کرتے مقروض ہو چکے ہوں اور وہ قرضہ ادا کرنے سے معذور ہوں۔ البتہ یہاں بھی دیکھا جائے کہ قرضدار ہاشمی سادات میں سے نہ ہو۔

۷ ساتویں قسم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہدین کی ہے۔ اِن میں ہر قسم کے مجاہدین کی ضروریات پوری کرنے کے لیے مالِ زکوٰۃ کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے چاہے مجاہد زبان کے ذریعے جہاد کر رہا ہے یا قلم کے ذریعے، تلوار سے یا بھاگ دوڑ کی محنت سے۔ مطلب یہ کہ دینِ حق کے قیام و استحکام، اُس کی اشاعت و تبلیغ اور اُس کی ریاست کی حفاظت و دفاع کے لیے تمام کوششیں جہاد کہلاتی ہیں اور اِن کوششوں میں مصروف حضرات مجاہدین ہیں۔ اور جن مجاہدین کو بیت المال سے کچھ نہ ملتا ہو خواہ وہ امیر ہی کیوں نہ ہوں وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ کم از کم زادِ سفر اُن کو زکوٰۃ سے ادا کیا جائے۔

۸ مستحقینِ زکوٰۃ کی آٹھویں قسم میں وہ مسافر شامل ہے جس کے پاس زادِ راہ ختم ہو چکا ہو یا کم ہو چکا ہو۔ مسافر چاہے بنیادی طور پر امیر اور خوش حال ہو لیکن دورانِ سفر اگر مالی امداد کا محتاج ہو گیا ہو تو مالِ زکوٰۃ سے اُس کی مدد کر دی جائے۔

زکوٰۃ کا مستحق ثابت کرنے کے لیے اگر کوئی خود کو فقیر یا مسکین بتلائے تو اُس کی بات کو مان لینا روا ہے جب تک کہ اُس کا جھوٹ بولنا قطعی ثابت نہ ہو جائے اگر مسافر سفر پر نہ جائے اور مجاہد جہاد پر نہ جائے تو اُن کو دیا ہوا مالِ زکوٰۃ واپس لے لیا جائے۔

صحیح مستحقِ زکوٰۃ کی تلاش میں پانچ قسم کے لوگوں کو ترجیح دی جائے تو

Marfat.com

بہت خوب رہے گا۔

① رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمان ہے :۔

"طعام پرہیز گاروں کو دینا چاہیئے"

اس لیے زکوٰۃ کے لیے کوئی پرہیز گار و متقی درویش یا فقیر تلاش کیا جائے، تاکہ مالِ زکوٰۃ اُس کی عبادت و طاعت میں معاون و مددگار ثابت ہو۔

② زکوٰۃ لینے والا کوئی طالب علم ہو تاکہ مالِ زکوٰۃ اُس کے حصُولِ علم میں معاون و مددگار ثابت ہو۔

③ زکوٰۃ لینے کے ایسے مستحق شخص کو تلاش کیا جائے جس نے اپنی مفلسی و ناداری کو تجمّل و بے نیازی کے پردے میں چھپا رکھا ہو اور زکوٰۃ کا مُستحق ہونے کے باوجود زکوٰۃ لینے میں عار محسُوس کرتے ہوئے سوال نہ کرتا ہو۔

④ زکوٰۃ کے لیے ایسے مستحق افراد کو تلاش کیا جائے جو عیال دار یا بیمار ہوں، کیونکہ زکوٰۃ لینے والا جتنا زیادہ محتاج اور خستہ حال ہوگا، دینے والے کو اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا۔

⑤ ایسے غریب افراد جو زکوٰۃ دینے والے کے رشتہ دار ہوں تو ایسے لوگوں کو دینا صدقہ بھی ہے اور صلۂ رحمی بھی ہے۔

اور اگر کوئی حاجت مند مندرجہ بالا تمام صفات کا حامل ہو یا بیشتر صفات اُس میں پائی جاتی ہوں تو ایسے شخص کو زکوٰۃ دینا سب سے بہتر و افضل ہے کیونکہ ایسے لوگوں کی دُعائیں دینے والے کے لیے حصار کا کام دیتی ہیں۔

زکوٰۃ و صدقات کی عجیب و غریب رمز

اللہ تبارک و تعالیٰ نے کچھ بندوں کو مال کا محتاج بنا دیا ہے اور کچھ کو بہت سارا مال عطا فرمایا ہے، لیکن محتاج اُنہی کو بنایا ہے جن پر لطف و کرم زیادہ کرنا مقصُود تھا کہ وہ معاملاتِ دُنیا سے فارغ ہو کر قربِ الٰہی کی خاطر عبادت میں مصرُوف رہیں اور دُنیا داری

Marfat.com

کا کام بوجھ اور محنت و مشقت اور اُس کی حفاظت کی عام ذمہ داری امیروں پر ڈال دی اور اُنہیں حکم دے دیا کہ وہ اُس کے عزیز بندوں کو اُن کی ضروریات کے مطابق بہم پہنچاتے رہیں تاکہ اللہ کے وہ عزیز بندے کاروبارِ دُنیا سے آزاد اور یک سُو ہو کر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہ سکیں۔ جس طرح دُنیا کے بادشاہ جن لوگوں کو ہر وقت اپنی خدمت میں حاضر رکھنا چاہتے ہیں تو اُنہیں کسبِ دُنیا سے بے نیاز کر دیتے ہیں اور کسانوں، مزدوروں اور اہلِ بازار کو بے گاری بنا کر اور اُن سے ٹیکس وغیرہ لے کر اپنے ان مصاحبین کو تنخواہیں دیا کرتے ہیں، اِسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے مقربین کو کسبِ دنیا سے بے نیاز رکھنے کے لیے کاروباری حضرات اور مال دار لوگوں سے اُنہیں ٹیکس دِلواتا ہے۔ وہ اپنے خواص کی تمام عوام سے خدمت کرواتا ہے۔ اُس نے امیروں اور مالدار لوگوں کو اپنے محبُوب درویشوں اور فقیروں کے لیے مسخر کر دیا ہے۔ وہ مالداروں سے لے کر اپنی بارگاہ کے مقبول مصاحبین کو دیتا ہے۔ مالدار اپنا مال اپنے مالک و خالق کے ہاتھ میں دیتے ہیں اور درویش و فقراء اللہ کے ہاتھ سے لیتے ہیں۔ مالداروں کا فقراء پر کوئی احسان نہیں ہے کیونکہ مالداروں سے فقراء کو دلوانے والا اللہ ہے۔ اِس لیے فقراء اللہ ہی کا احسان مان کر اُس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشادِ مُبارک ہے:۔

> "جو کوئی تمہارے ساتھ نیکی کرے تم بھی جواب میں اُس کے ساتھ نیکی کرو۔ اور اگر نیکی نہ کر سکو تو اُس کے حق میں اِس قدر دُعا کرو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اُس کا بدلہ پُوری طرح ادا کر چکے ہو۔"

اِس لیے فقراء کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جب اُنہیں کچھ دیا جاتا ہے تو وہ دینے والے کے حق میں اِس طرح دُعا گو ہوتے ہیں:۔

> "پاک کرے اللہ تعالیٰ تیرے دل کو نیکو کاروں کے دل کی طرح، تیرے اعمال کو نیکو کاروں کے اعمال کی طرح، اور رحمت کرے تیری روح پر شہیدوں کی روح کی طرح۔"

زکوٰۃ کے ضروری مسائل

(۱) کسی صاحبِ نصاب آدمی کے مال پر زکوٰۃ اُس وقت فرض ہوتی ہے کہ جب مال اُس کے پاس ایک سال تک باقی رہے۔ اور اگر مال ایک سال سے کم عرصہ اُس کے پاس رہے تو اُس پر زکوٰۃ دینا واجب نہیں۔

(۲) اگر کسی کے پاس بقدرِ نصاب مال ہو، کچھ عرصہ کے بعد مال نصابِ زکوٰۃ سے کم ہوجائے اور سال کے اختتام تک نصاب سے کم ہی رہے تو اُس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۳) اگر کوئی سال کے اوّل و آخر میں تو صاحبِ نصاب رہے مگر سال کے درمیانی عرصہ میں صاحبِ نصاب نہ رہے تو اُس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(۴) اگر کسی صاحبِ نصاب کا سارا مال ضائع ہوجائے یا کسی صورت میں اُس کے پاس سے جاتا رہے اور کچھ عرصہ بعد وہ دوبارہ صاحبِ نصاب ہوجائے تو جب سے وہ دوبارہ مالدار ہوا ہے تب سے اُس کا سال شروع کیا جائے گا اور سال ختم ہونے پر اُسے زکوٰۃ دینا لازم ہوگا۔

(۵) اگر کوئی صاحبِ نصاب تو ہے لیکن جتنا مال اُس کے پاس ہے اُتنے مال کا وہ قرضدار بھی ہے تو اُس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۶) اگر کسی قرضدار کے پاس اتنا مال ہو کہ قرض ادا کرنے کے بعد بھی وہ صاحبِ نصاب رہے گا تو اُس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(۷) کسی صاحبِ نصاب مالدار کے مال میں سال کے اختتام تک مزید اضافہ ہوجائے تو اُس کے سارے مال پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

(۸) گھریلو سامان مثلاً کھانے پکانے، پینے پلانے، کپڑے دھونے، سونے بیٹھنے اور رہنے سہنے کا تمام سامان اور پہننے کے کپڑے، رہنے سہنے کا مکان وغیرہ سب پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے چاہے سامان کتنا ہی زیادہ ہو اور چاہے وہ استعمال ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو۔

⑨ کسی عورت کا اپنے شوہر کے ذمّہ واجب الادا حقِ مہر ہو اور کبھی اُسے مل جائے تو جب سے اُسے ملے گا اُس وقت سے سال شمار کر کے پُورا سال ہونے پر اُس پر زکوٰۃ فرض ہو گی۔

⑩ اگر کوئی صاحبِ نصاب مالدار سال گزرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دے تو یہ بھی جائز ہے۔ لیکن اگر وہ صاحبِ نصاب مالدار تو نہیں لیکن اُسے کہیں سے مال ملنے کی اُمید ہے اور اِس اُمید پر وہ زکوٰۃ دے دیتا ہے تو یہ دُرست نہیں۔ زکوٰۃ نہ ہو گی۔

⑪ اگر کوئی مالدار آدمی کئی سال کی پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن اگر بعد میں کسی سال اُس کے مال میں اضافہ ہو جائے تو اضافہ شُدہ مال کی زکوٰۃ اُسے دینی ہو گی۔

⑫ کسی مالدار پر زکوٰۃ فرض ہو چکی تھی اور ابھی اُس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی کہ اُس کا سارا مال چوری ہو گیا یا کسی اور ذریعے سے جاتا رہا تو زکوٰۃ معاف ہو گئی۔ لیکن اگر خود اپنا مال کسی کو دے دیا یا اپنی مرضی سے اُسے ضائع کر دیا تو زکوٰۃ معاف نہ ہو گی۔

⑬ زکوٰۃ فرض ہو جانے کے بعد اگر کوئی اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خیرات کر دے تو زکوٰۃ معاف ہو گئی۔

⑭ زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد اگر کسی کا کچھ مال چوری ہو گیا یا اُس نے خود خیرات کر دیا تو بقایا بچ جانے والے مال کی زکوٰۃ ہو گی۔

⑮ زکوٰۃ کا مال کسی مُستحق کو دیتے وقت زکوٰۃ دینے کی نیت کرنا ضروری ہے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔

⑯ نیت کے بغیر کسی فقیر کو مالِ زکوٰۃ دے دیا تو جب تک فقیر نے وہ مال خرچ نہیں کیا، اس وقت تک نیت کر لے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اگر فقیر خرچ کر چکا تو زکوٰۃ دوبارہ ادا کرنا ہو گی۔

⑰ اگر کوئی زکوٰۃ دینے کی نیت سے مالِ زکوٰۃ علیحدہ کر لیتا ہے تو فقیر کو دیتے وقت اگر زکوٰۃ دینے کی نیت نہ کر سکے تو تب بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

Marfat.com

(۱۸) زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ چاہے تو سب مال ایک ہی مستحق کو دے دے چاہے تو کئی مُستحقوں میں بانٹ دے، چاہے ایک ہی مرتبہ دے دے، چاہے تھوڑا تھوڑا کر کے مختلف اوقات اور مختلف دنوں میں دے دے۔

(۱۹) بہتر تو یہ ہے کہ ایک مستحق کو کم از کم اتنا تو دے کہ اُس کا ایک دن کا گزارہ ہو جائے۔

(۲۰) ایک ہی مُستحق کو اتنا مال دے دیا کہ جتنے مال پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے، تو زکوٰۃ ادا ہو گئی لیکن مکرُوہ ہے۔

(۲۱) اگر کسی قرض مانگنے والے کو بظاہر قرض دے مگر دل میں زکوٰۃ کی نیت کر کے مالِ زکوٰۃ میں سے دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی چاہے زکوٰۃ والا اُسے قرض ہی سمجھتا رہے۔

(۲۲) دل میں زکوٰۃ دینے کی نیت کر کے مالِ زکوٰۃ کسی مُستحق کو انعام میں دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

(۲۳) اپنے کسی مقروض کو زکوٰۃ کی نیت سے قرض معاف کر دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ مقروض کو پہلے زکوٰۃ دے اور پھر اُس سے قرض مانگ لے۔

(۲۴) کسی اور کو مالِ زکوٰۃ دے کر کہہ دیا کہ تم میری طرف سے مستحقین کو زکوٰۃ دے دو تو وہ اگر زکوٰۃ دیتے وقت نیت نہ بھی کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۵) اگر آپ نے کسی کو دس روپے دیئے کہ تم میری طرف سے کسی کو زکوٰۃ میں دے دو تو اگر آپ کے دیئے ہوتے روپے اُس کے پاس موجُود ہوں اور وہ زکوٰۃ دیتے وقت اپنی ملکیت کے دس روپے دے دیتا ہے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی لیکن اگر آپ کے دیئے ہوئے روپے تو وہ خرچ کر دے اور پھر اُن کے بدلے اپنی جیب سے وہ دس روپے زکوٰۃ میں دے دے تو زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ اور اگر آپ کے روپے پاس ہونے کے باوجُود اُس نے اُن کے بدلے اپنی جیب کے روپے زکوٰۃ میں دے دیئے مگر یہ نیت نہ کی کہ آپ کے روپے بدلے میں رکھے گا تو تب بھی زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔

(۲۶) اگر آپ نے کسی کو رقم دیئے بغیر کہہ دیا کہ تم میری طرف سے زکوٰۃ ادا کر دینا

Marfat.com

اُس نے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا ہو گئی لیکن وہ آپ سے وصول کرلے۔

(۲۷) اگر آپ کے حکم و اجازت کے بغیر کسی نے آپ کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دی تو نہ تو وہ زکوٰۃ ادا ہوئی اور نہ وہ آپ سے مانگنے کا حقدار ہے۔

(۲۸) اگر آپ نے کسی کو زکوٰۃ دینے کے لیے رقم دی۔ اب اُسے اختیار حاصل ہے کہ وہ خود کسی کو زکوٰۃ دے دے یا کسی اور کے ذمے یہ کام لگادے، اور وہ آدمی اگر اپنے ماں باپ یا کسی اور رشتہ دار کو مستحق دیکھ کر زکوٰۃ دے دے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ لیکن اگر وہ خود مُستحقِ زکوٰۃ ہے تو وہ اپنے آپ نہیں لے سکتا۔ البتہ اگر آپ نے رقم دیتے وقت یہ کہہ دیا تھا کہ جیسا چاہو کر لینا اور جسے چاہو دے دینا تو وہ آپ بھی لے سکتا ہے۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے

(۱) مالِ زکوٰۃ اپنے والدین اور اپنی اولاد کو نہیں دیا جا سکتا۔ والدین سے مُراد ماں باپ، دادی دادا، پردادی پردادا، نانی نانا، پرنانی پرنانا وغیرہ ہیں اور اولاد سے مُراد بیٹیاں، بیٹے، پوتیاں پوتے، پڑپوتیاں پڑپوتے، دُوہتیاں دوہتے، پڑدوہتیاں پڑدوہتے وغیرہ ہیں۔

(۲) مندرجہ بالا رشتہ داروں کے علاوہ جتنے رشتہ دار ہیں، اُن کو زکوٰۃ دینا جائز بھی ہے اور صلۂ رحمی بھی ہے۔ مثلاً بہن بھائی اُن کی اولاد، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اور اُن کی اولاد، سوتیلے ماں باپ، ساس، خُسر وغیرہ سب رشتہ داروں کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے۔

(۳) کسی مالدار باپ کی نابالغ اولاد کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی لیکن بالغ اولاد اگر مُستحقِ زکوٰۃ ہو تو اُسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

(۴) وہ نابالغ بچہ کہ جس کا والد مالدار نہیں ہے لیکن اُس کی والدہ مالدار ہے تو اُس بچے کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

(۵) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد چاہے وہ سادات یعنی سیّد ہوں

Marfat.com

یا علوی اعوان ہوں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کو زکوٰۃ اور ہر قسم کا واجب صدقہ دینا نا جائز ہے۔ واجب صدقہ سے مراد، نذر کا صدقہ، کفارہ کا صدقہ، عشر اور صدقۂ فطر ہے۔ اِس کے علاوہ ہر قسم کی خیرات دی جا سکتی ہے۔

(۶) شریعت میں جو شخص بقدرِ نصاب مال رکھتا ہو وہ مالدار ہے، اُسے زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

(۷) رہنے سہنے کا گھر، پہننے کے کپڑے، گھریلو نوکر چاکر، گھر میں استعمال میں آنے والا ہر قسم کا سامان، پڑھنے سمجھنے کی کتابیں وغیرہ سب گھریلو اسباب میں شامل ہے۔ یہ اسباب چاہے جتنی بھی قیمت کا ہو اِس کے ہونے سے کوئی مالدار نہیں ہے، اِس لیے اُسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

(۸) اگر کسی کے پاس چند مکانات یا دوکانیں ہیں جن کے کرایہ سے اُس کی گزر بسر ہوتی ہو یا کچھ زرعی رقبہ ہے جس کی آمدنی پر اُس کا گزارہ ہے لیکن افرادِ خانہ کی کثرت کی وجہ سے تنگ دستی کا شکار ہے اور اُس کی ملکیت میں کچھ ایسا مال بھی نہیں جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو تو اُس کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

(۹) کسی کے پاس کچھ نقد رقم ہو لیکن جتنی رقم کا وہ مالک ہے اُتنی ہی رقم کا مقروض ہے تو اُسے بھی زکوٰۃ دینا جائز ہے اور اگر قرضے کی رقم کم ہے تو دیکھو کہ قرضہ کی رقم نکال کر جو رقم اُس کے پاس بچتی ہے وہ نصابِ زکوٰۃ سے کم ہے تو بھی اُسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

(۱۰) کسی کافر کو زکوٰۃ یا کوئی اور واجب صدقہ دینا نا جائز ہے۔ البتہ دوسری خیرات اُسے دی جا سکتی ہے۔

(۱۱) مالِ زکوٰۃ سے مسجد بنوانا، کسی مُردے کے کفن دفن کا بندوبست کرنا،

Marfat.com

مُردے کی طرف سے اُس کا قرضہ ادا کرنا یا کوئی اور نیک کام کرنا ہرگز دُرست نہیں۔

(۱۲) گھر کے نوکروں اور خدمت گاروں کو بھی اگر وہ مالدار نہیں ہیں تو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے لیکن اُس کا حساب تنخواہ میں نہ کیا جائے بلکہ تنخواہ کے علاوہ زکوٰۃ دی جائے اور اُنہیں زکوٰۃ کی نیّت سے انعام کے طور پر دی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

(۱۳) رضاعی ماں یا رضاعی بچے کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ جس بچے کو اپنی ماں کے علاوہ کوئی اور عورت اگر دودھ پلائے تو وہ بچہ دودھ پلانے والی عورت کا رضاعی بیٹا ہے اور وہ اُس کی رضاعی ماں ہے۔

(۱۴) جس عورت نے اپنے شوہر سے اتنا حقِ مہر لینا ہے کہ جس کے مِل جانے پر وہ مالدار ہو سکتی ہے لیکن اگر اُس کا خاوند غربت کی وجہ سے ادا نہیں کر سکتا، یا عورت نے اُسے معاف کر رکھا ہے یا وہ جان بُوجھ کر اُسے ادا کرتا نہیں تو اُس عورت کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر عورت کو یقین ہو کہ مطالبہ کرنے پر اُس کا خاوند فوراً اُس کا حقِ مہر ادا کر دے گا تو اس عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

(۱۵) اگر کسی کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مستحقِ زکوٰۃ نہیں تھا تو کوئی بات نہیں زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ ہاں زکوٰۃ لینے والے کو اگر معلوم ہو جائے کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے تو اُسے چاہیئے کہ وہ مالِ زکوٰۃ واپس کر دے۔

(۱۶) کسی کو مُستحقِ زکوٰۃ سمجھ کر زکوٰۃ دے دی لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ لینے والا کافر تھا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ دوبارہ ادا کرے۔

(۱۷) کسی نے اندھیرے میں کسی کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ لینے والا فرد اُن رشتہ داروں میں سے ہے جنہیں زکوٰۃ دینا ناجائز ہے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ لیکن لینے والے کو اگر معلوم ہو جائے کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے اور میں غیر مستحق ہوں تو اُسے چاہیئے کہ وہ مال لَوٹا دے۔

(۱۸) جس پر شبہ ہو کہ وہ مالدار ہے یا محتاج تو اُسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

(۱۹) مالِ زکوٰۃ تقسیم کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنے مستحق رشتہ داروں کا

خیال رکھا جائے۔ لیکن بہتر ہے کہ انہیں یہ بتاؤ کہ یہ مالِ زکوٰۃ ہے۔

(۲۰) ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ ہے لیکن اگر دوسرے شہر میں زیادہ مستحق رشتہ دار رہتے ہوں تو مکروہ نہیں ہے۔ اسی طرح کارِ دین میں مصروف دوسرے شہر کے مستحقین کو مالِ زکوٰۃ بھیجنا بھی مکروہ نہیں ہے۔

حج

حج کے معنی "زیارت کرنا" اور "ارادہ کرنا" ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں حج ایک مخصوص عبادت کا نام ہے جو بیتُ اللہ اور میدانِ عرفات میں ادا کی جاتی ہے۔
عبادتِ حج ہر اُس صاحبِ استطاعت مسلمان مرد و عورت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے جو عاقل و بالغ و تندرست اور آزاد ہو اور بیتُ اللہ شریف پہنچ سکتا ہو۔ حج دینِ اسلام کا پانچواں رُکن ہے۔ اِس کا منکر دائرۂ اِسلام سے خارج ہے اور اِس کا تارک اور شرعی عُذر کے بغیر یُونہی دیر کرنے والا سخت گنہگار، فاسق و فاجر اور مردُودُ الشہادت ہے۔ (یعنی اُس کی گواہی قابلِ قبول نہیں ہے)

فرضیتِ حج کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے:-

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۚ وَ مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ○

(پ۴ آل عمران ۹۶، ۹۷)

ترجمہ "بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر کیا گیا وہ مکہ میں ہے اور وہ بڑا برکت والا اور تمام جہانوں کے لیے مرکزِ ہدایت و راہنمائی ہے۔ اُس میں کھلی نشانیاں ہیں (جن میں سے ایک نشانی) مقامِ ابراہیم (علیہ السلام) ہے۔ جو اس گھر میں داخل ہوگیا وہ امن پا گیا۔ اور اللہ کی طرف سے اُن لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض کر دیا گیا ہے۔

جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں اور جو کوئی اِسے نہ مانے تو بے شک اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔"

مزید فرمانِ الٰہی ہے :-

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

(پ ۲ البقرہ ۱۹۷)

ترجمہ " حج کے جانے پہچانے چند مہینے ہیں۔ تو جو شخص اِن میں حج کی نیت کرے تو دورانِ حج نہ تو وہ کوئی بے حیائی کی بات (عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ) کرے، نہ کوئی گناہ کرے اور نہ کسی سے لڑائی جھگڑا کرے۔ اور تم جو بھی نیکی کا کام کرد تو اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے۔ اور تم اپنا زادِ راہ ساتھ لے کر چلو، لیکن (خُوب یاد رکھو) کہ سب سے بہتر زادِ راہ تقوا ہے، اِس لیے اے اہلِ شعُور! مجھ سے ڈرتے رہو۔"

دینِ اسلام میں حج کی اہمیت کا اندازہ اِس سے ہوجاتا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا :-

(۱) " جو شخص اِس حالت میں مَرے کہ اِستطاعت کے باوجود اُس نے حج نہ کیا ہو تو اُسے کہہ دو کہ وہ یہُودی ہو کر مَرے یا نصرانی، اللہ تعالیٰ کو اُس سے غرض نہیں۔"

(۲) " جس نے حج کیا اور پھر اپنے جسم کو فسق و فجُور سے آلُودہ نہ ہونے دیا، زبان کو بے ہُودہ اور ناشائستہ باتوں سے پاک

Marfat.com

رکھا تو وہ تمام گناہوں سے ایسے ہی پاک ہو گیا جیسا کہ پیدا ہونے کے دن پاک تھا۔"

(۳) "بہت سے گناہ ایسے ہیں کہ اُن کا کفارہ سوائے عرفات میں کھڑا ہونے کے ادا نہیں ہو سکتا۔"

(۴) "شیطان کو کسی اور دن اِتنا ذلیل و خوار نہ پاؤ گے جتنا کہ وہ روزِ عرفات میں ذلیل و حقیر ہوتا ہے کیونکہ اُس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور بڑے بڑے کبیرہ گناہوں کو بخش دیتا ہے۔"

(۵) "اگر کوئی شخص حج کے اِرادے سے گھر سے نکلتا ہے، اور راستے میں مرجاتا ہے تو قیامت تک ہر سال ایک حج اور عمرہ کا ثواب اُس کے حساب میں لکھا جاتا ہے، اور اگر کوئی مکہ یا مدینہ میں مرجاتا ہے تو اُس سے نہ تو کوئی بازپُرس ہوگی اور نہ ہی کوئی حساب لیا جائے گا۔"

(۶) "اِس سے بڑھ کر شدید گناہ اور کوئی نہیں کہ کوئی میدانِ عرفات میں کھڑا ہو کر یہ سوچے کہ اُس کی مغفرت نہیں ہوئی۔"

(۷) "اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر سال چھ لاکھ خُدا کے بندے حج کے لیے اِس گھر کی زیارت کرتے رہیں گے اور اگر کبھی بندوں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی تو فرشتے بھیج کر یہ تعداد پُوری کر لی جائے گی۔"

(۸) "قیامت کے دن خانہ کعبہ کو دُلہن کی طرح سجایا جائے گا اور اُس کی باقاعدہ جلوہ آرائی ہوگی، جس جس شخص نے حج کیا ہوگا، وہ اُس کے گرد طواف کرے گا اور اُس کے پردوں کو ہاتھ لگاتے گا، حتیٰ کہ کعبہ کو جنت میں لے جائیں گے اور

Marfat.com

اُس کے ہمراہ تمام حاجی بھی جنّت میں داخل ہو جائیں گے۔

⑨ "کسی سواری پر جانے والے حاجیوں سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں اور پیدل چلنے والے حاجیوں سے فرشتے گلے ملتے ہیں"

⑩ "سوار حاجی کے لیے اُس کی سواری کے ہر قدم پر ستر نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور پیدل چلنے والے حاجی کے لیے اُس کے ہر قدم پر سات سو (۷۰۰) نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے"

⑪ حاجی اور مجاہد اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگیں تو اُن کی دُعا قبول فرماتا ہے اور اگر وہ اللہ تعالےٰ سے مغفرت طلب کریں تو اُن کی بخشش فرماتا ہے۔" (ابن ماجہ)

⑫ "قیامت کے دن حاجی اپنے چار سو قریبی رشتہ داروں کی شفاعت کرے گا۔ اور حاجی اپنے گناہوں سے اِس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح کہ اُس دن پاک تھا جس دن اُس کی ماں نے اُسے جنم دیا تھا"

⑬ "حرام مال سے حج کرنے والا جب یہ عرض کرتا ہے" لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ "، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ وَحَجُّكَ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكَ"

یعنی "نہ تیری لبیک قبول ہے نہ تیری سعدیک قبول ہے اور تیرا حج تیرے مُنہ پر مارا جاتا ہے"

⑭ اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَاْمُرْهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ۔ (مسند امام احمد۔ بروایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

Marfat.com

ترجمہ "جب تم حاجی سے ملو تو اُسے سلام کرو، اُس سے مصافحہ کرو، اور اُس سے اپنے حق میں دُعا کراؤ اِس سے پہلے کہ وہ اپنے مکان کے اندر داخل ہو، اِس لیے کہ اُس کے گُناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔"

(۱۵) حضرت اَبُو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔ (بخاری)

ترجمہ "جس شخص نے اللہ کی خوشنُودی کی خاطر حج کیا (اِس طرح کہ) نہ تو اُس نے جماع کیا اور نہ ہی اُس نے کوئی گناہ کا کام کیا تو وہ اپنے گھر کو اِس طرح گناہوں سے پاک ہو کر لَوٹتا ہے گویا کہ اُس کی ماں نے اُسے ابھی جنم دیا ہے۔"

(۱۶) حضرت عبداللہ بن مسعُود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ.

(جامع ترمذی)

ترجمہ "حج اور عمرے یکے بعد دیگرے کیا کرو کیونکہ یہ دونوں فقر (تنگدستی) اور گناہوں کو اِس طرح ختم کر دیتے ہیں جس طرح کہ بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی کثافت کو ختم کر دیتی ہے اور ایسے پاکیزہ اور مقبول حج کا ثواب جنت کے علاوہ اور کوئی نہیں۔"

Marfat.com

(۱۷) حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:-

مَنْ خَرَجَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ غَازِیًا ثُمَّ مَاتَ فِیْ طَرِیْقِهٖ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَ الْغَازِیْ وَ الْحَاجِّ وَ الْمُعْتَمِرِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ (بیہقی)

ترجمہ ”جو شخص اپنے گھر سے حج یا عمرہ یا جہاد کی نیّت سے نکلا اور راستے میں مرگیا تو قیامت کے دن تک اُس کیلئے حج یا عمرہ یا غازی کا ثواب لکھا جاتا رہے گا۔“

ظاہری حج اور باطنی حج

دوسرے ارکانِ اسلام نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی طرح حج کی بھی ایک ظاہری صُورت ہے اور ایک باطنی صُورت ہے۔ اِن دونوں صُورتوں کے بیان میں سیدنا غوثُ الاعظم سید عبدالقادر جیلانی قدّس سرّہ العزیز رقم طراز ہیں:-

”ایک حجِ شریعت ہے اور دوسرا حجِ طریقت ہے۔ حجِ شریعت یہ ہے کہ شرائط وارکان کے ساتھ حج کیا جائے، حتّٰی کہ حج کا ثواب حاصل ہوجائے۔ اگر شرائطِ حج کی ادائیگی میں کوئی نقص واقع ہوجائے تو ثوابِ حج بھی ناقص ہوجاتا ہے اور حج فاسد ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔

ترجمہ ”اور حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے پُورا کرو“

حجِ شریعت کی شرائط یہ ہیں:-

(۱) احرام باندھنا (۲) مکہ شریف میں داخلہ (۳) طوافِ قدوم (۴) وقوفِ عرفہ (۵) مُزدلفہ میں شب بسری (۶)

Marfat.com

منیٰ میں قربانی کرنا ⑦ بیت الحرام میں داخلہ ⑧ طوافِ کعبہ، خانۂ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا ⑨ آبِ زم زم پینا ⑩ مقام ابراہیم علیہ السّلام پر دو رکعات واجب الطّواف پڑھنا۔ اِن شرائط کی ادائیگی کے بعد وہ سب باتیں حلال ہو جاتی ہیں جو احرام کی حالت میں ممنوع ہیں اِس حج کی جزاء دوزخ سے رہائی اور اللہ کے قہر سے امان ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔

ترجمہ "جو اِس میں داخل ہو گیا وہ اَمن پا گیا"

اور آخر میں طوافِ صدر یعنی بیتُ اللہ سے رُخصت ہونے کے وقت کا طواف ہے اور اُس کے بعد وطن کو واپسی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ حج نصیب کرے۔ آمین۔

حجِ طریقت میں سامانِ سفر یعنی زادِ راہ اور سواری یہ ہے کہ سب سے پہلے کسی صاحبِ تلقین مُرشدِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے اُس سے تلقین (باطنی تعلیم) حاصل کرے اور پھر زبان کے ساتھ دائمی ذِکر اللہ کرے اور ذکر اللہ کی حقیقت اور مقصد کو مدِ نظر رکھے یعنی تفکّر کے ساتھ ذکر اللہ کرے، اور ذکر اللہ سے مراد کلمۂ توحید "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا زبانی ذکر ہے اور پھر جب دل زندہ ہو جائے تو باطنی ذِکر اللہ میں مشغول ہو جائے حتیٰ کہ پہلے صفاتی اسماء کے دائمی ذکر سے اپنے باطن کا تصفیہ کرے تاکہ کعبۂ سِر جمالِ الٰہی صفاتی انوار کے ساتھ ظاہر ہو جائے۔ جیسا کہ ابراہیم و اسمٰعیل علیہم السّلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا:۔

"میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے خوب صاف ستھرا رکھو۔"

ظاہری کعبہ کا صاف ستھرا رکھنا مخلوق میں سے اُن لوگوں کے لیے ہے جو طواف کرنے والے ہیں لیکن باطنی کعبہ کی صفائی معائنۂ خالق کے لیے ہے، اُس ذاتِ پاک کا جلوہ دیکھنے کے لیے۔ صفائی و پاکیزگی کا بہترین اور موزوں ترین طریقہ یہ ہے کہ باطنی کعبہ کو ماسوائے اللہ سے پاک و صاف کیا جائے پھر روحِ قدسی کے نُور سے احرام باندھا جائے، پھر کعبۂ قلب میں داخل ہوا جائے، پھر طوافِ قدوم یعنی اسم اللہ ذات کا دائمی ذکر کیا جائے، پھر عرفاتِ قلب کی طرف روانگی اور اس میں وقوف اسمِ "ہُو" اور اسمِ "حق" کے دائمی ذکر کی صورت میں کیا جائے، پھر اسمِ "حیّ" اور اسمِ "قیوم" کے جمیع ذکر کی صورت میں باطنی مزدلفہ یعنی فواد (باطنی دل) میں آئے، پھر باطنی منیٰ یعنی مقامِ سِر کی طرف متوجہ ہو کر اُس میں قیام کرے اور اسمِ "قہار" کے دائمی ذکر سے نفسِ مطمئنہ کی قربانی کرے۔ اسمِ "قہار" باعثِ فنا ہے اور حجاباتِ کفر کو ختم کرنے والا ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اَلْکُفْرُ وَالْاِیْمَانُ مَقَامَانِ مِنْ وَّرَآءِ الْعَرْشِ وَھُمَا حِجَابَانِ بَیْنَ الْعَبْدِ وَرَبِّہٖ اَحَدُھُمَا اَسْوَدُ وَ الْاٰخَرُ اَبْیَضُ۔

ترجمہ "کفر اور ایمان عرش سے پرے دو مقامات ہیں جو بندے اور اُس کے ربّ کے درمیان دو حجابات ہیں۔ اُن میں سے

ایک سیاہ ہے اور دوسرا سفید ہے"۔ نفسِ مطمئنہ کی قربانی کے بعد "حلق" یعنی سر مُنڈانے کا عمل ہے اور حجِ طریقت میں اس سے مراد "روحِ قدسی (حقیقتِ انسانیہ) کو آٹھویں اسمِ اصول کے دائمی ذکر کے ذریعہ صفاتِ بشری سے پاک وصاف کرنا ہے، اس کے بعد نویں اسمِ اصول کے دائمی ذکر کے ذریعہ حرمِ سِر میں داخلہ ہے۔ اس کے بعد اُس مقام میں پہنچے جہاں اعتکاف والوں کو چشمِ بصیرت سے دیکھے اور دسویں اسمِ اصول کے دائمی ذکر کے ذریعے مقامِ قرب واُنس میں اعتکاف کرے، پھر بلا کیف و تشبیہ اُس بے نیاز اور بلند شان والے پروردگار کے جمال کا نظارہ کرے پھر گیارہویں اسمِ اصول اور چھ اسماءِ فروعات کے دائمی ذکر کو لازم کرے تاکہ حجِ طریقت کا وہ طواف مکمل ہو جائے جو بمنزلہ اُس طواف کے ہے جو حجِ شریعت میں خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانے سے ادا ہوتا ہے، پھر مقامِ قرب میں بارہویں اسمِ اصول کے پیالے سے بدستِ قدرت شراباً طہوراً پیئے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا" ترجمہ "اور اُن کے رب نے انہیں پاکیزہ شراب پلائی"۔ اس پر حاجیِ طریقت کا حجابِ دوئی اُٹھ جاتا ہے اور وہ ذاتِ الٰہی کو اسی کے نُور سے بے حجابانہ دیکھتا ہے اور اس کا کلام حروف و آواز کے واسطہ کے بغیر سُنتا ہے۔ اس کی بُرائیاں اسماءِ توحید کی تکرار سے نیکیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں کیونکہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: "وَمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ"، ترجمہ: "جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک اعمال کیے تو اللہ تعالیٰ اُس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا" اور پھر جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کیا ہوا تھا وہ اس پر حلال ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ نفس کی چالبازیوں سے آزاد ہو کر خوف و غم سے مامون ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

Marfat.com

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

ترجمہ "جان لو کہ اولیاء اللہ پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ ہی کوئی غم" (اللہ تعالیٰ اپنے جود و کرم سے ہمیں بھی یہ مرتبہ نصیب کرے۔) آمین

اب وہ طوافِ صدر کرتا ہے یعنی جملہ اسماء کا ذکر بار بار کرتا ہے اور پھر بارہویں اسم اصول کا دائمی ذکر اپنا کر اپنے اصلی وطن "عالمِ قدس یعنی عالمِ لاہوت" کی طرف لوٹتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسنِ تقویم (اچھی صورت) پر بنایا ہے۔

مندرجہ بالا سب تاویلات ایسی ہیں کہ جو عقل میں بھی سما جاتی ہیں اور انہیں زبان سے بھی بیان کیا جاسکتا ہے لیکن اس سے آگے کا جو معاملہ ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ اُس کے متعلق بتلایا نہیں جاسکتا کیونکہ وہ عقل و فہم سے بالا ہے، حوصلے اُس کی گنجائش نہیں رکھتے اور مخازن میں اُس کی سمائی نہیں۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اِنَّ مِنَ الْعُلُوْمِ کَھَیْئَۃِ الْمَکْنُوْنِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا الْعُلَمَآءُ بِاللّٰہِ۔

ترجمہ "بے شک علوم میں سے ایک علم ایسا ہے کہ جس کی ہیئت کو پوشیدہ رکھا گیا ہے، اور اُسے صرف اللہ والے ہی جانتے ہیں۔"

جب وہ اُس علم کے واسطے سے کلام کرتے ہیں تو اہلِ عزت اُس کا انکار نہیں کرتے۔ عارف علم کی تہہ کو پہنچتا ہے اور اُس کا کلام اُس کے حال کے مطابق ہوتا ہے جب کہ عالم

Marfat.com

صرف سطحی علم رکھتا ہے، لہٰذا وہ اپنے علم کے مطابق گفتگو کرتا ہے، عارف کا علم اللہ تعالیٰ کا راز ہے جس کو اُس کا غیر نہیں جانتا۔ جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔

ترجمہ "اور وہ نہیں پاتے اُس کے علم سے مگر وہ جتنا چاہے"

یعنی وہ انبیاء اور اولیاء ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے نوازا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بھیدوں کو جانتا ہے اور اُس کو بھی جانتا ہے جو اُس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے"

(ماخذ و نقل از سِرّ الاسرار)

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اِس بارے میں فرماتے ہیں:۔

"آدمی کو پیدا ہی اِس طرز پر کیا گیا ہے کہ وہ جب تک اپنے تمام اختیارات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے نہ کر دے اپنی سعادت کے کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ اپنے نفس کی پیروی میں اپنے اختیارات کو استعمال کرنا اُس کی ہلاکت کا سبب ہے، کیونکہ آدمی جب تک اپنے اختیارات پر رہتا ہے، اُس کا کوئی عمل بھی شریعت کے مطابق نہیں ہوتا بلکہ نفس کی موافقت اور مطابقت میں ہوتا ہے، اور اُس کا کوئی معاملہ بھی بندے کی طرح نہیں ہوتا حالانکہ اُس کی سعادت طاعت و بندگی ہی میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگلی اُمتوں کو رہبانیت اور سیاحت کا حکم دیا گیا تھا، یہاں تک کہ اُن کے اُمتی لوگوں سے علیحدہ ہو کر دُور کہیں پہاڑوں پر نکل جاتے تھے اور ریاضت و مجاہدہ میں مستغرق رہتے

Marfat.com

تھے۔ لیکن جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے لوگوں نے پُوچھا کہ ہمارے دین میں رہبانیت و سیاحت کیوں نہیں ہے؟ تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا:-

"ہمیں اِس کے بدلے جہاد اور حج کا حکم دیا گیا ہے"

پس اللہ تعالیٰ نے رہبانیت کے بدلے جو اِس اُمّت کو حج کا حکم دیا ہے تو اِسی لیے کہ اِس سے بھی مقصُود مجاہدہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ شریف کو اپنے ساتھ نسبت کا شرفِ عظیم بخشا اور دُنیاوی بادشاہوں کے دربار کے مثل بنا کر اِس کے اطراف اور جوانب کو قابلِ احترام قرار دیا اور وہاں پر شکار کرنے یا درخت کاٹنے کو حرام قرار دیا اور اُس کی عظمت و حُرمت کے لیے شاہی درباروں کے میدانوں کی طرح میدانِ عرفات کو حرم کے بالکل سامنے بنا دیا تاکہ چار دانگِ عالم سے لوگ جوق در جوق خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے آیا کریں، حالانکہ وہ اِس حقیقت کو خُوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مکان اور گھر میں رہنے سے پاک و مُنزّہ ہے۔ لیکن آدمی کی فطرت ہے کہ جب اُس پر دوست کی محبّت کا جذبہ غالب آتا ہے تو اُسے دوست سے نسبت رکھنے والی ہر چیز پیاری لگنے لگتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ سے محبّت کرنے والے اُس سے منسوب خانہ کعبہ کو پیار کرنے لگتے ہیں اور اُسی شوق و آرزو میں اپنے اہل و عیال اور مال اور وطن کو پسِ پُشت ڈال کر جنگل و بیابان کے خطرات کو برداشت کرتے ہوئے عاجزانہ طور پر اُس سے نسبت رکھنے والے

Marfat.com

خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے نکل پڑتے ہیں۔ اور اِس عبادت میں ان کو ایسے افعال کا حکم دیا گیا ہے جنہیں عقل نہیں سمجھ سکتی۔ مثال کے طور پر عقل کو کیا خبر کہ کنکریاں پھینکنا یا صفا و مروہ میں دوڑتے پھرنا کیا معنی رکھتا ہے؛ اور یہ اِس لیے ہے کہ جو بات عقل میں آ سکتی ہے اُس کے ساتھ نفس کو برابر تعلق رہتا ہے۔ نفس کو معلوم ہوتا ہے کہ عقل کیا کام کر رہی ہے؛ اور کس غرض سے کر رہی ہے؛ لیکن کمالِ بندگی یہ ہے کہ بندہ اپنے مالک کے حکم کا پابند ہو، چاہے وہ حکم اُس کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ چنانچہ پتھر پھینکنا اور سعی کرنا اِسی بلا چون و چرا تعمیلِ حکم کی زندہ مثال ہے۔ اِن احکام کا بجا لانا صرف بندگی کی بنا پر ہوتا ہے ورنہ عقل کے بس میں ہو تو دلیلوں میں اُلجھا کر رکھ دے۔ لہٰذا حج سے اِس بات کی تربیت حاصل ہوتی ہے کہ بندہ اپنے مولا کے سامنے اِس حالت میں رہے کہ اُس کے وجود میں طلبِ مولا کے سوا کسی اور چیز کا نام و نشان موجود نہ ہو اور احکامِ خداوندی کی بجا آوری میں اُس کی عقل اور طبیعت کو سرِ مُو دخل نہ ہو۔"

حج کی عبرتیں

"حج سے حاصل ہونے والی عبرتیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صُورت و جہت کے لحاظ سے حج کے سفر کو آخرت کے سفر کی مانند بنایا ہے۔ وہ یُوں کہ حج کے سفر سے خُدا کے گھر میں حاضر ہونا مقصود ہے۔ لہٰذا سفرِ حج کے احوال و مقدمات

سے سفرِ آخرت کے احوال کو یاد کرنا چاہیئے۔ مثلاً اپنے اہل و عیال اور دوستوں اور عزیزوں کو وداع کرتے وقت خیال کرنا چاہیئے کہ یہ وداع موت والے وداع کی مانند ہے اور جس طرح سفر پر روانگی سے قبل تمام دُنیاوی معاملات سے فارغ ہو کر گھر سے نکلنا لازم ہے، اِسی طرح خیال کرنا چاہیئے کہ عمر کے اختتام پر سفرِ آخرت کے لیے دل کو اِس دُنیا کی ہر شے اور ہر خواہش سے پاک کر لینا ہو گا ورنہ سفرِ آخرت خراب ہو جائے گا۔ جس طرح سفرِ حج کے لیے ہر طرح کا ضروری زادِ راہ تیار کیا جاتا ہے اور ہر طرح کی احتیاط برتی جاتی ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ کہیں عین جنگل و بیابان میں بے سروسامانی کا شکار ہونا پڑے، اِسی طرح خیال کرنا چاہیئے کہ بیابانِ قیامت تو اور بھی زیادہ وسیع و عریض اور بے حد ہولناک ہے اور اُس میں توشہ کی ضرورت دُنیاوی بیابان سے کہیں زیادہ ہے۔ جس طرح سفرِ حج پر روانگی کے وقت ایسی چیزوں کو ساتھ لے جانے سے گریز کیا جاتا ہے جن کے جلد خراب ہو جانے کا احتمال ہو، اُسی طرح یہ خیال بھی کرنا چاہیئے کہ ریا و تقصیر کی آمیزش والی طاعت و عبادت زادِ آخرت کے لائق نہیں ہے۔ اِسی طرح سواری پر بیٹھتے وقت اپنے جنازے کو یاد کیا جائے۔ اور یہ روزمرّہ کے کپڑے اُتار کر دو سفید چادروں پر مشتمل احرام باندھتے وقت کفن کو یاد کیا جائے کہ سفرِ آخرت کا لباس بھی دُنیاوی لباس کے برعکس ایسی ہی دو چادروں پر مشتمل ہوتا ہے۔

اور جب جنگل و بیابان کے خطرات و تکالیف سامنے آئیں تو منکر نکیر، قبر کی زندگی اور قبر کے عذاب کو یاد رکھا جائے کہ لحد سے لے کر حشر تک ایک مہیب جنگل راہ میں پڑتا ہے جس میں خطرات و آفات بے شمار پیش آتی ہیں اور جس طرح راہبر و محافظ کے بغیر بیاباں کی آفتوں سے سلامتی کے ساتھ گزرنا محال ہے، اُسی طرح قبر کی ہولناکیوں سے بلا رہبر و محافظ سلامتی سے گزرنا ممکن نہیں، اور وہ رہبر و محافظ مُرشدِ کامل و طاعتِ خداوندی ہے، جس طرح جنگل و بیاباں اہل و عیال و دوستوں، عزیزوں کے بغیر تنہا عبور کرنا ہے اُسی طرح قبر میں بھی یکہ و تنہا رہنا ہے۔

اور "لبّیک" کہتے ہوئے خیال کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی ندا کا جواب دے رہا ہوں کیوں کہ قیامت میں بھی ایسی ہی ندا کا جواب دینا ہوگا، اِس لیے اِسی ہَول کو اپنے اُوپر طاری کر کے لبّیک لبّیک کہا جائے۔

اور طواف و سعی کے دوران اُن بے چاروں کا خیال کیا جائے جو اپنی کسی غرض کی خاطر دُنیاوی بادشاہوں کے درباروں کا چکر کاٹتے ہوئے منتظر رہتے ہیں کہ کسی طرح موقع ملے تو اپنی عرضداشت پیش کر سکیں۔ یونہی صفا و مروہ کی مثال بھی سوچی جا سکتی ہے۔

اور میدانِ عرفات میں لوگوں کا قیام، دُنیا کے تمام خطّوں سے آئے ہوئے طرح طرح کے لوگوں کا اجتماع، ہر کسی کا اپنی اپنی زبان میں دُعائیں مانگنا وغیرہ میدانِ قیامت کی مانند ہے جہاں تمام مخلوق کا اجتماع ہوگا اور ہر کوئی نفسی نفسی

کے عالم میں ہوگا اور دُعاؤں کی ردّ و قبول کا خوف اُس پر طاری ہوگا۔

اور پتھر و کنکریاں پھینکنا اِس غرض سے ہے کہ ایک طرف تو خالص بندگی کا اظہار ہو جائے اور دوسری طرف حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سنّت ادا ہو جائے کہ یہی وہ مقام تھا جہاں ابلیس اُن کے پاس آیا تھا اور اُنہیں شبہ میں ڈال کر اُن کو ورغلانے کی کوشش کی تھی اور جواب میں اُن سے پتھر کھائے تھے۔ پس اگر تیرے دل میں یہ خیال گزرے کہ ابراہیم علیہ السّلام کے سامنے تو شیطان تھا لیکن میرے سامنے کیا ہے جو میں خواہ مخواہ پتھر مارتا پھروں؟ تو جان لے کہ یہ خیال بجائے خود شیطان کا پیدا کردہ ہے، پس اُس پر پتھر مار تاکہ اُس کی کمر ٹوٹ جائے، کیونکہ اُس کی کمر اسی طرح توڑی جا سکتی ہے۔ تاکہ تُو ایک فرمانبردار بندہ بن جائے اور وُہی کرے جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے اور اپنے تصرّف کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور یہی سمجھ کہ یُوں پتھر مار کر تُو نے واقعی شیطان کو زک پہنچائی ہے۔

جب حاجی اِس حالت میں تمام ارکانِ حج ادا کرتا ہے تو وہ حج کے ظاہر و باطن کے نُور سے فیضیاب ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!"

(اخذ و نقل از کیمیائے سعادت)

احکامِ حج

حضورعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے طریقہ کے مطابق حج کرنے کے لیے مندرجہ ذیل مسائل کا جاننا بے حد ضُروری ہے۔

① ارکانِ حج

حج کے لیے کچھ افعال مقرّر ہیں جنہیں ارکان کہا جاتا ہے۔ اُن کے بغیر حج درُست نہیں ہوتا اور وہ یہ ہیں :۔

① احرام باندھنا۔ ② بیتُ اللہ شریف کا طواف کرنا۔

③ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

④ عرفات میں وقوف کرنا۔

⑤ ہر عمل کو اُس کے مقررہ وقت میں کرنا۔

⑥ ہر عمل کو اپنے مقررہ مقام پر کرنا۔

⑦ تمام اعمال ترتیب سے کرنا۔

② واجباتِ حج

مندرجہ ذیل باتیں حج میں واجب ہیں۔ اِن میں سے اگر کوئی ایک چھُوٹ جائے تو ایک بکرے کی قربانی لازم آجاتی ہے :۔

① میقات سے احرام باندھ کر گزُرنا۔

② صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

③ سعی کی ابتداء صفا سے کرنا۔

④ معذُوری نہ ہو تو سعی کا پیدل کرنا اور طواف کے بعد کرنا۔

Marfat.com

۵ دن میں وقوفِ عرفہ کرنے کی صورت میں غروبِ آفتاب تک وقوف کرنا اور وقوف میں رات کا کچھ حصہ بھی شامل کرنا۔

۶ عرفات سے واپسی میں امام کی اتباع کرنا۔

۷ مزدلفہ میں ٹھہرنا۔

۸ مزدلفہ میں پہنچ کر مغرب وعشاء کی نمازیں عشاء کے وقت میں اکٹھی پڑھنا۔

۹ دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذوالحجہ کو تینوں جمروں پر تین دن کنکریاں مارنا۔

۱۰ جمرۂ عقبیٰ پر پہلے دن کنکریاں حلق سے پہلے مارنا۔

۱۱ ہر دن کی رمی کا اُسی دن کرنا۔

۱۲ سر کے بالوں کا کتروانا یا مُنڈانا اور یہ حرم شریف میں قربانی کے دنوں میں کرنا۔

۱۳ حجِ قران اور حجِ تمتع والے کو قربانی کرنا۔

۱۴ قربانی کا حرم شریف میں قربانی کے دنوں میں کرنا۔

۱۵ عرفات سے واپسی پر طوافِ زیارت (طوافِ افاضہ) کا اکثر حصہ ایامِ حج میں ہونا۔

۱۶ طواف حطیم کے باہر سے ہونا۔

۱۷ طواف کا داہنی طرف سے شروع کرنا یعنی بیت اللہ شریف طواف کرنے والے کے بائیں طرف رہے۔

۱۸ معذوری نہ ہو تو پاؤں سے چل کر طواف کرنا۔

۱۹ طواف باوضو ہو کر کرنا۔

۲۰ دَورانِ طواف ستر کا چھپا ہوا ہونا۔

۲۱ طواف کے بعد دو رکعات نماز پڑھنا۔ اگر نہ پڑھی جاسکے تو دَم (بکرے کی قربانی) واجب نہیں۔

۲۲ رمی، قربانی، سر مُنڈانے اور طواف کرنے میں ترتیب کا قائم رکھنا یعنی پہلے رمی کرنا، پھر غیر مفرد قربانی کرنا، پھر سر مُنڈانا اور پھر طواف کرنا۔

۲۳ طوافِ صدر کرنا یعنی میقات سے باہر سے آنے والوں کا طوافِ رخصت

Marfat.com

کرنا، حیض و نفاس والی عورت پر یہ طواف واجب نہیں ہے۔

(۲۴) وقوفِ عرفہ سے سر مُنڈانے تک جماع نہ کرنا۔

(۲) حج کی سُنّتیں

حج کی چند اہم سنّتیں مندرجہ ذیل ہیں :۔

(۱) طوافِ قدوم۔ میقات کے باہر سے آنے والا حاجی مکہ شریف میں داخل ہو کر بیتُ اللہ شریف کا جو پہلا طواف کرتا ہے اُسے طوافِ قدوم کہتے ہیں۔ یہ طواف مفرد اور قارن کے لیے سُنّت ہے مگر تمتع والے کے لیے سُنّت نہیں ہے۔

(۲) طواف کا حجرِ اسود سے شروع کرنا۔

(۳) طوافِ قدوم اور طوافِ فرض میں مَردوں کا رَمل کرنا۔

(۴) صفا و مروہ کے درمیان دو میلِ اخضر ہیں، اُن کے درمیان دوڑنا۔

(۵) ساتویں ذوالحجہ کو مکہ شریف میں، نویں ذوالحجہ کو عرفات میں اور گیارہویں ذوالحجہ کو منیٰ میں امامِ حج کا خطبہ پڑھنا۔

(۶) آٹھویں ذوالحجہ کو مکہ سے منیٰ جانا اور نویں ذوالحجہ کی رات منیٰ میں گزارنا۔

(۷) سُورج طلوع ہونے کے بعد منیٰ سے عرفات جانا۔

(۸) وقوفِ عرفہ کے لیے غسل کرنا۔

(۹) عرفات سے واپسی پر مزدلفہ میں رات گزارنا اور پھر سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی منیٰ کو چل دینا۔

(۱۰) دس اور گیارہ ذوالحجہ کے بعد والی دو راتیں منیٰ میں گزارنا۔ اگر تیرہویں ذوالحجہ کو بھی منیٰ میں رہنا ہو تو بارہویں ذوالحجہ کے بعد والی رات بھی منیٰ میں گزارنا۔

(۱۱) وادیِ محصب (ابطح) میں ٹھہرنا خواہ تھوڑی دیر کے لیے ہی ہو۔

مندرجہ بالا سُنّتوں کے علاوہ جو اعمال ہیں وہ مُستحب ہیں۔

Marfat.com

حج کی قسمیں

حج اور عمرہ مکہ شریف میں بیتُ اللہ کے علاوہ اور کسی جگہ نہیں کیا جا سکتا۔ حج کے لیے ذوالحجہ کے پانچ دن مقرر ہیں۔ اِن پانچ دنوں کے علاوہ اور کسی دن حج نہیں ہو سکتا لیکن عمرہ حج کے اِن پانچ دنوں کے علاوہ سال بھر میں ہر وقت ہو سکتا ہے۔ حج و عمرہ ملا کر کرنا بہت افضل قرار دیا گیا ہے۔

حج تین قسم کا ہوتا ہے :-

① حجِ افراد

جس حج کے ساتھ عمرہ نہ ملایا جائے وہ حجِ افراد کہلاتا ہے۔

② حجِ قران

حج کے مہینوں میں حج اور عمرہ ایک ہی احرام سے ادا کرنے کو قران کہتے ہیں۔ قران کرنے والے حاجی کو قارن کہا جاتا ہے۔ قران میں بظاہر ایک ہی احرام ہے، مگر حکماً دو احرام ہیں اِس لیے قارن سے اگر کوئی قصور سرزد ہوا تو دو قصور شمار کیے جائیں گے اور ہر دو قصور کی الگ الگ سزا ہوگی۔ قران میقات کے باہر سے آنے والے کے لیے ہے، میقات کے اندر مکہ میں رہنے والے کے لیے نہیں ہے۔ قران کے عمرہ کے لیے اشرِ حج میں عمرہ کرنا شرط ہے۔ اشرِ حج سے پہلے عمرہ کیا تو قران نہ ہوگا۔ مکہ میں رہنے والے شخص کو اشرِ حج میں عمرہ کرنے کی اجازت نہیں ہے بشرطیکہ اُس سال حج کا ارادہ رکھتا ہو۔ اگر حج کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو مکہ کا رہنے والا اشرِ حج میں فقط عمرہ کر سکتا ہے مطلب یہ کہ حج کے مہینوں میں عمرہ اور حج دونوں کو جمع کرنے کی اجازت صرف اُس شخص کو ہے جو میقات کے باہر سے حج کرنے آئے۔

قارن اگر میقات سے احرام باندھتے وقت حج و عمرہ دونوں کی نیت

Marfat.com

اکٹھی کرلے تو وہ احرام میں داخل ہو جائے گا اور اُس پر احرام کی تمام پابندیاں لازم ہو جائیں گی۔ اِسی احرام کے ساتھ مکہ میں داخل ہو گا تو پہلے عمرہ کا طواف کرے گا جس میں اضطباع اور رمل دونوں کرے گا۔ اِس کے بعد ایک اور طواف کرے گا جو طوافِ قدوم ہو گا اور یہ طواف واجب ہے اور پھر اُسی احرام میں تمام اعمالِ حج ادا کرے گا۔ اور قربانی کے بعد سر مُنڈا کر احرام کھولے گا۔

۳ حجِ تمتع

حجِ تمتع یہ ہے کہ عمرہ اور حج ایک ساتھ اِس طرح کرے کہ عمرہ کا احرام الگ باندھا جائے اور حج کا احرام الگ باندھا جائے۔ یعنی پہلے احرام باندھ کر عمرہ کرے اور پھر احرام کھول دے اور اُن ساری چیزوں سے استفادہ کرے جو احرام کی حالت میں ممنوع ہو گئی تھیں۔ اور پھر دوبارہ احرام باندھ کر حج کرے۔ اِس حج میں چونکہ عمرے اور حج کے درمیان وقفے میں احرام کھول کر حلال چیزوں سے فائدہ اُٹھانا نصیب ہو جاتا ہے اِس لیے اِسے حجِ تمتع کہتے ہیں۔ اِس حج میں بھی قران کی طرح قربانی واجب ہے اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو دس روزے رکھنے پڑتے ہیں۔ تین روزے دورانِ حج قربانی کے دن سے پہلے رکھنے ہوتے ہیں اور سات روزے حج کی ادائیگی کے بعد رکھنے ہوتے ہیں۔

حجِ تمتع بھی میقات سے باہر کے لوگوں کے لیے ہے۔ میقات کے اندر رہنے والوں کے لیے حجِ تمتع اور قران مکروہِ تحریمی ہے۔ حجِ تمتع میں طوافِ قدوم مسنون نہیں ہے البتہ طوافِ زیارت میں رمل کرنا ہوتا ہے۔ حجِ تمتع والے حاجی کے لیے ضروری ہے کہ وہ عمرے اور حج کے درمیان المام نہ کرے یعنی عمرے کا احرام کھولنے کے بعد اپنے گھر والوں میں نہ جا اُترے۔ البتہ اگر وہ قربانی کا جانور ساتھ لایا ہے تو المام کر سکتا ہے حجِ تمتع حجِ افراد سے افضل ہے۔ حجِ تمتع میں ضروری ہے کہ عمرے کا طواف زمانۂ حج میں کیا جائے۔

Marfat.com

اِصطلاحاتِ حج

چند الفاظ حج اور عمرہ میں اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتے ہیں مثلاً :۔

اشہرِ حج

حج کے مہینوں کو اشہرِ حج کہا جاتا ہے۔ اِن مہینوں میں مناسکِ حج ادا کیے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ شوال کا پُورا مہینہ، ذلقیعد کا پُورا مہینہ اور ذوالحجہ کا پہلا نصف مہینہ۔

میقات

مکّہ کے چاروں طرف مخصُوص مقامات مقرر ہیں جنہیں میقات کہا جاتا ہے باہر سے آنے والا حاجی احرام باندھے بغیر اِن مقامات سے آگے نہیں جاسکتا۔ اگر کوئی حاجی میقات سے احرام باندھے بغیر گزر جائے اور اندر کی حدُود میں جاکر احرام باندھے تو اُس پر ایک بکرے کی قربانی لازم آجاتی ہے۔ میقات میں رہنے والے کو میقاتی کہتے ہیں۔

آفاقی

میقات کے باہر سے آنے والے حاجی کو آفاقی کہتے ہیں۔

احرام

حج وعمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھتے ہوئے دو چادروں پر مشتمل ایک مخصوص لباس پہننے کو احرام کہتے ہیں۔ احرام باندھنے والے کو محرم کہتے ہیں۔

اضطباع

طواف کرتے وقت احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لینے کو اضطباع کہا جاتا ہے۔

حرم

شہرِ مکہ کے چاروں طرف ایک مخصوص علاقہ مقرر کیا ہُوا ہے اُسے حرم کعبہ کہا جاتا ہے۔ حرمِ کعبہ میں شکار کھیلنا، درخت کاٹنا، گھاس کاٹنا، کسی کو ایذا دینا وغیرہ ممنوع ہے۔

حِلّ

حرم کعبہ اور میقات کے درمیانی علاقے کو حِلّ کہتے ہیں۔ اِس علاقے میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرمِ کعبہ کے اندر حرام ہیں۔ حِلّ میں رہنے والے کو حِلّی یا اہلِ حِلّ کہتے ہیں۔

مُدّعیٰ

مسجدِ حرام اور مکہ کے قبرستان جنتُ المعلیٰ کے درمیان ایک مقام ہے، جہاں مکہ میں داخلے کے وقت دُعا مانگنا مستحب و افضل ہے۔ اِس مقام کو مُدّعیٰ کہا جاتا ہے۔

بابُ السلام

مسجدِ حرام کے ایک دروازے اور مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک دروازے کو بابُ السلام کا نام دیا گیا ہے۔

Marfat.com

مسجدِ حرام

خانہ کعبہ کے چاروں طرف ایک مسجد ہے جس میں پڑھی گئی ایک نماز کسی اور جگہ پر پڑھی جانے والی نماز سے ایک لاکھ درجہ افضل قرار دی گئی ہے۔ اِس مسجد کو مسجدِ حرام کہا جاتا ہے۔

طوافِ قدُوم

خانہ کعبہ کے گرد چکّر کاٹنے کو طواف کہتے ہیں۔ مکّہ میں داخلے کے بعد جو پہلا طواف کیا جاتا ہے اُسے طوافِ قدوم یا طوافِ تحیّہ کہا جاتا ہے۔ ایک طواف میں سات چکّر لگائے جاتے ہیں۔ چکّر کو شوط کہا جاتا ہے۔

مطاف

خانہ کعبہ کے چاروں طرف طواف کرنے والی جگہ کو مطاف کہا جاتا ہے۔

رَمَل

طواف کے پہلے تین چکروں میں چھاتی تان کر کندھے ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدموں سے تیز چلنے کو رَمَل کہا جاتا ہے۔

حجرِ اَسود

یہ ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہے جو خانہ کعبہ کے جنوب مشرقی کونے میں زمین سے تقریباً پانچ فٹ کی بُلندی پر نصب ہے۔ طواف کی اِبتداء اِسی پتھر کے سامنے سے کی جاتی ہے۔

خانہ کعبہ کے رُکن

خانہ کعبہ کے شمال مغربی کونے کو رُکنِ شامی، جنوب مغربی کونے کو رُکنِ یمانی، شمال مشرقی کونے کو رُکنِ عراقی کہا جاتا ہے اور جنوب مشرقی کونے کو رُکنِ اسود کہا جاتا ہے۔

اِستلام

دورانِ طواف ہر چکر میں حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے عمل کو استلام کہا جاتا ہے۔

حطیم

یہ وہ خطۂ زمین ہے جو خانہ کعبہ کی شمالی طرف خانہ کعبہ سے ملا ہوا ہے۔ دراصل یہ خطۂ زمین خانہ کعبہ کا حصّہ ہے مگر اِسلام سے قبل جب قریش نے خانہ کعبہ تعمیر کیا تو مالی تنگی کی وجہ سے اِس جگہ کی تعمیر چھوڑ دی تھی۔ اِس خطۂ زمین میں جو داخل ہو جاتا ہے وہ گویا خانہ کعبہ کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔

میزابِ رحمت

یہ خانہ کعبہ کی چھت کا حطیم کی طرف والا سُنہری رنگ کا پَرنالہ ہے۔ دورانِ بارش اِس پرنالے سے رحمت کا پانی گرتا ہے۔ اِس پرنالے کے نیچے کھڑے ہو کر جو دُعا مانگی جائے اُسے اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتا ہے۔

مُلتزم

حجرِ اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کی درمیانی دیوار کو ملتزم کہا جاتا ہے اِس سے لپٹ کر دُعا مانگنا سُنّت ہے۔ اِس جگہ پر مانگی ہوئی دُعا مقبول ہوتی ہے۔

Marfat.com

مقامِ ابراہیم

یہ وہ مقام ہے جہاں وہ پتھر نصب ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے خانہ کعبہ تعمیر کیا تھا۔

زَم زَم

مسجدِ حرام میں یہ اُس پاکیزہ پانی کا کنُواں ہے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے شیر خوارگی کے زمانہ میں اُن کے پاؤں کے نیچے سے جاری ہوا تھا۔ اِس پانی کو آبِ زم زم کہا جاتا ہے۔

صفا و مروہ

یہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں جو خانہ کعبہ کے قریب واقع ہیں صفا پہاڑی خانہ کعبہ کے جنوب کی طرف ہے اور مَروہ شمال مشرقی جانب ہے۔ اِن دو پہاڑیوں پہ سعی کی جاتی ہے۔

سعی

صفا و مَروہ کے درمیان ایک مخصُوص طرز میں دَوڑنے کو سعی کہا جاتا ہے سعی میں سات پھیرے لگائے جاتے ہیں۔ سعی صفا سے شروع کر کے مَروہ پر ختم کی جاتی ہے۔ سعی کرنے کی جگہ کو مسعیٰ کہا جاتا ہے۔

میلین اخضرین

یہ سبز رنگ کے دو ستُون ہیں جو صفا و مروہ کے درمیان نصب ہیں۔ اِن ستونوں کے درمیان تیز رفتار سے سعی کی جاتی ہے۔

Marfat.com

عرفات

یہ ایک وسیع میدان ہے جو مکّہ کے مشرق میں دس میل کے فاصلہ پر جبلِ رحمت کے قریب واقع ہے۔ اِس میدان میں حاجی ۹ ذُوالحجہ کو دوپہر کے بعد وقوفِ عرفہ کا رکن ادا کرتے ہیں۔ جبلِ رحمت عرفات کا وہ پہاڑ ہے جس پر حج کا خُطبہ پڑھا جاتا ہے۔

مِنیٰ

یہ بھی ایک میدان ہے جو حدُودِ حرم میں مکّہ کے مشرق میں تین میل کے فاصلہ پر دو پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے۔ یہاں حاجیوں کو تین دن ٹھہرنا پڑتا ہے رمی اور قربانی اِسی میدان میں کی جاتی ہے۔

حلق و قصر

سر کے بال مُنڈوانے کو حلق اور کتروانے کو قصر کہتے ہیں۔

مسجدِ صخرا

میدانِ عرفات میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے وقوف کی جگہ پر بنی ہوئی مسجد کا نام ہے۔ اِس میں قیام کرنا افضل ہے۔

مُزدلفہ

یہ ایک وسیع میدان ہے جو منیٰ سے مشرق کی طرف تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ حاجی حضرات عرفات سے واپسی پر یہاں ٹھہر کر مغرب و عشاء کی نمازیں اکٹھی کر کے پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

مسجدِ نمرہ

میدانِ عرفات کی یہ وہ وسیع مسجد ہے جہاں ۹ ر ذوالحجہ کو ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی کر کے پڑھی جاتی ہیں۔ حج کا خطبہ اِسی مسجد میں پڑھا جاتا ہے۔

مشعرِ الحرام

یہ ایک مسجد ہے جو مُزدلفہ میں ہے۔ اِس کے علاوہ مُزدلفہ میں واقع ایک پہاڑ جبلِ قزح کو بھی مشعرِ حرام کہا جاتا ہے۔

وادیٔ محسّر

یہ ایک میدان ہے جہاں اصحابِ فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔ یہ میدان مُزدلفہ سے متصل ہے۔ اِس میں ٹھہرنا ممنوع ہے بلکہ اِس میدان سے دوڑ کر نکلنے کا حکم ہے۔

رمیٔ جمار

منیٰ میں تین مختلف مقامات پر اُونچے اُونچے جمرے یعنی ستون بنے ہوئے ہیں جن پر سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ کنکریاں مارنے کے عمل کو رمی کہتے ہیں۔ منیٰ میں موجود مسجدِ خیف کے پاس جو ستُون ہے اُسے جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں۔ اُس سے اگلے ستُون کو جمرۃ الوسطیٰ اور اُس سے اگلے ستُون کو جمرۃ الاٰخریٰ یا جمرۂ عقبیٰ کہا جاتا ہے۔

مسجدِ خیف

یہ ایک بہت وسیع مسجد ہے جو منیٰ کے شمال میں اُس مقام پر تعمیر

Marfat.com

کی گئی ہے جہاں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حج کے موقعہ پر پڑاؤ کیا تھا۔

منحر

منیٰ میں وہ مخصوص مقام جہاں پر جانوروں کو قربان کیا جاتا ہے۔ قربانی کو نحر کہا جاتا ہے۔

ہَدی

قربانی کا وہ جانور جسے حاجی لوگ احرام باندھ کر اپنے ساتھ مکّے میں لے جاتے ہیں۔

بُدنہ

قربانی کی گائے یا اُونٹ کو بُدنہ کہتے ہیں۔

تقلید

قربانی کے جانور کے گلے میں نشان کے طور پر پٹہ باندھنے کو تقلید کہتے ہیں۔

جبلِ نُور

منیٰ کے راستے میں واقع وہ پہاڑ جبلِ نُور کہلاتا ہے جس میں غارِ حرا ہے اِسی غار میں حضُور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام پر پہلی بار وحی نازل ہوئی تھی۔

جبلِ اَبُو قبیس

صفا کے نزدیک یہ وہ پہاڑ ہے جس پر چاند کو دو ٹکڑے کرنے کا واقعہ ظہُور پذیر ہُوا تھا۔ اِسی پہاڑ پر مسجدِ بلال ہے۔

Marfat.com

طوافِ زیارت

یہ وہ طواف ہے جو دس ذوالحجہ کی صبحِ صادق سے بارہ ذوالحجہ تک کیا جاتا ہے۔ یہ طواف حج میں فرض ہے اِس لیے اسے طوافِ حج یا طوافِ فرض اور طوافِ رُکن بھی کہا جاتا ہے۔ دس ذوالحجہ کو یہ طواف کرنا افضل ہے۔

طوافِ وداع

یہ وہ طواف ہے جو حج کے بعد بیت اللہ سے رُخصت ہوتے وقت کیا جاتا ہے۔ یہ طواف آفاقی پر واجب ہوتا ہے۔

طوافِ عمرہ

یہ طواف عمرہ میں فرض ہے۔ اِس طواف میں اضطباع اور رَمل بھی کیا جاتا ہے اور طواف کے آخر میں صفا و مروہ پر سعی بھی کی جاتی ہے۔

دَم

حج و عمرہ کے دوران واجبات میں غلطی کی سزا کے طور پر ایک بکرے کی قربانی دینے کو دَم کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

اعمالِ حج

حج کے پانچ دن ہیں. پہلا دن ۸، ذوالحجہ ہے اور آخری دن ۱۲، ذوالحجہ ہے۔ ۸، ذوالحجہ کو سورج کے طلوع ہونے کے بعد تمام حاجی احرام کی حالت میں حج کی نیت کر کے منیٰ کو روانہ ہوتے ہیں. مکہ کے رہنے والے اور حجِ تمتع کرنے والے ۸، ذوالحجہ کو نمازِ فجر کے بعد مسنون طریقے سے مسجدِ حرام میں احرام باندھتے ہیں (مفرد اور قارن تو پہلے ہی احرام میں ہوتے ہیں) اور پھر طواف کرتے ہیں. پھر نمازِ طواف پڑھتے ہیں۔ اِس کے بعد احرام کے دو نفل ادا کرتے ہیں اور پھر حج کی نیت اِن الفاظ میں کرتے ہیں :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰی لَبَّیْكَ بِحَجَّةٍ۔

ترجمہ "اے اللہ میں حج کرنے کا ارادہ کرتا ہوں، اِسے مجھ پر آسان فرما دے اور اِسے مجھ سے قبول فرمالے. میں نے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر حج کی نیت کی میں حاضر ہوں حج کیلئے"

قارن اِن الفاظ سے نیت کرتے ہیں :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهِمَا مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰی "

نیت کے بعد باآوازِ بلند تین مرتبہ اِن الفاظ میں تلبیہ پڑھی جاتی ہے :-

لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِیْكَ لَكَ.

تلبیہ پڑھتے ہی حج کا احرام شروع ہو جاتا ہے اور احرام کی تمام پابندیاں

Marfat.com

لاگو ہو جاتی ہیں۔ تلبیہ و درُود و ذکر اللہ اور دُعائیں مانگتے ہوئے پیدل یا سواری سے منیٰ پہنچا جاتا ہے۔ منیٰ پر نظر پڑتے ہی یہ دُعا پڑھی جاتی ہے:۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مِنًی فَامْنُنْ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلٰٓی اَوْلِیَآئِکَ۔

ترجمہ: "اے اللہ! یہ منیٰ ہے، یہاں مجھ پر بھی وہ احسان فرما جو تُو نے اپنے اولیاء پر کیا ہوا ہے"

منیٰ میں پہنچ کر وہاں کی مسجدِ خیف میں ظہر سے لے کر نویں ذوالحجہ کی فجر تک کی پانچ نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ منیٰ میں یہ پانچ نمازیں پڑھنا اور رات قیام و عبادت میں گزارنا سُنت ہے اگر رات کو کسی مجبُوری سے سونا بھی پڑے تو باوضو ہو کر سویا جاتا ہے۔ مگر سونا یہ چاہیئے کہ یہ رات ذکر اللہ میں گزاری جائے اور یہاں تلبیہ بھی کی جائے۔

منیٰ سے عرفات کو روانگی

حج کے دوسرے دن یعنی ۹ ذوالحجہ کو مسجدِ خیف میں فجر کی نماز کے بعد تلبیہ و ذکر اللہ کرتے کرتے جب سورج سامنے کے پہاڑ ثبیر پر سے دکھائی دینے لگتا ہے تو حاجی منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ دورانِ سفر تلبیہ و ذکر اللہ و دُعاؤں کی کثرت کی جاتی ہے تاکہ فضُول گفتگو نہ ہو۔

جبلِ رحمت نظر آنے پر تلبیہ و ذکر اللہ اور دعاؤں میں مزید اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ عرفات ایک بہت وسیع میدان ہے جہاں حج کا سب سے بڑا رکن وقوفِ عرفات ادا کیا جاتا ہے۔ اِس میدان کی حدُود متعین ہیں اور اُنہیں نشان لگا کر واضح کر دیا گیا ہے۔ اِس میدان کے کنارے پر مسجدِ نمرہ واقع ہے جس کی مغربی دیوار کی دوسری جانب وادیٔ بطنِ عرفہ ہے جو عرفات میں شامل نہیں ہے۔ اِس وادی میں وقوف کرنا منع ہے۔ یوُں تو میدانِ عرفات میں کہیں بھی وقوف کیا جا سکتا ہے مگر جبلِ رحمت کے قریب وقوف کرنا مسنون اور افضل ہے۔"

Marfat.com

عرفات میں وقوف کی خاطر غسل کرنا، ہر وقت وضو سے رہنا، دونوں خطبے سُننا، ظہر و عصر کی دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا اور نمازوں کے فوراً بعد موقف میں جانا افضل ہے۔

وقوفِ عرفہ کا وقت ۹ ذوالحجہ کے روز زوالِ سُورج سے لے کر ۱۰ ذوالحجہ کی صبحِ صادق تک ہے اور نویں ذوالحجہ کے روز غروبِ آفتاب تک وقوف کرنا واجب ہے۔ غرُوبِ آفتاب سے پہلے حدودِ عرفات سے باہر نکلنے پر دَم لازم آجاتا ہے۔

وقوف کا طریقہ

سنّت طریقے سے وقوف کرنا اِس طرح ہے کہ دوپہر کے وقت وقوف کی نیّت سے غسل کیا جائے۔ غسل نہ ہو سکے تو وضو کر لیا جائے اور پھر مسجدِ نمرہ میں زوال کے بعد ظہر کی چار سُنّتیں پڑھی جائیں۔ پھر وہاں حج کا خطبہ ہوتا ہے جسے سُن کر باجماعت نمازِ ظہر پڑھی جائے۔ نمازِ ظہر کے سلام کے فوراً بعد نمازِ عصر کی تکبیر پڑھی جائے اور پھر نمازِ عصر باجماعت ادا کی جائے۔ اِن دونوں نمازوں کے درمیان کسی قسم کی بات چیت سخت ممنوع ہے۔ حتیٰ کہ سُنّتیں پڑھنا بھی منع ہے۔

ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں ملا کر اکٹھی پڑھنے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط مُقرر ہیں:۔

(۱) ذوالحجہ کی ۹ تاریخ کا ہونا۔
(۲) حُدُودِ عرفات کے اندر ہونا۔
(۳) احرامِ حج سے ہونا۔
(۴) نمازوں کا باجماعت ہونا۔
(۵) سربراہِ مملکت یا اُس کے نائب کا وہاں موجود ہونا۔
(۶) پہلے ظہر کی نماز اور بعد میں عصر کی نماز کا ہونا۔
(۷) مقیم اِمام کا قصر نہ کرنا۔

اگر اِن شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو ظہر اور عصر کی نمازیں

Marfat.com

اپنے اپنے وقت پر پڑھی جائیں۔

قبلہ رُخ کھڑے ہو کر وقوف کرنا افضل ہے۔ بہتر ہے کہ سارا وقت کھڑے ہو کر وقوف کیا جائے، اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو اکثر وقت کھڑے ہو کر وقوف کیا جائے۔ اور ہاتھ پھیلائے عاجزی و انکساری اور خشوع و خضوع سے تلبیہ کی جائے، تسبیح و تہلیل، توبہ و استغفار، دُعا و ذکر اللہ، حمد و ثنا اور درود شریف وغیرہ کا وِرد کیا جائے۔ یہاں بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ پھیلائے جتنی بھی تضرّع و زاری کی جائے کم ہے کہ یہاں توبہ و استغفار کرنے والا گناہوں سے اِس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت پاک تھا۔

اِس وقت کے لیے کئی مسنون دُعائیں کتابوں میں درج ہیں آپ کو جو دعائیں پسند ہوں وہ دُعائیں مانگیں۔ بہتر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ظاہر و باطن میں ہر دم کا دائمی قرب و وصال اور بارگاہِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دائمی حضوری طلب کریں۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشاد مُبارک ہے کہ عرفہ کے دن دورانِ وقوف میری پسندیدہ و بہترین وہ دُعا ہے جو مجھ سے پہلے کے انبیاء پڑھتے رہے ہیں اور وہ دُعا یوں ہے:۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ
وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّ
فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا۔ اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ
وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَّسَاوِسِ الصَّدْرِ
وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ
مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَشَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ وَ
شَرِّ مَا تَھُبُّ بِہِ الرِّیَاحُ۔

Marfat.com

ترجمہ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کہ وہ واحد و لاشریک ہے، بادشاہی اُسی کی ہے، حمد اُسی کی ہے اور ہر چیز پر قادر وہی ہے۔ اے اللہ! میرے دل میں نُور بھر دے، میرے کانوں اور میری آنکھوں میں نُور بھر دے۔ اے اللہ میرے سینے کو (اپنی رحمت کے لیے) کُشادہ فرما دے اور میرے کاموں کو مجھ پر آسان فرما دے۔ مَیں دل کے وسوسوں، کام کی پراگندگی اور قبر کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! مَیں رات اور دن کی چیزوں کے شر سے اور ہوائے زمانہ سے متحرک شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

وقوفِ عرفہ میں مندرجہ ذیل باتیں مکروہ ہیں اِن سے بچنا چاہیئے :-

(۱) ظہر و عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھ لینے کے بعد موقف میں جانے میں دیر کرنا۔

(۲) موقف میں غروبِ آفتاب تک وقوف کے علاوہ کسی اور کام مثلاً کھانے پینے میں مشغول رہنا یا اِسی قسم کی اور دُنیاوی باتیں کرنا۔

(۳) عرفات سے مزدلفہ جانے کے لیے غروبِ آفتاب سے پہلے وقوف چھوڑ دینا۔

(۴) غروبِ آفتاب کے بعد مغرب کی یا عشاء کی نماز عرفات میں پڑھ لینا۔

(۵) غروبِ آفتاب سے پہلے حدودِ عرفات سے باہر نکلنا سخت ممنوع ہے۔ اگر کسی نے ایسا کر لیا تو اسے چاہیئے کہ فوراً حدودِ عرفات کے اندر واپس آجائے اور پھر غروبِ آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ جانے کے لیے نکلے۔ اگر اُس نے ایسا نہ کیا تو اُس پر دَم واجب ہو جائے گا۔

نویں ذوالحجہ کے زوال کے بعد سے دسویں ذوالحجہ کی صبح صادق تک جو شخص عرفات میں وقوف نہ کر سکا، اُس کا حج نہ ہو سکا، اب اُس پر اگلے سال حج

Marfat.com

کرنا فرض ہو گا۔

قیامِ مزدلفہ

وقوفِ عرفہ سے فارغ ہو کر غروبِ آفتاب کے فوراً بعد حدودِ عرفات سے نکل کر مزدلفہ پہنچنا ہوتا ہے کیونکہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ۔ (پ۲ البقرہ ۱۹۸)

ترجمہ "تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو تو جب عرفات سے پلٹو تو مشعرِ حرام کے پاس ذکرِ اللہ کیا کرو اور اُس کا ذکر اِس طرح کرو جیسے اُس نے تمہیں ہدایت فرمائی۔"

مزدلفہ میں کسی جگہ بھی ٹھہرا جا سکتا ہے مگر مشعرِ حرام کے پاس ٹھہرنا افضل ہے۔ مشعرِ حرام قزح پہاڑی کے پاس ایک مقام ہے۔ وہاں مسجدِ مشعرِ حرام ہے جہاں پہنچتے ہی مغرب و عشاء کی نمازیں ایک ہی اذان اور ایک ہی اقامت سے یکے بعد دیگرے اکٹھی ادا کی جاتی ہیں۔ مزدلفہ میں پہنچنے کے بعد نمازیں پڑھنے میں تاخیر کرنا درست نہیں۔ کوشش کریں کہ نمازیں باجماعت ادا ہوں۔ پہلے نمازِ مغرب کی جماعت اور بعد میں نمازِ عشاء کی جماعت۔ نمازِ مغرب قضا نہیں بلکہ ادا پڑھی جاتی ہے۔ اِن دونوں نمازوں کی جماعت کے درمیان سنتیں مت پڑھیں بلکہ عشاء کی جماعت کے بعد مغرب و عشاء کی سنتیں اور وتر پڑھیں۔

اگر امام کے ساتھ جماعت میں شامل نہ ہو سکو اور بعد میں اپنی قیام گاہ پر باجماعت یا الگ الگ نمازیں پڑھنی پڑیں تو بھی مغرب و عشاء کی دونوں نمازوں کو ملا کر اکٹھا پڑھیں۔

مزدلفہ میں فجر تک رات گزارنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ یہ رات عبادت میں

Marfat.com

گزاری جائے کہ اِس رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت سے افضل ہے۔ اِس رات میں حقوق العباد میں کوتاہیوں کی معافی مانگی جائے۔

وقوفِ مزدلفہ

مزدلفہ میں وقوف کرنا واجب ہے۔ یہاں وقوف کا وقت طلوعِ فجر یعنی صبحِ صادق سے لے کر روشنی پھیلنے تک ہے اِس لیے اِس وقت میں جو شخص مزدلفہ میں سے گزر گیا اُس کا وقوف ہو گیا لیکن سنّت طریقہ کا وقوف یہ ہے کہ طلوعِ فجر سے پہلے ہی وضو کر کے تیاری کرلیں جب طلوعِ فجر ہو جائے تو اوّل وقت میں اندھیرے ہی فجر کی نماز جماعت سے ادا کرلیں اور پھر طلوعِ آفتاب سے تھوڑی دیر پہلے تک وقوف کرلیں اور اِس میں نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ تلبیہ، ذکر اللہ، تسبیح و تہلیل، دُعائیں اور درود شریف کا وِرد کرتے رہیں۔ دعاؤں میں حقوق العباد کی کوتاہیوں کی معافی کو خاص طور پر مدِ نظر رکھیں کیونکہ اِس موقع پر حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی وہ دُعا منظور ہوئی تھی جو آپ نے اپنی امت کے لیے حقوق العباد میں غفلت کی معافی کے لیے مانگی تھی اور شیطان نے کفِ افسوس ملتے ہوئے اپنے سر میں مٹی ڈالی تھی اور حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام شیطان کی اِس ذلّت و ناکامی پر خندہ زن ہوتے تھے۔

طلوعِ فجر سے پہلے جو شخص مزدلفہ سے چلا جائے تو اُس کا وقوف نہیں ہوا اِس لیے اُس پر ایک دم لازم آجاتا ہے البتہ بیمار یا عورت یا ناتواں و کمزور بوڑھے کو ہجوم کے باعث ضرر کا قوی اندیشہ ہو اور وہ طلوعِ فجر سے پہلے مزدلفہ سے نکل جائے تو اُس کے لیے معافی ہے اور اُس پر دم بھی واجب نہیں۔ نیز طلوعِ فجر کے بعد نماز سے پہلے یا طلوعِ آفتاب کے بعد مزدلفہ چھوڑنا خلافِ سُنّت اور مکروہ ہے۔

منیٰ کو روانگی

دس ذوالحجہ کو سورج نکلنے سے تھوڑی دیر پہلے مزدلفہ سے منیٰ کے لیے

Marfat.com

روانہ ہوا جاتا ہے۔ مزدلفہ سے چلتے وقت کسی پاک جگہ سے رمی کے لیے خرما کی گٹھلی کے برابر چھوٹی چھوٹی کنکریاں چن کر دھولیں اور اپنے پاس رکھ لیں۔ مزدلفہ سے منیٰ کو آنے کے لیے مازنین سے آنا پڑتا ہے۔ مازنین دو پہاڑیوں کے درمیان تنگ راستے کو کہتے ہیں۔ تمام راستے میں تلبیہ و ذکر اللہ کرتے رہو اور جب منیٰ میں پہنچ جاؤ تو پھر یہ دُعا مانگو:۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مِنًی قَدْ اَتَیْتُھَا وَاَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ اَسْئَلُكَ اَنْ تَمُنَّ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰی اَوْلِیَآءِكَ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْحِرْمَانِ وَالْمُصِیْبَةِ فِیْ دِیْنِیْ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَلَّغَنِیْ مِنًی سَالِمًا مُّعَافًا۔

ترجمہ "اے اللہ! یہ منیٰ ہے۔ میں یہاں تک آپہنچا ہوں، میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں۔ میں یہاں تیری جناب میں اُس انعام و اکرام کا سوال کرتا ہوں، جو تم نے یہاں اپنے اولیاءِ کرام پر کیا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں محرومیوں سے اور دینی مصیبت سے اے سب رحم کرنے والوں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ حمد ہے اُس ذاتِ پاک کی جس نے مجھے سلامتی و عافیت سے منیٰ میں پہنچایا۔"

دس ذوالحجہ کو منیٰ میں پہنچنا، جمرۂ عقبیٰ پر رمی کرنا، پھر قربانی کرنا اور پھر سر مُنڈوانا یا بال کتروانا واجب اور سنّت ہے اور اسی روز طوافِ زیارت کرنا افضل ہے۔

منیٰ میں سب سے پہلے جمرۂ عقبیٰ پر رمی کی جاتی ہے جس کا مسنون وقت طلوعِ آفتاب سے زوالِ آفتاب تک ہے لیکن زوال سے غروبِ آفتاب تک بھی جائز

Marfat.com

ہے۔ غروبِ آفتاب کے بعد رمی کرنا مکروہ ہے مگر بیماروں، ضعیفوں اور عورتوں کے لیے مکروہ نہیں ہے۔ طلوعِ فجر سے پہلے پہلے رمی کر لی جائے تو واجب ادا ہو جاتا ہے مگر یہ ہے مکروہ۔

رمی کرنا

رمی کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جمرہ سے تھوڑے فاصلہ پر اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ منہ جمرہ کی طرف ہو، منیٰ دائیں طرف ہو اور کعبہ بائیں طرف ہو۔ تلبیہ کرنا چھوڑ دیں اور "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ" کہتے ہوئے دائیں ہاتھ سے ایک کنکری جمرہ پر ماریں۔ اس طرح یکے بعد دیگرے سات کنکریاں ماریں۔ رمی کے لیے کنکریاں چنتے وقت خیال رہے کہ پتھر توڑ کر کنکریاں بنانا، مسجد سے یا کسی ناپاک جگہ سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے۔ بڑے پتھروں اور ناپاک کنکریوں سے رمی کرنا مکروہ ہے اسی لیے تو کنکریوں کو دھو لینا مستحب ہے۔ اسی طرح جمرات کے قریب کی استعمال شدہ کنکریوں سے رمی کرنا بھی مکروہ ہے کیونکہ وہ مردود کنکریاں ہوتی ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے کہ جن لوگوں کا حج قبول ہو جاتا ہے اُن کی پھینکی ہوئی کنکریوں کو اُٹھا لیا جاتا ہے اور جن کا حج قبول نہیں ہوتا اُن کی پھینکی ہوئی کنکریاں وہیں پر پڑی رہتی ہیں۔ رمی کرنے کے موقع پر یہ دُعا مانگنا مستحب ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّیْطَانِ رِضًا لِّلرَّحْمٰنِ ط اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ سَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔

ترجمہ "اللہ کے نام سے کہ اللہ بہت بڑا ہے۔ میں رمی کرتا ہوں شیطان کو ذلیل کرنے کے لیے اور رحمٰن کو راضی کرنے کے لیے۔ اے اللہ! میرے حج کو قبول فرما، میری

Marfat.com

کوشش کو منظور فرما اور میرے گناہوں کو معاف فرما۔"

رمی کر لینے کے بعد وہاں دُعا کے لیے مت ٹھہریں کہ یہ خلافِ سُنت ہے اس لیے رمی کرنے کے بعد ذکر اللہ کرتے ہوئے اپنی قیام گاہ میں آکر قربانی کا انتظام کریں۔ جمرۂ عقبیٰ کی رمی ہی سے تلبیہ بند کریں۔ دس ذوالحجہ کے روز والی رمی اگر رات کو بھی نہ ہو سکی تو اس کی قضا اور دَم دونوں واجب ہو جاتے ہیں۔ رمی کرتے ہوئے جمرے کی جڑ پر کنکری مارنا مستحب ہے۔ کنکری کا جمرے کو لگنا ضروری نہیں لیکن کنکری کا جمرے کے گرد بنی ہوئی دیوار کے اندر گرنا لازمی ہے۔ دیوار کے باہر گرنے والی کنکری کی جگہ اور کنکری ماری جائے۔ ساتوں کنکریاں ایک بار مارنا درست نہیں کہ اسے ایک ہی کنکری شمار کیا جاتا ہے۔

شرعی طور پر معذور آدمی اپنے نائب کے ذریعے رمی کروا سکتا ہے لیکن نائب کا اپنی رمی سے فارغ ہو لینا ضروری ہے۔

قربانی

رمی سے فارغ ہونے پر قربانی دی جاتی ہے۔ قربانی کے جانوروں میں اُونٹ ہو تو پُورے پانچ سال کا ہو، گائے ہو تو پُورے دو برس کی ہو اور بھیڑ بکری ہو تو پُورے ایک سال کی ہو۔ یہ قربانی ہر حاجی پر واجب ہے چاہے کوئی امیر ہو یا غریب کیونکہ یہ حج کا شکرانہ ہے۔ البتہ مفرد کے لیے یہ قربانی مستحب ہے۔ چاہے وہ امیر ہو یا غریب ہو۔ اگر حاجی امیر بھی ہو اور مقیم بھی ہو تو اُس پر حج کی قربانی کے علاوہ عیدالاضحیٰ کی قربانی بھی واجب ہے۔ بہتر ہے کہ قربانی اپنے ہی ہاتھوں سے کی جائے۔ جانور کو قبلہ رُخ لٹا کے اور خود بھی قبلہ رُخ کھڑے ہو کر "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ" پڑھتے ہوئے چھُری چلائی جائے حتیٰ کہ گردن کی چاروں رگیں کٹ جائیں۔ اِس سے زیادہ مت کاٹا جائے۔ جانور کے ٹھنڈا ہونے پر اُس کی کھال اُتاری جائے۔ گائے، بھیڑ، بکری وغیرہ کو ذبح کیا جاتا ہے لیکن

Marfat.com

اُونٹ کو نحر کیا جاتا ہے یعنی اُسے کھڑا کر کے اس کے سینے میں گلے کی انتہا پر نیزہ مارا جاتا ہے۔

قارن اور تمتع اگر غریب ہوں اور قربانی کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو قربانی کے بدلے اُن پر دس روزے رکھنے واجب ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ تین روزے ۹، ذوالحجہ سے پہلے پہلے رکھ لیں اور باقی سات روزے ایامِ حج کے بعد رکھیں۔ اگر انہوں نے ۹، ذوالحجہ سے پہلے روزے نہ رکھے تو اُن پر قربانی کرنا واجب ہو گا اور اگر اب بھی اُنہوں نے قربانی نہ کی اور حلق یا قصر کروا کر احرام کھول دیا تو اُن پر دو دَم واجب ہو جائیں گے ایک دم قربانی نہ کرنے کا اور دوسرا دم قربانی سے پہلے حلق یا قصر کروانے کا۔

حلق یا قصر

دسویں ذوالحجہ کو قربانی کے بعد حلق یا قصر کروانا یعنی سر منڈوانا یا بال کتروانا واجب ہے البتہ عورتوں کے لیے سر منڈوانا حرام ہے۔ اُن پر قصر ہے اور وہ یہ ہے کہ کم از کم ایک چوتھائی سر کے بال لمبائی میں اُنگلی کے ایک پورے کے برابر کترائے جائیں۔ اِس سے کم قصر نہ تو عورت کے لیے جائز ہے اور نہ ہی مرد کے لیے جائز ہے۔ حلق یا قصر کے بعد احرام کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں اِس لیے حلق یا قصر سے پہلے ناخن اور لبیں وغیرہ کتروانا منع ہے۔ حلق سے پہلے ایسا کرنے پر ایک دَم لازم آجائے گا کیونکہ حلق سے پہلے حالتِ احرام قائم ہوتی ہے۔

قربانی اور حلق منیٰ میں سنّت ہے اور حدودِ حرم میں واجب ہے۔

حدودِ حرم سے باہر حلق کرانے پر دَم واجب ہو جائے گا۔ کم از کم چوتھائی سر کا حلق یا قصر واجب ہے۔ اِس سے کم پر دَم واجب ہو جاتا ہے۔

حلق کے بعد حاجیوں پر احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اِس لیے احرام کی حالت میں ممنوعہ چیزیں حلال ہو جاتی ہیں اور طوافِ زیارت

Marfat.com

کے بعد عورت بھی حلال ہو جاتی ہے لیکن اگر عمرہ کا احرام ہے تو حلق کے بعد ہی عورت حلال ہو جاتی ہے۔ حج کا حلق منیٰ میں اور عمرہ کا حلق مکہ میں سُنّت ہے اور حدودِ حرم میں واجب ہے۔ حلق یا قصر کے بالوں کو دفن کر دینا بہتر ہے۔

حلق یا قصر کراتے وقت قبلہ کے رُخ بیٹھ کر دائیں جانب سے شروع کرایا جائے۔ اِس موقع پر یہ تکبیر پڑھی جائے:۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

حلق و قصر کے بعد کا وقت قبولیتِ دُعا کا وقت ہوتا ہے اِس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔

طوافِ زیارت

دسویں ذوالحجہ کو طوافِ زیارت کرنا حج کا آخری رُکن ہے۔ اِس طواف کے بعد حج مکمل ہو جاتا ہے۔ اِس طواف کو طوافِ رُکن یا طوافِ فرض یا طوافِ افاضہ بھی کہا جاتا ہے۔ اِس طواف کے متعلق فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ (پ۱۷ الحج ۲۹)

ترجمہ: "پھر اپنا میل کچیل اُتاریں اور اپنی منتیں پُوری کریں اور اُس آزاد گھر کا طواف کریں"۔

اِس طواف کا افضل وقت دسویں ذوالحجہ کو حلق و قصر کے بعد ہے۔ لیکن بارہویں ذوالحج کے غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے یہ طواف کیا جا سکتا ہے۔ اُس وقت تک اگر یہ طواف نہ کیا جا سکا تو اس کا ادا کرنا بدستور فرض رہے گا اور اُس کا دَم بھی دینا ہو گا لیکن حیض و نفاس والی عورت چونکہ پاک ہوئے بغیر طواف نہیں کر سکتی اِس لیے وہ حیض و نفاس سے پاک ہو لینے کے بعد یہ طواف کر لے۔ اِس

صورت میں اس پر دم لازم نہ ہو گا۔ جب تک یہ طواف نہ کر لیا جائے بیوی سے بوس و کنار و مباشرت حرام ہے۔ اگر ایسا کرے گا تو اس پر دم واجب ہو جائے گا۔

اس طواف کا سنت طریقہ تو یہ ہے کہ حلق و قصر کے بعد احرام کھول دیا جائے اور اس کے بعد یہ طواف کیا جائے۔ اگر حج کی سعی اور رمل پہلے کر چکے ہوں تو پھر اس طواف میں نہ تو رمل ہو گا اور نہ ہی بعد میں صفا و مروہ کی سعی ہو گی اور اگر پہلے حج کی سعی اور رمل نہ کیا ہو تو اب اس طواف میں رمل اور سعی کرنا ہو گی۔

طوافِ زیارت کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دسویں ذوالحجہ کو جب حلق یا قصر سے فارغ ہو لیں تو احرام کھول دیں۔ نہا دھو کر سلے ہوئے کپڑے پہنیں، قربانی کا گوشت کھائیں اور دعاؤں میں مشغول ہو کر مکہ مکرمہ میں جا کر مسجدِ حرام میں داخل ہو جائیں دستور کے مطابق طواف شروع کر دیں۔ سات پھیرے مکمل کر لینے کے بعد مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعات نمازِ طواف ادا کریں، پھر ملتزم پر آ کر دعا مانگیں، پھر زم زم کا پانی پئیں، پھر مطاف کے نزدیک دو رکعات نفل پڑھیں۔ اس کے بعد رات کا قیام منیٰ میں ہو گا کیونکہ منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ قیام کرنا مکروہ ہے۔ دسویں کے علاوہ گیارہویں اور بارہویں کی رات بھی منیٰ میں گزارنا سنت ہے۔ اگر تیرہویں کی رات بھی منیٰ میں گزارنا چاہیں تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ بارہویں کو غروبِ آفتاب سے پہلے کوچ نہ کرو۔

کوشش کریں کہ قیامِ منیٰ کے دوران ہر نماز با جماعت مسجدِ خیف میں ادا ہو۔ دسویں ذوالحجہ کو یہ چار عبادتیں اس ترتیب سے کریں کہ پہلے جمرۂ عقبیٰ کی رمی ہو پھر قربانی ہو پھر حلق ہو اور پھر طوافِ زیارت ہو۔ اس ترتیب کے خلاف کرنے پر دم واجب ہو جاتا ہے۔ البتہ جمرۂ عقبیٰ کی رمی کے بعد قربانی و حلق و قصر اور طوافِ زیارت اسی تاریخ یعنی دسویں ذوالحجہ کو کرنا لازمی نہیں ہے بلکہ بارہویں ذوالحجہ تک بھی یہ کام کرنے جائز ہیں۔

Marfat.com

گیارہویں ذوالحجہ کو جمرات کی رمی

گیارہویں ذوالحجہ کو نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرنا واجب ہے. گیارہویں کی رمی کا اصل وقت تو زوال سے غروبِ آفتاب تک ہے۔ البتہ اگر طلوعِ فجر سے پہلے پہلے کر لی جائے تو رمی تو ادا ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی سوائے عورتوں، بیماروں اور کمزور ضعیفوں کے۔ طلوعِ فجر کے بعد گیارہویں کی رمی کا وقت فوت ہو گیا. لہٰذا اُس کی قضا اور دم دونوں واجب ہو گئے۔

سب سے پہلے جمرۂ اولیٰ پر رمی کی جائے۔ اُس سے فارغ ہو کر آگے بڑھ کے بائیں طرف ہٹ کے قبلہ کے رُخ کھڑے ہو جائیں اور کندھوں تک ہاتھ اُٹھا کر اِس طرح حمد و ثنا و ذکر اللہ و توبہ و استغفار میں مشغول رہیں کہ ہتھیلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہو۔ اِس حالت میں سورۂ بقرہ پڑھنے کی دیر تک یا پون سیپارہ پڑھنے کی دیر تک یا کم از کم بیس آیات پڑھنے کی دیر تک مشغول رہیں۔

جمرۂ اولیٰ کی رمی اور دُعا سے فارغ ہو کر جمرۂ وسطیٰ کے پاس آجائیں اور اس جمرہ پر بھی حسبِ دستور سات کنکریوں سے رمی کریں اور پھر کچھ فاصلے پر ہٹ کر یہاں بھی کچھ دیر کے لیے دُعاؤں اور ذکر اللہ میں مشغول رہیں۔

اِس کے بعد جمرۂ عقبیٰ پر جا کر حسبِ سابق رمی کریں اور پھر فوراً دُعائیں اور ذکر اللہ کرتے ہوئے اپنی جائے اقامت پر آجائیں کیوں کہ وہاں دُعا کے لیے ٹھہرنا خلافِ سُنّت ہے۔

بارہویں ذُوالحجہ کی رمی

جس نے اب تک طوافِ زیارت نہیں کیا ہے پہلے وہ مکہ مکرمہ جا کر طوافِ زیارت کر آئے کیوں کہ آج کے بعد بلا عذر طوافِ زیارت میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے۔ اس دن بھی تینوں جمروں پر سات سات کنکریوں سے رمی کرنا واجب ہے۔ پہلے دو جمروں پر کی رمی

کے بعد کچھ دیر دُعا کے لیے ٹھہرنا ہے لیکن آخری جمرے پر رمی کے فوراً بعد اپنی قیام گاہ پر لوٹ آنا سنّت ہے۔ یہاں بھی رمی کا وقت زوال سے غروبِ آفتاب تک ہے اور غروب سے طلوعِ فجر تک مکروہ وقت ہے اور طلوعِ فجر کے بعد تو ادا کا وقت فوت ہو گیا، اب قضا و دم دونوں واجب ہو گئے۔

اُس روز کی رمی کے بعد غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے مکّہ چلے جانے کا اختیار ہے لیکن غروب کے بعد جانا مکروہ ہے اور اگر تیرہویں ذوالحجہ کی صبح منیٰ میں ہو گئی تو اب تیرہویں کو بھی تینوں جمروں کی رمی واجب ہو گئی۔ بغیر رمی کیے جانے والے پر دم واجب ہو جائے گا۔ تیرہویں ذوالحجہ کو غروبِ آفتاب کے بعد ہر طرح کی رمی کا وقت ختم ہو جاتا ہے چاہے ادا رمی ہو یا قضا رمی ہو۔

مکّہ مکرمہ کو واپسی

منیٰ سے فارغ ہو کر مکّہ مکرمہ کو واپس آ جائیں۔ واپسی پر راستہ میں جنّتُ المعلیٰ کے قریب محصّب میں تھوڑی دیر ٹھہر کر دُعا مانگیں۔ یہاں کی دُعا بھی مقبول ہوتی ہے۔ محصّب میں دُعا کے لیے تھوڑی دیر ٹھہرنا سُنّتِ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہاں عشاء کی نماز پڑھیں اور پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر مکّہ مکرمہ میں آ جائیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ایسا ہی کیا ہے۔

آفاقی کے لیے اب بھی حج کا ایک اور واجب طواف باقی ہے جسے طوافِ وداع کہتے ہیں اور یہ مکّہ سے رخصت ہوتے وقت کیا جاتا ہے۔

۱۲، ذوالحجہ کے بعد اب جتنے دن بھی مکّہ مکرمہ میں قیام کرنا پڑے اُن میں زیادہ سے زیادہ عمرے اور نفل طواف کرتے رہیں کہ آفاقیوں کے لیے نفلی طواف نفل نمازوں سے افضل ہیں۔ خاص کر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے عمرہ کریں، اپنے پیر و مُرشد کے لیے، اپنے والدین کے لیے، اپنے لیے اور دیگر احباب کے لیے اور جتنے بھی ہو سکیں عمرے اور طواف کر لیں، جی بھر بھر کر زم زم پئیں، حطیم کعبہ میں نفل پڑھیں، حجرِ اسود کو

Marfat.com

بوسے دیں، ملتزم سے لپٹ لپٹ کر دُعائیں مانگیں، مکہ شہر کے متبرک مقامات کی زیارتیں کریں اور کعبہ شریف کو بار بار دیکھیں اور دعائیں مانگیں۔

طوافِ وداع

یہ طواف صرف آفاقیوں پر اُس وقت واجب ہے جب انہیں اپنے وطن کے لیے روانگی کرنی ہوتی ہے۔ اِس طواف میں نہ تو اِضطباع ہوتا ہے اور نہ ہی رمل وسعی ہوتی ہے۔ یہ طواف کر لینے کے بعد کسی وجہ سے دوبارہ مکہ مکرمہ میں قیام کرنا پڑ جائے تو دوبارہ طوافِ وداع کرنا مستحب ہے۔ حیض و نفاس والی عورت پر یہ طواف واجب نہیں۔ اگر وہ طہر تک انتظار کر سکتی ہے تو کر لے اور پھر یہ طواف کرے ورنہ وہ باب الوداع پر کھڑی ہو کر دُعاؤں میں مشغول اشک بار آنکھوں سے خانہ کعبہ کی الوداعی زیارت کر کے رُخصت ہو جائے۔

طوافِ وداع کا طریقہ یہ ہے کہ طوافِ وداع کی نیت کر کے حجرِ اسود کا استلام کریں اور پھر طواف شروع کریں۔ طواف کے سات چکر مکمل کر کے مقامِ ابراہیم پر دو رکعات نمازِ طواف پڑھیں، پیٹ بھر کر آبِ زم زم پئیں بھی اور چہرے اور بدن پر ملیں بھی۔ زم زم پیتے ہوئے بار بار کعبہ شریف کی زیارت بھی کرتے رہیں۔ پھر کعبہ کے دروازے کی چوکھٹ کو بوسہ دیں۔ اور یہ دُعا پڑھیں:-

اَلسَّائِلُ بِبَابِكَ يَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَمَعْرُوْفِكَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَتَكَ۔

ترجمہ "اے اللہ! تیرے در پر کھڑا ہوا میں تیرا سوالی ہوں اور تجھ سے تیرے فضل و کرم کا سوال کرتا ہوں اور تیری رحمت کا اُمیدوار ہوں۔"

اس کے بعد ملتزم پر حاضری دیں۔ دیوارِ کعبہ سے لپٹ لپٹ کر روئیں، توبہ واستغفار کریں اور دُرود و دعائیں پڑھیں، پھر حجرِ اسود کا استلام کریں، بوسہ دیں،

Marfat.com

اور یہ دُعا پڑھ کر رُخصت ہو جائیں :۔

یَا یَمِیْنَ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ اِنِّیْ اُشْہِدُکَ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ط اِنِّیْ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ اَنَا اُوْدِعُکَ ھٰذِہِ الشَّہَادَۃَ لِتَشْہَدَ لِیْ بِمَا عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ یَوْمَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ ۔ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اُشْہِدُکَ عَلٰی ذٰلِکَ وَاُشْہِدُ مَلآئِکَتَکَ الْکِرَامِ ۔ اَللّٰہُمَّ لَا تَجْعَلْہُ اٰخِرَ الْعَھْدِ مِنْ بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَاِنْ جَعَلْتَ نُعَرِّضُنِیْ مِنْہُ الْجَنَّۃُ الْقُرْبِ۔

ترجمہ "اے اللہ کی زمین میں یمینِ الٰہی ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اللہ کے رسُول ہیں ۔ میں تیرے پاس اِس شہادت کو بطورِ امانت رکھتا ہوں تاکہ قیامت کے دن جو کہ بڑی گھبراہٹ کا دن ہو گا تو میرے لیے اِس کی گواہی دینا۔ اے اللہ ! میرے اِس حج کو اپنے محترم گھر کی آخری حاضری نہ بنانا اور اگر ایسا ہے تو پھر مجھے اِس کے بدلے جنت قُرب عطا فرمانا"

بیتُ اللہ سے رخصتی کے وقت کعبہ کی طرف منہ کر کے زیارت کر کے اُلٹے پاؤں بیتُ اللہ کو حسرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے اور اُس کے فراق میں آنسو بہاتے ہوئے بابُ الوداع سے رُخصت ہوں کہ اُس دروازے سے رخصت ہونا سُنّت ہے۔ باہر آکر حسبِ توفیق صدقہ و خیرات کریں۔

طوافِ وداع کر کے چل دیئے اور پھر کسی وجہ سے ٹھہر گئے لیکن قیام کی نیت نہ تھی تو یہی طواف کافی ہے اور اگر روانگی کے وقت پھر سے طواف کر لیا تو یہ

Marfat.com

مُستحب ہے۔

اگر کوئی آفاقی طوافِ وداع کیے بغیر مکّہ مکرمہ سے چلا گیا اور میقات سے باہر ہو گیا تو اُس پر دَم دینا واجب ہو گیا۔ لیکن دم دینے کے لیے واپس آنے کی ضرورت نہیں۔ وہیں پر دَم ادا کر دے۔ اور واپس آئے تو عمرہ کا احرام باندھ کر آئے، عمرہ ادا کرے اور پھر طوافِ وداع کرے۔ اب اِس پر کوئی دم واجب نہیں۔ اسی طرح اگر میقات سے باہر نکلا تو واپس آکر طوافِ وداع کر لے۔

Marfat.com

آدابِ حج

آدابِ سفر

① سفرِ حج خالص رضائے الٰہی کے حصُول کی خاطر ہو نہ کہ ریاکاری اور دِکھاوے کی خاطر ہو۔

② سفرِ حج اختیار کرنے سے پہلے والدین سے اجازت لینا ضروری ہے والدین اگر خدمت کی مجبوری کی وجہ سے اجازت نہ دیں تو اُن کی خدمت کو مُقدّم رکھا جائے۔

③ سفرِ حج اختیار کرنے سے پہلے توبہ کرلی جائے اور اس توبہ پر قائم رہا جائے۔

④ جن حقوق العباد کی ادائیگی ممکن ہو، اُنہیں ادا کر دیا جائے ورنہ حقدار سے معافی طلب کی جائے۔ قرض اور امانتیں ادا کر دی جائیں۔

⑤ اہل وعیال کے لیے عرصۂ حج کے جملہ اخراجات اور ضرُوریاتِ زندگی کا مکمل انتظام کرلیا جائے۔

⑥ سفرِ حج پر روانگی سے پہلے عزیز واقارب، دوستوں اور ہمسایوں سے مل کر اُن سے اپنی کوتاہیوں کی معافی طلب کرلی جائے اور ان سے اپنے حق میں دُعائے خیر کرالی جائے۔

⑦ اگر دو یا دو سے زیادہ عازمینِ حج شریکِ سفر ہوں تو وہ آپس میں ایک کو امیر منتخب کرلیں کہ یہ سُنّت ہے۔

⑧ تمام عازمینِ حج کو حج کے فرائض، واجبات، سُنن، مُستحبات، آداب، مُفسدات، محرمات اور مکروہات سے مکمل طور پر واقف ہونا چاہیے تاکہ فریضۂ حج

پوری صحت کے ساتھ ادا ہو سکے۔

⑨ گھر سے روانگی کے وقت دو رکعات نفل پڑھ لیے جائیں بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو، ہو سکے تو اُس مسجد میں بھی دو رکعات نفل پڑھ لیے جائیں جس میں روزانہ نماز پڑھتے ہیں۔

⑩ گھر سے نکلتے وقت یہ دُعا پڑھی جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَّزِلَّ اَوْ نُزَلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا اَحَدٌ۔

ترجمہ" اسمِ اللہ کی برکت اور اللہ کی مدد سے، مَیں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا۔ نہیں ہے کوئی طاقت نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی مگر اللہ کی توفیق سے۔ اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اِس بات سے کہ ہم لغزش کریں یا ہمیں لغزش میں مبتلا کیا جائے یا ہم گمراہ ہوں یا ہمیں گمراہ کیا جائے یا ہم ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم جہالت میں پڑیں یا جہالت ہم پر مسلط کی جائے"

گھر سے نکلیں تو آیۃ الکرسی، اذا جآء نصر اللہ، اور چاروں قل شریف بمعہ اوّل و آخر بسم اللہ شریف پڑھ لیں۔ بوقتِ رُخصت احباب سے ملتے وقت یہ دُعا پڑھیں:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَ خَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ۔

ترجمہ" میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں تمہارا دین و ایمان اور تمہارے اعمال کو۔"

⑪ تمام راستے میں ذکر اللہ کا شغل اپنائے رکھیں اور نمازوں کی پابندی رکھیں۔

Marfat.com

آدابِ احرام

(۱) احرام پہننے سے پہلے حجامت بنوانا، لبیں ترشوانا، ناخن کٹوانا، غیر ضروری بال صاف کرنا، خوب مَل کر نہانا اور اگر نہانا ممکن نہ ہو تو وضو کرنا ہر مرد و عورت کے لیے مستحب ہے خواہ عورتیں حیض و نفاس سے ہی کیوں نہ ہوں۔

(۲) غسل و وضو کے بعد مرد سِلا ہوا لباس بمعہ دستانے، موزے اور جُرابیں وغیرہ اُتار دیں اور احرام کی دو نئی چادریں اِس طرح زیبِ تن کریں کہ ایک چادر کا تہبند بنائیں اور دوسری کو بدن پر اوڑھ لیں لیکن سر اور منہ کو کھُلا رہنے دیں۔ طواف سے پہلے اضطباع مت کریں کہ یہ خلافِ سُنّت ہو گا۔ احرام کے لیے اَن سِلے کمبل اور تولیے بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

(۳) اِس کے بعد اگر وقت مکروہ نہ ہو تو سر ڈھانپ کر احرام کے دو نفل پڑھ لیں۔ اِس موقع پر سر اِس لیے ڈھانپنا چاہیئے کہ ابھی احرام شروع نہیں ہوا۔

(۴) احرام کے نفلوں کے سلام پھیرنے کے فوراً بعد جس قسم کا حج و عمرہ کرنا مقصود ہے اُس کی نیّت قبلہ رُخ بیٹھ کر دل اور زبان سے کریں اور نیّت کے بعد تلبیہ پڑھیں۔ تلبیہ پڑھتے ہی احرام شروع ہو جائے گا۔ تلبیہ پڑھے بغیر محض نیّت سے احرام شروع نہیں ہوتا۔ تلبیہ کے الفاظ اِس طرح ہیں:۔

لَبَّیْكَ ط اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ ط لَبَّیْكَ ط لَا شَرِیْكَ لَكَ
لَبَّیْكَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ
لَاشَرِیْكَ لَكَ ط

ترجمہ "مَیں حاضر ہوں، اے اللہ! مَیں حاضر ہوں، تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں ہے، بے شک حمد و نعمت و ملک تیرے ہی لیے ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔"

Marfat.com

۵ احرام باندھ لینے کے بعد ایک مرتبہ تلبیہ کہنا فرض ہے اور ایک بار سے زیادہ کہنا سُنّت ہے۔

۶ احرام باندھنے کے بعد سے لے کر دسویں ذوالحجہ کو پہلے جمرے کی رمی تک ہر بُلندی پر چڑھنے کے دَوران، ہر نشیب میں اُترنے کے دَوران، ہر قافلے سے ملنے کے دَوران اور ہر نماز سے فارغ ہو لینے کے بعد ہر صبح و شام تلبیہ کا وِرد جاری رکھیں۔

۷ تلبیہ بُلند آواز سے پڑھنا مسنُون ہے۔

۸ تین بار تلبیہ کہنا مُستحب ہے، دَورانِ تلبیہ گفتگو کرنا مکروہ ہے۔ البتہ سلام کا جواب دیا جاسکتا ہے۔

۹ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا فرمان ہے کہ:۔

"جب کوئی مسلمان تلبیہ کہتا ہے تو اُس کے اِردگرد کی تمام چیزیں، کیا پتھر، کیا درخت اور کیا مٹی کے ڈھیلے پڑھنے والے کے ساتھ تلبیہ کرنے لگتے ہیں اور تلبیہ کا یہ سلسلہ تمام زمین پر پھیل جاتا ہے۔"

۱۰ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا مزید ارشاد ہے کہ:۔

"جو محرم تمام دن غروبِ آفتاب تک تلبیہ کرتا رہتا ہے اُس کے گناہ ختم ہوجاتے ہیں اور وہ گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہوجاتا ہے جیسا کہ پیدا ہونے کے وقت گناہوں سے پاک تھا۔"

۱۱ تلبیہ کر لینے کے بعد ایک مرتبہ دُرود شریف پڑھ کر یہ دُعا مانگنا مُستحب ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضْوَانَکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِرَحْمَتِکَ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ "اے اللہ! مَیں تجھ سے تیری رضا اور جنّت کا سوال

Marfat.com

کرتا ہوں اور تیری رحمت کے دامن میں جہنم کی آگ سے پناہ چاہتا ہوں“۔

عورتوں کا احرام اُن کے سِلے ہوئے روزمرہ کے کپڑے ہیں، اُن کے لیے حیض ونفاس کی حالت میں بھی احرام باندھنا جائز ہے۔ عورتیں اپنے روزمرہ کے سِلے ہوئے کپڑے پہن کر اپنے سر کو دوپٹہ سے ڈھانپ لیں لیکن چہرہ کھُلا رکھیں۔ عورتیں احرام کی حالت میں بھی دستانے، جرابیں اور زیور وغیرہ پہن سکتی ہیں۔ احرام کے باقی سب احکام اور پابندیاں عورتوں پر بھی مردوں کی طرح لازم ہیں۔

محرّماتِ احرام

احرام کی حالت میں یہ باتیں حرام وممنوع ہیں:۔

① مَردوں کے لیے سِلا ہُوا کپڑا پہننا۔
② منہ یا سر کو کسی کپڑے وغیرہ سے ڈھانپنا۔
③ کپڑوں یا بدن پر خوشبو لگانا۔
④ خوشبودار رنگ میں ایسے رنگے ہوئے کپڑے پہننا جن سے خوشبو آتی ہو۔
⑤ خوشبودار چیز جیسے زعفران، لونگ یا الائچی وغیرہ کھانا یا خوشبودار چیز اپنے لباس میں رکھنا۔
⑥ خوشبودار صابن استعمال کرنا۔
⑦ بدن یا بالوں پر تیل لگانا۔
⑧ مہندی وخضاب وغیرہ لگانا۔
⑨ جماع کرنا، عورت سے بوس وکنار کرنا۔
⑩ عورتوں کے سامنے شہوت بھری فحش گفتگو کرنا۔
⑪ فسق وفساد اور گناہ والے کام کرنا۔
⑫ خود شکار کرنا یا شکار میں کسی کی مدد کرنا۔

Marfat.com

⑬ اپنے یا کسی دوسرے کے ناخن کاٹنا۔

⑭ بدن کے کسی حصّے کے بال اُکھیڑنا یا کاٹنا، کسی دوسرے کے بال کاٹنا، مُونڈنا یا اُکھیڑنا۔

⑮ ٹڈی مارنا، اپنے جسم یا کپڑے کی جُوں مارنا یا جوئیں مارنے کی غرض سے اپنے سَر یا داڑھی پر جُوئیں مارنے والی دوا لگانا۔

مکرُوہاتِ احرام

احرام کی حالت میں یہ باتیں مکرُوہ ہیں:۔

① بدن کی مَیل اُتارنا یا مَیل اُتارنے کی غرض سے نہانا اور جسم کو صابن وغیرہ سے دھونا۔

② کنگھی کرنا، سر کو اِس طرح کھجلانا کہ بال اُکھڑنے یا جُوں کے گرنے یا مرنے کا اندیشہ ہو۔

③ سِلا ہوا کپڑا کندھوں پر ڈالنا۔

④ خوشبُودار کپڑا اوڑھنا۔

⑤ کسی خوشبُودار چیز کو یا عطر وغیرہ کو یا خوشبُودار پھل کو جان بُوجھ کر سونگھنا۔

⑥ مُنہ یا ناک کا کوئی حصّہ کپڑے سے چھپانا یا مُنہ یا سر پر پٹی باندھنا۔

⑦ بِلا عُذر جسم کے کسی اور حصّہ پر پٹی باندھنا۔

⑧ تکیہ پر منہ رکھ کر اُوندھے مُنہ لیٹنا۔

احرام کی مندرجہ بالا پابندیوں کے خلاف کرنے پر دَم واجب ہو جاتا ہے۔ حج کا فرض تو ادا ہو جاتا ہے لیکن حج ناقص ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

آدابِ بیت اللہ

جب مکہ شہر میں داخل ہوں تو اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو اس متبرک شہر کی زیارت کا شرف بخشا ہے اور درود شریف پڑھتے ہوئے یہ دعا مانگیں :-

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ رِزْقًا حَلَالًا۔

ترجمہ "اے اللہ! مجھے اس بابرکت شہر میں قرار اور رزقِ حلال عطا فرما"

توبہ، استغفار، ذکر اللہ، درود شریف اور تلبیہ کی کثرت کریں جنت المعلیٰ کے قریب مزارات پر فاتحہ پڑھیں اور مقامِ مدعیٰ پر اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کے لیے مغفرت اور اخروی کامیابیوں کی دعائیں مانگیں۔ اور پھر تین بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ کر اول و آخر درود شریف پڑھتے ہوئے یہ دعا مانگیں :-

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا سْتَعَاذَ لَہٗ مِنْہُ نَبِیُّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ "اے اللہ! ہمیں دنیا میں اپنا قرب و وصال عطا فرما۔ اور آخرت میں بھی اپنے قرب و وصال سے بہرہ ور فرما اور ہجر و فراق کی آگ کے عذاب سے بچا۔ اے اللہ! میں تجھ سے وہ خیر (قرب و وصال کی برکت) مانگتا ہوں جو تجھ

Marfat.com

سے تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مانگی اور
میں تیری پناہ چاہتا ہوں اُن چیزوں کے شر سے کہ جن کے
شر سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تیری پناہ چاہی۔"

مکہ شریف میں پہنچ کر پہلے اپنی جائے قیام کو تلاش کریں اور اپنے سامان کو محفوظ کر کے پُورے اطمینان اور سکونِ قلب کے ساتھ عجز و انکساری سے سر جھکائے تلبیہ وذکر اللہ درُود شریف کا ورد کرتے ہوئے مسجدِ حرام کی طرف جائیں اور درُود شریف پڑھ کر بابُ السلام سے دایاں پاؤں مسجدِ حرام کے اندر رکھ کر داخل ہوتے ہوئے "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" پڑھیں۔ مسجدِ حرام میں داخل ہو کر جونہی پہلی نظر خانہ کعبہ پر پڑے تو تین بار "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ" اور اوّل و آخر درود شریف پڑھ کر اپنی محبوب ترین دُعا مانگیں کہ اس وقت کی دُعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔ ویسے یہ دُعا مانگنا بھی مستحب ہے:-

اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَۃً وَّزِدْ مَنْ حَجَّہٗ وَاعْتَمَرَہٗ تَکْرِیْمًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّبِرًّا ط اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ ط اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَیْتِ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِیْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

ترجمہ "اے اللہ! تو اپنے اِس گھر کی شرافت، عظمت، بزرگی اور رعب کو زیادہ کر اور جو اِس کا حج اور عمرہ کرے تو اُس کی بزرگی، عظمت، شرافت اور نیکیوں کو بھی زیادہ کر۔ اے اللہ! تیرا نام سلام ہے اور تیری بارگاہ سے سلامتی ہی سلامتی حاصل ہوتی ہے، ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔ میں اِس گھر کے ربّ کی پناہ مانگتا ہوں کفر سے، تنگدستی و محتاجی سے، دل کی تنگی سے اور عذابِ قبر سے۔"

مسجدِ حرام میں تحیۃ المسجد کے نفل نہیں پڑھے جاتے کیوں کہ حج و عمرہ کی نیت سے اِس مسجد میں آنے والوں کے لیے تحیۃُ المسجد طواف ہے اور طواف یہاں کا پہلا ضروری عمل ہے۔ لیکن مسجدِ حرام میں داخلے کے وقت اگر نماز کی جماعت ہو رہی ہو یا خطبہ پڑھا جا رہا ہو تو اُس میں شریک ہو جائیں اور بعد میں طواف کریں۔

Marfat.com

آدابِ طواف

طواف بیتُ اللہ شریف کے ارد گرد سات چکر لگانے کا نام ہے بیتُ اللہ کے اندر نہیں بلکہ بیتُ اللہ کے باہر طواف کیا جاتا ہے لیکن یہ خیال رکھا جائے کہ حطیم سے باہر ہو کر چکر لگائے جائیں کیونکہ حطیم خانہ کعبہ کے اندر کا حصہ ہے۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ :۔

"جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حج کے لیے مکہ شریف میں تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ نے وضو کیا، بیتُ اللہ کا طواف کیا، حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور پھر دائیں طرف کو چلے اور پہلے تین چکروں میں رمل کیا، آپ کے ہاتھ مبارک میں چھڑی تھی، دورانِ طواف اُس چھڑی کو حجرِ اسود سے لگا کر بوسہ دیتے تھے۔" (بخاری و مسلم)

بیتُ اللہ شریف کا طواف نماز پڑھنے کی طرح کا عمل ہے مگر طواف میں گفتگو منع نہیں ہے۔ البتہ ناجائز گفتگو سے اجتناب ضروری ہے۔

حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم علیہ السلام دونوں جنت کے یاقوت ہیں، اللہ نے اُن کے نُور کو ڈھانپ دیا ہے ورنہ مشرق و مغرب کی ہر چیز اُن کے نُور سے روشن رہتی۔ ترمذی اور ابنِ ماجہ کی ایک روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :۔

"اللہ کی قسم! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حجرِ اسود کو اِس طرح اُٹھائے گا کہ اُس کی آنکھیں ہوں گی جن سے یہ دیکھے گا اور اِس کی زبان ہوگی جس سے یہ بات چیت کرے گا، جس نے حق کے ساتھ اسے بوسہ دیا، اُس کے حق میں گواہی دے گا۔"

Marfat.com

طواف کی مذکورہ بالا اقسام کے علاوہ ایک طوافِ نذر بھی ہوتا ہے۔ یہ وہ طواف ہے کہ جس کی کسی نے منت مانی ہو۔ مثلاً یہ کہ کسی نے یوں منت مانی کہ اے اللہ! اگر تو میری یہ مراد پوری کر دے تو میں شکرانے کے طور پر بیت اللہ شریف کا طواف کروں گا۔ اگر اس کی مراد پوری ہو گئی تو اس پر بیت اللہ شریف کا طواف کرنا واجب ہو گیا۔ اس طواف کو طوافِ نذر کہا جاتا ہے۔ یہ طواف کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس میں وقت کے تعین کی قید نہیں ہے۔ البتہ اگر منت مانتے ہوئے وقت کا تعین کر دیا گیا تھا تو معین شدہ وقت میں ہی یہ طواف کیا جائے گا۔ منت کے طواف میں رمل اور اضطباع نہیں ہے۔

آدابِ طواف میں نماز کی طرح جسم و لباس کا پاک ہونا اور ستر کا ڈھانپنا شرط ہے۔ مکہ مکرمہ میں پہنچ کر عمرہ اور حجِ تمتع والے جو پہلا طواف کرتے ہیں وہ عمرہ کا طواف ہوتا ہے جو واجب ہے اس لیے اس کے شروع کرنے پر تلبیہ بند کر دی جاتی ہے۔

طواف میں نیت فرض ہے اور رمل، اضطباع اور حجرِ اسود و رکنِ یمانی کا استلام سنت ہے۔ رمل اور اضطباع صرف مردوں کے لیے ہے۔ رمل بھی صرف اُس طواف میں ہے جس کے بعد سعی کرنی ہو۔ طواف کا ہر چکر حجرِ اسود سے شروع ہو کر حجرِ اسود پر ختم ہوتا ہے۔ حجرِ اسود کا استلام طواف کے آغاز اور اختتام پر سنتِ مؤکدہ ہے اور درمیان کے ہر چکر کے آغاز میں مستحب ہے۔ طواف کے بعد مقامِ ابراہیم علیہ السلام پر دو نفل پڑھنا واجب ہے۔

دورانِ طواف مسنون دعائیں پڑھی جائیں اگر اور کوئی دعا یاد نہ ہو تو درود شریف پڑھا جائے کہ یہ ایک کامل دعا ہے۔ طواف کرتے ہوئے اگر وضو ٹوٹ جائے تو نئے سرے سے وضو کر کے اُسی جگہ سے طواف شروع کر دیا جاتے جہاں سے چھوڑا تھا۔ طواف کرتے ہوئے دنیاوی گفتگو، بدنظری اور دوسروں کو ایذا رسانی سے مکمل پرہیز کیا جائے ورنہ گناہ ہو گا۔

عورتوں کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ مردوں سے مزاحمت کرتے ہوئے

حجرِ اسود کو بوسہ دیں یا رکنِ یمانی کو چھوئیں یا خانہ کعبہ کے قریب ہوں۔

طواف کرنے کا سُنّت طریقہ

طواف کرنے کا سُنّت طریقہ یہ ہے کہ طواف کے شروع میں اضطباع کریں یعنی اوپر والی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر اُس کے دونوں پلّے بائیں کندھے پر اِس طرح ڈالیں کہ ایک کنارہ چھاتی پر اور دوسرا کنارہ پشت پر آجائے اور دایاں کندھا ننگا رہے۔ اب اگر تو یہ عمرہ کا طواف ہے تو تلبیہ کہنا بند کر دو۔ اگر حجِ تمتع کا احرام ہے تو بھی یہ عمرہ ہی کا طواف ہے اِس لیے اِس میں بھی تلبیہ نہ کہو۔ اگر حجِ افراد کا احرام ہے تو یہ طوافِ قدوم ہے اِس کے آغاز میں بھی تلبیہ بند کر دیں۔ اور اگر حجِ قران کا احرام ہے تو یہ بھی عمرہ کا طواف ہے لیکن اِس میں تلبیہ کہنا بند نہ کریں۔ اِس کی تلبیہ جمرۃ العقبیٰ کی رمی شروع کرتے وقت بند کی جائے گی۔

اضطباع کر لینے کے بعد حجرِ اسود کے سامنے سے ذرا ہٹ کر رکنِ یمانی کی طرف اِس طرح قبلہ رُخ کھڑے ہو جائیں کہ تمام حجرِ اسود دائیں جانب ہو۔ اِس طرح کھڑے ہو کر طواف کی نیت کرتے ہوئے پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ الْبَیْتِكَ الْمُكَرَّمِ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔

ترجمہ: "اے اللہ! مَیں نے تیرے محترم گھر کے طواف کا اِرادہ کر لیا ہے، تو اِس کو میرے لیے آسان کر دے اور مجھ سے اِس کو قبول فرمالے۔"

اب اِسی طرح قبلہ رُخ رہتے ہوئے اپنی دائیں جانب حجرِ اسود کی طرف چلیں حتیٰ کہ حجرِ اسود بالکل مقابل آجائے۔ یہاں کھڑے ہو کر کانوں تک اِس طرح ہاتھ اُٹھاؤ کہ ہتھیلیوں کا رُخ حجرِ اسود کی طرف رہے۔ حجرِ اسود کے مقابل آنے سے پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھا لینا مکروہ ہے۔

Marfat.com

ہاتھ اُٹھا کر یہ الفاظ پڑھو :۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

ترجمہ "اسم اللہ کی برکت سے کہ اللہ بہت بڑا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور درود وسلام ہوں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر۔"

یہ کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں اور حجرِ اسود کا اس طرح بوسہ لیں کہ دونوں ہتھیلیاں حجرِ اسود پر رکھی ہوں اور اُن کے بیچ میں منہ رکھ کر آواز پیدا کیے بغیر چوما جائے۔ تین بار اسی طرح بوسہ دیں۔ اگر ہجوم کی زیادتی کے باعث منہ لگا کر حجرِ اسود کو بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو اپنے دونوں ہاتھوں کو حجرِ اسود سے مس کر کے ہاتھوں کو بوسہ دے ڈالیں اور مُنہ پر ہاتھ پھیر لیں۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو ایک ہی ہاتھ سے حجرِ اسود کو چھُو کر بوسہ دے لیں۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہاتھ میں پکڑی ہوئی کسی چیز کو حجرِ اسود سے مس کر کے چوم لیں۔ اور اگر یُوں بھی نہ ہو سکے تو حجرِ اسود کے بالمقابل جہاں بھی کھڑے ہو سکیں وہاں کھڑے ہو کر کھُلی ہتھیلیوں سے اِس طرح اشارہ کریں گویا کہ ہتھیلیوں کو حجرِ اسود پر رکھ رہے ہوں۔ اِس کے بعد ہتھیلیوں کو چوم لیں۔ حجرِ اسود کو چُومنے کے اِن سب طریقوں کو استلام کہتے ہیں۔ خیال رکھیں کہ لوگوں کو دھکیل کر استلام نہ کریں بلکہ جگہ نہ ہو تو اشارہ ہی سے استلام کر لیں کیوں کہ استلام کرنا سنّت ہے جب کہ ترکِ ایذا واجب ہے۔ استلام کرتے ہوئے رونا سُنّتِ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اِس لیے یہاں رو رو کر دُعا مانگو۔

طواف کرتے ہوئے احتیاطاً اپنے اور خانہ کعبہ کی دیوار کے درمیان تین قدم کا فاصلہ رکھیں تاکہ آپ کو خانہ کعبہ کا قرب بھی حاصل رہے اور آپ کا کپڑا بھی خانہ کعبہ سے نہ لگے۔

طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کریں۔ ہجوم کے باعث اگر رمل نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں مگر رُکو نہیں برابر چلتے رہو، جب موقع مل جائے رمل شروع کر دیں۔

Marfat.com

جب ملتزم کے سامنے آجائیں یہ دُعا پڑھیں :۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الْبَیْتُ بَیْتُکَ وَالْحَرَمُ حَرَمُکَ وَالْاَمْنُ اَمْنُکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ فَاَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ط اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ بِخَیْرٍ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٍ۔

ترجمہ " یا اللہ یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ حرم تیرا حرم ہے اور تیرا امن ہی اصل امن ہے، یہ مقام دوزخ کی آگ سے پناہ لینے کا مقام ہے اِس لیے مجھے دوزخ سے پناہ دے دے۔ اے اللہ! تُو نے مجھے جو کچھ دے رکھا ہے مجھے اُس پر قانع کر دے اور اُس میں مجھے برکت دے دے اور ہر غائب پر میری کارسازی خیر کے ساتھ فرما۔ نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا، وہ واحد لاشریک ہے، حکومت اُسی کی ہے، تعریف بھی اُسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

جب رُکنِ عراقی پر پہنچیں تو یہ دُعا پڑھیں :۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَمَسَاوِی الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ۔

ترجمہ " اے اللہ! مَیں تیری پناہ مانگتا ہوں شک سے، شرک سے، باہمی مخالفت اور جھگڑوں سے، اخلاقی برائیوں سے، اور مال و اولاد میں بُرے انقلاب سے"۔

جب میزابِ رحمت کے سامنے آئیں تو یہ دُعا پڑھیں :۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا لَا یَزُوْلُ وَیَقِیْنًا لَا یَنْفَدُ وَمُرَافَقَۃَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ وَاسْقِنِیْ بِکَاسِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ شُرْبَۃً لَّا اَظْمَاءُ بَعْدَھَا اَبَدًا۔

ترجمہ "اے اللہ! میں تجھ سے ایسے قوی ایمان کا سوال کرتا ہوں جو زائل نہ ہو، ایسا یقین مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو اور تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رفاقت مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیرے سایہ دار عرش کے نیچے سایہ کی جگہ مانگتا ہوں اُس دن کہ جس دن تیرے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ سے ایسے شربت کا جام پینا چاہتا ہوں کہ جس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے"۔

جب رُکنِ شامی کے سامنے آئیں تو یہ دُعا پڑھیں:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّتِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ۔

ترجمہ "اے اللہ! میرے لیے اِس حج کو حج مبرور کر دے، میری سعی کو مشکور کر دے، میرے گناہوں کو مغفور کر دے اور میری اس تجارت میں خسارہ نہ کر۔ اے غالب اے بخشنہار!"

جب رُکنِ یمانی کے سامنے آئیں تو اُس کو دونوں ہاتھوں سے یا صرف داہنے ہاتھ سے چُوم لیں۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو چھڑی وغیرہ لگا کر یا اشارہ کر کے اسے چُوم لیں اور یہ دعا پڑھیں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَ

Marfat.com

الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

ترجمہ "اے اللہ! مَیں تجھ سے گناہوں کی معافی اور دُنیا و آخرت میں عافیت و سلامتی مانگتا ہوں"۔

پھر جب رُکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان مستجاب میں آئیں تو یہ دُعا پڑھیں کہ یہاں ستر ہزار فرشتے بھی دُعا پر آمین کہتے ہیں:-

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

ترجمہ "اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا میں حسنہ (اپنا قرب و وصال) عطا فرما اور آخرت میں بھی اپنے قرب و وصال میں رکھنا اور ہجر و فراق کی آگ کے عذاب سے بچا"۔

اِس کے بعد حجرِ اسود کے سامنے پہنچنے پر طواف کا ایک چکر (شوط) مکمل ہو جائے گا۔ اب پہلے کی طرح حجرِ اسود کا استلام کر کے طواف کے باقی چکر پُورے کریں۔ سات چکر ہو جانے پر طواف پُورا ہو جائے گا۔ طواف کے اختتام پر ساتویں چکر کے خاتمے پر پھر حجرِ اسود کا استلام کریں۔ طواف کے دوران ہر چکر پر جب بھی حجرِ اسود کے سامنے آئیں تو "بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ" پڑھ کر جس طرح بھی ممکن ہو استلام کریں۔ کیوں کہ طواف میں ہر چکر نماز کی رکعت کی طرح ہوتا ہے کہ جیسے ہر رکعت تکبیر کہہ کر شروع کی جاتی ہے اِسی طرح طواف کا ہر چکر بھی تکبیر سے شروع کیا جاتا ہے۔

مقامِ ابراہیم علیہ السّلام پر نفل پڑھنا

طواف سے فارغ ہونے کے بعد اگر وقتِ کراہت نہ ہو تو مقامِ ابراہیم علیہ السلام پر "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖیمَ مُصَلًّی" پڑھ کر دو رکعات نمازِ طواف واجب اِس طرح پڑھیں کہ پہلی رکعت میں "قل یا ایھا الکافرون" اور دوسری رکعت میں "قل ھو اللہ احد" پڑھی جائے۔ یہ نماز پڑھنے سے پہلے اضطباع کو

Marfat.com

ختم کر دیں کہ اضطباع صرف طواف کے دوران ہوتا ہے ورنہ نماز مکروہ ہو جائے گی۔ اس نماز کے دوران مقام ابراہیم علیہ السلام آپ کے اور خانہ کعبہ کے درمیان رہے اور اس کے پڑھنے کی بہترین جگہ خلف مقام ہے۔ اگر ہجوم کے باعث خلف میں جگہ نہ مل سکے تو کعبہ کے اندر یا حطیم میں میزاب کے نیچے یا پھر حطیم میں جہاں جگہ ملے یا بیت اللہ کے قرب میں یا پھر بقیہ مسجد حرام میں یا پھر تمام مکہ میں یا پھر حرم کی زمین میں ادا کر لیں لیکن حرم کی سرزمین سے باہر ادا کرنا مکروہ ہے۔

ہر طواف کے بعد دو رکعات نمازِ طواف پڑھنا واجب ہے خواہ طواف کسی بھی قسم کا ہو اور یہ نماز طواف کے فوراً بعد پڑھی جائے. بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے. کئی طواف کر کے سب طوافوں کی نمازیں اکٹھی پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر وقت مکروہ ہے تو طواف پر طواف کر لو کہ وقتِ مکروہ میں طواف کیا جا سکتا ہے اور وقتِ مکروہ گزر جانے کے بعد ہر طواف کی دو دو رکعات علیحدہ علیحدہ پڑھ لیں۔

مُلتزم کی حاضری

اب ملتزم پر آکر دُعا مانگیں کہ یہ قبولیتِ دُعا کا مقام ہے۔ یہاں اپنا پیٹ اور رُخسار دیوار سے لگا کر خانہ کعبہ کی دیوار سے چمٹ جائیں اور اپنے ہاتھوں اور ہتھیلیوں کو طول میں اُونچا کر کے دیوار سے لگا دیں۔ بایاں ہاتھ حجرِ اسود کی طرف عرض یا طول میں خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ چپکا دیں اور گڑگڑا کر اور رو رو کر دُعائیں مانگو، ہو سکے تو یہ دُعا بھی مانگو:۔

يَا وَاجِدُ يَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّي نِعْمَةً اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَيَّ۔

ترجمہ:۔ اے واجد! اے ماجد! اپنی بخشی ہوئی نعمت کو مجھ سے زائل نہ کر۔

دُعاؤں کے اوّل و آخر ثنا و دُرود شریف پڑھیں۔

Marfat.com

آبِ زم زم پینا

ملتزم کی حاضری سے فارغ ہو کر چاہِ زم زم پر جانا مستحب ہے۔ وہاں خوب پیٹ بھر کر آبِ زم زم پینا چاہیئے۔ زم زم کا پانی قبلہ رُخ کھڑے ہو کر اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر تین سانسوں میں پینا سنّت ہے۔ آبِ زم زم پی کر "الحمد للہ" پڑھیں اور بچا ہوا پانی چہرے اور بدن پر مل لیں۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشادِ مبارک ہے کہ آبِ زم زم جس مقصد کے لیے پیا جائے وہ پُورا ہو جاتا ہے۔ یہ دُعا پڑھنا مستحب ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ عِلۡمًا نَافِعًا وَّرِزۡقًا وَّاسِعًا وَّ
عَمَلًا مَّقۡبُوۡلًا وَّشِفَآءً مِّنۡ کُلِّ دَآءٍ۔

ترجمہ "اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم، گشادہ رزق، مقبول عمل اور ہر قسم کی بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔"

محرّماتِ طواف

طواف میں یہ باتیں حرام و ممنوع ہیں:۔

(۱) وضو کے بغیر طواف کرنا۔
(۲) جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں طواف کرنا۔
(۳) بلا ستر یا برہنہ ہو کر طواف کرنا۔
(۴) بِلا عُذر سواری پر یا گھٹنوں کے بَل طواف کرنا۔
(۵) خانہ کعبہ کو دائیں ہاتھ کی طرف رکھ کر اُلٹا طواف کرنا۔
(۶) حطیم کے اندر سے طواف کرنا۔
(۷) سات پھیروں سے کم طواف کرنا۔

مکروہاتِ طواف

طواف میں یہ باتیں مکروہ ہیں :۔

(۱) ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا۔

(۲) فضول باتیں کرنا، خرید و فروخت کرنا، بلند آواز سے دعائیں مانگنا، فضول اشعار پڑھنا۔

(۳) جس طواف میں رمل و اضطباع ہو، ان کا ترک کرنا۔

(۴) حجرِ اسود کا استلام نہ کرنا۔

(۵) بلا وجہ طواف کے پھیروں میں وقفہ کرنا۔

(۶) خطبہ یا فرض نماز کی جماعت کے وقت طواف کرنا۔

(۷) ایک طواف کی نماز پڑھے بغیر دوسرا طواف شروع کر دینا۔ البتہ مکروہ وقت میں یہ پابندی نہیں ہے۔

(۸) دورانِ طواف کوئی چیز کھانا۔

(۹) پیشاب یا پاخانہ یا ہوا کی حاجت ہوتے ہوئے طواف کرنا۔

(۱۰) طواف کے دوران سلام کرنا، سلام کا جواب دینا، کوئی مسئلہ پوچھنا یا تبلانا، حمد و ثنا والے اور نعتیہ اشعار پڑھنا جائز ہے۔

Marfat.com

آدابِ سعیِ صفا و مروہ

صفا و مروہ دو پہاڑیوں کے درمیان چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں۔ ایک سعی میں سات پھیرے ہوتے ہیں اور ہر پھیرے کو شوط کہتے ہیں۔ سعی کے لیے صفا کی پہاڑی پر آ کر خانہ کعبہ کی طرف منہ کر لیں اور ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا پڑھیں:۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اُس کے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں، وہ یکتا ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں ہے، حکومت اُسی کی ہے، حمد کے لائق وہی ہے وہی جِلانے والا اور وہی مارنے والا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس ایک ذات کے، اُس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اُس اکیلے نے دشمن کے لشکروں کو شکست دی"

یہ دُعا تین مرتبہ مانگیں اور درمیان میں اور دُعائیں بھی مانگتے جائیں۔ گروہِ شیاطین پر غلبہ اور اُس کی شکست کی دُعائیں بھی مانگیں۔

دُعائیں پڑھنے کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں۔ پھر دل و زبان سے سعی کی نیت کریں:۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَۃِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔

ترجمہ: "اے اللہ! مَیں صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کی نیت کرتا ہوں۔ اِس کو میرے لیے آسان کردے اور اِس کو میری طرف سے قبول فرمالے۔"

یہ نیت کرکے صفا سے مروہ کی طرف چلیں، میلینِ اخضرین کے قریب پہنچ کر درمیانی رفتار سے دوڑنا شروع کردیں لیکن دوسروں کو تکلیف نہ ہونے دیں۔ پہلے سبز ستونوں سے لے کر دوسرے سبز ستونوں تک دوڑیں اور دوڑتے وقت اللہ تعالیٰ سے رحم و بخشش و منظوری کی دعائیں کرتے جائیں۔ جب سبز ستونوں سے گزر جائیں تو دوڑنا بند کرکے عام رفتار سے چلنا شروع کردیں اور ساتھ ساتھ کلمۂ توحید بھی پڑھتے جائیں۔ جب مروہ پر پہنچیں تو سیڑھیوں پر چڑھ کر قبلہ رُخ کھڑے ہوجائیں اور صفا کی طرح یہاں بھی ہاتھ اٹھاکر تسبیح و تہلیل، حمد و ثنا اور درود و دعائیں پڑھ لیں۔ اِس طرح سعی کا ایک چکر (شوط) پُورا ہوگیا۔ اِسی طرح کرتے ہوئے پُورے سات چکر (شوط) پُورے کریں۔ سات چکر پُورے کرنے پر سعی مکمل ہوجائے گی۔ اِس کے بعد آپ مسجد حرام میں آجائیں اور مطاف کے نزدیک دو رکعات پڑھیں کہ یہ سُنّت ہے۔

طواف کے بعد صفا و مروہ کی سعی کرنے میں بلا عذر دیر کرنا مکروہ اور خلافِ سُنّت ہے۔ طوافِ حج اور طوافِ عمرہ دونوں میں سعی کرنا واجب ہے اور سعی کا طواف کے بعد ہونا شرط ہے۔ طواف سے پہلے سعی نہیں کی جاسکتی خواہ یہ سعی عمرہ کی ہو یا حج کی ہو۔ البتہ اگر حج کی سعی وقوفِ عرفات کے بعد کی جائے تو احرام کھول کر سعی کرنا سنّت ہے۔ اگر کوئی عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا واجب ہے۔ پاکیزہ لباس و بدن کے ساتھ باوضو سعی کرنا سنّت ہے۔

طواف کے بعد اگر سعی کرنا ہو تو حجرِ اسود کا استلام کرکے بابُ الصفا کے راستے سعی کو جانا مسنُون و مستحب ہے۔ سعی کی ابتداء صفا سے کرنا اور اُس کے ساتوں

Marfat.com

پھیرے بلا وقفہ پے در پے کرنا سنت ہے۔ البتہ اگر سعی کے دوران نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے یا جنازہ آ جائے تو سعی کو وہیں پر چھوڑ کر جماعت کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ نماز کے بعد جہاں سے سعی چھوڑی تھی وہیں سے شروع کر دیں۔

دورانِ سعی ذکر اللہ، دعاؤں، توبہ و استغفار اور تکبیر و تہلیل میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اور فضول باتوں، بد کلامی، بدنظری اور دوسروں کو ایذا رسانی سے مکمل پرہیز کیا جائے۔

مکروہاتِ سعی

سعی کے دوران یہ باتیں مکروہ ہیں:۔

(۱) طواف کے بعد بلا عذر تاخیر کرنا۔

(۲) سترِ فرض نہ ہونا۔

(۳) بلا عذر سواری پر سوار ہو کر سعی کرنا۔

(۴) صفا و مروہ پر نہ چڑھنا۔

(۵) مردوں کا میلینِ اخضرین کے درمیان سعی میں بلا عذر نہ دوڑنا۔

(۶) خرید و فروخت کرنا، دوسروں کو ایذا دینا، بدنظری و بدکلامی کرنا، اِدھر اُدھر فضول دیکھنا۔

(۷) پھیروں کے درمیان بلا عذر وقفہ و تاخیر کرنا۔

(۸) جماعتِ نماز یا جنازہ میں شامل ہونے، قضائے حاجت اور وضو کے لیے وقفہ جائز ہے۔

علاوہ ازیں کھانے پینے کے لیے بھی تھوڑا سا وقفہ کرنا جائز ہے۔

جو باتیں طواف میں جائز ہیں وہ سعی میں بھی جائز ہیں۔

تکمیلِ عمرہ کے لیے سر مُنڈوانا

اِس طواف و سعی کے بعد عمرہ اور حجِ تمتع والے مرد سر منڈوا یا کتروا کر احرام

Marfat.com

کھول دیں کہ اُن کا عمرہ ہو گیا۔ عورتیں صرف ایک پورے کے برابر بال کتروائیں۔ اِس کے بعد ۸، ذوالحجہ کو احرام باندھیں اور حج کے جملہ افعال ادا کریں۔

قارن کا عمرہ تو ادا ہو گیا لیکن قارن اور مفرد کا اِس طواف و سعی کے بعد احرام بدستور قائم و باقی ہے اِس لیے احرام کی تمام پابندیاں اُن پر ابھی تک لاگو ہیں۔ وہ تلبیہ پڑھتے ہوتے ایامِ حج کا انتظار کریں۔ یہ طواف مفرد کے لیے طوافِ قدوم ہے اور سعی حج کی ہے۔ مفرد کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ یہ سعی طوافِ زیارت کے بعد کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ قارن کو اِس طواف و سعی کے بعد طوافِ قدوم بھی کرنا ہوگا اور اگر چاہے تو اِس طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی بھی کر سکتا ہے۔

Marfat.com

احکامِ جنایات

جنایت سے مراد وہ فعل ہے جو حدودِ حرم میں یا حالتِ احرام میں حرام ہو کر گناہ ہو جائے۔ ایسے گناہ کی معافی کے لیے شریعت میں کچھ سزا یا جرمانہ مقرر ہے جسے کفارہ کہا جاتا ہے۔

دورانِ حج حالتِ احرام میں یہ فعل یا گناہ قصداً ہو یا بھول چوک سے ہو، عذر سے ہو یا بلا عذر ہو، نیند میں ہو یا بیداری میں ہو، ہوش میں ہو یا بے ہوشی میں ہو، گناہ کا علم ہو یا نہ ہو ہر حال میں اس کا کفارہ لازم ہے۔

اگر یہ فعل غلطی یا بھول چوک یا کسی شرعی عذر کی بنا پر ہو تو اس کا گناہ تو نہیں مگر کفارہ ضرور ہے لیکن اگر یہ فعل بلا عذر و جان بوجھ کر کیا گیا ہو تو گناہ بھی ہے اور کفارہ بھی ہے اور اگر اس نیت سے یہ فعل جان بوجھ کر کیا کہ کفارہ دے دوں گا سخت گناہ ہے اس لیے اس میں توبہ و استغفار بھی ہے اور کفارہ بھی ہے۔

شرعی عذر سے مراد بیماری، شدید گرمی یا شدید سردی، زخم، پھوڑے، جوئیں اور تکلیف دہ اور مشقت والے اسباب ہیں۔ ان کے سوا اور کسی سبب کو "شرعی عذر" نہیں کہا جا سکتا۔

جو جرم شرعی عذر کے باعث ہو اُسے غیر اختیاری جنایت کہتے ہیں اور جو جرم شرعی عذر کے بغیر ہو اُسے اختیاری جنایت کہتے ہیں۔

اختیاری جنایت میں شریعت کی مقرر شدہ جزا ادا کرنا واجب ہے جبکہ غیر اختیاری جنایت میں اگر دم واجب ہو تو شریعت نے یہ آسانی دے رکھی ہے کہ اگر چاہیں تو دم دے دیں یا دم کے بدلے چھ مسکینوں کو صدقۂ فطر کے برابر ہر ایک کو ایک ایک صدقہ دے دیں یا اُن کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیں یا اُس کے بدلے تین روزے رکھ لیں۔ روزے رکھنے کی صورت میں وقت اور مقام کی پابندی نہیں ہے۔ جہاں چاہیں

Marfat.com

اور جب چاہیں یہ روزے رکھ لیں البتہ زیادہ تاخیر درست نہیں۔ اور اگر یہ جنایت ایسی ہے کہ اس کی جزا میں ایک صدقہ واجب ہے تو اس میں بھی اختیار ہے کہ چاہیں تو صدقہ دے دیں اور چاہیں تو ایک روزہ رکھ لیں۔

جنایت کے کفارے اِس طرح ہیں :-

① — بُدنہ

اِس سے مراد ایک عدد اُونٹ یا ایک عدد گائے کی قربانی ہے۔

② — دَم

اِس سے مراد ایک عدد بھیڑ بکری کی قربانی یا گائے کا ساتواں حصہ ہے۔

③ — صدقہ

"مطلق صدقہ" فطرانے کی مقدار ہے اور "کچھ صدقہ" مٹھی بھر گندم وغیرہ ہے

④ — قیمت

حالتِ احرام میں یا حُدودِ حرم میں خشکی کے جنگلی جانور کو شکار کر لینے پر اُس جانور کی قیمت دینا واجب ہے۔

قارن پر احرام کی جنایت میں دو کفارے واجب ہیں کیوں کہ اُس کے دو احرام ہیں، ایک حج کا اور دوسرا عمرے کا۔ البتہ بلا احرام میقات سے گزرنے کا ایک ہی کفارہ ہے۔ اِس کے سوا حج و عمرہ کی باقی جنایتوں میں قارن پر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔

بُدنہ یا دَم واجب ہو جائے تو جانور کو حدودِ حرم میں ذبح کرنا لازمی شرط ہے اور اس کا گوشت صرف محتاجوں مسکینوں کا حق ہے، نہ تو آپ خود کھا سکتے ہیں اور نہ ہی

Marfat.com

امیروں اور دوست احباب کو کھلا سکتے ہیں۔ اور جانور کی قیمت کا صدقہ کر دینا بھی جائز نہیں ہے۔ اِن جانوروں کے لیے وہی احکام و شرائط ہیں جو قربانی کے جانوروں کے بارے میں ہیں۔

احرام کی جنایات یہ ہیں :۔

① — اِحرام کے بغیر میقات سے گزُرنا

آفاقی کے لیے احرام باندھے بغیر میقات سے گزُرنا جائز نہیں۔ بھُول کر گزُرنے پر یا تو وہ واپس لوٹ آئے اور احرام باندھ کر میقات سے گزُرے یا واپس نہ لوٹے اور وہیں پر احرام باندھ لے تو اُس پر ایک دَم واجب ہے۔ اگر اُس نے جان بُوجھ کر ایسا کیا تو وہ گنہگار بھی ہُوا اِس لیے دم کے ساتھ ساتھ توبہ استغفار بھی کرے۔ ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر کرنے والے یا تو احرام باندھ کر جہاز میں سوار ہوں یا جدہ پہنچنے سے ڈیڑھ دو گھنٹے پہلے جہاز ہی کے اندر احرام باندھ لیں کیوں کہ ہوائی جہاز میقات سے گزُر کر جدہ اُترتا ہے بصُورتِ دیگر دَم دینا واجب ہو گا۔

② — خوشبُو لگانا

حالتِ احرام میں جسم یا لباس پر خوشبُو لگانا حرام ہے۔ خوشبُو تھوڑی ہو یا زیادہ، پُورے جسم پر ہو یا جسم کے کسی حصّہ پر ہو تو دم واجب ہے۔ اگر معمولی مقدار میں خوشبو جسم کے تھوڑے سے حصّے پر لگائی تو صدقہ لازم ہے۔ اگر خوشبو شرعی عُذر کے باعث لگائی تو زیادہ خوشبو کی صُورت میں ایک دم دینے یا چھ مسکینوں محتاجوں کو فطرانہ کی مقدار کے برابر ایک ایک صدقہ دینے یا تین روزے رکھنے میں سے کوئی ایک کفّارہ دینے کا اختیار ہے۔ اور اگر خوشبُو معمُولی تھی اور جسم کے تھوڑے سے حصّے پر لگائی تو صدقہ دینے یا ایک روزہ رکھنے کا اختیار ہے۔ اگر تھوڑی تھوڑی خوشبُو چند اعضاء کو لگائی جو مِل کر بڑے عضو کے برابر ہو جائے تو دَم واجب ہے۔

Marfat.com

زیادہ مقدار میں لگی ہوئی خوشبو والا کپڑا اگر پورا ایک دن یا پوری ایک رات پہنے رکھا تو دم واجب ہے۔ اگر ایک دن یا ایک رات سے کم وقفے میں پہنے رکھا تو صدقہ واجب ہے۔ اگر خوشبو تھوڑی سی لگی تو اُس میں وقت کی کوئی حد نہیں اور اِس کے لیے صرف صدقہ واجب ہے۔ خوشبودار کپڑے اور بستر پر لیٹنے کا حکم بھی یہی ہے۔

زیادہ مقدار میں ایسی چیز کھانا کہ جس میں خوشبو ملی ہوئی ہو مگر پکائی ہوئی نہ ہو تو اگر خوشبو غالب ہے تو دم واجب ہے اور اگر خوشبو غالب نہ ہو تو صدقہ واجب ہے۔ ایسا کھانا جس میں خوشبو پکائی گئی اور وہ خوشبو دے رہا ہو تو اُس کا کھانا مکروہ ہے۔

حجرِ اسود پر اگر خوشبو لگی ہوئی ہو تو احرام کی حالت میں استلام کرتے وقت اُس کو چھونا اور اُس کو چومنا جائز نہیں۔ صرف اشارے سے استلام کرلیں۔ اگر بوسہ دیا یا ہاتھوں سے چھوا اور ہاتھوں اور مُنہ پر خوشبو زیادہ مقدار میں لگ گئی تو دم واجب ہے اور اگر خوشبو کم لگی تو صدقہ واجب ہے۔

سر یا داڑھی پر ایسی پتلی مہندی لگائی کہ بال نہ چھپے تو ایک دم واجب ہے اور اگر خوب گاڑھی مہندی لگائی جس سے بال چھپ گئے اور ۱۲ گھنٹے گزر گئے تو مرد پر دو دم واجب ہو گئے کہ ایک تو دم چہرہ یا سر چھپانے کا اور دوسرا خوشبو لگانے کا لیکن عورت پر ایسی صورت میں ایک دم واجب ہوگا کہ اُس کے لیے سر کا چھپانا جائز ہے مگر خوشبو لگانا حرام ہے۔ عورت نے اگر پوری ہتھیلی یا تلوے پر مہندی لگائی تو دم واجب ہے اور اگر اس سے کم حصہ پر مہندی لگائی تو صدقہ ہے۔ خوشبودار سُرمہ اگر ایک یا دو بار لگایا تو صدقہ واجب ہے اور اگر دو بار سے زیادہ لگایا تو دم لازم ہے خوشبو کے بغیر سُرمہ لگانے میں حرج تو نہیں مگر بلا ضرورت لگانا مکروہ ہے۔

Marfat.com

③ بال دُور کرنا

① سر یا داڑھی کے چوتھائی حصہ تک کے بال مُنڈوانے یا کتروانے پر ایک دم واجب ہے اور اس سے کم کتروانے یا منڈوانے پر صدقہ ہے۔

② پُوری گردن یا پُوری ایک بغل یا زیرِ ناف بال صاف کرنے پر ایک دم واجب ہے اور اس سے کم پر صدقہ واجب ہے۔

③ مُونچھ چاہے پُوری چاہے کم کتروانے یا منڈوانے پر صدقہ لازم ہے۔

④ سر یا داڑھی یا بغل یا زیرِ ناف یا سارے بدن کے بال اگر ایک ہی وقت اور ایک ہی جگہ کتروائے یا صاف کیے تو ایک ہی کفّارہ ہے اور اگر الگ الگ جگہ اور الگ الگ اوقات میں صاف کیے تو ہر بار اور ہر جگہ کا الگ الگ کفّارہ ہوگا۔

⑤ سر یا داڑھی یا بغل یا زیرِ ناف بالوں کو چھوڑ کر اگر جسم کے باقی بالوں کو صاف کیا تو صرف صدقہ واجب ہوگا۔

⑥ دو تین بال کاٹنے یا مُونڈنے پر مٹھی بھر گندم یا روٹی کا ایک ٹکڑا صدقہ واجب ہے لیکن اِس سے زائد بالوں کے کاٹنے یا مونڈنے پر صدقۂ فطر واجب ہے۔

⑦ یہی حکم وضُو کرتے ہوئے یا کھجاتے ہوئے کا ہے۔

⑧ ہاتھ لگائے بغیر اگر بال خود بخود گِرتے ہیں تو کوئی کفارہ نہیں۔

⑨ عورت نے سارے یا چوتھائی بال ایک پَورے کے برابر کاٹے تو ایک دم واجب ہوگا اور اِس سے کم پر صدقہ ہوگا۔

⑩ ایک محرم نے دوسرے محرم کا چوتھائی سر مونڈا تو مونڈنے والے اور منڈوانے والے پر دم واجب ہوگا۔ اِسی طرح غیر محرم نے محرم کے چوتھائی کے بال مونڈے تو اُس کا بھی یہی حکم ہے۔

Marfat.com

④ — سِلا ہوا کپڑا پہننا

① حالتِ احرام میں مَردوں کے لیے سِلا ہوا کپڑا پہننا حرام ہے۔ اگر کسی محرم نے کوئی سِلا ہوا کپڑا ایک دن یا ایک رات پہنے رکھا تو اُس پر دَم واجب ہے اور اگر ایک دن یا ایک رات سے کم عرصہ میں پہنے رکھا تو اُس پر صدقہ واجب ہے۔

② اگر کسی نے عذر کی وجہ سے ایک سِلا ہوا کپڑا پہنا مگر دوسرا بلا عذر اور ضرورت والی جگہ سے اور جگہ پہنا تو اُس پر دو دَم واجب ہوں گے مثلاً ضرورت کرتے کی تھی اور بلا ضرورت پاجامہ بھی پہن لیا تو ایسی صُورت میں دو دم واجب ہوں گے۔

③ مَردوں کو حالتِ احرام میں موزے، جرابیں، تسمے والے بُوٹ اور ایسی جُوتی پہننا حرام ہے جو پاؤں کی اُبھری ہوئی ہڈی کو چھُپا لے۔ اگر ایسا کوئی بُوٹ یا جُوتا پُورے ایک دن یا ایک رات پہنے رکھا تو دَم واجب ہو گا اور اگر اِس کم وقت میں پہنے رکھا تو صدقہ واجب ہو گا۔

⑤ — سر یا مُنہ کا چھُپانا

① احرام کی حالت میں مرد کو منہ اور سر جب کہ عورت کو چہرہ ڈھانپنا حرام ہے۔

② اگر کسی مرد نے سر اور منہ اور عورت نے منہ کو متواتر ایک دن یا ایک رات چھُپائے رکھا تو دَم واجب ہو گا اور اس سے کم مدت میں صدقہ واجب ہو گا۔

③ سر یا منہ کا چوتھائی حصہ ڈھانپنا پُورے سر اور پُورے منہ کا حکم رکھتا ہے۔ اور اگر چوتھائی حصہ سے کم سر یا منہ لگاتار ایک دن یا ایک رات چھپائے رکھا تو صدقہ واجب ہو گا۔ اور اِس سے کم وقت میں کچھ بھی واجب نہیں البتہ گناہ ضرور ہے جس کی معافی مانگی جائے۔

Marfat.com

⑥ — شکار کرنا

① احرام کی حالت میں حلال وحرام ہر قسم کے خشکی کے جنگلی جانوروں کا شکار کرنا یا شکار کرانا یا شکار کی طرف اشارہ کر کے کسی شکاری کو بتلانا، جنگلی جانوروں کو ایذا دینا، اُن کو زخمی کرنا، پرندوں کے انڈے توڑنا اور ان کے پَر وغیرہ اُکھیڑنا حرام ہے۔ ایسا کرنے پر کفارہ واجب ہو جائے گا اور محرم کو شکار کی وہ قیمت بطورِ کفارہ ادا کرنی پڑے گی جو دو عادل و با اعتماد آدمی مقرر کریں گے۔ البتہ حرام جانور کے شکار میں یہ لازمی شرط ہے کہ اُس کا کفارہ ایک بھیڑ بکری سے زیادہ نہ ہو چاہے وہ کتنا ہی قیمتی کیوں نہ ہو۔

② شکار میں مذکورہ بالا جانوروں کو زخمی کرنے، اُن کے عضو کاٹنے یا اُن کے پَر اُکھیڑنے پر نقصان کے مطابق کفارہ واجب ہو گا۔

③ شکار کی قیمت کا صدقہ کرنے میں یہ اختیار ہے کہ اگر اُس سے بھیڑ بکری خریدی جا سکتی ہو تو خرید کر حرم میں ذبح کر کے مسکینوں و محتاجوں میں تقسیم کر دی جائے یا گندم وغیرہ خرید کر ہر ایک مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر برابر تقسیم کر دی جائے یا وہ قیمت ہی فقراء میں تقسیم کر دی جائے۔

④ احرام کی حالت میں ٹڈی مارنا بھی جائز نہیں ہے، دو یا تین ٹڈیاں مارنے پر "کچھ صدقہ" واجب ہے اور تین سے زیادہ ٹڈیاں مارنے پر پُورا صدقہ واجب ہے۔

⑤ کوا، چیل، سانپ، بچھو، پسو، مچھر، مکھی، کاٹنے والی چیونٹی، چھپکلی اور بھڑ وغیرہ اور حملہ آور درندوں کو مارنے کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔

⑥ کبوتر کے سوا تمام گھریلو حلال جانوروں کا ذبح کرنا جائز ہے۔ مثلاً بھیڑ بکری، مرغی، گائے، بھینس اور اُونٹ وغیرہ احرام کی حالت میں ذبح کیے جا سکتے ہیں ان کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔

Marfat.com

⑦— جُوئیں مارنا

① احرام کی حالت میں اپنے بدن یا کپڑوں کی جُوں کو خود مارنا یا کسی اور سے مَروانا یا کِرم کُش ادویات سے مارنا یا کسی اور ذریعے سے مارنا یا مروانا حرام ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے پر کفّارہ واجب ہوگا۔

② ایک جُوں مارنے پر روٹی کا ایک ٹکڑا، دو یا تین جُوئیں مارنے پر مُٹھی بھر گندم اور تین سے زیادہ جُوئیں مارنے پر پُورا ایک صدقہ واجب ہے۔

③ کپڑا دھوپ میں دھو کر ڈالا یا ویسے ہی ڈال دیا اور اُس میں موجود جوئیں مرگئیں تو اگر نیّت جُوئیں مارنے کی نہ تھی تو کفّارہ واجب نہیں اور اگر نیّت جُوئیں مارنے کی تھی تو کفّارہ لازم ہوگا۔

⑧— ناخن کاٹنا

اگر ایک ہی مجلس میں چاروں ہاتھ پَیروں کے ناخن کاٹے یا صرف ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے پانچوں ناخن کاٹے تو ایک دَم واجب ہے اور اگر پانچ ناخنوں سے کم ناخن کاٹے تو ہر ناخن کے بدلے ایک ایک صدقہ واجب ہے۔

⑨— حالتِ احرام میں جماع کرنا

① اگر کسی محرم نے وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کر لیا تو اُس کا حج فاسد ہوگیا۔ اُس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ اعمالِ حج جاری رکھے اور حج کو پُورا کرے اور ایک دم کا کفّارہ دے۔ اب اُس پر اِس حج کی قضا فرض جسے وہ آئندہ سال یا اُس کے بعد کے کسی اور سال میں ادا کرے۔ عورت کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

② وقوفِ عرفہ کے بعد حلق اور طوافِ زیارت سے پہلے، اگر جماع کیا تو ایک بدنہ واجب ہے۔

۳ اور اگر حلق کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے جماع کیا تو دم واجب ہے لیکن بہتر بُدنہ ہے۔

۴ جماع نہیں کیا لیکن شہوت کے ساتھ مُباشرتِ فاحشہ کی یا بوس وکنار کی یا شہوت کے ساتھ بدن کو ہاتھ لگایا تو دم واجب ہے چاہے انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

حُدودِ حرم کی جنایات

۱ حُدودِ حرم میں محرم اور غیر محرم دونوں کے لیے شکار کرنا، حرم کے پرندوں کے انڈے توڑنا، حرم کے جانوروں کو بھون کر کھانا اور ٹڈیاں مارنا جنایت ہے۔ اگر حرم میں داخل ہونے والے شخص کے پاس شکار ہو تو اُس کے لیے اُس شکار کو چھوڑ دینا واجب ہے۔

۲ حرم کی خودرو گھاس یا سبزہ یا پودے اور درخت کاٹنا یا اُکھیڑنا جنایت ہے۔ اگر یہ کسی کی ملکیت نہ ہو تو اُس کا کفارہ اُس کی قیمت راہِ خُدا میں دے کر ادا کر دیا جائے اور اگر یہ کسی کی ملکیت ہو تو پھر دوگنی قیمت ادا کرنی واجب ہے، صدقہ بھی دینا ہوگا اور مالک کو قیمت بھی دینی ہوگی۔

۳ صرف اِذخر گھاس اُکھیڑنے یا کاٹنے کی اجازت ہے باقی سب پودے خواہ وہ صرف جھاڑ جھنکار ہی کیوں نہ ہوں اکھیڑنے یا کاٹنے پر کفارہ ہے۔

۴ جو پودے یا درخت خُودرَو نہ ہوں بلکہ کسی کے اگائے ہوئے یا کاشت کیے ہوئے ہوں تو اُن کو کاٹنے پر کفارہ نہیں ہے کہ یہ جنایت نہیں ہے۔ اِسی طرح کسی درخت یا پودے کے پھول پتے توڑنا بھی جنایت نہیں بشرطیکہ وہ کسی کی ملکیت نہ ہوں۔ اگر کسی کی ملکیّت ہوں تو مالک کی اجازت سے توڑنا جنایت نہیں یا مالک خود توڑے تو جنایت نہیں ہے۔

۵ حرم شریف کے درختوں سے مسواک بنانا بھی ناجائز ہے اور یہ جنایت ہے حرم شریف کی حُدود کو نشان لگا کر واضح کر دیا گیا ہے تاکہ کوئی غلطی نہ کر بیٹھے۔ منیٰ اور

Marfat.com

مُزدلفہ حرم میں شامل ہیں البتہ میدانِ عرفات حدودِ حرم سے باہر ہے۔

طواف کی جنایات

① جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں طوافِ زیارت کیا تو بُدنہ واجب ہے۔

② اگر طوافِ قدُوم یا طوافِ وداع یا طوافِ عمرہ یا طوافِ نفل جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں کیا تو دَم واجب ہے۔ اِس لیے یا تو دَم ادا کر دے، یا کامل طہارت کے ساتھ دوبارہ طواف کر لے کیوں کہ طواف کے اعادہ سے کفّارہ ساقط ہو جاتا ہے۔

③ اگر طوافِ زیارت کے تمام چکّر یا کچھ چکّر وضو کے بغیر کیے تو دَم واجب ہے۔

④ اگر طوافِ وداع یا طوافِ قدوم یا طوافِ نفل یا طوافِ زیارت کے تین چکر بلا وضو کیے تو ہر چکر کے عوض ایک ایک صدقہ واجب ہے۔ البتہ اگر اِن تمام صُورتوں میں وضو کر کے دوبارہ طواف کر لیا تو کفّارہ ساقط ہو جائے گا۔

⑤ جو طواف جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں کیا اُس کا دُہرانا واجب ہے اور جو طواف بلا وضو کیا اُس کا دُہرانا مُستحب ہے ورنہ ان کا کفّارہ واجب ہے۔

⑥ پُورا طوافِ وداع یا اُس کا کچھ حصّہ ترک کر دیا تو دَم واجب ہے اور اگر چار پھیروں سے کم چھوڑا تو ہر پھیرے کا ایک ایک صدقہ ہے۔

⑦ طوافِ عمرہ کا ایک پھیرہ بھی چھوڑ دیا تو دَم واجب ہے اور سارے کا سارا طوافِ عمرہ ترک کر دیا تو کفارہ نہیں بلکہ اُس کا ادا کرنا ہی واجب ہے۔

⑧ طوافِ قدوم چھوڑ دینے پر کفّارہ تو لازم نہیں آتا لیکن اُسے چھوڑ دینا معیُوب ہے۔

⑨ ناپاک کپڑوں کے ساتھ طواف کرنا مکرُوہ ہے لیکن اِس کا کفّارہ نہیں ہے۔

Marfat.com

سعی کی جنایات

① تمام سعی کے چار پھیرے بغیر کسی عُذر کے چھوڑ دیئے یا سواری پر کیے تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر چار سے کم پھیرے چھوڑ دیئے یا بلا عُذر سواری پر کیے تو ہر پھیرے کے بدلے میں ایک ایک صدقہ واجب ہے۔ اگر ان تمام صُورتوں میں سعی کا اعادہ کرلیا جائے تو کفارہ ساقط ہوجائے گا۔

② اگر طواف سے پہلے سعی کرلی اور پھر اُس کا اعادہ نہ کیا تو دم واجب ہوگا کیونکہ سعی کا طواف کے بعد ہونا ضروری ہے۔

③ اگر کسی عذر کی وجہ سے سوار ہوکر سعی کی تو کفارہ واجب نہیں۔

④ سعی جب چاہیں ادا ہوسکتی ہے کیونکہ سعی کے لیے احرام اور زمانۂ حج شرط نہیں ہے۔

وقوفِ عرفہ اور مزدلفہ کی جنایات

① غروبِ آفتاب سے پہلے عرفات سے باہر نکلنے پر دَم واجب ہوجاتا ہے۔ اگر ایسا ہوجائے تو غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے عرفات میں لَوٹ آنے پر دَم ساقط ہوجاتا ہے البتہ غروب کے بعد واپس آنے پر کفّارہ ساقط نہ ہوگا۔

② غروبِ آفتاب سے پہلے عرفات سے باہر نکلنا اختیاری ہو یا غیر اختیاری دونوں صُورتوں میں دم واجب ہے۔

③ دسویں ذوالحجہ کی صبح کو مزدلفہ میں وقوف بغیر کسی شرعی عذر کے چھوڑ دیا تو دَم واجب ہوگا لیکن اگر کمزور و ناتواں بوڑھے یا بیمار یا عورت نے ہجوم سے گھبرا کر وقوفِ مزدلفہ نہ کیا تو کفّارہ واجب نہ ہوگا۔

Marfat.com

رمی کی جنایات

① اگر ایک دن کی اکثر یا ساری رمی چھوڑ دی تو دم واجب ہو گا مثلاً اگر کسی نے دسویں ذوالحجہ کو تین کنکریاں ماریں اور باقی دنوں میں دس دس کنکریاں ماریں تو تمام صورتوں میں دم واجب ہو گا۔

② اگر اکثر رمی کر لی اور کچھ رمی چھوڑ دی تو ہر کنکری کے بدلے میں ایک صدقہ واجب ہو گا۔

③ تیرہویں ذوالحجہ کی صبح اگر منیٰ میں طلوع ہو گئی تو اُس دن کی رمی بھی واجب ہو گئی اِس لیے اُس کے چھوڑنے پر کفارہ بھی واجب ہو گا۔

قربانی اور حلق کی جنایات

① دسویں ذوالحجہ کو منیٰ میں پہلے جمرۂ عقبیٰ کی رمی کی جائے، پھر قربانی دی جائے، پھر حلق یا قصر کروایا جائے۔ یہ سب اعمال قارن اور تمتع حاجی پر اُسی ترتیب سے واجب ہیں۔ اگر اس ترتیب کو بدلا جائے تو دم واجب ہو جاتا ہے۔

② مفرد کے لیے رمی اور حلق یا قصر میں ترتیب واجب ہے یعنی پہلے رمی اور بعد میں حلق یا قصر۔ اگر رمی سے پہلے حلق یا قصر کیا تو دم واجب ہو جائے گا۔

Marfat.com

مدینہ منورہ میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری

مومنوں میں کبھی بھی کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت نہ ہو اور وہ آپ کی، آپ کے مزار کی اور آپ کے دیارِ پاک کی زیارت کا خواہشمند نہ ہو اِس لیے جب کبھی کسی مومن کو عمرہ و حج کی غرض سے یا کسی اور غرض سے مکہ و مدینہ پاک کی سرزمین میں پہنچنے کا موقع ملتا ہے، اُس کا دل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں حاضری دینے کو مچل اُٹھتا ہے اور جب تک وہ اِس چاہت کو پورا نہیں کرلیتا وہ بے قرار رہتا ہے۔

موجودہ دَور سے پہلے جب ملّتِ اسلامیہ ایک ہی جھنڈے تلے ہُوا کرتی تھی اور موجودہ جغرافیائی حد بندیوں کی پابندی نہیں ہوا کرتی تھی تو عشّاق اور مُقربین کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ حج و عمرہ کے بہانے حجازِ مقدس میں جا کر حج و عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں روضۂ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دینے کو بے ادبی اور آدابِ حُبِ رسُول کے خلاف سمجھتے تھے۔ وہ ہمیشہ پہلے مدینہ منورہ میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے سیراب ہونے کے بعد مکہ مکرمہ میں حج و عمرہ کی نیت کر کے جاتے کیوں کہ عاشقوں کے آئین میں حج و عمرہ حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ثانوی حیثیت رکھتے ہیں کہ حُبِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تو حج و عمرہ کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہے ورنہ نہیں۔ لیکن آج کل جغرافیائی پابندیوں کے باعث اِس کے مواقع بہت قلیل رہ گئے ہیں۔ اِس لیے حج و عمرہ کے بہانے حجازِ مقدس میں جا کر روضۂ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کا وقت نکالا جاتا ہے اور اِس دَور میں یہ بھی غنیمت سے کم نہیں کیوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کی حاضری دین و دُنیا میں کامیابی و سعادت کا ذریعہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ارشاد مُبارک ہے کہ :-

Marfat.com

"جس نے میری حیاتِ ظاہری کے بعد حج کیا اور میری قبر کی زیارت کو آیا تو گویا اُس نے میری حیاتِ ظاہری میں میری زیارت کی۔" (بیہقی)

اِسی طرح دار قطنی کی ایک روایت میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا:۔

"جو شخص حج کے لیے مکہ مکرمہ جائے، اُس کے بعد میری مسجد میں آئے اُس کے لیے دو مبرور حجوں کا ثواب ہے۔"

بیہقی کی ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو شخص میری قبر کے پاس کھڑا ہو کر مجھ پر درود و سلام پڑھتا ہے تو اُس کی دُنیا و آخرت کی ضرورتیں پوری کر دی جاتی ہیں اور قیامت کے دن میں اُس کا گواہ اور سفارشی ہوں گا۔"

بیہقی کی ایک اور روایت میں ہے کہ:۔

"جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبرِ مبارک کے پاس کھڑا ہوا اور "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" پڑھ کر (۷۰) ستر مرتبہ "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ" کہے تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے شخص اللہ جلّ شانہٗ تجھ پر رحمت نازل کرتا ہے۔ اور اُس کی ہر حاجت پوری

Marfat.com

کر دی جاتی ہے "

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ :-

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے جب مکہ مکرمہ سے نکل آئے تو مکہ کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا اور جب مدینہ طیبہ پہنچے تو وہاں کی ہر چیز روشن ہو گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مدینہ میرا گھر ہے اور اسی میں میری قبر ہو گی اور ہر مسلمان پر حق ہے کہ میری قبر کی زیارت کرے "

اِن سب روایات سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزارِ مقدس پر حاضری کتنی عظیم اہمیت و برکت کی حامل ہے۔ بڑا بدبخت ہے وہ شخص جو اِس نعمتِ عالیہ سے محروم رہ جائے۔ لہٰذا حجازِ مقدس میں پہنچ کر حج سے پہلے یا بعد میں جب زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جائیں تو سراپا عجز و انکسار بن کر پاکیزہ و باادب جذبوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں قدم رکھیں اور حرمِ مدینہ میں انتہائی ادب سے رہیں کیوں کہ مدینہ منورہ کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان مبارک ہے کہ :-

اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَجَعَلَهَا حَرَامًا وَ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَةَ حَرَامًا مَّا بَیْنَ مَازِمَیْهَا اَنْ لَّا یُهْرَاقَ فِیْهَا دَمٌ وَّلَا یُحْمَلَ فِیْهَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَّلَا تُخْبَطَ فِیْهَا شَجَرَةٌ اِلَّا لِعَلْفٍ۔

(مسلم بروایت ابوسعیدؓ)

ترجمہ " حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت دی اور اسے محترم بنا دیا اور میں مدینہ کو حرمت دے کر محترم بناتا ہوں۔ اب اس کے دونوں کناروں کے درمیان نہ تو خونریزی کی جائے اور نہ یہاں جنگ کے لیے ہتھیار

Marfat.com

اُٹھائے جائیں اور جانوروں کی خوراک کے علاوہ یہاں کے درختوں کے پتے نہ جھاڑے جائیں۔"

مسلم کی روایت میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

"جو شخص مدینہ کی سختی، تنگی اور محنت و مشقت پر ثابت قدم رہے گا میں قیامت میں اُس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا فرمائی:-

"اے اللہ! تُو نے جتنی برکت مکہ کو عطا فرمائی اُس سے دُگنی برکت مدینہ کو عطا فرما دے۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں بہت گرانی ہو گئی اور لوگ سخت مشقت میں پڑ گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبر کی تلقین کرتے ہوئے خوشخبری دی کہ:-

"میں نے تمہارے لیے تمہارے صاع میں اور تمہارے مُد میں برکت کی دُعا کی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ کھانا علیحدہ علیحدہ ہو کر نہ کھایا کرو بلکہ اکٹھے ہو کر کھایا کرو کہ اِس صورت میں ایک کا کھانا دو کو کافی ہو جاتا ہے اور دو کا کھانا چار کو کافی ہو جاتا ہے اور چار کا کھانا پانچ چھ کو کافی ہو جاتا ہے۔ اکٹھا کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ جو شخص مدینہ طیبہ کی مشقت پر صبر کرے گا، میں قیامت کے دن اُس کے لیے سفارشی اور گواہ بنوں گا۔ جو شخص مدینہ سے کنارہ کشی اختیار کر کے یہاں سے جائے گا تو اللہ تعالیٰ یہاں اُس کا بہترین بدل کر دے گا اور جو مدینہ والوں کے ساتھ

Marfat.com

بُرائی کا ارادہ کرے گا وہ اِس طرح پگھل جائے گا جس طرح
نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔" (صاع اور مُد غلّہ ناپنے کے
دو پیمانے ہیں)۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے
کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"جو کوئی اہلِ مدینہ کے ساتھ دھوکہ دہی کرے گا وہ اِس
طرح ختم ہو جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔"

شعب الایمان کی ایک روایت میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"جو مسلمان قصداً میری زیارت کو آتا ہے وہ قیامت کے دن
میرے ہمراہیوں میں ہوگا اور مدینہ میں قیام کے دوران یہاں
کے مصائب پر صبر کرے گا تو میں قیامت کے دن اُس کا گواہ
ہوں گا اور اُس کی شفاعت کروں گا اور مسلمان حرمین
(حرمِ مکہ اور حرمِ مدینہ) میں سے کسی ایک جگہ فوت ہوگا تو
قیامت کے دن اُس کا حشر امن یافتہ لوگوں کے ساتھ
ہوگا۔"

ابو داؤد کی ایک روایت میں حضرت سلیمان بن ابی عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں
نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو دیکھا کہ اُنہوں نے ایک شخص کو مدینہ طیبہ میں شکار کرتے
دیکھ کر اس کو پکڑ لیا اور اُس کے کپڑے چھین لیے۔ اُس کے آقا نے آکر حضرت سعد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کپڑوں کی واپسی کا مطالبہ کیا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ میں شکار کو حرام کر کے
فرمایا ہے کہ جو شخص یہاں کسی کو شکار کرتے دیکھے تو اس
کے کپڑے چھین لے۔ اِس لیے میں وہ لقمہ دلباس تمہیں

Marfat.com

واپس نہیں کروں گا جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے عطا کیا ہے
اگر تم چاہو تو میں تمہیں اُس کی قیمت دے سکتا ہوں (لیکن
کپڑے نہیں دے سکتا)۔

جب روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مزار مبارک پر حاضر ہوں تو صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہوئے اِس طرح حاضری دیں کہ گویا آپ کی حیات میں آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو رہے ہوں اور انتہائی ادب و احترام کے ساتھ اپنی التجائیں اور درخواستیں پیش کریں اور اپنی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کو سفارشی بنائیں کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :-

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (پ۵۔ النساء، ۶۴)

ترجمہ "اور اگر وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے (گناہ کرنے)
کے بعد آپ کے پاس آکر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول
بھی اُن کے لیے بخشش کی دُعا فرما دیں تو بلا شک و شبہ
وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا
پائیں گے۔"

آپ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر کیا کیا جائے ؟ کس قسم کی دُعائیں مانگی جائیں ؟ کیا کیا اعمال کیے جائیں ؟ تو عرض ہے کہ اپنے دلوں کا جائزہ لیں۔ دلوں کی کیفیات کا معائنہ کریں۔ بھلا عاشقوں کو آدابِ عاشقی سکھلائے جاتے ہیں ؟ محبوب کی بارگاہ میں عشق خود اپنے آداب اور قرینے سکھلا دیتا ہے۔ بس اتنی التجا ہی کافی ہے کہ :-

"اے میرے آقا و مولیٰ ! میں آپ کا غلام ہوں ، آپ کی
بارگاہ میں حاضر ہوں ، فقط اتنا چاہتا ہوں کہ ظاہر و باطن
کے دَم دَم میں آپ کا ہو کر رہ جاؤں ، مجھے اپنی دائمی غلامی
کا شرف عطا فرما دیں ، مجھے طلبِ غیر سے نجات عطا فرما دیں

Marfat.com

اور مجھے میرے نفس کے شر سے شیطان کے شر سے مُفلسی و مالداری کے شر سے اور حُبِّ دُنیا کے شر سے اپنی دائمی پناہ عطا فرمادیں اور مجھے ظاہر و باطن میں پاک وطیب و طاہر فرما کر اپنی بارگاہ کی دائمی حضوری عطا فرمادیں اور اپنی بارگاہ کا وہ فقر عطا فرمادیں جس کے متعلق آپ کا ارشادِ مُبارک ہے کہ:۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ۔

ترجمہ "فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے"۔

مسجدِ نبوی میں حاضری و عبادات میں اُس کا ادب واحترام اُس کی شان کے لائق کریں کہ اُس میں پڑھی ہوئی ایک نماز کا درجہ پچاس ہزار نمازوں سے افضل ہے بلکہ مشکوٰۃ شریف کی ایک روایت کے مطابق اِس سے بھی کئی ہزار گنا بڑھ کر ہے۔ کم از کم چالیس نمازیں یہاں ضرور پوری کریں۔

قیامِ مدینہ کے دَوران وہاں کے فقیروں کو زیادہ سے زیادہ صدقہ دیں۔ اور کوشش کریں کہ اَنجانے میں بھی آپ سے کوئی بے اَدبی نہ ہونے پائے، چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے غرض ہر حال میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق اُن کے دیارِ مقدس کا ادب واحترام کریں۔

روضۂ رسُول پر حاضری کے دوران حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عاجزانہ سلام پیش کرتے رہیں اور اُن کو بھی اپنا سفارشی بناتے رہیں۔

مدینہ منورہ کے قُرب وجوار کے مُقدس مقامات کی زیارت بھی کریں۔ اور اصحابِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزارات پر بھی سلامی دیں کہ یہ باعثِ ثواب و برکت ہے۔

Marfat.com

جہاد

فرمانِ حق تعالیٰ ہے :-

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (پ ۲۸ الصف ۱۱)

ترجمہ" ایمان رکھو اللہ پر اور اُس کے رسُول پر اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اپنے مال سے اور اپنی جان سے کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانو تو۔"

اِس آیت مُبارک میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول پر ایمان لانے کے بعد سب سے پہلا حکم اُس کی راہ میں مال وجان سے جہاد کرنے کا دیا گیا ہے کیوں کہ جونہی انسان اللہ اور اُس کے رسُول کے قُرب کی طرف بڑھنے کا ارادہ کرتا ہے تو ظاہر و باطن کی تمام منفی قوتیں اُسے اِس ارادہ سے باز رکھنے کی سر توڑ کوششیں شروع کر دیتی ہیں اور اِس شدت سے اُسے راہِ حق سے روکتی ہیں کہ انسان اگر اپنی ساری توانائیاں اور ساری صلاحیتیں اُن کے توڑ پہ صَرف نہ کر دے تو وہ اپنے مقصدِ حیات میں ناکام ہو جائے۔

جہاد کا لفظ "جہد" سے نکلا ہے جس کے معنی محنت، مشقت اور کوشش کے ہیں لیکن دینی اصطلاح میں "جہاد" دینِ حق کی سر بلندی اور اُس کی اشاعت اور اُس کی حفاظت کے لیے ہر قسم کی محنت، کوشش، قربانی اور ایثار کرنے اور اپنی تمام جسمانی، مالی، فکری اور دماغی صلاحیتوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کرنے، اُس کے لیے اپنی، اپنے اقرباء اور اہل و عیال کی جان تک کو قربان کر دینے، دینِ حق کے مخالفوں اور دشمنوں کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے، اُن کی جارحیت کو روکنے اور اُن سے جنگ کرنے یا جنگ کے لیے تیار رہنے کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے مومنین کو ذمہ داری بخشی ہے کہ وہ رُوئے زمین پر اللہ کی حکومت قائم کریں اور اللہ کے مقرر کردہ عدل و انصاف اور امن و سلامتی پر مبنی قوانینِ الٰہی نافذ کریں تاکہ اولادِ آدم مکمل دل جمعی و یکسوئی اور مکمل آزادی کے ساتھ قربِ الٰہی کے حصُول میں کوشاں رہ سکے۔ رضائے الٰہی کی خاطر مومنوں کا ایک مخصوص ضابطۂ حیات ہے، مخصُوص لائحۂ عمل ہے اور اُن کا منفرد سیاسی نظام ہے، منفرد طرزِ حکمرانی ہے اور منفرد طرزِ زندگی ہے جو سراسر قوانینِ الٰہی کے تابع ہے لیکن شیطانی قوتیں ہمہ وقت عدل و انصاف اور امن و سلامتی کے اِس مشن کو سبوتاژ کرنے پر تُلی رہتی ہیں اِس لیے ان شیطانی عوامل سے نبرد آزما ہونے کے لیے مومنین کو ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں تک فرما دیا گیا ہے کہ اگر اس مقصد کے لیے تمہیں تلوار اُٹھانی پڑے تو تلوار اُٹھانے میں دریغ مت کرو بلکہ قتال فی سبیل اللہ کر کے شر کی قوتوں کو نیست و نابود کر دو۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :-

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ○ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ○ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ○

(پ۲ البقرہ ۱۹۰ تا ۱۹۳)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں لڑو اُن سے جو تُم سے لڑتے

ہیں اور حد سے نہ بڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں
کو پسند نہیں کرتا۔ اور کافروں کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور انہیں
نکال دو اُس جگہ سے جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا
تھا۔ اور اُن کا فتنہ و فساد تو قتل سے بھی زیادہ سخت ہے
اور مسجدِ حرام کے پاس اُن سے نہ لڑو جب تک کہ وہ خود
تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر وہ خود تم سے لڑیں تو انہیں
قتل کر دو کہ کافروں کی یہی سزا ہے۔ پھر اگر وہ باز رہیں تو
بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اُن سے
جنگ کرو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور ایک اللہ
کی پرستش ہونے لگے۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو زیادتی
نہیں مگر ظالموں پر۔"

اِن آیاتِ مبارکہ میں مومنین کو وضاحت سے فرمادیا گیا ہے کہ تلوار صرف اللہ کی راہ میں اُٹھائی جائے، اپنی کسی ذاتی غرض اور ذاتی مفاد کی خاطر قتال نہ کیا جائے ذاتی مفاد میں قتال کرنا زیادتی اور ظلم ہے جسے اللہ تعالیٰ قطعاً پسند نہیں کرتا۔ قتال اگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ہو تو امن کی ضمانت ہے ورنہ بُرا ہے اِس لیے فرمایا کہ جہاں تک ممکن ہو بُرائی اور فساد کو پُرامن طریقے سے دفع کرنے کی کوشش کرو، لیکن اگر بُرائی اور فساد تمہاری گردنوں تک آپہنچے تو پھر کسی قسم کی رعایت برتے بغیر پُوری شدومد سے اس سے ٹکرا جاؤ اور اُس وقت تک لڑائی جاری رکھو جب تک کہ فتنہ و فساد ختم نہ ہو جائے ہاں اگر فسادی تُم سے نہ لڑیں تو تم بھی نہ لڑو۔ رُوئے زمین پر جہاں بھی فساد برپا ہو جائے، ظلم و استبداد کا راج ہو جائے، عدل و انصاف کا خاتمہ ہو جائے، برائیوں کو فروغ حاصل ہو جائے، لوگوں کو راہِ حق پر چلنے سے روک دیا جائے، اُن کی آزادی سلب کر لی جائے، پُرامن لوگوں کا جینا حرام کر دیا جائے اور اُن کو گھر بار چھوڑنے پر مجبور کر دیا جائے تو تُم پر خاموش تماشائی بنا رہنا حرام ہے۔ آگے

بڑھ کر اس ظلم و ناانصافی کو روک دو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :-

"تم میں سے جو کوئی بدی دیکھے تو اُسے زور بازو سے بدل دے۔ اگر اس پر قدرت نہ رکھتا ہو تو زبان سے احتجاج کرے اور اگر اس پر بھی قادر نہیں تو دل سے اُسے بُرا جانے لیکن یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے :-

وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ○ (پ۵ النسآء ۷۴، ۷۵)

ترجمہ "اور جو کوئی اللہ کی راہ میں جنگ کرے، خواہ وہ خود قتل ہو جائے یا غالب آجائے تو ہم دونوں صورتوں میں عنقریب اُسے اجرِ عظیم عطا فرمائیں گے۔ اے مومنین! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں غلبۂ دین کے لیے اور اُن بے بس مظلوم و مقہور مردوں، عورتوں اور بچوں کی آزادی کے لیے جنگ نہیں کرتے جو ظلم و ستم سے تنگ آکر پکارتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال لے جہاں کے وڈیرے لوگ ظالم ہیں اور کسی کو اپنی بارگاہ سے ہمارا کارساز مقرر فرما دے اور کسی کو اپنی بارگاہ سے ہمارا مددگار بنا دے۔"

گویا مومنوں پر فرض کر دیا گیا ہے کہ وہ اولادِ آدم کو بُرائی سے بچائیں اور اپنے

تمام وسائلِ قوت کو بروئے کار لاتے ہوئے زمین کے ہر ہر خطہ پر قانونِ الٰہی کو نافذ کریں اور لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلائیں تاکہ نسلِ انسانی عذابِ الٰہی سے بچی رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔

"اللہ تعالیٰ عام لوگوں پر خاص لوگوں کے اعمال کی وجہ سے اُس وقت تک عذاب نازل نہیں کرتا جب تک کہ اُن میں یہ عیب پیدا نہ ہو جائے کہ وہ اپنی نظروں سے بُرے اعمال ہوتے ہوئے دیکھیں مگر اُنہیں روکنے پر قادر ہونے کے باوجود نہ روکیں۔ جب وہ ایسا کرنے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ عام اور خاص سب لوگوں پر عذاب نازل کر دیتا ہے۔"

جہاد کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات بے شمار ہیں۔ اُن میں سے چند ارشادات یہاں نقل کیے جاتے ہیں تاکہ جہاد کی اہمیت مزید واضح ہو جائے۔

① "جو شخص اِس حالت میں مرا کہ اُس کے دل میں جہاد کی خواہش ہی نہیں تھی تو وہ منافقت کی موت مرا۔"

(مسلم)

② "مَیں چاہتا ہوں کہ مَیں اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوا شہید ہو جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر شہید ہو جاؤں۔"

③ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ :۔

"مَیں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا۔ مَیں نے عرض کی، پھر کون سا؟ فرمایا: اپنے والدین کی خدمت کرنا۔ مَیں نے عرض کی، پھر کون سا؟ فرمایا "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔" (بخاری)

Marfat.com

④ حضرت ابُو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کو دو قسم کے قطروں اور دو قسم کے نشانات سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں. ایک آنسو کا وہ قطرہ جو خوفِ خُدا کے باعث آنکھ سے گرے اور دوسرا وہ قطرۂ خُون جو دورانِ جہاد مجاہد کے جسم سے گرے. اور نشانات میں سے ایک وہ نشان ہے جو دورانِ جہاد مجاہد کے جسم پر لگنے سے بنتا ہے اور دوسرا وہ نشان جو فرائض کی بجاآوری کے باعث عابد کے جسم پر لگتا ہے جیسے کہ نشانِ سجدہ۔"

(ترمذی)

⑤ حضرت اسحٰق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضُور علیہ الصّلوٰۃُ والسلام نے فرمایا ہے:۔

"جس شخص کے دونوں پاؤں راہِ حق میں چلتے ہُوئے غُبار آلُود ہو جائیں وہ جہنّم کی آگ سے محفوظ ہوں گے۔"

(بخاری)

⑥ حضرت ابُو مالک الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"جو شخص جہادِ فی سبیل اللہ کی نیت سے گھر سے نکلے اور راستے میں فوت ہو جائے یا قتل کر دیا جائے یا گھوڑے یا اُونٹ کے پاؤں تلے کچلا جائے یا اُسے سانپ ڈس لے یا کسی اور حادثے کا شکار ہو کر فوت ہو جائے تو وہ شہید ہے اور یقیناً جنّت میں داخل ہوگا۔"

(ابُوداؤد)

Marfat.com

⑦ حضرت معاویہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"جنّت تلواروں کے سائے میں ہے۔" (بخاری)

⑧ ابنِ عائذ کا بیان ہے کہ:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام ایک شخص کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے آگے بڑھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ آقا آپ اِس شخص کی نمازِ جنازہ نہ پڑھائیں کہ یہ فاسق تھا۔ آپ نے دوسرے صحابۂ کرام کی طرف منہ کر کے پُوچھا کہ کیا تُم میں سے کسی نے اِسے اِسلام کا کوئی کام کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ ایک صحابی بولے: ہاں یارسُولَ اللہ صلّی اللہ علیکَ وسلّم اِس نے ایک رات اللہ کی راہ میں پہرہ دیا تھا۔ یہ سُن کر آپ نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھا دی اور اُس کی قبر پر اپنے ہاتھوں سے مٹی ڈالتے ہوئے فرمایا: تیرے ساتھیوں کا خیال ہے کہ تُو دوزخی ہے لیکن مَیں شہادت دیتا ہوں کہ تُو جنّتی ہے۔"

(بیہقی)

⑨ حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ:۔

"مجاہد فی سبیل اللہ اُس شخص کی طرح ہے جو روزانہ روزے رکھتا ہو اور تمام رات نماز پڑھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجاہد فی سبیل اللہ کی ضمانت دی ہے کہ اُسے موت دے گا تو جنّت میں داخل کرے گا یا اُسے غازی بنا کر ثواب و مالِ غنیمت کے ساتھ زندہ واپس لَوٹا دے گا۔" (بخاری)

Marfat.com

(۱۰) حضرت ابُو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ:۔

"اللہ پر ایمان واعتماد رکھنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا سب سے بہتر کام ہے۔" ایک آدمی اُٹھا اور کہا "یارسُولَ اللہ صلّی اللہ علیک وسلّم! اگر مَیں اللہ کی راہ میں اپنی جان قُربان کر دوں تو کیا میرے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے فرمایا! ہاں اگر تُو اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے اور دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہے، راہِ فرار اختیار نہ کرے اللہ سے ثواب پانے کی نیت سے لڑے اور تُو قتل ہو جائے تو تیرے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔"

(مسلم)

جہاد کی قسمیں

انسان کو راہِ حق سے روکنے کے لیے کئی قسم کی باطل قوتیں پائی جاتی ہیں اور ہر منفی قوت سے نپٹنے کے طریقے مختلف ہیں اِس لیے جہاد کی بھی کئی قسمیں ہیں جنہیں اختصار کے ساتھ الگ الگ بیان کیا جاتا ہے:۔

(۱) — نفس کے خلاف جہاد

سب سے اعلیٰ جہاد انسان کا اپنے نفس اور اُس کی خواہشات کے خلاف جہاد ہے۔ اِس جہاد کو جہادِ اکبر کہا گیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے میدانِ جنگ سے لَوٹنے والے مجاہدین سے فرمایا:۔

"تمہارا آنا مُبارک، تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آئے ہو، سب سے بڑا جہاد اپنی نفسانی خواہشات پر

Marfat.com

غلبہ پانا ہے۔"

اپنے جسم و جان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگانا، اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کا مقابلہ کرنا، دِل کو ماسوی اللہ کے خیال سے پاک کر کے یادِ الٰہی میں دِل لگانا، خصائلِ رذیلہ از قسمِ لالچ، ہوس، طمع، غرور، تکبر، جھوٹ، فریب، مکر، بغض، کینہ، حسد، نافرمانی، بے ادبی اور گستاخی وغیرہ سے خود کو بچانا اور تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح کرنا یہ سب جہاد بالنفس ہے۔ اور اس جہاد کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ۔ (مسلم)

ترجمہ "مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزید فرمان ہے:-

"بہترین جہاد یہ ہے کہ تم اللہ کی خاطر اپنے نفس اور خواہشات سے لڑو۔"

صحیح مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا:-

"تم لوگ پہلوان کسے کہتے ہو؟" صحابۂ کرام نے عرض کی "جس کو لوگ کشتی میں بچھاڑ نہ سکیں"، آپ نے فرمایا "نہیں۔ پہلوان وہ ہے جو غصہ میں اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔"

قتال یا جہاد بالسیف یعنی مسلح جہاد سے پہلے نفس کے خلاف جہاد کرنا بے حد ضروری ہے ورنہ مسلح جہاد سے وہ نتائج کبھی بھی برآمد نہ ہو سکیں گے جن کے لیے مسلح جہاد کیا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابۂ کرام سے سب سے پہلے نفس کے خلاف جہاد کرایا اور جب وہ نفس کے خلاف جہاد میں کامیاب ہو چکے تو پھر انہیں تلوار سے جہاد کی اجازت دی۔ کیونکہ نفس کے خلاف جہاد کیے بغیر اگر جہاد بالسیف

Marfat.com

کیا جائے تو بسا اوقات بڑے خسارے اور آلمیے رُونما ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں جنگِ اُحد کے واقعہ میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ جنگ شروع کرنے سے پہلے حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے میدانِ جنگ کا معائنہ کیا اور ایک پہاڑی درّے کو اپنے لیے خطرناک قرار دیتے ہوئے وہاں پچاس تیراندازوں کو یہ فرماکر متعین کیا کہ "تم لوگوں نے اِس درّے کی حفاظت کرنی ہے۔ اِدھر سے کسی کو نہ آنے دینا۔ میدانِ جنگ کے حالات خواہ کیسے بھی ہوں تُم نے میری اجازت اور میرے حکم کے بغیر اِس درّے کو خالی نہیں چھوڑنا۔ جنگ شروع ہوئی تو پہلے ہی معرکہ میں کافروں کو شکست ہوگئی اور وہ میدان سے بھاگ نکلے۔ جب میدانِ جنگ کافروں سے خالی ہوگیا تو مُسلمان مالِ غنیمت سمیٹنے لگے۔ جب اُس درّے پر نگران تیراندازوں نے دیکھا کہ کافر شکست کھاکر بھاگ گئے ہیں اور دوسرے مجاہد مالِ غنیمت اکٹھا کر رہے ہیں تو اُن کے دِل میں بھی مالِ غنیمت کی طلب نے زور پکڑا اور یہ اپنی کمین گاہیں چھوڑ کر مالِ غنیمت کی طرف لپکے۔ اُن کے امیر نے اُنہیں بہت روکا مگر وہ نہ رُکے اور مالِ غنیمت اکٹھا کرنے جا پہنچے۔ صرف چھ تیرانداز اپنے مورچوں میں ڈٹے رہے۔ وہ مالِ غنیمت کی طرف راغب نہ ہوئے کہ اُن کے دل مستغنی تھے۔ اُدھر دشمن کی نظر خالی درّے پر پڑی تو پلٹ کر اُس درّے کی طرف سے حملہ کر دیا اور اُن چھ مورچہ بند تیراندازوں کو شہید کر کے مالِ غنیمت سمیٹنے والے مسلمان مُجاہدین پر جا پڑے اور جنگی نتیجہ اُلٹ ہوگیا۔ مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان اُٹھانا پڑا اور خود حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام بھی زخمی ہوئے۔

اِس واقعہ سے یہ سبق نکلتا ہے کہ :-

① نبی کے حکم کی خلاف ورزی اور

② جہادِ اکبر کے فقدان سے کتنا بڑا خسارہ ہوتا ہے؟

جو لوگ جہادِ اکبر سے سُرخرو ہو کر میدانِ جنگ میں بذریعہ تلوار جہاد کی طرف آتے ہیں وہ ایسی ہوشربا داستانیں رقم کرتے ہیں کہ اُن کو سُن کر عقلیں دنگ اور زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔ ایران کے پایۂ سلطنت مدائن پر جب مسلمان فوجیں حضرت

Marfat.com

سعد بن ابی وقاص کی کمان میں حملہ آور ہونے کو آئیں تو ایرانیوں نے دریائے دجلہ کا وہ پل توڑ دیا جس سے گزر کر شہر آنا پڑتا تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے حالات کا جائزہ لیا اور ایمان کی باطنی قوت کو بروئے کار لاتے ہوئے دریا سے مخاطب ہوئے: "اے دریا ہمیں پہچان لو۔ ہم اللہ کے مجاہد ہیں۔ اللہ کے دین کو قائم کرنے نکلے ہیں۔ ہماری اپنی ذاتی غرض کوئی نہیں ہے۔ دشمن نے پل گرا دیا ہے، ہم تیرے سینے پر سے گزر جائیں گے۔ خبردار! اگر کسی مجاہد کے گھوڑے کے سُم کو بھی نقصان پہنچا تو تُو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دِہ ہوگا۔" اس کے بعد حملے کی ترتیب میں صف بندی کی اور حملے کا حکم دیتے ہوئے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا اور زمانے کی آنکھ یہ منظر دیکھ کر دنگ رہ گئی کہ متلاطم دریا کے سینے پر مومن مجاہدین کے گھوڑے اس طرح دوڑ رہے تھے جس طرح کہ پتھریلی ہموار زمین پر دوڑ رہے ہوں اور ایرانی فوج یہ ہیبت ناک منظر دیکھ کر یہ الفاظ کہتے ہوئے بھاگ نکلی کہ: "دیو آگئے! دیو آگئے!"

اسی طرح جب سلطنتِ ایران فتح ہوگئی اور شاہی محل سے مالِ غنیمت اکٹھا ہونے لگا تو ایک سپاہی شہنشاہِ ایران کا بہت ہی قیمتی موتیوں کا ایک ہار مٹھی میں دبائے آیا اور اپنے امیر کے پاس جمع کروا دیا۔ امیر نے کہا کہ "اے جوان اگر تُو یہ ہار اپنی جیب میں رکھ لیتا تو تجھے کون دیکھنے والا تھا؟ تُو خوب مال دار ہو جاتا۔" سپاہی نے جواب دیا کہ "اے سردار! مجھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی تلاش ہے کہ میں طالبِ مولیٰ ہوں۔ مجھے مال و زر کی طلب نہیں ہے۔"

آفرین ہے ایسے باطن آباد مجاہدین پر کہ جن کا اُٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سونا جاگنا اور جینا مرنا اللہ کے لیے ہوتا ہے۔

اے کاش! کہ ہم بھی ایسے ہی ہو جائیں۔

نفس کے خلاف جہاد کو باطنی جہاد بھی کہا جاتا ہے۔ باطنی جہاد کیے بغیر قتال محض غارت گری اور بربریت بن کر رہ جاتا ہے۔ حالیہ جہادِ افغانستان میں ہم نے دیکھا کہ باطنی جہاد کے فقدان نے مجاہدین کو دشمن کی شکست و پسپائی

Marfat.com

کے بعد ذاتی مفاد کی بھینٹ چڑھا کر ایک دوسرے سے ٹکرا دیا اور ایسی خانہ جنگی چھڑی کہ اب تک ختم ہونے میں نہیں آرہی۔

۲— جان کے ذریعے جہاد

جان کے ذریعے جہاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے ہر قسم کی جسمانی تکلیف اُٹھائی جائے حتیٰ کہ اگر جان دیے بغیر کامیابی حاصل نہ ہو رہی ہو تو جان دے دینے میں بھی تردّد نہ کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ جان کی بازی لگا دینے والے مجاہدین کے بارے میں فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ۝ (پ۲ البقرہ ۱۵۴)

ترجمہ "اور جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں اُنہیں مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں البتہ تمہیں اُن کی زندگی کا شعور نہیں"۔

مزید فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ
بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝

(پ۴ آل عمران ۱۶۹)

ترجمہ "جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُن کو مُردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں
اور اُنہیں اپنے پروردگار کی طرف سے روزی دی جا رہی ہے"۔

مزید فرمانِ الٰہی ہے:۔

وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ
اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝ وَلَئِن مُّتُّمْ

اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِ۟لَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

(پ۴ آلِ عمران، ۱۵۷-۱۵۸)

ترجمہ "اور بے شک اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ، یا ویسے ہی مرجاؤ تو اللہ کی بخشش اور رحمت اُن کے سارے دھن و دولت سے بہتر ہے اور اگر تم مرجاؤ یا مار دیئے جاؤ تو کیا ہوا؛ تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ قرب میں ہی تو واپس جاؤ گے ناں" اور یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔

۳- مال کے ذریعے جہاد

مال کے ذریعے جہاد اِس طرح ہے کہ دینِ حق کی سربُلندی اور تبلیغ و اشاعت کے لیے اگر سرمائے اور مال کی ضرورت پڑے تو بے دریغ خرچ کیا جائے علاوہ ازیں ہر شخص کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ قتال فی سبیل اللہ میں حصّہ لے سکے۔ لیکن جہاد میں مالی اعانت کرنا ہر صاحبِ ثروت کے لیے آسان ہے دوسرے جسمانی جہاد کی ضرورت ہر وقت پیش نہیں آتی لیکن مالی جہاد ہر وقت کیا جا سکتا ہے۔ مالی جہاد اِس لیے بھی ضروری ہے کہ بسا اوقات مال کی محبت انسان کو راہِ حق سے ہٹا کر بخیل بنا دیتی ہے اِس لیے اللہ کی راہ میں مال خرچ کر کے بخل کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے۔ اِسی چیز کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بار بار مؤمنین کو اپنے مال و جان سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے کہ اِس طرح حُبِّ دنیا کے مقابلے میں محبتِ الٰہی کی پرکھ ہو جاتی ہے۔

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-

لَتُبْلَوُنَّ فِیْٓ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ تف وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِیْنَ

Marfat.com

اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

(پ۴ آل عمران ۱۸۶)

ترجمہ "بے شک ضرور ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں اور بے شک ضرور ضرور تم اگلے کتاب والوں اور مشرکوں سے بہت کچھ بُرا سُنو گے اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے۔"

جہاد بالمال سے جی چُرانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اِن الفاظ سے تنبیہ بھی کی ہے:-

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ھُوَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

(پ۴ آل عمران ۱۸۰)

ترجمہ "اور جو بخل کرتے ہیں اُس چیز میں سے جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اُسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ اُن کے لیے بُرا ہے۔ عنقریب وہ کہ جس میں اُنہوں نے بخل کیا تھا قیامت کے دن اُن کے گلے کا طوق بنے گا۔"

اِس کے برعکس مال وجان سے جہاد کرنے والوں کے حق میں خوشخبری بھی دی۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-

فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ (پ۵ النساء ۹۵)

Marfat.com

ترجمہ "اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا کیا ہے۔"

اُبو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ :۔

"ایک شخص مُہار والی اُونٹنی لے کر حضوُر علیہ الصلوٰۃُ والسّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں یہ اُونٹنی جہاد کے لیے اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔" حضوُر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: "قیامت کے دن تجھے اِس کے بدلے میں سات ہزار اُونٹنیاں ملیں گی اور اُن سب کو نکیل پڑی ہوئی ہوگی۔"

(مسلم)

خزیم بن فتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلیّ اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا :۔

"جہاد کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے اُس کا سات سو گنا ثواب لکھ دیا ہے۔"

(ترمذی)

ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضوُر علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ :۔

"سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں مسافروں کو سایہ مہیّا کرنے کے لیے خیمہ نصب کیا جائے، خدمتگار کو اُس کا پُورا معاوضہ ادا کیا جائے اور جہاد کے لیے گھوڑا دوڑایا جائے۔" (ترمذی)

عبداللہ بن عمرو کا بیان ہے کہ حضوُر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ :۔

"غازی کی مالی اعانت کرنے والے کو غازی کے برابر ثواب دیا جائے گا۔" (ابُوداؤد)

Marfat.com

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضُور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ :-

"جو شخص جہاد کے لیے سامان فراہم کرتا ہے اور خُود گھر میں قیام پذیر رہتا ہے اُسے اُس پر خرچ کیے ہوتے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم کا ثواب ملے گا اور جو شخص خود جہاد کرتا ہے اور جہاد کے مصارف بھی برداشت کرتا ہے، اُسے ہر درہم کے بدلے ستر ہزار درہم کا ثواب ملے گا۔" (ابن ماجہ)

۴ — علم و قلم کے ذریعے جہاد

دُنیا میں تمام فتنہ و فساد جہالت کی پیداوار ہے اِس لیے ہر پڑھے لکھے صاحبِ علم کا فرض ہے کہ وہ علم کی روشنی سے جہالت کی ظلمت مٹائے۔ کیوں کہ جتنا امن اور سکون علمی دلیل مہیا کر سکتی ہے وہ اسلحے کی طاقت مہیا نہیں کر سکتی۔ اِس لیے قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاد بالعلم کو بڑا جہاد قرار دیتے ہوئے حضُور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے فرمایا :-

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۝ (پ ۱۹۔ الفرقان۔ ۵۲)

ترجمہ "محبوبؐ! آپ کافروں کا کہا نہ مانیں اور اِس قرآن کے ذریعے اُن سے جہادِ کبیر فرمائیں۔"

جہاد بالعلم یہ ہے کہ لوگوں کو علمِ دین اور معرفتِ حق تعالیٰ کے ذریعے اِسلام کی طرف بُلایا جائے، تبلیغ و دعوتِ دین علمی طریق سے دی جائے۔ قرآن و سُنّت کے ذریعے دِلوں کو نُورِ اسلام سے مُنوّر کیا جائے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حمایتِ حق اور نصرتِ دین کے لیے علم، عقل، فہم اور بصیرت حاصل کرے اور وہ

تمام عُلوم حاصل کرے جو راہِ حق میں کام آ سکتے ہوں اور اِن علوم کو اشاعتِ حق اور مدافعتِ دین کے لیے اِستعمال کرے اور تحریر و تقریر کے ذریعے معتدُور بھر جہالت کے خلاف جہاد کرے۔

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے فرمایا:۔

"کافروں کے خلاف مال، جان اور زبان سے جہاد کرو"

(نسائی، ابُوداؤد)

زبان سے جہاد کی وضاحت قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی! فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط (پ۱۴ النحل ۱۲۵)

ترجمہ "اللہ کے راستہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ذریعے دعوت دو اور اُن سے ایسے طریقے پر بحث و گفتگو کرو جو بہترین ہو"

⑤ — داخلی جہاد

اِسلامی معاشرے کے اندر پیدا ہونے والی بُرائیوں کے خلاف جدّوجُہد کرنے کو داخلی جہاد کہا جا سکتا ہے۔ مثلاً فحاشی و عُریانی کے سدِّباب کے لیے، رشوت و ناجائز سفارش کو ختم کرنے کے لیے، ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری کے رجحان، کو ختم کرنے کے لیے، ڈاکہ زنی، لُوٹ مار اور قتل و غارت گری کے سدِّباب کے لیے اور ہر قسم کے استحصال کو روکنے کے لیے تدبیر اور کوشش کرنا داخلی جہاد ہے کیونکہ اِسلامی معاشرے کے اندر کی یہ بُرائیاں شہادتِ اِسلام کی راہ میں سب سے خطرناک رُکاوٹ ہے۔

(۶) — دِفاعی جہاد

اِسلام لانے والے مسلمانوں کو اگر کُفّار اِسلام لانے کے جُرم میں ستانا شروع کر دیں یا اُنہیں دھونس و دھاندلی کے ذریعے اِسلام چھوڑنے پر مجبُور کرنے لگیں یا اُنہیں گھر بار چھوڑ کر ہجرت کرنے پر مجبُور کرنے لگیں تو ایسی صُورت میں مسلمانوں کو کفّار کے خلاف جنگی اقدام کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ط وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۝ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ط ۝

(پ ۱۷ الحج ۳۹، ۴۰)

ترجمہ "جن لوگوں سے کافر لڑتے ہیں اُنہیں جوابی جنگ کی اجازت ہے کیوں کہ اُن پر کفّار کی طرف سے ظلم ہو رہا ہے اور یقیناً اللہ اُن کی مدد کرنے پر ضرُور قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہیں ناحق اپنے گھروں سے نکال دیا گیا ہے حالانکہ اُنہوں نے کچھ قصور نہیں کیا تھا۔ وہ تو صرف یہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔"

مزید فرمانِ الٰہی ہے:۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ط اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْكُمْ وَ یُخْزِهِمْ وَیَنْصُرْكُمْ عَلَیْهِمْ۔ (پ ۱۰ التوبہ ۱۳)

ترجمہ "بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی

قسموں کو توڑ ڈالا اور اللہ کے رسُول کو جلا وطن کرنے کا پختہ
ارادہ کرلیا؟ اُنہوں نے تم سے عہد شکنی کی ابتداء کی کیا تم
ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔
بشرطیکہ تم ایمان رکھتے ہو۔ اُن سے خوب لڑو، اللہ اُنہیں
تمہارے ہاتھوں سے عذاب میں ڈالے گا اور اُنہیں رُسوا
کرے گا اور تمہیں اُن پر غلبہ عطا فرمائے گا۔"

مطلب یہ ہے کہ دفاعی جہاد اُس وقت فرض ہو جاتا ہے جب دُشمن مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ اُن کی عبادلت اور دیگر دینی فرائض ادا نہ کرنے دیں۔

⑦ — اقدامی جہاد

اشاعتِ دینِ حق کے سلسلے میں ایک ایسی رکاوٹ بھی ہے جس کا تعلق غیر مُسلم حلقوں سے ہے۔ وہ یہ کہ غیر مُسلموں کے سامنے اسلام کو پیش نہ کرنے دیا جائے یا غیر مسلم لوگوں پر ایسا اجتماعی نظام مسلط رکھا جائے کہ جس کے ہوتے ہوئے اُنہیں اِسلام کو قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کا موقع ہی نہ مل سکے۔ گو یہ اِسلام کے خلاف اتنا جارحانہ فعل نہیں ہے تاہم اشاعتِ دین کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے جسے بزورِ شمشیر ختم کیا جانا چاہیئے۔ اِس سلسلہ میں دو باتیں ذہن میں بالکل صاف رہنی چاہئیں۔

① اقدامی جہاد کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ غیر مسلموں کو زبردستی اِسلام لانے پر مجبُور کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں قرآن مجید میں حکم فرمادیا ہے۔

لَا اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ۔

یعنی "دین کے معاملے میں زبردستی ہرگز جائز نہیں ہے۔"

② نہ ہی یہ ایک قوم کو آقا اور دوسری قوم کو غلام بنانے کی مہم ہے بلکہ اِس کا مقصد صرف اسلام کی اُن صداقتوں کی سیاسی بالا دستی تسلیم کرانا ہے جن پر کائنات کا عادلانہ نظام قائم ہے۔

Marfat.com

⑧ — فتنہ و فساد کے خلاف جہاد

دشمنانِ اسلام میں سے ایک گروہ وہ بھی ہے جو اِسلامی مملکت کے اندر منفی کارروائیوں کے ذریعے تفرقہ بازی کو فروغ دے کر فتنہ و فساد برپا کرتا ہے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوششیں کرتا ہے۔ دشمن سے ساز باز کر کے ملک کے اندر جاسوسی کا جال بچھاتا ہے۔ اس گروہ کے لوگ ناحق قتل و غارت کر کے امن و امان کو تباہ کرتے ہیں اور اخلاقی اقدار کو پامال کرتے ہیں۔ نقصِ امن پیدا کرنا ایک نہایت سنگین جُرم ہے اِس لیے اِسلام نے ایسے عناصر کی سرکوبی کی سختی سے تاکید کی ہے تاکہ مسلمان معاشرہ دشمن کے زہریلے اثرات سے محفوظ رہ سکے۔ قرآن مجید کے فرمان کے مطابق فتنہ قتل سے زیادہ سنگین ہے کیونکہ اِس سے ہزاروں افراد تباہی و بربادی کی نذر ہو جاتے ہیں اِس لیے فتنے کے سدِباب کے لیے قرآن حکیم میں حکم ہے کہ:-

قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ

(پ۲ البقرہ ۱۹۳)

ترجمہ "اُن سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ کا قائم ہو جائے۔"

مزید فرمانِ الٰہی ہے:-

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ (پ۶ المائدہ ۳۳)

ترجمہ" وہ لوگ جو اللہ اور اُس کے رسُول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں، اُن کا بدلہ یہی ہے کہ ان کو چُن

Marfat.com

یعنی کر قتل کیا جائے یا سُولی پر چڑھا دیا جائے یا اُن کے
ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پیر کاٹ دیئے
جائیں یا جلاوطن کر دیئے جائیں۔ یہ تو اُن کی دُنیا میں رسوائی
ہے اور آخرت میں اُن کے لیے اِس سے بھی بڑا عذاب
ہے۔"

⑨ — عہد شکن لوگوں اور منافقین کے خلاف جہاد

اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے خلاف بھی تلوار سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے جو عہد شکنی کے مُرتکب ہوتے ہیں اور مسلمانوں سے امن اور بقائے باہمی کے معاہدے کرنے کے باوجود اُن سے مُعاندانہ رویّہ اختیار کرتے ہیں۔ اور منافقین سے بھی مسلح جہاد کرنے کا حکم دیا ہے کہ یہ لوگ زبان سے اسلام کا اقرار کرتے ہیں لیکن عملی طور پر مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ بظاہر مسلمان رہتے ہیں مگر بباطن پکّے کافر ہوتے ہیں یہ لوگ ملّت اسلامیہ کے لیے خطرناک ہوتے ہیں اِس لیے اُن پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اِن لوگوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ؕ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُعْتَدُونَ ۝ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا
الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ ۗ وَنُفَصِّلُ الْآيَاتِ
لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ
عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ
إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ۝ (پ۱۰ توبہ ۱۰-۱۲)

ترجمہ "یہ منافق لوگ کسی مومن کے حق میں نہ تو رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد کا۔ یہ حد سے تجاوز کرنے والے لوگ ہیں۔ اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ

Marfat.com

دینے لگیں تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ سمجھدار لوگوں کے لیے ہم اپنی آیات کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں اگر عہد کرنے کے بعد یہ اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین کے بارے میں طعنہ زنی کرنے لگیں تو کفر کے اِن پیشواؤں کے خلاف جہاد کرو۔"

مزید فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ○

(پ التوبہ ۷۳)

ترجمہ :۔ اے نبیؐ! کافروں اور منافقوں سے لڑو اور اُن پر سختی کرو کیوں کہ اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بُری جگہ ہے پلٹنے کی۔"

مُنافقوں کی عادت ہوتی ہے کہ بار بار جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور ہمیشہ وعدہ خلافی کرتے ہیں۔ اُن کے ظاہر و باطن میں نمایاں تضاد ہوتا ہے۔ اُن کے دلوں میں ایمان نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے کردار کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ○ اِتَّخَذُوْۤا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

(پ۲۸ المنٰفقون ۱، ۲)

ترجمہ "محبوبؐ! جب منافق لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو منافقت سے کہتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں، کہ آپ بلاشک وشبہ اللہ کے رسُول ہیں۔ اور اللہ کو معلوم ہے

Marfat.com

کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں لیکن اللہ ظاہر کیے دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ اور اُن کے ذریعے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ یہ بُرے کام کرتے ہیں"۔

منافقین کا یہ طرزِ عمل ایک قبیح فعل ہے جس سے مسلمانوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اِس لیے اللہ تعالیٰ نے منافقوں سے محتاط رہنے اور اُن کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ دوستوں کے بھیس میں چھپے ہوئے یہ دشمن مسلمانوں کو گزند نہ پہنچا سکیں۔ منافق کی نمایاں علامت یہ ہے کہ وہ عہد شکن اور دغا باز ہوتا ہے۔ اِس لیے اُن کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِىْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ○ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِى الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ○ (پ الانفال ۵۶ تا ۵۸)

ترجمہ "جن لوگوں نے تم سے صلح کا عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار عہد شکنی کرتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے۔ اگر تم اُنہیں لڑائی میں پاؤ تو اُنہیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ اُن کے پسِ پُشت ہوں وہ بھی اُنہیں دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوں عجب نہیں کہ اُنہیں اِس سے عبرت ہو اور اگر تمہیں کسی قوم سے دغا بازی کا خوف ہو تو اُن سے معاہدہ منسوخ

Marfat.com

کردو اور برابر (کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ دغا بازوں کو پسند نہیں فرماتا۔"

(۱۰) ظالم و جابر حکمران کے خلاف جہاد

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسے ظالم و جابر اور نفس پرست حکام کی اطاعت سے منع فرمادیا ہے جو مملکتِ اسلامیہ میں حیاسوز و تشدد آمیز غیر شرعی قوانین رائج کرتے ہوں، عوام کو طبقاتی کشمکش اور فسادات میں مبتلا کرتے ہوں، اور اُنہیں بے حیائی اور فحاشی کی طرف راغب کرتے ہوں۔ ایسے حکمرانوں کی صرف اطاعت ہی ممنوع نہیں بلکہ اُن کے خلاف اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم بھی دیا ہے۔

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

لَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ○ (پ ۱۹ الشعراء ۱۵۱،۱۵۲)

ترجمہ "اُن حاکموں کی اطاعت مت کرو جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے"

مزید فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ○ (پ ۱۵ الکھف ۲۸)

ترجمہ "اور اُس کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے، جو اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور جس کا حکم زیادتی پر مبنی ہے"

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اِس حکم کی پیروی کرتے ہوئے یزید لعین کی حکومت کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور دینِ حق کی سربلندی کے لیے جامِ شہادت نوش کرکے جابر سُلطان کے ساتھ جہاد کرنے کی درخشندہ

Marfat.com

مثال قائم کی ہے۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا فرمان ہے:۔

"جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا جہاد ہے۔"

مقاصدِ جہاد

اِسلام میں جہاد کا مقصود صرف

① خُدا پرستی کا فروغ ② اقامتِ دین ③ تبلیغِ اِسلام ④ مظلوم کی دستگیری ⑤ جارحیّت کا جواب ⑥ فتنہ و فساد کی بیخ کنی ⑦ ایمان کی پرکھ ⑧ دل کی طہارت اور ⑨ مومنین سے منافقین کی چھانٹ ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ ۙ (پ۲۶ محمد ۳۱)

ترجمہ "اور ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون جہاد کرنے والا ہے اور کون صابر ہے۔"

مزید فرمانِ الٰہی ہے:۔

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (پ۶ المائدہ ۶)

ترجمہ "اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے۔ البتہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک وصاف کر دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے تاکہ تم احسان مانو۔"

مزید فرمانِ الٰہی ہے:۔

Marfat.com

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ
حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ (پ آل عمران ۹۱)

ترجمہ :- "اللہ تعالیٰ مومنوں کو اِس حال پر کبھی نہیں چھوڑے گا کہ جس حال پر تم اب ہو جب تک کہ خبیث کو طیّب سے جُدا نہ کر دے"

یعنی جہاد سے خبیث اور طیّب کی پرکھ ہو جاتی ہے۔

جہاد کی فرضیّت

فقہائے اِسلام نے جہاد کو فرض قرار دیتے ہوئے اُس کی دو اقسام بیان فرمائی ہیں :-

① - فرضِ عین

اگر دشمن دار السّلام کے علاقہ پر خواہ وہ آباد ہو یا غیر آباد ہو، صحرا ہو یا پہاڑ ہو حملہ کر دے تو اُس علاقہ کے مسلمانوں پر جہاد کرنا فرضِ عین ہو جاتا ہے۔ جو شخص کسی شرعی عُذر کے بغیر جہاد نہیں کرے گا وہ سخت گُنہگار ہو گا۔

② - فرضِ کفایہ

اگر مسلمانوں کا کوئی گروہ دشمن کی مؤثر مدافعت کر رہا ہو یا مظلوم کی دادرسی اور فتنہ کی سرکوبی کی ذمّہ داری نبھا رہا ہو تو یہ جہاد فرضِ کفایہ ہے اور دوسروں کی طرف سے بھی ادا ہو جاتا ہے۔

جہاد کے لیے ہر حالت میں نکلنا فرض ہے کیونکہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :-

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ
اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

Marfat.com

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پ التوبہ ۴۱)

ترجمہ "جہاد کے لیے نکلو خواہ تمہارے پاس معقول اسلحہ ہو یا نہ ہو۔ تم اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرو کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور تم سمجھو تو۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"تم پر جہاد فرض ہے ہر امیر کے ماتحت خواہ وہ نیک ہو یا بد۔" (ابوداؤد)

فتح مکہ کے روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"اب فتح مکہ کے بعد حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں کو ہجرت کر کے مدینہ آنے کی ضرورت نہیں لیکن جہاد اور جہاد کی نیت برقرار رہے۔ جب بھی تمہیں جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دیا جائے تو نکل پڑو۔" (بخاری و مسلم)

مسلّح جہاد کے احکام

قرآن و حدیث میں قتال فی سبیل اللہ کے مندرجہ ذیل اصول و ضوابط وضع فرمائے گئے ہیں جن پر کاربند رہنا ہر مسلمان پر واجب ہے:۔

(۱) جنگ سے پہلے اسلام کی دعوت پیش کی جائے۔

(۲) اگر کسی قوم سے جنگ بندی اور صلح کا معاہدہ ہے اور اس سے خیانت و بدعہدی کا اندیشہ ہو تو باقاعدہ اعلان کے ساتھ معاہدے کو منسوخ کر دیا جائے۔

(۳) غیر مقاتلین یعنی پُرامن شہریوں کو قتل نہ کیا جائے۔

(۴) غفلت میں حملہ کرنے سے احتراز کیا جائے۔

(۵) مصلحت کے تحت شب خون مارنے کی اجازت ہے۔

Marfat.com

⑥ دشمنوں کو آگ میں نہ جلایا جائے۔
⑦ دشمن کی نعشوں کو مسخ نہ کیا جائے۔
⑧ قتل کرتے ہوئے بھی رحمت کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔
⑨ دشمن کو باندھ کر قتل نہ کیا جائے۔
⑩ سفیروں کو قتل نہ کیا جائے۔
⑪ اِسلام کا اقرار کرنے والے کو قتل نہ کیا جائے۔
⑫ مالِ غنیمت میں خیانت نہ کی جائے۔
⑬ لُوٹ مار ہرگز نہ کی جائے۔
⑭ عام تباہ کاری اور فساد نہ کیا جائے۔
⑮ مصلحت و ضرورت کے تحت قلعوں کو منہدم کیا جاسکتا ہے۔
⑯ جنگی قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔
⑰ دشمن صلح پر آمادگی ظاہر کرے تو جنگ روک دی جائے۔
⑱ کوئی پناہ مانگے تو پناہ دے دی جائے۔

جہاد میں کامیابی کے بُنیادی اصُول

مندرجہ ذیل اصُول جہاد میں کامیابی کی ضمانت مہیا کرتے ہیں:۔

① — جنگ کے لیے تیاری

اسبابِ جنگ یعنی آلاتِ حرب اور اسلحہ کی فراہمی اور فوجی تربیت حاصل کرنا جہاد کے لیے فرض کر دیا گیا ہے۔ اِس کے بغیر جنگ کرنا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ چنانچہ حضورؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کسی موقع پر بھی تیاری کے بغیر جنگ کے لیے نہیں نکلے۔

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

Marfat.com

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ
الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ
وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ج لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ج اَللّٰهُ
يَعْلَمُهُمْ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○ (پ۱۰ الانفال ۶۰)

ترجمہ "اور اللہ کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے تیار رکھو جو قوت بھی تم سے بن پڑے۔ اور جتنے گھوڑے باندھ سکو (جتنا اسلحہ ممکن ہو اکٹھا کر رکھو)۔ اس طرح ان کے دلوں میں دھاک بٹھا دو جو اللہ کے اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے علاوہ کچھ اوروں کے دلوں میں بھی، جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے اسلحہ خریدنے پر) جو کچھ تم خرچ کرو گے اُس کا بدلہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تم کسی طرح بھی گھاٹے میں نہ رہو گے۔"

(۲) — اللہ پر بھروسہ

جنگ کی تیاری خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ افواج کتنی ہی کثیر کیوں نہ ہوں، اسلحہ چاہے کتنا ہی مؤثر اور وافر کیوں نہ ہو ایک مومن کے لیے فتح و نصرت کی ضمانت ہرگز نہیں بلکہ اُس کے لیے فتح و نصرت کا دارومدار محض اللہ تعالیٰ کی مدد اور مہربانی پر ہوتا ہے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اور اُسی کی بارگاہ سے فتح و نصرت کا اُمیدوار رہتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ فرمانِ الٰہی ہے:۔

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُتَوَكِّلِيْنَ ○ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ج

Marfat.com

وَاِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ○

(پ۴ آل عمران ۱۵۹، ۱۶۰)

ترجمہ "جب تم قتال فی سبیل اللہ کا عزم کر چکو تو توکل اللہ پر باندھ لو۔ بے شک اللہ پر بھروسہ کرنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے۔ اگر اللہ تمہاری مدد کر دے تو کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کو آئے گا؟ اور مومنوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔"

۳۔ ثابت قدمی

ثابت قدمی بھی جہاد میں کامیابی کا ذریعہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بارہا قرآن میں ثابت قدم رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِیۡتُمۡ فِئَةً فَاثۡبُتُوۡا وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِیۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۚ وَاَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡهَبَ رِیۡحُكُمۡ وَاصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ۚ (پ۱۰ انفال ۴۵، ۴۶)

ترجمہ "اے ایمان والو! جب کسی لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کے نام کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں مت جھگڑو کہ اس طرح تم بزدلی کا شکار ہو جاؤ گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا اکھڑ جائے گی۔ اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔"

Marfat.com

مزید فرمانِ حق تعالیٰ ہے :-

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىٕذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (پ۹ الانفال ۱۵، ۱۶)

ترجمہ "اے ایمان والو! جب کافروں کے لشکر سے تمہارا سامنا ہو جائے تو اُنہیں پیٹھ مت دو۔ جو اُس دن اُنہیں پیٹھ دے گا سوائے اِس کے کہ لڑائی کی چال چلنے کے لیے یا اپنی جماعت میں جا ملنے کے لیے تو وہ اللہ کے غضب کی طرف پلٹا اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بُری جگہ ہے پلٹنے کی"۔

④ — اتحاد

جنگ کے موقع پر تمام مجاہدین کا ایک دوسرے سے قول وفعل میں اتحاد بھی جنگ جیتنے کا ذریعہ ہے۔ اتحاد کا حکم اُوپر گزر چکا ہے۔

⑤ — ذکر اللہ کی کثرت

دَوران جنگ بکثرت ذکر اللہ کا حکم بھی اُوپر گزر چکا ہے۔ ذکر اللہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی برکت اور نصرت حاصل ہوتی ہے۔ مومنوں کے دل سکون اور حوصلے پاتے ہیں لیکن دشمن کے دل میں رعب اور ہیبت طاری ہوتی ہے جس سے فتح نصیب ہوتی ہے۔

Marfat.com

⑥ — اطاعتِ امیر

جنگ میں امیرِ سپاہ کی اطاعت و فرمانبرداری بھی فتح و نصرت کا ذریعہ بنتی ہے۔ امیر کے حکم کی نافرمانی شکست کا موجب بنتی ہے جیسا کہ جنگِ اُحد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک فرمان کو نظر انداز کرنے سے مسلمانوں کو خسارا اُٹھانا پڑا تھا۔

⑦ — کامیابی پر مغرور نہ ہونا

اِسلام میں کامیابی پر اکڑنا حرام ہے کیونکہ کامیابی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتی ہے۔

⑧ — احکامِ الٰہی کی پابندی

دَورانِ جنگ اگر جنگی احکامِ الٰہی کو نظر انداز کیا جائے تو اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اِس لیے مجاہد کو ہر وقت احکامِ خداوندی کا پابند رہنا چاہیئے۔

مسلح جہاد کی شرائط

ہر قسم کا مسلح جہاد خواہ وہ دفاعی ہو یا اقدامی صرف خاص حالات میں چند شرائط کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ شرائط پُوری نہ ہوں تو جہاد جائز نہ ہو گا۔ وہ شرائط یہ ہیں :۔

① جہاد کرنے والے مسلمان آزاد اور خود مختار ہوں اور اُن کا اپنا ایک باضابطہ اجتماعی نظام قائم ہو اور اُن کا اپنا ایک خلیفہ یا امیر یا سلطان سربراہ ہو۔ اِس سے یہ مراد نہیں کہ مسلمان اگر آزاد و خود مختار نہ ہوں اور اُن پر تشدّد ہو رہا ہو تو وہ اپنی مدافعت نہ کریں۔ مدافعت کرنا اور اپنی حفاظت کرنا فرائض میں شامل ہے۔ لیکن مسلح جہاد کا اعلان

صرف اُس وقت ہو گا جب ایک آزاد اِسلامی ریاست قائم ہوگی۔

(۲) مخالف قوت سے لڑنے کے لیے ضروری طاقت میسّر ہو۔ اگر دشمن سے لڑنے کے لیے ضروری طاقت موجود نہ ہو تو مسلّح جہاد کے اعلان کی ذمّہ داری مسلمانوں پر عائد نہ ہوگی۔

(۳) جہاد یا قتال مکمّل طور پر فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں ہو نہ کہ خود غرضی اور دُنیاوی مفاد کی خاطر۔ لڑنے والے مسلمان صرف دین کی خاطر اور اللہ کے کلمے کو بُلند کرنے کے لیے لڑ رہے ہوں اور ظلم و ستم کا خاتمہ اور نیکی و انصاف کا فروغ ہی اُن کا مقصُود ہو۔ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

"جو شخص محض اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے جہاد کرتا ہے اُس کا جہاد اللہ کی راہ کا جہاد ہے۔"

آپ نے مزید فرمایا ہے:۔

لَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً۔ (ابُوداوُد)

ترجمہ "وہ ہم میں سے نہیں جو کسی عصبیّت کی بنا پر لڑتا ہے۔"

(۴) مسلمانوں کو اپنی عبادات اور احکامِ دین پر عمل کرنے سے روکا جا رہا ہو تو جہاد کرنا فرض ہے۔

(۵) جب مسلمانوں کی عزّت و آبرُو اور جان و مال خطرے میں پڑ جائیں، تو حفاظت کے لیے جہاد کا اعلان کرنا فرض ہے۔

(۶) قیامِ امن اور انسدادِ فتنہ کے لیے جہاد کیا جا سکتا ہے۔

(۷) جب کوئی اِسلامی ریاست پر جارحیّت کرے تو اس کے جواب میں لڑنا فرض ہے۔

(۸) دینِ حق کی اشاعت و حمایت میں جہاد کرنا فرض ہے۔

(۹) جب مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے بے دخل کر دیا جائے تو دشمنوں کو ان کے گھر سے نکالنے کے لیے ہر مسلمان پر جہاد کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

الغرض جہاد کرنے کی ضرورت اُس وقت پیش آتی ہے جب کسی علاقے میں مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہو، اُنہیں بلا وجہ تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہو، اُن کے حقوق کو پامال کیا جا رہا ہو، مسجدوں کو ویران کیا جا رہا ہو، مسلمانوں کے وطن پر حملہ کر دیا گیا ہو اور کفر و الحاد دینِ حق کو مٹانے کے درپے آزار ہو گیا ہو۔ اِس قسم کے سنگین حالات میں ہر مسلمان پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ مسلح جہاد کا راستہ اختیار کرے۔ ہاں مگر قتال فی سبیل اللہ شروع کرنے سے قبل صورتِ احوال کی اِصلاح کی کوشش دوسرے اخلاقی طریقوں سے بھی کر لی جائے۔ اِس طرح اگر اصلاحِ احوال ہو جائے تو خواہ مخواہ جنگ سے اِجتناب بہتر ہے کیوں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے پُوری نسلِ اِنسانی سے فرمایا ہے:۔

"اے اولادِ آدم! تمہارے اموال اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر حرام کر دی گئی ہیں۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا:۔

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے پہلے جن مقدمات کا فیصلہ کیا جائے گا وہ قتل کے مقدمات ہوں گے۔"

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام نے فرمایا:۔

"کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرایا جائے یا کسی کو قتل کیا جائے یا والدین کی نافرمانی اور کذب بیانی کی جائے۔"

حیاتِ انسانی کی حُرمت کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے:۔

اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا ۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ

Marfat.com

فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ
اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ط (پ المائدہ ۳۲)

ترجمہ "جس نے کسی شخص کو ناحق قتل کیا بغیر اس کے کہ اس سے کسی قتل کا بدلہ لیا یا خطۂ زمین میں فساد برپا کرنے کی اُسے سزا دی تو اُس نے گویا ساری انسانیت کو قتل کیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی (کسی کی جان بچائی) تو اُس نے ساری انسانیت کو زندگی بخشی"

گویا اسلام میں انسانی جان کی حُرمت پر بہت زور دیا گیا ہے، اور صرف ناگزیر حالات ہی میں تلوار اُٹھانے کی اجازت دی گئی ہے۔ جہاد میں بعض انسانی جانوں کا قتل تو ہوتا ہے لیکن فتنہ وفساد چونکہ قتل سے بھی زیادہ مہلک ہے اس لیے فتنہ وفساد سے پُوری انسانیت کو قتل ہونے سے بچانے کے لیے چند جانوں کا ضیاع ناگزیر ہو جاتا ہے۔

آدابِ جہاد

اِسلام ایک دوسرے کے حقوق کے احترام ونگہبانی کا درس دیتا ہے تاکہ کسی کے ساتھ بے جا زیادتی نہ ہونے پائے اِس لیے اِسلام میں قانُونِ جنگ کا بُنیادی اصُول یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے تلوار اُٹھانے سے اِجتناب کیا جائے اور پُرامن بقائے باہمی کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔ صرف ناگزیر حالات میں جہاد کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

لہٰذا جہاد بالسیف شروع کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ جہاد بالعلم، جہاد بالقلم اور جہاد باللسان کر لیا جائے تاکہ خواہ مخواہ کے خُون خرابے سے بچا جا سکے سب سے پہلے کافروں، منافقوں اور شرپسندوں کو احسن طریقے سے اِسلام کی دعوت دی جائے تاکہ اگر کوئی شخص یا قوم یا معاشرہ بُرائیوں سے تائب ہو کر اُن گاہِ اسلام میں

Marfat.com

آجائے تو صورتِ احوال کی اصلاح خود بخود ہو جائے گی۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہر دور میں اور ہر معاشرے میں لوگوں کا ایک گروہ موجود ہوتا ہے جو مباحثوں میں اُلجھنے اور اُلجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اِس گروہ کے افراد وعظ و نصیحت قبول نہیں کرتے بلکہ الزام تراشی، مناظرہ اور تمسخر سے اصلاح کی ہر کوشش کو سبوتاژ کرتے رہتے ہیں اِس لیے اُن کی ہٹ دھرمی سے کبھی بھی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ اِس قسم کے لوگ اگر اِسلام قبول نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اُن پر جزیہ عائد کر دیا جائے۔ اگر وہ جزیہ دینا قبول کر کے اسلام کی بالادستی قبول کرلیں تو تبلیغِ اسلام کی راہ کھُل جائے گی اور وہاں کے لوگ اسلام قبول کرنے میں آزاد ہو جائیں گے۔ اگر وہ جزیہ دینے پر رضامند نہ ہوں اور ہر صورت میں اِسلام کا راستہ روکنے پر بضد ہوں تو پھر مسلح جہاد کے سوا اور کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہتا۔ اِس صورت میں اگر جہاد بالسیف نہ کیا جاتے تو مفسدین کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

اِسلام میں جنگ کا مقصود کسی ملک کو فتح کرنا یا حریف کو ذاتی اغراض کے تحت موت کے گھاٹ اُتارنا یا اُس پر کاری ضرب لگانا نہیں بلکہ جارحیت اور فتنہ و فساد کا رَد ہے لیکن اِس میں خیال رکھا گیا ہے کہ ضرورت کے تحت صرف اتنی قوت استعمال کی جائے جو ناگزیر ہو۔ لڑائی کا دائرہ صرف اُن عناصر تک محدود رکھا جائے جو عملاً لڑائی میں شامل ہوں باقی تمام امن پسند شہریوں کو جنگ کے ہلاکت خیز اثرات سے محفوظ رکھا جائے۔ جہاد بالسیف کو قتال فی سبیل اللہ اسی لیے تو کہتے ہیں کہ لڑائی کے دوران کوئی نفسانی خواہش، ملک گیری کی ہوس، کسی کے خلاف جذبۂ اِنتقام، حصولِ اقتدار کی آرزو اور شہرت و ناموری کی ہوس کی بجائے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا اس کی محرک ہوتی ہے ۔

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

حضرت ابُو موسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ :-

" ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ کوئی شخص مالِ غنیمت کے حصُول کی خاطر جہاد کرتا ہے، کوئی شجاعت وبہادری کے مظاہرے کے لیے لڑتا ہے اور کوئی شہرت و ناموری کے لیے جنگ کرتا ہے۔ آپ فرمایئے کہ اُن میں سے کس کی جنگ فی سبیل اللہ ہے؟ فرمایا: " اللہ کی راہ میں جنگ تو صرف اُس شخص کی ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوُئی کے لیے جہاد کرتا ہے۔"

(بخاری)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا :-

" لڑائی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنُودی کے لیے لڑی جائے اور اُس میں اگر کسی نے اپنے امیر کی اطاعت کی، مال خرچ کیا، فساد و لوُٹ مار سے گریز کیا تو اُس کا سونا جاگنا سب اجر کا مستحق ہے اور جس نے نمُود ونمائش کے لیے لڑائی کی، امیر کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد پھیلایا تو برابر بھی نہ چھُوٹے گا۔" (یعنی اُلٹا عذاب کا مُستحق ہوگا)۔ (بخاری)

غیر اہلِ قتال کی حُرمت

غیر اہلِ قتال وہ لوگ ہوتے ہیں جو عملاً جنگ میں حصّہ نہیں لے سکتے جیسے کہ عورتیں، بچے، بُوڑھے، بیمار، اندھے، معذُور، دیوانے، خانقاہ نشین اور معبدوں کے مجاور وغیرہ۔ یہ بے ضرر لوگ ہوتے ہیں اِس لیے اِسلام میں واضح طور پر ان کو قتل

کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"دورانِ جہاد نہ کسی بوڑھے ضعیف کو قتل کرو، نہ کم سن بچے کو اور نہ ہی کسی عورت کو قتل کرو۔ اموالِ غنیمت میں سے چوری نہ کرو، جو ہاتھ لگے اُسے ایک جگہ جمع کرو اور احسان کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ محسنوں کو پسند کرتا ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فوج کو کسی مہم پر روانہ کرنے سے پہلے ہدایت فرماتے تھے کہ:۔

"عبادت گاہوں کے بے ضرر خدام اور خانقاہوں کے زاہدوں کو قتل نہ کرنا۔"

تخریبی اور وحشیانہ اقدام سے اجتناب

جنگ کے دوران باغوں اور فصلوں کو تباہ کرنا، دشمن کی نعشوں کی بےحرمتی کرنا، دشمن کو باندھ کر قتل کرنا، بستیوں میں غارت گری، آتش زنی اور وحشیانہ حرکتیں کرنا مومنین پر حرام ہے۔ فتحِ خیبر کے بعد جب نئے مجاہدین نے لوٹ مار شروع کی تو یہودیوں کے سردار نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اِس کی شکایت کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو تمام اہلِ لشکر کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ جب تمام لشکر جمع ہو گیا تو آپ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے یہ ناجائز قرار دیا ہے کہ اہلِ کتاب کے گھروں میں بِلا اجازت داخل ہو جاؤ، اُن کی خواتین کو نشانۂ ستم بناؤ اور اُن کے پھل کھاؤ۔"

حضرت عبداللہ بن یزید الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

"لُوٹ مار اور مُثلہ سراسر ناجائز ہے۔" (ابنِ ماجہ)

جاہلیت کے زمانے میں اِنتقامی جذبے کے تحت اسیرانِ جنگ سے

Marfat.com

بہیمانہ سلوک کیا جاتا تھا، انہیں درندوں کے آگے پھینکا جاتا تھا اور زندہ جلادیا جاتا تھا لیکن اسلام میں اس کی سختی سے ممانعت فرمادی گئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"آگ اللہ کا عذاب ہے، اس سے بندوں کو مُعذّب نہ کرو۔"

جنگ کے دوران یا فتح کے بعد ہنگامہ آرائی اور بے مقصد نعرہ بازی سے مخالفین کے جذبات مجروح ہوتے ہیں اور وہ مشتعل بھی ہوتے ہیں اس لیے اسلام میں اس کے بارے میں بھی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے اور جب کسی وادی میں داخل ہوتے تو بلند آواز سے اللہُ اکبر کے نعرے بلند کرتے تھے۔ اس پر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"اے لوگو! باوقار طریقے سے چلو۔ تم جسے پکارتے ہو وہ بہرہ نہیں ہے۔ وہ تمہارے ہمراہ ہے اور سب کچھ سُنتا ہے۔" (ابنِ ماجہ)

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کسی مہم پر لشکر کو روانہ کرنے سے پہلے اکثر یہ ہدایت فرمادیتے تھے:۔

"جاؤ اللہ کا نام لے کر نکلو اور اُس کی راہ میں جہاد کرو اُن سے جو کُفر کرتے ہیں۔ جنگ میں کسی سے بدعہدی نہ کرو، مالِ غنیمت میں بددیانتی نہ کرو اور بچوں کو قتل نہ کرو۔"

شام اور عراق پر لشکر کشی کرنے سے پہلے اپنی افواج کو ہدایات جاری کرتے ہوئے حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

"بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کیا جائے، راہبوں کو تنگ

Marfat.com

نہ کیا جائے، پھل دار درختوں کو نہ کاٹا جائے، مویشیوں
کو ہلاک نہ کیا جائے، بدعہدی سے احتراز کیا جائے، ذمیوں
کے حقوق کا احترام کیا جائے اور فصلوں کو برباد نہ کیا جائے۔"

تخریب کاروں کے ٹھکانے ختم کرنے کے لیے درخت کاٹ کر میدان صاف کرنے کی اِسلام نے اجازت دی ہے لیکن محض تخریب کی نیت سے پھل دار درختوں کو کاٹنے کی سخت ممانعت ہے۔

جنگ شروع کرنے سے پہلے مخالف فریق کو اَلٹی میٹم دینا ضروری ہے۔ غفلت میں دشمن پر حملہ نہ کیا جائے کیونکہ اِس طرح غیر اہلِ قتال کی ہلاکت کا خطرہ ہوتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ رات کی بجائے دن کو حملہ کرتے اور حملے سے پہلے دشمن کو وارننگ دیتے تھے۔

اسیرانِ جنگ سے سلوک

اِسلام نے اسیرانِ جنگ کو قتل کرنے کی ممانعت کر دی اور ساتھ ہی اُن سے حُسنِ سلوک کرنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ مسلمان جنگی قیدیوں سے اتنے حسنِ سلوک سے پیش آنے لگے کہ بعض اوقات خوراک کی کمی کی وجہ سے خود بھوکے رہتے لیکن جنگی قیدیوں کو کھانا کھلا دیتے۔ اُن کے طرزِ عمل کو سراہتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اِن الفاظ میں اُن کی تعریف کی ہے:۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ
اَسِيْرًا ○ (پ ۲۹ الدہر ۸)

ترجمہ "خود بھوکے ہونے کے باوجود وہ محبتِ الٰہی میں
مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں"

خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگی قیدیوں سے ہمیشہ فیاضانہ سلوک فرماتے تھے۔ آپ نے جنگِ بدر کے قیدیوں کو اپنے سپاہیوں کے ساتھ کھانا کھلایا۔ اس میں

سے بیشتر قیدیوں کو اس وعدہ پر رہا فرمادیا کہ وہ آئندہ مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی کسی جنگ میں حصہ نہیں لیں گے۔ کئی پڑھے لکھے قیدیوں کو آپ نے بچوں کا اتالیق مقرر کر کے اُنہیں عزت و احترام سے نوازا۔

غزوۂ حنین کے چھ ہزار جنگی قیدیوں کو نہ صرف آزاد کر دیا بلکہ انہیں کپڑے بھی عطا فرمائے۔ فتحِ مکہ کے بعد اپنے بدترین مخالفین کو معاف کر دیا اور اُن کے خلاف کسی قسم کی انتقامی کارروائی نہیں کی۔ جنگی قیدیوں میں سے ایک قیدی جس کا نام سُہیل بن عمر تھا حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے خلاف توہین آمیز کلمات کہتا رہتا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کے دانت توڑ دینے کا مشورہ دیا۔ لیکن حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ایسا نہ کیا بلکہ کچھ روز قید میں رکھنے کے بعد فدیہ لے کر اُسے چھوڑ دیا۔

فدیہ لے کر قیدی کو رہا کرنا اسلام میں روا ہے لیکن فدیہ لیے بغیر جنگی قیدی کو رہا کرنا اسلام میں مستحسن فعل ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے :-

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ
حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا
بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا

(پ ۲۶ محمد ۴)

ترجمہ "جب تم کافروں سے ٹکرا جاؤ تو اُن کے سر قلم کر دو۔ یہاں تک کہ جب اُن کو اچھی طرح قتل کر چکو تو زندہ پکڑے جانے والوں کو مضبوطی سے قید کر لو۔ پھر یا تو احسان کرتے ہوئے اُنہیں چھوڑ دو یا کچھ مال لے کر چھوڑ دو یہاں تک کہ مخالف فریق ہتھیار ڈال دے"۔

اِس آیت مُبارک کے مطابق فدیہ کے بغیر جنگی قیدیوں کو رہا کرنا احسان ہے لیکن اُنہیں اور اُن کے لواحقین کو غلام بنا لینے کی بھی اجازت ہے کیونکہ بسا اوقات دورانِ جنگ سینکڑوں بلکہ ہزاروں افراد موت کے گھاٹ اُتر جاتے ہیں اور اُن کے بیوی

بچے لاوارث و بے آسرا ہو کر مصائب کا شکار ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات بے سہارا عورتوں کی وجہ سے مفاسد کا دروازہ کُھل جاتا ہے۔ اِسلام نے اِس کا حل یُوں نکالا ہے کہ فاتح مسلمان اُن پسماندگان کی پرورش کی ذمہ داری قبول کر لیں اور اُن عورتوں کو اپنے نکاح میں لا کر انہیں معاشرے میں ممتاز مقام عطا کریں تاکہ ہر فتنہ کا تدارک ہو جائے۔

حضُور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے غلامی کو مٹانے کے لیے یہ تدابیر اختیار کیں:۔

(۱) اگر دشمن رضامند ہو تو اس کے ساتھ قیدیوں کا باہمی تبادلہ کر لیا جائے۔

(۲) جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کی بجائے آزاد کر دیا جائے۔

غلامی کو ختم کرنے کے لیے حضُور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے فرمایا:۔

(۱) "جو کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا، اُس کا ہر عضو غلام کے ہر عضو کے بدلے دوزخ سے بچ جائے گا۔"

(۲) "جس نے اپنی لونڈی کو تربیّت دے کر آزاد کیا اور پھر اُس سے نکاح کر لیا اُسے دُگنا اجر ملے گا۔"

(۳) "غلاموں کو میرا بچّہ اور میری بچّی کہہ کر پکارا کرو۔ انہیں اپنے ساتھ ایک ہی دسترخوان پہ کھانا کھلایا کرو اور اگر وہ دن میں ستر (۷۰) بار بھی قصُور کریں تو اُنہیں معاف کر دیا کرو۔"

ارشادِ ربّانی ہے:۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝

(پ۳۰ البلد ۱۲ تا ۱۶)

ترجمہ "اور تُو کیا جانتا ہے کہ نیکی کی دُشوار گزار گھاٹی کونسی

ہے؛ وہ یہ ہے کہ ایک غلام کو آزاد کیا جائے یا بھوک کے وقت کسی رشتہ دار یتیم یا خاکسار مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔"

مالِ غنیمت

جنگ میں فتح کے بعد غنیمت کا حصول انسانی فطرت کا خاصا ہے۔ جنگِ اُحد میں مالِ غنیمت ہی کی ہَوس نے فتح کو شکست میں بدل کے رکھ دیا۔ غنائم کی آتشِ ہَوس کو مٹانے کے لیے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا:۔

"جو شخص مالِ غنیمت حاصل کرنے کی نیّت سے جنگ کرے گا اُسے جہاد کا پُورا ثواب نہیں ملے گا۔"

ثواب صرف اُن لوگوں کے حصّے میں آئے گا جو دل کو دُنیوی مفادات سے پاک رکھ کر خاص اللہ کے لیے جہاد کریں گے۔

اِسلام کے ابتدائی دَور میں چونکہ باقاعدہ تنخواہ دار فوجی نہیں ہوتے تھے اِس لیے اُن کی حوصلہ افزائی کے لیے اموالِ غنیمت میں سے کچھ حصّہ حاصل کرنا جائز قرار دے دیا گیا۔

اموالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ بیت المال میں جمع کرانے کا حکم ہے تاکہ اُسے محتاجوں اور معذوروں کی پرورش اور دیگر قومی ضرُوریات کے لیے استعمال کیا جا سکے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ لا اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ۔

(پ۱۰ الانفال ۴۱)

ترجمہ: اور جان لو کہ جو کچھ مالِ غنیمت تمہیں حاصل ہو، اُس

Marfat.com

کا پانچواں حصّہ اللہ اور اُس کے رسُول، اہلِ قرابت، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ اگر تُم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“

مطلب یہ کہ مالِ غنیمت میں سے چار حصّے مجاہدین کے ہوتے ہیں اور پانچواں حصّہ بیتُ المال میں جاتا ہے جسے مزید پانچ حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جس میں ایک حصّہ اللہ کا، دوسرا حصہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا (اللہ اور رسُول کے دونوں حصّے عامّۃُ المسلمین کی فلاح وبہبُود پر خرچ کیے جاتے ہیں) تیسرا حصّہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رشتہ داروں کا یعنی اہلِ بیت کا، چوتھا حصّہ مساکین کا اور پانچواں حصّہ مسافروں کا ہے چاہے مسافر امیر ہو یا غریب اگر حالتِ سفر میں غربت و افلاس کا شکار ہو جائے تو غنیمت کے مال میں سے اُس کو حصّہ دیا جا سکتا ہے۔

مالِ غنیمت کی ہوس کو گھٹانے کی خاطر حضُور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام نے مزید فرمایا ہے کہ:۔

”جس فوج نے فی سبیل اللہ جہاد کیا اور مالِ غنیمت حاصل کر لیا اُس نے آخرت کے ثواب میں سے دو تہائی ($\frac{2}{3}$) حصّہ مالِ غنیمت کی صُورت میں حاصل کر لیا اور اب اُس کے لیے صرف ایک تہائی ($\frac{1}{3}$) حصّہ بقایا رہ گیا اور جس نے مالِ غنیمت میں سے اپنا حصّہ نہ لیا اُسے آخرت میں پُورا اَجر ملے گا۔“ (مسلم)

اِسلام کی اِسی تعلیم نے آہستہ آہستہ مُسلمان مجاہدین کو مالِ غنیمت کی ہَوس سے اِس قدر پاک کر دیا کہ چند برسوں کے بعد مجاہدین مالِ غنیمت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔

Marfat.com

معاہد اور ذِمیوں کے حقوق

جہاد سے قبل یا دورانِ جہاد جو لوگ مسلمانوں کی اطاعت قبول کرلیں اور مخصوص شرائط کے تحت اسلامی حکومت سے معاہدہ کر کے جزیہ ادا کرنے پر رضامند ہو جائیں وہ ذمی کہلاتے ہیں۔ اُن کے جان و مال کی حفاظت حکومتِ اسلامیہ کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔

اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْكُمْ شَیْــٴًـا وَّ لَمْ یُظَاهِرُوْا عَلَیْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَیْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْؕ

(پ ۱۰ التوبہ ۴)

ترجمہ "مگر وہ مشرکین کہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا اور جنہوں نے عہد کی خلاف ورزی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی، اُن کے ساتھ معاہدہ کی مدت ختم ہونے تک اپنے عہد کی پابندی کرو کیونکہ اللہ پرہیز گاروں کو پسند کرتا ہے۔"

سو معاہد (جس کے ساتھ معاہدہ ہو) پر دست درازی ممنوع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"جو شخص معاہد کو قتل کرے گا اُسے بہشت کی خوشبو تک نہیں آئے گی"

آپ کا مزید ارشاد ہے:۔

"خبردار! جو شخص کسی معاہد پر ظلم کرے گا، اُس کے حقوق سلب کرے گا، اُس پر اُس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالے گا یا اُس سے کوئی چیز چھینے گا، اُس کے خلاف قیامت کے

Marfat.com

دن میں خود استغاثہ کروں گا۔" (ابوداؤد)

اگر کوئی مفتوح قوم جزیہ دینے پر راضی ہو جائے تو اُسے اسلامی حکومت میں مسلمان رعایا کی طرح کے حقوق حاصل ہو جاتے ہیں اس لیے اُن کی زمینوں پر غاصبانہ قبضہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اُنہیں بنیادی شہری حقوق سے محروم کیا جا سکتا ہے۔ اُن کے مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کی جا سکتی۔ جزیہ یا خراج کی مقدار کا تعین اُن کی مالی حالت سے زیادہ نہیں کیا جا سکتا۔ بے روزگار لوگوں پر جزیہ معاف ہو جاتا ہے۔ جزیہ صرف اُن افراد سے وصول کیا جائے گا جو اہلِ قتال ہوں گے، غیر اہلِ قتال یعنی بچے، بوڑھے، عورتیں، اندھے اور معذور وغیرہ سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔

ذمیوں کے بارے میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا فرمان ہے:-

"اگر تم کسی قوم کے خلاف جہاد کرو اور اُس پر غلبہ پالو اور وہ قوم اپنی اور اپنی اولاد کی جان بچانے کے لیے جزیہ ادا کرنے پر رضامند ہو جائے تو پھر تم اُس سے مقررشدہ جزیہ سے ایک حبّہ بھی زائد نہ لینا۔ یہ تمہارے لیے جائز نہ ہوگا۔" (ابوداؤد)

اہل نجران سے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ایک معاہدہ کیا تھا اُس کے اقتباسات اِس طرح ہیں:-

"نجران کے نصاریٰ کے جان و مال کی حفاظت کی جائے گی، اُنہیں کامل مذہبی آزادی ہوگی، اُن کے مذہبی نشانات یعنی صلیبیں اور تصاویر اپنی سابقہ حالت پر بحال رہیں گی، کسی راہب اور خادم کو کلیسا کی خدمت سے نہیں ہٹایا جائے گا، اُن کی زمینوں کو کوئی لشکر پامال نہیں کرے گا اور نہ ہی جزیہ کی وصولی کے بعد کسی سے فوجی خدمت لی جائے گی اور اُن کے ساتھ ہر معاملہ میں مکمل انصاف کیا جائیگا۔"

Marfat.com

اِسی طرح حضرت ابُو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں اہلِ حیرہ سے جو معاہدہ ہوا تھا اُس کی شرائط یُوں ہیں :-

"اُن کا کوئی گرجا مسمار نہیں کیا جائے گا، انہیں ناقوس بجانے اور عید کے روز صلیب لگانے کی اجازت ہوگی"

حضرت عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ دمشق کے ساتھ اِس طرح کا معاہدہ کیا تھا :-

"اُنہیں امان دی جائے گی، اُن کے مکانات نہیں گرائے جائیں گے، اُن کے مکانات پر کوئی مسلمان قبضہ نہیں کرے گا، ان کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کیا جائے گا بشرطیکہ وہ جزیہ کی ادائیگی کرتے رہیں گے"

اِسلامی حکومت میں ذمی کے خون کی قدر و منزلت مسلمانوں کے خُون کے برابر ہے۔ اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو قتل کرے گا تو اُس سے قصاص لیا جائے گا۔ اگر کوئی ذمی مفلس و نادار ہو تو اُس کا جزیہ معاف کر دیا جاتا ہے بلکہ بعض دفعہ ذمیوں کو اِسلامی خزانے سے وظائف بھی دیئے گئے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عمر رسیدہ ذمی کو بھیک مانگتے دیکھا تو پُوچھا کہ تُم یہ مذموم حرکت کیوں کر رہے ہو ؟ اُس نے جواب دیا کہ مَیں جزیہ ادا کرنے کے لیے بھیک مانگنے پر مجبُور ہوں۔ یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور اُس کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر کے خزانچی کو لکھا :-

"واللہ ! یہ ہرگز انصاف نہیں کہ ہم اِس کے شباب سے فائدہ اُٹھائیں اور بڑھاپے میں اِسے رسوا کریں"

اِسلام نے انسانی حُرمت پر جس قدر زور دیا اُس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی حتیٰ الوسع اِسلام میں جنگ و جدال سے اجتناب برتا گیا ہے۔

جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے :-

Marfat.com

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (پ۱۰ الانفال ۶۱)

ترجمہ "اگر وہ صلح کے لیے جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو کہ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔"

مزید فرمانِ الٰہی ہے :۔

فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ
فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝

(پ۵ النساء ۹۰)

ترجمہ "اگر وہ تم سے ہاتھ کھینچ لیں اور جنگ نہ کریں اور صلح کرنا چاہیں تو ایسی صورت میں اللہ نے تمہیں دست درازی کی کوئی راہ نہیں دی۔"

ترکِ جہاد کی سزا

فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ وَّيَسْتَبْدِلْ
قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (پ۱۰ التوبہ ۳۹)

ترجمہ "اگر تم جہاد کے لیے نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک سزا دے گا اور تمہاری جگہ کسی اور قوم کو اٹھا لائے گا اور تم اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ :۔

"جب لوگ جہاد کرنا چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر سخت

ابتلاء مسلط کر دے گا اور وہ اس سے اُس وقت تک نہ نکل سکیں گے جب تک کہ اپنے دین کی طرف نہ لوٹ آئیں گے۔"

(مسند احمد، ابُوداؤد)

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سُنا کہ:-

"اے ثوبان! اُس وقت تمہاری حالت کیا ہو گی جب تُم پر دوسری قومیں اِس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح تُم کھانے کے برتن پر لقمے لینے کے لیے ٹوٹ پڑتے ہو۔" حضرت ثوبان نے عرض کی: "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں اے اللہ کے رسولؐ کیا ہماری یہ حالت قلّتِ تعداد کی وجہ سے ہو گی؟" حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: "نہیں! بلکہ تعداد میں تم زیادہ ہو گے لیکن تمہارے دِلوں کے اندر کمزوری اور بزدلی پیدا ہو جائے گی۔" دوسرے صحابہؓ نے عرض کی: "یارسولَ اللہ صلّی اللہ علیک وسلّم کمزوری سے کیا مراد ہے؟" فرمایا: "تمہارا دُنیا کی محبت میں گم ہو جانا اور لڑائی سے جی چُرانا کمزوری ہے۔"

Marfat.com

سوچا بھی ہے اے مردِ مسلماں کبھی تُو نے
کیا چیز ہے فولاد کی شمشیرِ جگر دار
اُس بیت کا یہ مصرعِ اوّل ہے کہ جس میں
پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار

ہے فکر مجھے مصرعِ ثانی کی زیادہ
اللہ کرے تجھ کو عطا فقر کی تلوار
قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن
یا خالدِؓ جانباز ہے یا حیدرِؓ کرار

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں
ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں

گراں بہا ہے تو حفظِ خودی سے ہے ورنہ
گہر میں آبِ گہر کے سوا کچھ اور نہیں
رگوں میں گردشِ خُوں ہے اگر تو کیا حاصل؟
حیات سوزِ جگر کے سوا کچھ اور نہیں

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

عقل و دل و نگاہ کا مُرشدِ اوّلیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بُت کدۂ تصوّرات
صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق صبرِ حسینؑ بھی ہے عشق
معرکۂ وجُود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

لَوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجُود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
شَوق اگر تیرا نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اِک شرعِ مُسلمانی، اِک جذبِ مُسلمانی
ہے جذبِ مُسلمانی سِرّ فلکُ الافلاک
اَے رہروِ فرزانہ! بے جذبِ مُسلمانی
نے راہِ عمل پیدا، نے شاخِ یقیں نمناک
رمزیں ہیں محبّت کی گستاخی و بے باکی
ہر شوق نہیں گستاخ ہر جذب نہیں بیباک
فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا
یا اپنا گریباں چاک یا دامنِ یزداں چاک

حضرتِ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

تیرا جوہر ہے نوری پاک ہے تو
فروغِ دیدۂ افلاک ہے تو
ترے صیدِ زبوں افرشتہ و حور
کہ شاہینِ شہِ لولاک ہے تو

ترا تن روح سے ناآشنا ہے
عجب کیا آہ تیری نارسا ہے
تنِ بے روح سے بیزار ہے حق
خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

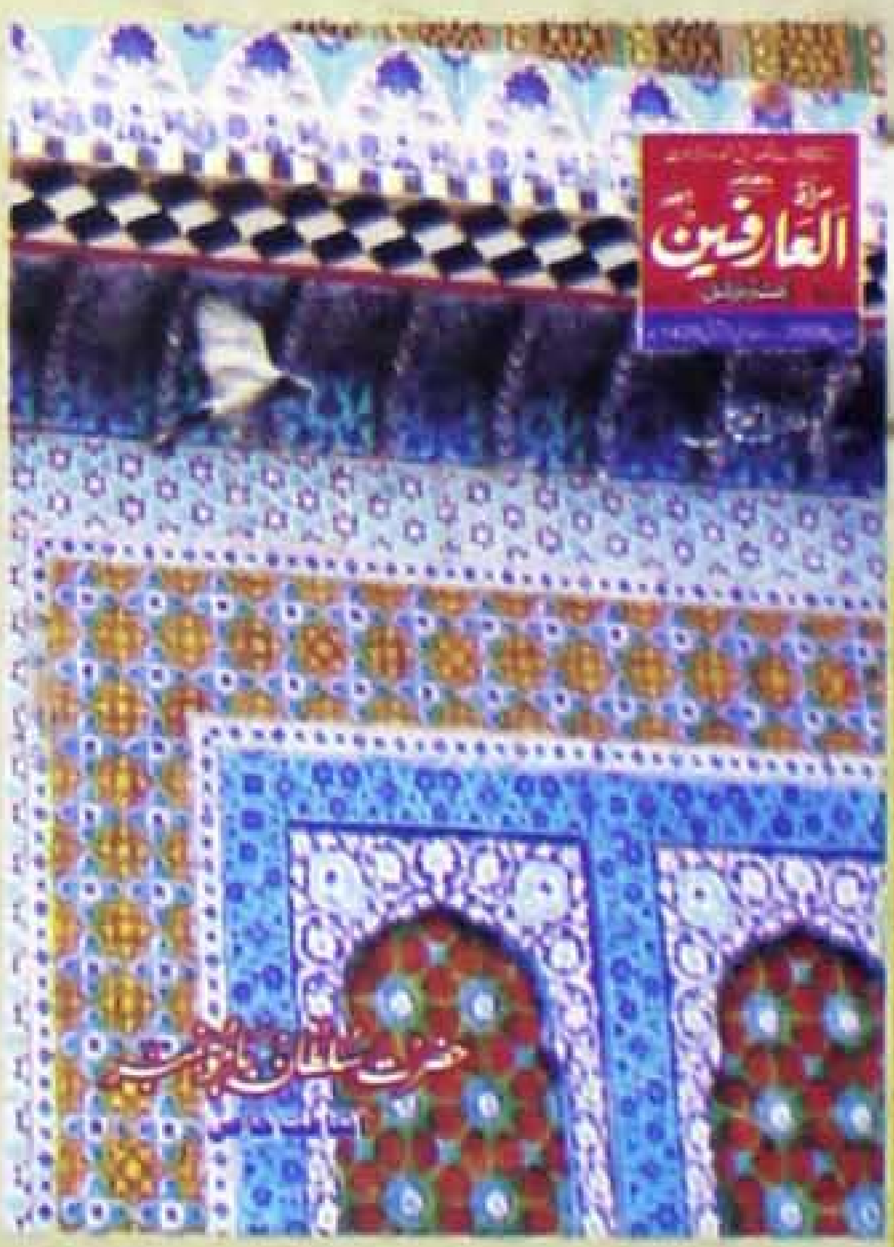

ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

حضرت سلطان باھو نمبر

اشاعت خاص جلد اول

صفحات: 228 قیمت: -/250

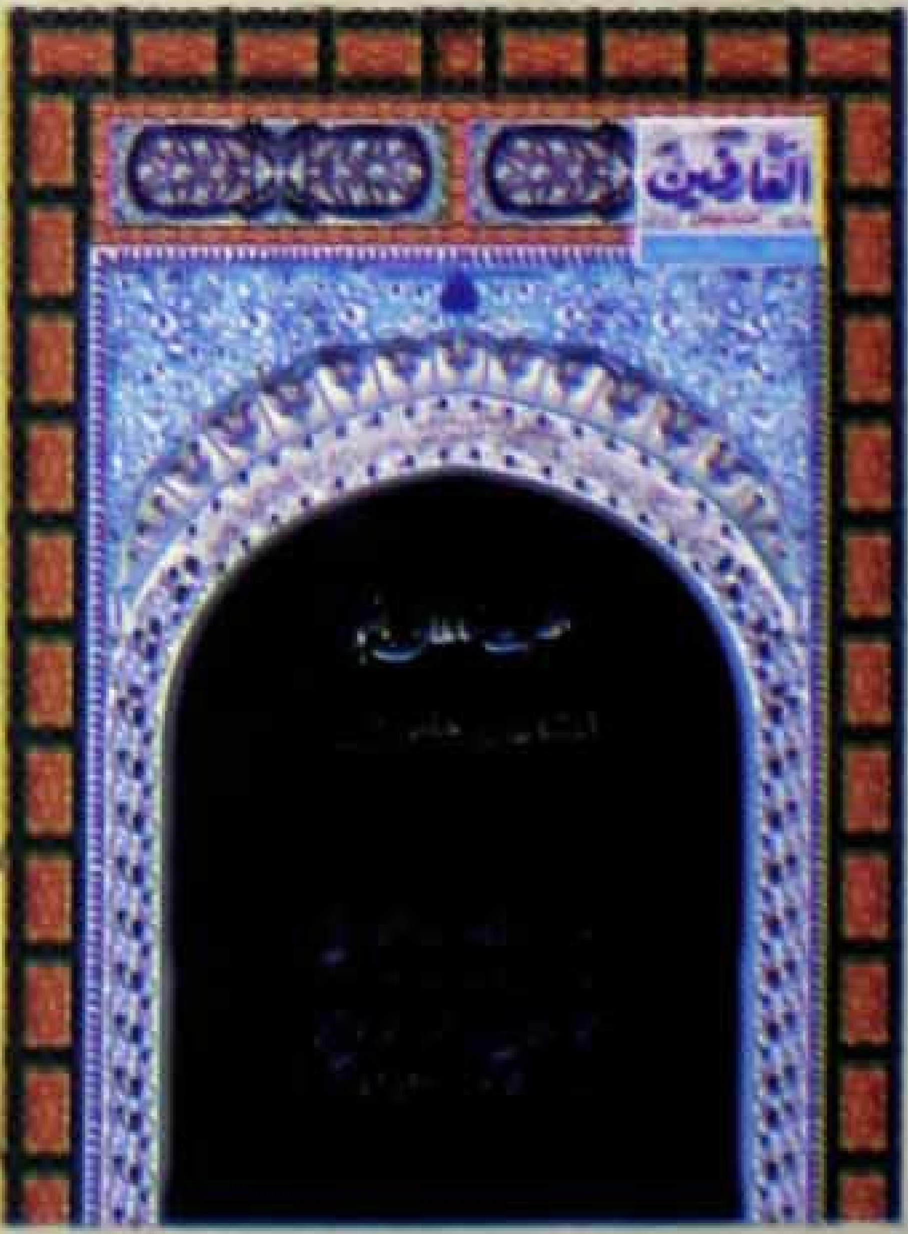

ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

حضرت سلطان باھوؒ

اشاعت خاص جلد دوم

صفحات: 840 قیمت: -/500

تصنیف لطیف: سلطان العارفین

حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز

اسرار القادری

صفحات: 207 قیمت: -/240

العارفین پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور پاکستان

ہیڈ آفس: دربار عالیہ حضرت سلطان باھوؒ ضلع جھنگ پاکستان

فون نمبر: 0092-47-5320594, 5320694

آفس: آفس نمبر 9، سیکنڈ فلور، اسلم آرکیڈ، 16 میکلوڈ روڈ، لاہور

فون: 0092-42-37366066 فیکس: 0092-42-37509009

ویب سائٹ www.alfaqr.net ای میل alarifeenpublication@hotmail.com

ISBN 978-969-9290-12-1

Rs. 340.00